اُردو ترجمہ کتاب

عین الفقر

تصنیفِ لطیف

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ

حضرت سلطان باھوؒ اکیڈمی

حق باھوؒ منزل

۱۴۴ اجی، گلشن راوی، لاہور

اُردو ترجمہ کتاب

عین الفقر

تصنیفِ لطیف

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ

حضرت سلطان باہوؒ اکیڈمی

حق باہوؒ منزل

۱۴۴ اجی، گلشن راوی، لاہور

نام کتاب ———— ترجمہ عین الفقر
مترجم و شارح ———— پروفیسر ڈاکٹر کے' بی' نسیم
مطبع ———— ندیم پرنٹنگ پریس لاہور
تعداد اشاعت ———— ایک ہزار
کمپوزنگ ———— انکشاف کمپیوٹرز پبلشرز
———— فلیٹ نمبر ۲۲۔ او' ریواز گارڈن لاہور
ہدیہ ———— تقسیم فی سبیل اللہ برائے فیض خلق خدا
بار اول ———— ۱۹۹۵ء

ملنے کا پتہ

حضرت سلطان باھوؒ اکیڈیمی' ۱۴۴ جی' گلشن راوی لاہور

مترجم و شارح:

فقیر (ڈاکٹر) کے، بی، نسیم، سروری قادری
ایم۔اے (پنجاب)، پی، ایچ، ڈی (مانچسٹر)
سابق ڈین السنۂ شرقیہ، پشاور یونیورسٹی

الله
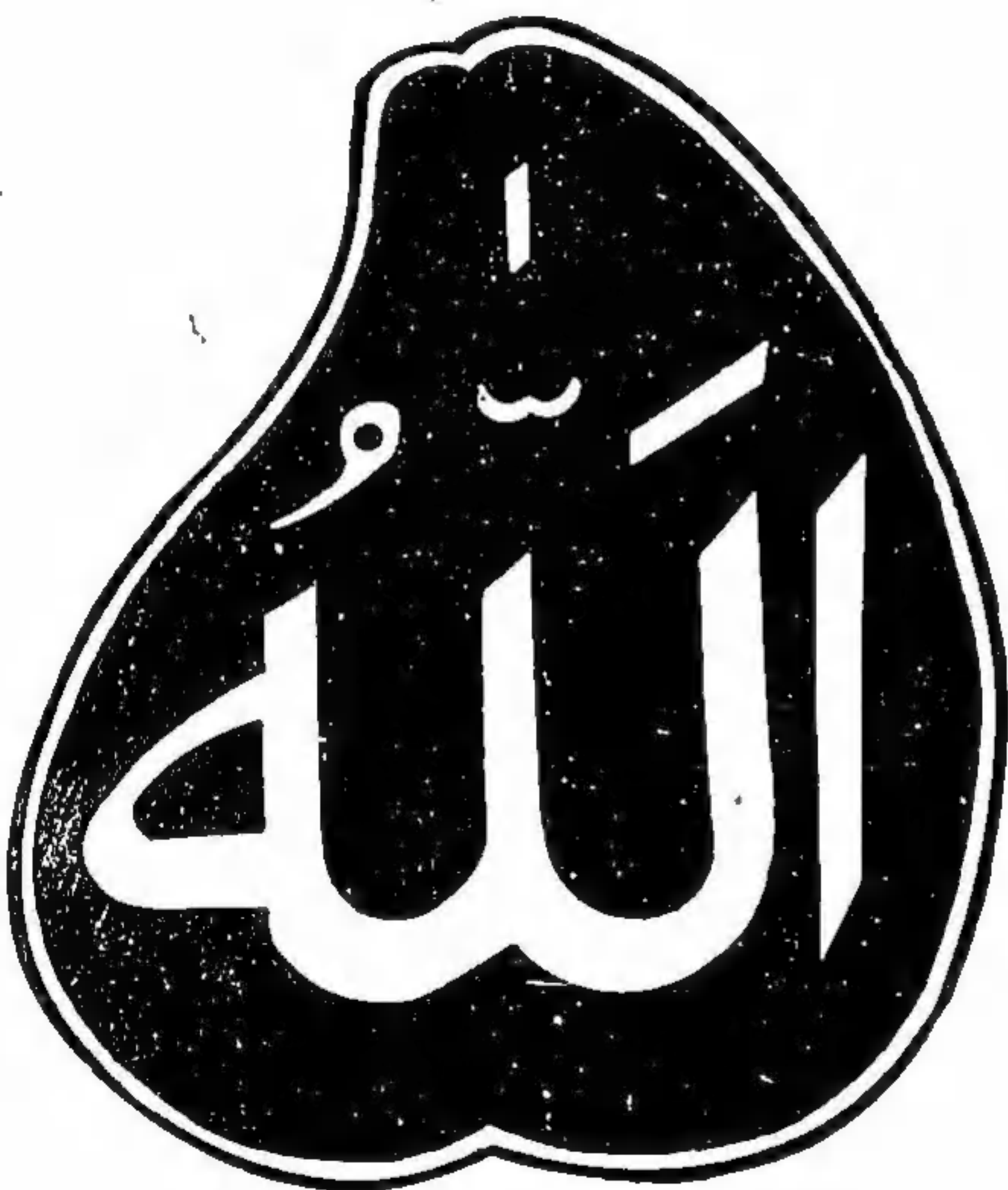
فہرست مضامین اردو ترجمہ عین الفقر

ج

باب پنجم

باب ششم

باب ہفتم

باب ہشتم

باب نہم

باب دہم

دیباچہ

"تیغ برھنہ" "کلید التوحید خورد" اور "گنج الاسرار" کے بعد "عین الفقر" حضرت سلطان باھوؒ کی یہ چوتھی نثری قلمی تصنیف ہے، جو اس بار حضرت سلطان باھوؒ اکیڈیمی اور حضرت سلطان باھوؒ ٹرسٹ کے باہمی اشتراک سے تدوین اور اردو ترجمہ و تشریح کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے۔

یہ ضخامت کے اعتبار سے سلطان العارفینؒ کی بڑی کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ اور ان کی تعلیمات و افکار کے لحاظ سے اسے اساسی اور کلیدی حیثیت حاصل ہے۔

جہاں تک اس کے نفس مضمون کا تعلق ہے تو اس کی وضاحت کی چنداں ضرورت نہیں، "اس لئے کہ حضرت سلطان باھوؒ کی تمام نگارشات کا مضمون اور موضوع ایک ہی ہے اور ہر کتاب کے تقریباً" ہر صفحے پر علم "تصور اسم اللہ ذات" اور علم "دعوت القبور" اور ان سے حاصل ہونے والے درجات، مراتب اور کمالات کا ذکر اور تفصیل موجود ہے۔ حضرت سلطان باھوؒ کی کوئی ایک کتاب پڑھ لیں، تو گویا آپ نے ان کی تمام کتابیں پڑھ لی ہیں اور تمام کتابیں پڑھ لیں تو گویا آپ نے ان کی ایک ہی کتاب پڑھ لی ہے۔ ان کی کوئی ایک کتاب غور سے پڑھ کر سمجھ لیں تو تمام کتابوں کے مندرجات اور مضامین کی سمجھ آجاتی ہے۔

زیر نظر کتاب "عین الفقر" کا اسلوب نگارش بہت پیچیدہ اور گنجلک ہے۔ اس کی اور حضرت سلطان باھوؒ کی دیگر کتابوں کی تمام کی تمام فارسی نثر مسجع اور مقفیٰ ہے اور یہ شاعری کی صنعت ہے۔ اس کا رواج قدیم فارسی نثر نگاروں میں پایا جاتا تھا۔ سعدی شیرازی کی "گلستان" میں اسی نوع کی نثر موجود ہے اور اسے اپنی ادبی خوبیوں اور محاسن کی وجہ سے عالمی شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔ مگر حضرت سلطان باھوؒ کے اشعار جس طرح معریٰ اور آزاد ہیں اور ان میں قوافی اور ردائف کی صحت کا کوئی خاص لحاظ نہیں رکھا گیا، اسی طرح آپ کی نثر بھی فارسی قواعد و ضوابط کی قیود اور لوازم سے آزاد اور معریٰ ہے۔ دراصل حضرت سلطان

باھوؒ کا مقصد مروجہ فارسی زبان کے ذریعے اپنے مافی الضمیر خیالات اور روحانی فلسفے کا اظہار تھا۔ فصاحت و بلاغت سے آپ کو کوئی سروکار نہیں تھا اور حقیقت یہ ہے کہ جو امور واردات قلبی یا الہام کے ساتھ مخصوص ہیں ان کیفیات کی صداقت سخن طرازی اور عبارت آرائی سے بے نیاز ہوتی ہے' بالکل ایسے ہی جیسے حسین و جمیل چہروں کو مشاطگی کی حاجت نہیں ہوتی۔ حضرت سلطان باھوؒ کا موضوع اور مضمون ہی اتنا بلند و ارفع اور اس قدر محاسن کا حامل ہے کہ وہ بظاہر غیر بلیغ اور غیر فصیح سادہ فارسی عبارتوں میں بھی منور اور روشن نظر آ رہا ہے اور ایک دنیا اس سے فیضیاب اور مستفید ہو رہی ہے(۱)

"عین الفقر" کے قلمی نسخہ کو ترتیب دیتے وقت حضرت فقیر نور محمد صاحب کلاچویؒ کے قلمی نسخہ کو جو ۲۰ ماہ شعبان المعظم ۱۳۳۲ھ میں انہوں نے خود اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا' پیش نظر تمام قلمی نسخوں میں سب سے زیادہ خوشخط اور نسبتاً قدیم ہونے کی وجہ سے متن قرار دیا گیا ہے۔

خاکسار نے "عین الفقر" کے ترجمہ و تشریح کے کام کو جون ۱۹۹۲ء میں شروع کیا تھا' جبکہ مولف پشاور یونیورسٹی سے بحیثیت ڈین السنہ ء شرقیہ ریٹائر ہوُا تھا۔ پھر نومبر ۱۹۹۲ء میں مجھے اور میری اہلیہ کو اپنی پیاری بیٹی یاسمین اور داماد ڈاکٹر خالد محمود نے سیرو سیاحت کے لئے فلوریڈا (امریکہ) بلایا' تو ہم امریکہ چلے گئے۔ "عین الفقر" کے مرتب کرنے کا تقریباً تمام کام امریکہ ہی میں پایہء تکمیل کو پہنچا۔ تحقیقی کام کرنے کے لئے خوشگوار فضا اور ماحول کی از حد ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ سہولیات مجھے وہاں میسر آئیں۔ بیٹی اور داماد کا نو تعمیر شدہ گھر سمندر کے کنارے واقع تھا۔ لکھنے پڑھنے کے لئے یہ ایک آئیڈیل ماحول تھا۔ "عین الفقر" کے آٹھ باب وہاں مکمل ہو گئے۔ دو باب باقی رہ گئے تھے' جو مارچ ۱۹۹۳ء کے اواخر میں پاکستان واپس پہنچ کر مکمل ہو سکے۔

۱۔ عقل بیدار' ترجمہ و شرح از صاحبزادہ فقیر عبدالحمید سروری' کلاچی' ڈیرہ اسمٰعیل خاں' ۱۹۹۲ء ص ۸۔۹

بندہ نے حتی الامکان اپنی طرف سے بھرپور کوشش کی ہے کہ یہ ترجمہ اغلاط سے پاک ہو، مگر پھر بھی انسان خطا کا پتلا ہے۔ اگر قارئین کرام کو اس میں کوئی نقص یا خامی اور غلطی نظر آئے تو وہ از راہ کرم اس کی نشان دہی کریں، تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جا سکے اور دعا کریں کہ پروردگار عالم اس کتاب کے طفیل ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت اور عشق کی دولت عطا فرمائے، جس پر ایمان کا دارومدار ہے۔

یہ دیباچہ نامکمل رہے گا، اگر میں دو مقتدر شخصیات کا آخر میں تذکرہ نہ کروں، جن کا اگر مالی تعاون حاصل نہ ہوتا تو یہ ترجمۂ کتاب معرض وجود میں ہی نہ آتا۔ ان میں پہلا نام نامی جناب صاحبزادہ حضرت سلطان نیاز الحسن صاحب کا ہے، جو سلطان العارفینؒ کے عظیم خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں اور دوسرے میرے مخلص اور مخیر دوست اور حضرت سلطان باھوؒ کے عقیدت مند جناب احمد ندیم کا ہے۔ میں ان دونوں ذی وقار حضرات کا تہ دل سے ممنون ہوں، جنھوں نے اس کتاب کے طباعت کے جملہ اخراجات برداشت کیے۔

"عین الفقر" کے اس اردو ترجمہ اور تشریح پر جناب صاحبزادہ حضرت فقیر عبدالحمید، سجادہ نشین نوریہ، کلاچی اور جناب پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ سلطان الطاف علی، چیئرمین بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ، کوئٹہ نے نظر ثانی فرمائی اور مناسب ترامیم تجویز کرتے ہوئے مفید مشورے عنایت فرمائے۔ میں ان گرامی قدر حضرات کا بھی انتہائی سپاسگذار ہوں اور دعا گو ہوں، کہ اللہ تعالیٰ انہیں دین و دنیا میں صلاح و فلاح سے بے حد نوازے۔ "آمین" اور مجھ عاصی کی اس سعی جمیل پر تشنگان بادۂ حقیقت کو راہ ہدایت دکھلائے۔ اور میرے لئے یہ توشۂ آخرت بنائے۔ (آمین)

احقر

کے، بی، نسیم، لاہور

سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ کے مختصر سوانح حیات

حضرت سلطان باھوؒ اللہ تعالیٰ کے وہ برگزیدہ ولی تھے، جنہوں نے اپنی ساری زندگی اشاعت اسلام اور تبلیغ حق میں گذار دی۔ وہ بے پناہ عارفانہ خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ ولایت کے مقام ارفع پر پہنچے۔ اس کے باوجود وہ خود کو ناچیز ظاہر کرتے۔ آپ کی طبیعت میں عجز و انکساری اور خاکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ نے شہرت، غرور و تکبر اور خود نمائی جیسی چیزوں سے ہمیشہ نفرت کی۔ راہ حق میں آپ نے بڑی جانفشانی اور لگن سے لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ آپ دولت ولایت سے مالامال تھے اور یہ شرف بھی آپ کو حاصل ہے کہ آپ پیدائشی ولی اللہ تھے۔ آپ اویسی سلسلہ سے وابستہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قبر مبارک میں یہ فیض رکھ دیا ہے کہ آپ مزار شریف پر حاضر ہونے والے کی تربیت فرما دیتے ہیں۔ مغل شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں آپ کے شب و روز گزرے۔ آپ کے دہلی کے چند روزہ قیام کے دوران میں شہنشاہ اورنگ زیب آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہونا چاہتا تھا، مگر آپ نے انکار کیا۔ آپ ذاتی اغراض اور دنیاوی دلچسپیوں سے بے نیاز تھے۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ یاد خداوندی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں گذرا۔ آپ کی تعلیمات و افکار سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن پاک اور سنت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر عمل پیرا ہونے سے ہی انسان کو روحانی دولت میسر ہوتی ہے اور یہی عمل باعث نجات اور کامیابی و کامرانی کا ذریعہ ہے۔

حضرت سلطان باھوؒ ۱۰۳۹ھ بمطابق ۱۶۳۱ء میں شورکوٹ کے نواح میں پیدا ہوئے۔ آپ نے لڑکپن کی زندگی حالت یتیمی میں بسر کی، لیکن آپ کی صالح اور نیک سیرت والدہ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا نے جن کا سینہ توحید سے منور تھا، آپ کی تربیت اس انداز سے کی کہ آپ ایک دن دنیا کے سامنے چمکتے ہوئے آفتاب بن کر نمودار ہوئے۔ حضرت سلطان باھوؒ کی ولی اللہ والدہ ماجدہ نے اپنے اس لخت جگر کو ہمیشہ باوضو دودھ پلایا، جس سے آپ کے رگ و ریشہ میں عبادت و پاکیزگی سرایت کر گئی۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ جس معصوم بچے کی والدہ ایسی طاہرہ ہوں، اس کا ستارۂ قسمت

کیوں نہ بلند ہو۔

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیلؑ کو آداب فرزندی

جب آپ جوان ہوئے تو والدہ محترمہ نے ظاہری پیرو مرشد کے ہاتھ پر بیعت کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ آپ نے سب سے پہلے گڑھ بغداد کے بزرگ حبیب اللہ قادریؒ اور پھران کے پیرو مرشد حضرت عبدالرحمٰنؒ قادری دہلوی سے باطنی فیوضات حاصل کئے' جو اورنگ زیب عالمگیر کے شاہی منصب دار تھے۔

حضرت سلطان باھوؒ کی تمام عمر سیرو سفر اور گمنامی(۱) میں گزری۔ آپ ہمیشہ اپنے آپ کو لوگوں سے پوشیدہ رکھتے تھے اور انوار ذات کی کثرت تجلیات کے سبب کبھی کسی کرامت کا ظہور ہوتا تو آپ جگہ چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جاتے' تاکہ لوگوں کی زیادہ آمدو رفت یاد حق اور عبادت الٰہی میں خلل انداز نہ ہو۔ پھر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ آپ کے نزدیک ظاہری کشف و کرامات کی کوئی وقعت نہ تھی۔ چنانچہ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں:-

"اگر بر ھوا پری مگسی و اگر بر آب روی خسی و اگر دل مردمان را مسخر گردانی' اہل ہوسی"۔ یعنی اگر تو ہوا میں اڑتا ہے تو ایک مکھی کے برابر ہے اور پانی پر چلتا ہے تو ایک ادنیٰ تنکے کے برابر ہے۔ اور اگر عوام الناس کو اپنی کرامات کی طرف مائل کرے اور ان کے دلوں کو مسخر کرلے تو اہل ہوس ہے۔

سلطان العارفین (عارفوں کے بادشاہ) آپ کا مشہور و معروف لقب ہے۔ آپ کی نظر کرم اور توجہء باطنی سے بے شمار طالبان حق خدا رسیدہ ہو گئے۔ آپ کی نظر عنایت اور توجہء باطنی کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ آپ ایک ہی نگاہ سے جاہل کو عالم اور مردہ دل کو زندہ دل' روشن ضمیر اور کامل ولی اللہ بنا دیتے تھے۔ کسی دنیادار کو نظر بھر کر دیکھتے تو اسے دل کی دنیا میں آباد کر دیتے اور دولت اخروی سے مالا مال کر دیتے تھے۔ اگر کسی غیر مسلم پر آپ کی نظر لطف و کرم پڑجاتی تو اسے کلمہء طیبہ پڑھ لینے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا تھا۔

۱۔ مخزن الاسرار از حضرت فقیر نور محمد کلاچویؒ لاہور' سال اشاعت مذکور نہیں' ص ۱۸۷

اس طرح ہزاروں غیر مسلم محض آپ کی نظر کرم سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ سبحان اللہ! یہ کتنا بڑا فضل خداوندی ہے کہ اس نے اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے اولیائے کرامؒ کی نظر میں اتنی تاثیر پیدا کر دی۔ "مناقب سلطانی" میں منقول ہے کہ عالم طفولیت میں ایک دفعہ جب آپ بیمار ہوئے تو آپ کی اجازت سے لوگ ایک برہمن طبیب کو بلانے کے لئے اس کے گھر گئے۔ برہمن نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں وہاں گیا' تو مسلمان ہو جاؤں گا۔ بہتر یہ ہے کہ آپ ان کا قارورہ یہاں لے آئیں' لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ جب برہمن طبیب نے قارورہ کی بوتل کو اٹھا کر دیکھا' تو بے ساختہ اس کی زبان پر کلمہء طیبہ جاری ہو گیا۔ اس چشمہء معرفت سے بے شمار طالبان حق کو باطنی فیض ملا۔ آپ اپنی تالیفات میں خود فرماتے ہیں کہ اس فقیر نے لاکھوں بلکہ ان گنت طالبوں کو ایک دم میں ایک قدم پر خدا رسیدہ کیا ہے اور یہ امر واقع ہے کہ اس دار فانی سے پردہ فرما چکنے کے بعد بھی آپ کی قبر انور سے فیض کا سلسلہ جاری ہے اور آج بھی ہزاروں لاکھوں خوش نصیب لوگ آپ کے روضہء پرانوار کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور باطنی فیوضات حاصل کرکے بامراد واپس لوٹتے ہیں اور یہ تو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور ہزاروں لاکھوں خاص و عام دیکھتے ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک دیکھتے رہیں گے کہ جس وقت لوگ آپ کے مزار مقدس کی زیارت کے لئے خانقاہ شریف کے اندر داخل ہوتے ہیں' تو مزار شریف کو دیکھتے ہی بے اختیار ذات الٰہی کے شوق سے رونے لگ جاتے ہیں اور ذکر جہر ان کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔

سینکڑوں بانصیب آدمی صاحب حال' زندہ دل' صاحب تاثیر ذاکر قلبی اور ذاکر روحی ہو جاتے ہیں۔ یہ محض کمال اطاعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نتیجہ ہے۔

آپ کا وصال مبارک ۶۳ برس کی عمر میں ۱۱۰۲ھ بمطابق ۱۶۹۴ء میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک ضلع جھنگ تحصیل شور کوٹ میں تھانہ گڑھ مہاراجہ سے چار

کلو میٹر کے فاصلہ پر دریائے چناب سے جنوب مغرب کی طرف ایک گاؤں میں واقع ہے' جو آپ ہی کے اسم مبارک یعنی موضع سلطان باھوؒ سے موسوم ہے۔

علم تصوف میں آپ نے ایک سو سے زائد کتابیں فارسی زبان میں تحریر فرمائی ہیں۔ آپ کی تصانیف کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ پڑھنے کے ساتھ ہی ان کی تاثیر بھی شروع ہو جاتی ہے۔ اور ان میں سے کسی ایک کا بلاناغہ مطالعہ ہی طالب حقیقی کو منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔

آپ خود فرماتے ہیں کہ میری نگارشات اکثر القائیہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی لطیف تاثیرات طالب حق کے رگ و پے میں اترتی چلی جاتی ہیں۔ اس کا حوصلہ بندھتا ہے اور اسے اپنی خوابیدہ صلاحتیں بیدار ہوتی نظر آتی ہیں۔ اپنی تصنیف لطیف "اورنگ شاہی" میں ارشاد فرماتے ہیں: "جو اس تمام رسالہ کو پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کا مطلب پورا کر دے گا اور دنیا و آخرت میں لامحتاج رہے گا' بلکہ اس رسالہ کا مطالعہ عین فرض ہے' کیونکہ یہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ اس رسالے کا نام "اورنگ شاہی" رکھا گیا ہے اور حضور نمائے توحید الٰہی کا خطاب اس کو دیا گیا ہے۔ پس جو شخص اسے اخلاص سے پڑھے گا' اسے ظاہری مرشد کی ضرورت نہیں رہے گی' کیونکہ اس کے مطالعہ سے ہمیشہ کے لئے لوح محفوظ منکشف ہو جاتی ہے اور جہاں چاہتا ہے اپنی دید کو توفیق پہنچا سکتا ہے"۔

آج کے روحانیت سوز ماحول میں جبکہ انفرادی اور اجتماعی ہر سطح پر مادیت اور براہیت کے فروغ نے بالاخر انسان کی باطنی شخصیت کو شکست و ریخت کا شکار بنا دیا ہے۔ ہر طرف انتشار' کجروی اور بے راہروی کی ایک لہر دوڑ رہی ہے اور مسلمان ہمہ گیر زوال سیرت میں مبتلا ہیں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ بھٹکی ہوئی انسانیت کو پھر سے رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چشمہء فیض کی طرف متوجہ کیا جائے اور اتباع سنت و پیروی شریعت کو ملک میں فروغ دینے کے لئے سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ اور دیگر اولیائے کرامؒ

کے حقیقی مشن کو عالمی سطح پر جاری و ساری کیا جائے اور اس سلسلہ میں منظم انقلابی تحریک چلائی جائے، جس کا منتہائے مقصود حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت و اتباع کے جذبہ کو ایک زندہ اور فعال قوت بنا کر مردہ دلوں کو ذوق رہبری سے سرشار کرنا ہو:

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

(اقبال)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ ○ لَم یَزَل وَلَا یَزَالُ یُخرِجُ الحَیَّ مِنَ المَیِّتِ وَیُخرِجُ المَیِّتَ مِنَ الحَیِّ (۱) لَیسَ کَمِثلِہٖ شَیٌٔ وَھُوَ السَّمِیعُ البَصِیرُ (۲)
و درود بر سید السادات اشرف کل مخلوقات ہژدہ ہزار رسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق۔

حدیث قدسی

لَولَاکَ لَمَا خَلَقتُ الاَفلَاکَ نعت اوست۔ قُل اِن کُنتُم تُحِبُّونَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُونِی یُحبِبکُمُ اللّٰہُ (۳) ہم ذات ست مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصحَابِہٖ وَاَہلِ بَیتِہٖ اَجمَعِینَ۔

بدانکہ این کتاب را نام عین الفقر نہادہ شد کہ طالبان اللہ تعالیٰ و فقراء فنا فی اللہ را در ھر مقام از خاص و عام مبتدی و منتہی و متوسط بہرۂ عظیم طریق صراط المستقیم سراسرار مشاہدات تجلیات نور الانوار توحید عین ذات علم الیقین عین الیقین حق الیقین حق محبت نصیب کند۔

حدیث قدسی

کُنتُ کَنزاً مُخفِیاً فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ لِاُعرَفَ (۴)
ثابت قدم بشناسد۔ و خلاف از راہ شرع شریف محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نکند۔ و از راہ راستی غلط نورزد۔ و در استدراج و بدعت نیفتد۔

۱۔ سورہ یونس، ۱۰: ۳۱، ۲۔ سورہ الشوریٰ، ۴۲: ۱۱، ۳۔ سورہ آل عمران، ۳: ۳۱، ۴۔ موضوعات کبیر، ملا علی قاری، ص ۵۴

تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کو ہیں جو سارے جہانوں کا مالک ہے۔ جس کی ذات کو ہمیشگی ہے۔ وہ قادر مطلق جو زندہ کو مردے سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔ اور کوئی چیز بھی جس کی مثل نہیں اور وہ سب مخلوق کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے۔
درود و سلام نامحدود سید السادات جناب احمد کبریا محمد مجتبیٰ پر ہو جنہیں کل مخلوقات ہژدہ ہزار پر شرف ہے۔ اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنا کر ہدایت اور دین الحق کے ساتھ بھیجا ہے۔

حدیث قدسی

اے پیغمبرؐ! اگر تم نہ ہوتے تو ہم زمین و آسمان کبھی نہ بناتے۔
اللہ تعالیٰ نے ان کی شان میں کلام پاک میں فرمایا ہے 'اے ہمارے پیغمبرؐ! تم لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو تم میری پیروی کرو۔ خدا تعالیٰ تمہیں اپنا دوست بنا لے گا' جن کی شان یہ ہے کہ ان کا اسم مبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے اور ان کی تمام آل، تمام اصحاب اور تمام اہل بیت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔
(اے طالب!) جان لے کہ اس کتاب کا نام عین الفقر رکھا گیا ہے (اس لئے رکھا گیا ہے) کہ طالبان خدا و فقراء فنافی اللہ مبتدیان و منتہیان و متوسطین خاص و عام کو ہر مقام میں نفع عظیم دے اور صراط مستقیم کے طریق پر قائم رکھے۔ اور اسرار و مشاہدات و تجلیات انوار توحید عین ذات پر انہیں علم الیقین (۱) عین الیقین حق الیقین حاصل ہو اور انہیں اس کی محبت کا حق نصیب کرے۔

حدیث قدسی

میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ اس لئے مخلوق کو پیدا کیا۔
(طالب اس راز کو پاتا ہوا) ثابت قدم رہے۔ اور کہیں صراط مستقیم شرع آقائے نامدار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلاف نہ کرے اور سیدھے راستے سے انحراف نہ کرے اور استدراج و بدعت میں نہ پڑ جائے۔

۱۔ جس چیز کو دلیل سے پہچانتے ہیں، اسے علم الیقین کہتے ہیں۔ جیسے مخلوقات کو دیکھ کر خالق کو جاننا اور جس چیز کو مشاہدہ سے حاصل کرتے ہیں اسے عین الیقین کہتے ہیں، جیسے کہ آفتاب کو اپنی ذات کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ ان کے لئے مشاہدہ کافی ہوتا ہے۔ اور مشاہدہ کے نتیجہ کو حق الیقین کہتے ہیں، جیسے مشاہدۂ تجلیات سے تقرب الی اللہ حاصل ہوتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُھُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ (۱)

حدیث ﷺ کُلُّ طَرِیْقَۃٍ رَدَّتْھَا الشَّرِیْعَۃُ فَھِیَ زَنْدَقَۃٌ (۲)

یعنی ہر راھیکہ رد کند شریعت آن راہ کفر است از راہ شیطانی و ھواء نفسانی و دنیای دون رہزن عالمیان خبردار باشند۔

مَنْ طَلَبَ شَیْئًا فَلَا شَیْئَ یَجِدْلَہٗ وَمَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ (۳)

یعنی کسی کہ جوید چیزی را پس نیست ہیچ شی برای او و کسی کہ جوید او را برای او ھمہ چیز است۔ این چند کلمہ بجہت سلک سلوک طیر سیر معنوی (۴) مقصود فقر ففروا الی اللہ مطلوب طالب دنیا ففروا من اللہ مردود۔

نظم

پیکر من از توحیدش شد توحیدش در توحید	عین ازان توحید مطلق ماسوئی دیگر ندید
برد بالا عرش و کرسی باشریعت شاھراہ	ہر مقامش خوش بدیدم سر وحدت ازالہ
ہر حرف توحید بینی ہر سطر توحیدبین	باشم دایم در مطالعہ تا شود حق الیقین (۵)

حدیث

کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ (۶)

میگوید فقیر باھوؒ روندگان راہ آگاہ باشند کہ خدای تعالیٰ در مشرق و مغرب جنوب و شمال و فوق و تحت نیست۔ خدای تعالیٰ در شب و روز آفتاب و ماہتاب در آب و آتش و خاک و باد نیست۔

۱۔ سورہ الاعراف ۷: ۱۸۲، ۲۔ یہ حدیث کتاب مرغوب القلوب صفہ ۹ میں ہے۔ ۳۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، مقام اشاعت و سن مذکورہ نہیں:
مَنْ طَلَبَ شَیْئًا فَلَا تَجِدْہُ خَیْرًا وَمَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ ص ۳، ۴۔ ایضاً "صوری معنوی" ص ۳۔ ۵۔ ایضاً "باش دائم در مطالعہ تاشوی حق الیقین" ص ۴، ۶۔ مرغوب القلوب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جن لوگوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا' ہم بتدریج پکڑیں گے جہاں سے وہ بے خبر ہوں گے۔
حدیث:۔ جس کو شریعت نے رد اور ناپسند کیا' اس پر چلنا بے دینوں کا کام ہے۔ یعنی ہر وہ راہ جس کو شرع شریف رد کر دے' وہ راہ کفر ہے۔ (وہ راہ) شیطانی و ھوای نفسانی اور دنیائے دوں رہزن کا ہے۔ طالبان کو اس میں خبردار رہنا چاہئے۔

حدیث

جو شخص کسی چیز کی طلب کرتا ہے' پس اس کے لئے کوئی چیز نہیں ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو طلب کرتا ہے تو اس کے لئے سب کچھ موجود ہے۔
یہ چند کلمات سلک سلوک کی معنوی طیر سیر کی خاطر ہیں۔ (اور فی الحقیقت) مقصود فقیر کا یہی ہوتا ہے کہ (تمام تعلقات چھوڑ کر) اللہ کی طرف بھاگو اور یہی اس کا مطلوب ہوتا ہے۔ طالب دنیا فقیر وہ ہوتا ہے جو خداوند کریم سے بھاگ کر دنیائے دوں کے درپے ہوتا ہے اور وہ فقیر مردود ہوتا ہے۔

نظم

میرا وجود اس کی توحید سے ہمہ تن توحید ہو گیا۔ اور اس کی عین توحید کے سبب سے خداوند تعالیٰ کے سوا کچھ نہ دیکھا۔
مجھے یہ میرا وجود توحید مطلق کے ذریعہ سے عرش و کرسی سے بالاتر شریعت کی شاہراہ سے لے گیا۔ اور ہر مقام پر میں نے سروحدت الٰہی کا اچھی طرح مشاہدہ کیا۔
(اے فقیر! اے طالب!) خداوند تعالیٰ کو توحید کے ہر حرف اور ہر سطر سے دیکھ۔ میں ہمیشہ اس کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں' تاکہ مجھے حق الیقین حاصل ہو جائے۔

حدیث

ہر برتن سے وہی رستا ہے جو اس میں ہوتا ہے (یعنی جب برتن میں کچھ ہوگا ہی نہیں تو رسے گا کیا خاک)
(اس مقام پر) فقیر باھوؒ فرماتے ہیں کہ سالکان طریقت آگاہ ہو جائیں (کہ خداوند تعالیٰ مکان و زمان سے منزہ ہے) نہ وہ مشرق و مغرب میں ہے نہ جنوب و شمال میں' نہ اوپر اور نہ نیچے' نہ رات و دن میں' نہ سورج اور چاند میں۔

خدای تعالیٰ در قیل و قال نیست۔ خدای تعالیٰ خط خال نگریستن صورت جمال نیست۔ خدای تعالیٰ در ورد و ظائف تسبیح حروف نیست۔ خدای تعالیٰ در زھد تقویٰ پارسائی باہر در گدائی نیست (خدای تعالیٰ در دلق پوشی لب بستہ خاموشی نیست(۱)

ابیات

ای سر تو در سینہء ہر صاحب راز پیوستہ در رحمت تو بر ھمہ باز
ہر کس کہ بدرگاہ تو آمد(۲) بہ نیاز محروم ز درگاہ تو کی گرود باز

وقدرت توحید دریای وحدت الٰہی در دل مومن سکونت گرفتہ۔ کسی کہ خواہد کہ حق حاصل (کند)(۳) و باخدا واصل شود اور را طلب مرشد کامل مکمل باید کہ آن صاحب گنجینہ دل است۔ (از تصور تاثیر اسم اللہ ذکر اللہ وجود فقیر نور است)(۴) ہر کہ محرم دل شود، از نعمت حق تعالیٰ محروم نماند۔ قال علیہ السلام: اَلرَّفِیقُ ثُمَّ الطَّرِیقُ(۵)

حدیث

مَنْ لَّا شَیْخَ لَہٗ فَیَتَّخِذُہُ الشَّیْطَانُ(۶)

بدانکہ دل مومن چیست وسیع از چہاردہ طبق است۔

حدیث قدسی

لَا یَسَعُنِی فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَلٰکِنْ یَسَعُنِی فِی قَلْبِ عَبْدِالْمُؤْمِنِ(۷)

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴، ۲۔ ایضاً'' ص ۵: آیہ، ۳۔ ایضاً'' ص ۵، ۴۔ ایضاً''
۵۔ مرغوب القلوب، ۶۔ ایضاً''، ۷۔ ایضاً''

نہ آب و گل میں اور نہ آتش و ہوا میں ہے اور نہ ہی وہ ذات کسی کی قیل و قال میں ہے۔
اور نہ انسان کے خط و خال' نہ صورت و جمال میں' نہ وردو وظائف میں' نہ زہد و تقویٰ و
پارسائی میں' نہ گداگروں کی گدڑی (اور نہ کسی کے لب بستہ میں ہے)
(اے انسان!) جان لے اور آگاہ ہو جا کہ سر خدا تعالیٰ صاحب راز کے سینہ میں ہے۔ اگر
تو آجائے یعنی اگر تجھے خواہش ہے تو دروازہ کھلا ہے۔ اگر تو نہیں آتا یعنی اگر تیری
خواہش نہیں ہے تو خدا تعالیٰ بے نیاز ہے۔ (اس کو کسی کی پرواہ نہیں)

ابیات

اے وہ ذات! جس کا راز ہر صاحب دل کے سینہ میں رہتا ہے۔ تیری رحمت کا دروازہ
دائمی طور پر سب پر یکساں کھلا ہوا ہے۔
ہر وہ شخص جو کہ تیری درگاہ میں عاجزی سے آتا ہے۔ وہ شخص تیری درگاہ سے کب
محروم ہو سکتا ہے؟
پس قدرت توحید دریائے وحدت الٰہی مومن کے دل میں سکونت رکھتا ہے۔ جو شخص
خواہش رکھتا ہے۔ کہ اسے حق حاصل ہو اور واصل باخدا ہونا چاہتا ہے تو اس کو چاہئے
کہ وہ مرشد کامل کی طرف رجوع ہو' جو اپنے سینے کو اسرار توحید سے پر کئے ہوئے ہے
(کیونکہ تصور اسم اللہ ذات کی تاثیر اور اس کے ذکر سے فقیر کا وجود منور ہوتا ہے) جو کوئی
حامل راز ہو جاتا ہے' تو نعمت الٰہی سے بھی محروم نہیں رہتا۔ (ورنہ شیخ اور مرشد کامل کے
بغیر نفس و شیطان اس پر غالب آتا ہے) نبی اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے: "جس شخص کا رہبر
نہیں' اس کا دین مکمل نہیں"۔

حدیث

جس شخص کا کوئی مرشد نہ ہو' اس کو شیطان پکڑ لیتا ہے۔
جان لے! کہ مومن کا دل کیا ہے۔ وہ چودہ طبقات سے بھی زیادہ وسیع ہے۔

حدیث قدسی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری ذات زمین و
آسمان میں نہیں سما سکتی' مگر وہ بندۂ مومن کے قلب میں سما جاتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ (۱)

بدانکہ مرشد کامل راچہ نشان است طرفہ زدہ بگذراند از ہر دو جہان مرشد کامل راچہ نشان است چشم زد مستغرق کند در مقام فنافی اللہ نہ قصہ خوان نہ ذکر بر زبان است۔ مرشد کامل راچہ نشان است (ویک نظر او بہ از عبادت جاودان است۔ مرشد کامل راچہ نشان است)(۲) دست بدست رساند آنجاکہ امن امان است۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا (۳)

ای مردک سعی بکن کہ از مرتبہء مردک بگذری و بمرتبہء مرد رسی۔ مرتبہء مردک کیست(۴) (و مرتبہء مرد کیست) مرتبہء مردک آنست کہ دوام محاربہ کند باعداء اللہ تعالیٰ کہ نفس و شیطان است۔ و مرتبہء مرد غازی آنست کہ یکبارگی سراغیار را از ھوا جدا اندازد کہ از محاربہء او ایمن شود یعنی استقامت بہ از کرامت و مقامت۔

مرشد کامل راچہ نشان است بجز حضوری ذکر دادن طالبان را صد گناہ و ھزار(۶) زیان است چراکہ مرشد کامل صاحب استغراق است و ذکر نام دوری ھجرو فراق است۔ صاحب مسمیٰ راچہ تعلق باسم۔ پس مرشد کامل و مکمل واصل آنرا گویند کہ از غیر و ماسوئی اللہ بیرون کشد و دفتر پریشان بشوید و ریاضت ریا رانجوید۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ

اَلرِّیَاءُ مِنَ الْکُفْرِ وَالْکُفْرُ مِنَ النَّارِ (۷)

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (۸)

درین راہ ریاضت درکار است۔ نہ گفت و شنود وعظ نصیحت۔

۱۔ فتاوی عزیزی ۲۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶، ۳۔ سورہ آل عمران، ۳:۹۷، ۴۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۷، ۵۔ ایضا" ص ۷، ۶۔ ایضا" ص ۷: ہزاران ۷۔ حدیث، ۸۔ سورہ الحجرات، ۴۹:۱۳

حدیث قدسی

بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا اور نہ ہی تمہارے اعمال کی طرف توجہ کرتا ہے 'بلکہ وہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔

جان لے کہ مرشد کامل کی کیا نشانی ہے۔ (مرشد کامل وہ ہوتا ہے کہ) وہ آنکھ جھپکنے کی دیر میں دونوں جہانوں کی سیر کرا دیتا ہے۔ مرشد کامل کی یہ پہچان ہے کہ وہ دم زدن میں مقام فنا فی اللہ میں مستغرق کر دیتا ہے۔ اس کی مرشدی صرف ذکر لسانی و قصہ خوانی تک ہی محدود نہیں ہوتی (بلکہ) مرشد کامل کی یہ نشانی ہوتی ہے (کہ وہ ایک توجہ سے طالب صادق کو عبادت جاودانی کرنے سے بہتر مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ مرشد کامل کی یہ پہچان ہے) کہ وہ دست بدست مقام دارالامان (مجلس نبوی ﷺ) میں پہنچا کر اس آیت کریمہ کے مصداق بنا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اس (خانہء کعبہ) میں داخل ہو وہ صاحب امن ہو جاتا ہے (اسی طرح مرشد کامل کی بیعت میں امن حاصل ہوتا ہے اور وہ صاحب امن ہو کر اس آیت کا مصداق ہو جاتا ہے)

اے طالب خام! تو کوشش کر کہ تو مرتبہء خام سے گزر جائے اور جوانمردوں کے مقام پر پہنچ جائے۔ نامرد کا مرتبہ کونسا ہے (اور جوان مرد کا رتبہ کونسا ہے) نامرد کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں جو کہ نفس و شیطان ہیں 'ہمیشہ لڑائی کرتا رہے۔ اور مرد غازی کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ یکبارگی نفس و شیطان کا سر جدا کر ڈالے تاکہ (ہمیشہ کے لئے) اس کے محاربہ سے بیخوف ہو جائے۔ کیونکہ استقامت (۱) کرامت (۲) و مقاومت سے بہتر ہے۔

۱۔ استقامت راست روی کو کہتے ہیں اور مراد یہ ہے کہ فقیر کج روی سے بچتا رہے اور نفس و شیطان کا شائبہ اپنے اوپر نہ آنے دے۔ استقامت سے مراد یہ بھی ہوتی ہے کہ سوائے خدائے تعالیٰ کے کسی چیز کی خواہش نہ کرے۔

۲۔ جو خلاف عادت کام کہ بظاہر ناممکن معلوم ہوتا ہو اگر اولیاء اللہ سے اس کا ظہور ہو 'تو اسے کرامت کہتے ہیں اور کافر سے ظہور پائے تو اسے استدراج کہتے ہیں کہ اور چونکہ کرامت میں نفس کا شائبہ ہونا ممکن ہے 'اس لئے استقامت کو کرامت پر فضیلت ہے۔

مرشد کامل کا اور یہ نشان ہے (کہ وہ اپنی توجہ باطنی کے ساتھ اپنے مرید کو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مجلس میں پہنچادے)
اور بغیر حضوری مجلس طالبوں کو ذکر اذکار عطا کرنے میں صدہا تکالیف اور ہزارہا آفات پہنچتے ہیں۔ کیونکہ مرشد کامل صاحب استغراق ہوتا ہے اور اسم کا زبانی ذکر دوری اور ہجرو فراق ہی ہے' لیکن جو مسمی تک پہنچ جائے' اسے صرف نام (اسم) سے کیا واسطہ؟ (یعنی مرشد کامل طالبوں کو اسم ذات میں محو رکھتا ہے اور مرشد ناقص کو اس اسم کی لذت و تاثیر سے کچھ لگاؤ نہیں ہوتا اور یہ اسم ذات وہ ہے جس میں ہجرو فراق و دوری حاصل ہوتی ہے اور ذکر بھی اسی کا نام ہے جس میں ہجر اور فراق اور اپنے سے دوری حاصل ہو۔ اور ناقص کو اس اسم سے کیا تعلق اور اس اسم کی تاثیر کی کیفیت کو وہ کیا جانے)

قولہٗ تعالیٰ ۔ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ(۱)

بشنو ای صاحب علم جہال یک نظر مرشد کامل مکمل بہتر است از عبادت ہزار سال چرا کہ در علم سردردی سربسر قیل و قال است و در نظر صاحب نظر تمام معرفت وصال است۔ اگر مرشد کامل مکمل طالب اللہ را ریاضت کشاند و درزہدو تقویٰ بیارد۔ بعضی فقیر در ذکراللہ مشغول صاحب تاثیر فیض نظیر روشن ضمیر بر نفس امیراند۔ از دنیا و طمع فارغ و تارک و از ھواء نفس و شیطان فارغ۔ راغب برازق و نصیب مقرب اللہ حبیب اینچنین فقر ذاکر حسن فی الدارین و بعضی فقیر دراسم اللہ مشغول از برای غوغای خلق مشہور بانفس اسیر۔ مردم را بدام و درم دنیادام گیرد و ھر دو را از ذکر دنیا معلوم باید کرد از داد و ستد دنیا شناسی کہ فقیر کامل ذکر دنیا بحقارت کند کہ از ذکر او دل صفائی گیرد و فقیر طالب دنیا ذکر دنیا باخلاص کند کہ از ذکر آن بدنیا محبت پیدا شود و انداز دوازدہ سال یا بیست چہار سال یا چہل سال اگر عطا کند بی ذکر فکر بی زھد و تقویٰ طرفہ ز و وصال جائیکہ حال احوال لازوال استغراق فنافی اللہ بقاباللہ وصال آنجا چہ حاجت مشقت مدتہا سال۔

بیت

اسم و جسم یک شدہ با یک وجود آنچہ بودہ سر پنہان رخ نمود

۱۔ سورہ البقرہ ۲: ۴۴

پس مرشد کامل و مکمل واصل اس کو کہتے ہیں جو (اپنے مرید کو) ماسوی اللہ سے باہر کھینچے اور اس کی پریشانی کے دفتروں کو دھو ڈالے اور اسکی ریاضت ریائی کو اس سے نکال دے۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے: "ریا کفر میں سے ہے اور کفر آگ میں سے ہے۔"

(اور) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ وہ قابل تعظیم ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔"

اس راہ میں (بے ریا) ریاضت درکار ہے' نہ گفت و شنید اور وعظ و نصیحت۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "کیا تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو' حالانکہ تم کتاب کو پڑھتے ہو' تو کیا تمہیں عقل نہیں۔"

اے طالب ناواقف سن! مرشد کامل اور مکمل کی ایک نظر توجہ ہزار سال کی عبادت و ریاضت (و علم ظاہری کی فضیلت) سے فایق تر ہے' کیونکہ علم ظاہری میں سردردی اور سراسر قیل و قال ہوتی ہے اور صاحب نظر کی توجہ ہمہ تن وصال و معرفت ہے (اور) اگر مرشد کامل اکمل مرید پر ریاضت و زہد و تقویٰ کا دروازہ کھول دے (تو یہ امر اسکے اختیار میں ہے۔ چاہے سالہا سال اس میں رکھے) بعض فقیر (طالب کو) ذکر اللہ میں مشغول کر دیتے ہیں۔ صاحب نظر صاحب تاثیر ہوتا ہے اور صاحب تاثیر فیض رساں اور روشن ضمیر اور اپنے نفس پر غالب ہوتا ہے۔ طمع دنیا و ہوا و ہوس سے فارغ اور خواہشات شیطانی و نفسانی سے دور ہوتا ہے۔ وہ اپنے تمام حوائج کے لئے رازق مطلق کی طرف راغب ہوتا ہے اور مقرب حبیب الی اللہ ہوتا ہے (یہ صفت فقیر صاحب کمال میں ہوتی ہے) ایسے فقیر ذاکر احسن فی الدارین ہوا کرتے ہیں۔ (اس لئے کہ ان کا ذکر فکر محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہوتا ہے) مگر بعض فقیر جو نامکمل اور ناقص ہوتے ہیں اور نفس کے غلام ہوتے ہیں' خلق میں مشہور ہونے کے لئے اسم اللہ ذات کے ذکر و فکر میں مشغول ہوتے ہیں اور محض خلق اللہ کو دکھانے اور دام تزویر میں لانے کے لئے کرتے ہیں۔ یہ (حقیقت میں) درم و دنیا کے بندے ہیں۔ (لہٰذا طالبان حق کو چاہئے) کہ وہ ہر دو ذاکروں کی اس دنیا کے لین دین کے ذکر کے بارے میں پہچان کرلیں۔ کیونکہ صاحب دل

فقیر کامل دنیا کا ذکر حقارت سے کرتا ہے (اس لئے کہ اس سے اس کے دل میں کدورت پیدا ہوتی ہے) اور اس کے ذکر سے صفائی قلب کی جاتی رہتی ہے۔ اور طالب دنیا فقیر دنیا کا ذکر اس شوق سے کرتا ہے کہ اس کے ذکر سے اس کے دل میں دنیا کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ اگر کچھ عطا کرتا بھی ہے' تو اسے بارہ' چوبیس یا چالیس سال لگ جاتے ہیں' لیکن فقیر کامل پلک جھپکنے میں ذکر فکر اور زہد و تقویٰ کے بغیر وصال کرا دیتا ہے اور جہاں (فقر کا) حال احوال' لازوال استغراق اور فنافی اللہ اور بقاباللہ کا مرتبہ ملے' وہاں سالہا سال اور مدتوں تک ریاضت اور مشقت کی کیا حاجت ہے۔

بیت

ذکر اللہ یہ ہے کہ (کثرت) ذکر سے اسم اور جسم ایک ہو جائے۔
اور جو کچھ راز پنہاں ہو نظر آنے لگے۔

درین مقام (جز غیر)(۱) ماسوی اللہ دیگر حرام، اسم با جسم پیوست و جسم با اسم بست۔

بیت

چنان کن جسم را در اسم پنہان(۲) | کہ میگردد الف در بسم پنہان

طالب اللہ اسم اللہ را مثل جامہ بپوشد چنانچہ جان است و در آن زندگی ہو نشان است ذات با ذات و صفات با صفات۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَاءِ(۳)

دم با قدم باید و قدم با دم۔

بیت خاقانی

پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی
کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

جواب باہو قدس سرہٗ:

بسی صد سالہا باید شود فی اللہ جان فانی(۴)
دمی نام محرم است آنجا غلط گفتہ است خاقانی

بشنو جاہل را جامہء جہل است و جامہء جہل جامہء شیطان است و عالم را جامہء علم است و جامہء علم دانش کلام اللہ از جہل شیطان نگہبان است و فقیر را جامہ نور معرفت سبحانی طیر سیر ہر دو جہان است۔ جاہل را جامہ مقہور است و عالم را جامہ مغفور است و درمیان عالم و جاہل و فقیر بیکدیگر ہمہ فرق(۵) است۔

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰، ۲۔ ایضاً، ص ۱۰: چنان کن اسم را در جسم پنہان، ۳۔ کیمیائے سعادت از امام غزالی و تفسیر عرائس البیان، ۴۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۱: بسی صد سالہا باید فنا فی اللہ شود فانی، ۵۔ ایضاً، ص ۱۱: فراق

اس مقام پر تو ماسوی اللہ دیگر تمام چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔ اس کا جسم اسم کے ساتھ پیوست ہو جاتا ہے اور جسم اسم کے ساتھ بندھ جاتا ہے۔

طالب کو چاہئے کہ وہ (کثرت ذکر سے) جسم کو اسم میں اس طرح پنہاں کر دے۔ جس طرح بسم اللہ میں الف چھپا ہوا ہے (یعنی طالب کا وجود بظاہر تو جسم ہو، مگر در حقیقت وہ ذکر ہی ذکر ہو اور جس طرح بسم اللہ کی ب' الف میں حاجب ہے' اسی طرح جسم ذکر اللہ کا حاجب ہو)

طالب اللہ اسم اللہ کو جامہ کی طرح پہنتا ہے گویا کہ وہ جان ہے اور اس کی زندگی میں ہو کا نشان ہے ذات کا ذات سے اور صفات کا صفات سے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کہ جس شخص نے اپنے نفس کی حقیقت کو پہچان لیا۔ بے شک اس نے اپنے رب کو پہچان لیا اور جس شخص نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ پہچان لیا۔ پس اس نے اپنے رب کو بقا کے ساتھ پہچان لیا وارد ہے۔ (پس طالب مولیٰ کو چاہئے کہ) ہر وقت ہر سانس اپنے رب کو یاد کرے اور ایک دم بھی غافل نہ رہے۔

بیت خاقانی

تیس سال کے بعد خاقانی کو یہ معلوم ہوا کہ ایکدم بھر بھی خدا کے ذکر کے ساتھ مشغول ہونا حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی سے کئی درجہ اعلیٰ ہے۔

جواب باھوؒ:

اے باھوؒ! اس بات کو صدیاں چاہیں کہ فقیر مقام فنا اللہ میں ہو جائے اور اگر اس نے ایکدم بھی غفلت کی تو وہ نامحرم محروم ہے۔ اس لئے خاقانی نے یہ غلط کہا۔ ایک دم بھر خدا کو یاد کرنا کیا معنی؟ بلکہ ایک سانس بھی اس کی یاد سے غافل رہنے کی ممانعت ہے اور واذکر ربک اذا نسیت فرمایا ہے (اور یاد کر اپنے رب کو جب تو بھول جایا کرے یاد آتے ہی)

سنو! جاہل کا لباس اس کی جہالت ہے اور جہالت کا لباس شیطان کا جامہ ہوتا ہے۔ اور عالم کا لباس اس کا علم ہے اور عالم کا لباس علم کلام اللہ سے ہوتا ہے (جس کے ذریعے سے وہ) جہالت (و حرکات) شیطانی سے محفوظ رہتا ہے۔ اور فقیر کو لباس نور معرفت اسم اللہ ذات سے ملا ہوا ہوتا ہے (جس کے سبب سے) ہر دو جہان پر اسے نصرت و بادشاہی ہوتی ہے۔ جاہل کو جامۂ مقہوری حاصل ہوتا ہے اور عالم کو جامۂ مغفوری دیا ہوتا ہے اور عالم' جاہل اور فقیر کے درمیان باہم فرق ظاہر ہے۔

کہ جاہل عام و عالم خاص و فقیر خاص الخاص عارف باللہ است(۱)
از وجود جامہء جہل(۲) سخن شرک و کفر و جہل و بدعت می بر آید۔ از وجود جامہء عالم سخن علم نص و حدیث می بر آید و از وجود جامہء فقیر بہ ہر سخن اسم اللہ معرفت الا اللہ جمال الٰہی می بر آید۔

حدیث

كُلُّ اِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ(۳)
قولہ تعالیٰ: وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ(۴)
بشنو! مرشد یکہ فنا فی اللہ صاحب حضور است غرق کردن بوحدت و بردن حضور در مجلس پیغمبر مشرف و سرفراز کردن آنرا چہ مشکل و دور است چراکہ از ذکر فکر زہد تقویٰ حضور کردن آسان تر است۔ سودا است دست بدست طالب اللہ را دست گرفتہ بحضور بردو سپارد۔ مرشد یکہ این قدر قوت ندارد آنرا مرشد نتوان گفت، بلکہ رہزن است۔ و رہزن زن راگویند و شیطان نیز صورت زن شود۔
قولہ تعالیٰ: يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ(۵)

بیت

دست مردی گیر تا مردی شوی ۔۔۔ جز بمردان نیست راہ رہبری(۶)

اما شرط آنکہ طالب اللہ آنچہ بعین بیند عین بیند چراکہ نام اللہ ہادی است و خدای تعالیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رابرای ہدایت پیدا کردہ است و شیطان صورت اہل ہدایت نتوان شد۔

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۱: کہ جاہل عام و عالم خاص و فقیر عارف باللہ خاص الخاص است۔ ۲۔ ایضاً، ص ۱۲: جاہل، ۳۔ کتاب مرغوب تبریزی، ۴۔ سورہ کہف ۱۸: ۲۴، ۵۔ سورہ فتح، ۴۸: ۱۰، ۶۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۳: دست مرد گیر تا مردی شو جز بمردی نیست راہ راہبری

کہ جاہل عام اور عالم خاص اور فقیر خاص الخاص عارف باللہ ہوتا ہے۔
جامہء جاہل کے وجود سے شرک و کفر و جہالت اور بدعت کی باتیں نکلتی ہیں اور جامہء عالم کے وجود سے علم قرآن اور احادیث کی باتیں جاری ہوتی ہیں (جس سے عوام الناس کو فائدہ پہنچتا ہے) اور جامہء فقیر کے وجود سے یعنی فقیر کی ہر بات سے اسم اللہ ذات' معرفت الا اللہ اور جمال الٰہی مترشح ہوتا ہے۔

حدیث

"ہر برتن سے وہی رستا ہے' جو اس میں ہوتا ہے"۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور اپنے رب کو یاد کرو' جب تم بھول جاؤ" (یعنی انسان کو چاہئے کہ خداوند کریم کے اسم پاک کو اس قدر پڑھے اور یاد کرے کہ اس کو اپنی ہستی بھول جائے' اور اس کی ذات میں محو اور مستغرق ہو جائے' کیونکہ ذکر کا کمال یہی ہے کہ ذاکر مذکور میں فنا ہو جائے یعنی اپنے نفس کو اس کی محبت میں فنا کر دے۔ یہی ذکر کا کمال ہے اور بندے کی معراج ہے) سنو! وہ مرشد جو کہ فنانی اللہ صاحب حضور ہے' اس کے لئے (مرید کو) اللہ کی وحدت میں غرق کرنا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں مشرف اور سرفراز کر دینا کیا مشکل اور بعید ہے' بلکہ آسان تر ہے اور صرف ذکر و فکر اور زہد و تقویٰ سے وحدت الٰہی میں مستغرق کرنا دشوار ہے۔ یہ سودا نقد اور دست بدست ہوتا ہے۔ کامل و مکمل مرشد طالب اللہ کا ہاتھ پکڑ کر حضوری میں پہنچا سکتا ہے اور وہ مرشد جو اس قدر قدرت نہیں رکھتا' اس کو مرشد نہیں کہا جا سکتا ہے' بلکہ وہ رہزن ہے اور رہزن زن کو کہتے ہیں اور شیطان بھی زن کی صورت میں ہوتا ہے (مگر اہل ہدایت پر اسے قدرت نہیں ہوتی) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے"۔

بیت

(پس رہزن کو چھوڑ کر) ایک جوانمرد کا ہاتھ پکڑ' تاکہ تو بھی جوانمرد ہو جائے' کیونکہ جوانمردوں کے بغیر (تیری) راہبری ناممکن ہے۔
مگر شرط یہ ہے کہ طالب مولیٰ جو کچھ دیکھے' بصیرت کی آنکھ سے دیکھے' کیونکہ اسم اللہ اس کے لئے ہادی ہے۔ اور خداوند تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور شیطان لعین اہل ہدایت کی صورت ہرگز نہیں ہو سکتا۔
جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

قال علیہ السلام

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ (۱)

قَوْلُہٗ تَعَالٰی: اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ (۲)

پس مرشد کامل مکمل بمتابعت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم (است ۳) و مرشد ناقص مثل شیطان است۔ چون طالب اللہ را با نظر صاحب نظر ذکر جاری و دل بیداری بیگمان جاری گردد و نفس را سوزش و خواری گردد و مردم ہمسایہ دیوانہ گویند و از خلق بیگانہ گردد و باخدا یگانہ و برزبان این ترانہ از شوق می گوید۔

بیت

رو خلقیم ہرکہ بیند رو   رو خلق است فقر لا یترو (۴)

قال علیہ السلام:

لَا یَشْغَلُھُمْ شَیْءٌ عَنْ غَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ طَرْفَۃَ الْعَیْنِ (۵)

از ہر دو جہان آزاد بر آید   ہر دو جہانش یاد نیاید (باہوؒ ۶)

قَوْلُہٗ تَعَالٰی: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (۷)

سالک نیز دو قسم است۔ سالک مجذوب و مجذوب سالک۔ فقیر ازین ہر دو خارج است۔ مالک الملکی محبوب صاحب و ہم صاحب تصرف و چون باین مرتبہ رسد، وحشت پیش آید با حق انس گیرد و از غیر و ماسوی اللہ فرار گیرد و مشتاق اشتیاق شب و روز سوزش و فراق

۱۔ حدیث مشکوۃ، ۲۔ سورہ بنی اسرائیل ۱۷:۶۵، ۳۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۳، ۴۔ ایضاً، ص ۱۴:۱۴ لا یرد، ۵۔ از تصنیف تبریزی، ۶۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۴، ۷۔ سورہ نجم، ۵۳:۱۷

"جس نے مجھے دیکھا' واقعی مجھے دیکھا۔ شیطان میری صورت کبھی نہیں بن سکتا۔"
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے شیطان! یقیناً جو میرے بندے ہیں ان پر تجھے کچھ قدرت نہ ہو گی۔"

پس مرشد کامل و مکمل تابعدار شریعت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہوتا ہے اور مرشد ناقص مثل شیطان لعین ہوتا ہے۔ جب صاحب نظر (مرشد) طالب اللہ پر نظر کرتا ہے' تو اس کی زبان پر ذکر جاری کر دیتا ہے اور اس کا دل بیدار بیگمان جاری ہو جاتا ہے۔ اور اس کے نفس پر سوزش اور ذلت وارد ہو جاتی ہے۔ اور ہمسائے لوگ اس کو دیوانہ کہنے لگتے ہیں اور وہ مخلوق سے بیگانہ ہو جاتا ہے اور اس کی زبان پر شوق سے یہ ترانہ رہتا ہے:

بیت

جو کوئی یہ دیکھے یعنی جانے کہ ہم لوگ مخلوق کے رد کیے ہوئے ہیں' سو وہی مخلوق سے رد کیا ہوا ہے۔ فقیر کسی سے رد نہیں ہوتا۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے: "طالب اللہ کو ذکر اللہ کے سوا کسی اور چیز سے دم بھر کو بھی (تشفی) مشغولیت نہیں ہوتی۔"

بیت

"اے باھوؒ! فقیر کے ماسوا ذکر اللہ کے دونوں جہان کی کوئی چیز یاد نہیں رہتی' بلکہ وہ دونوں جہان سے آزاد رہتا ہے۔" (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں معراج کے واقعہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہے)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: نہ بہکی نظر آپ کی اور نہ بڑھی حد سے۔ (یعنی صاحب کمال ظاہری نظر سے کچھ بھی دیکھے' مگر ذکر اللہ سے غافل نہیں ہوتا)

سالک بھی دو قسم کے ہوتے ہیں سالک مجذوب اور مجذوب سالک۔ فقیر ان دونوں سے جدا اور الگ ہوتا ہے۔ فقیر مالک الملکی اور صاحب محبوب و صاحب تصرف ہوتا ہے' اور جب سالک اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے' تو اس کے دل پر ایک وحشت طاری ہوتی ہے۔ وہ حق سے مانوس اور غیر اور ماسوای اللہ سے بیزار ہوتا ہے اور اس کا دل شوق و اشتیاق سے شب و روز سوزش و فراق میں رہتا ہے۔

و نفس او ہلاک۔ چنانچہ حضرت ابراہیم ادھمؒ فرمودہ است تاپسران خودرا یتیم نکنی وزنان خودرا بیوہ نکنی و مثل سگان برخاک نخسپی و خانہء خود را درراہ خدا تصرف نکنی، گمان مبرکہ درصف مردان راہت دھند۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ(۱) وردنخوانی یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ(۲) نداری دوستی ظاہری و پنہانی کجا راضی شود برتو یار جانی چراکہ فقیر باہوؒ میگوید کہ درراہ فقر استقامت باید نہ ہوای نفس و کرامت کہ استقامت مرتبہء خاص است و کرامت مرتبہء حیض و نفاس (است ۳) بشنو! ای یار طالب اللہ را باحیض و نفاس چہ کار؟ اول دل سلیم کن بعدہ، بحق تسلیم کن۔

بیتؔ

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زمان از غیب جانی دیگر است

قال علیہ السلام:

لَا یَدْخُلُ الْمَلٰٓئِکَةُ فِیْ بَیْتِ الْکَلْبِ(۴)

دل بمثل خانہ است و ذکر بمثل فرشتہ و نفس بمثل سگ، دلیکہ بحب دنیا و ظلمات خطرات شیطانی پرہوای ہوس نفسانی باشد، آن دل نظر رحمت اللہ حق سبحانہ، و تعالیٰ نیابد۔ آن دل کہ برو نظر خدا عزوجل نباشد، آن دل سیاہ و گمراہ پرحسد حرص کبر باشد۔ چنانچہ از حسد قابیل ہابیل راکشت و از حرص حضرت آدم علیہ الصلواة والسلام را از بہشت بدرکشیدند کہ دانہء گندم خورد و از کبر ابلیس را بمراتب علیہ اللعنت رسانیدند۔

پس دلیکہ خانہء ہوس است ہمیشہ باحرص حسد کبر مغرور و پریشان است بہر دنیای دون۔

۱۔ سورہ ال عمران، ۳: ۹۲، ۲۔ سورہ مائدہ، ۵: ۵۴، ۳۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۵، ۴۔ امام بخاری و جامع الترمذی، مشکوۃ

اور اس کا نفس ہلاک ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے فرمایا ہے: جب تک تو اپنے بچوں کو یتیم اور اپنی بیویوں کو بیوہ نہ کرے گا اور اپنے آپ کو زمین پر کتوں کی طرح نہ رلائے گا اور اپنے گھربار کو خدا کی راہ میں تصرف نہ کرے گا' گمان نہ کر کہ تجھے صف مردان میں جگہ دی جائے گی' جب تک کہ تو اپنے آپ کو اس آیت کریمہ: تم ہرگز بھلائی کو نہیں پہنچ سکتے تاوقتیکہ کہ تم وہ چیز خدا کی راہ میں خرچ نہ کردو جو تمہیں سب سے زیادہ عزیز ہے" کے مصداق نہ بنائے گا اور "اللہ انہیں دوست رکھتا ہے اور وہ لوگ اللہ کو دوست رکھتے ہیں۔" کو اپنا دستور العمل نہ بنائے گا اور تمہارا جانی دوست تمہاری ظاہری اور باطنی دوستی پر راضی نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے فقیر باھوؒ (اس موقعہ پر) فرماتے ہیں کہ راہ فقر میں استقامت چاہئے نہ کہ ہوائے نفس و کرامت' کیونکہ استقامت خاص مرتبہ ہے اور کرامت حیض و نفاس ہے۔

(غور سے) سن! طالب مولیٰ کو حیض و نفس سے کیا سروکار؟ بلکہ چاہئے کہ وہ پہلے اپنے دل کو ہوا و ہوس سے پاک کرے۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئے۔

بیت

خنجر تسلیم سے مرے ہوؤں کے لئے ہر زمانہ میں غیب سے نئی زندگی ملتی ہے (خنجر تسلیم سے مراد عشق و محبت ہے یعنی واصل باللہ لوگ جو خنجر تسلیم و رضا سے ذبح ہو چکے ہیں' ان کے لئے ہر لمحہ اور ہر ساعت میں غیب سے دوسری زندگی ملتی ہے۔ وہ کبھی مرتے نہیں' بلکہ ترقی پر رہتے ہیں)

حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ: "جس گھر میں کتا رہتا ہے' اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہو سکتے۔"

(مطلب یہ ہے کہ) انسان کا قلب گھر کی مانند ہے اور ذکر مثل فرشتہ کے ہے اور نفس کی خواہش مثل کتا کے ہے۔

جس دل میں محبت دنیا بھری ہو اور وساوس شیطانی و خطرات نفسانی سے پر ہو' اللہ تعالیٰ اس دل پر رحمت کی نظر نہیں ڈالتا (پس) وہ دل جس پر خدائے عزوجل کی نظر رحمت نہ ہو' وہ دل سیاہ اور گمراہ ہو جاتا ہے اور حرص' کبر اور حسد سے بھر جاتا ہے چنانچہ حسد کی

قال علیہ السلام:
حُبُّ الدُّنْیَا وَالدِّیْنُ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبٍ کَالْمَآءِ وَالنَّارِ فِیْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ (۱)

بیت

بر زبان اللہ و در دل گاو خر — این چنین تسبیح کی دارد اثر (۲)

فقیر آنست کہ ہردو چشم پوشد و از ہژدہ ہزار عالم تماشای ھردو جہان بیند۔
قولہ تعالیٰ: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (۳)

حدیث

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفَقْرِ الْمُکِبِّ (۴) فرمود پیغمبر علیہ السلام: خدای تعالیٰ پناہ دھد از آن فقر کہ سرنگون پیش اہل دنیا باشد بہر دنیا و یا آنکہ فقیری زر سیم درم

۱۔ حدیث، ۲۔ مثنوی مولانائے روم، ۳۔ سورہ نجم، ۵۳: ۱۷، ۴۔ حدیث۔ عین العلم شرح زین الحلم از ملا علی قاری

وجہ سے قابیل(۱) نے ہابیل کو قتل کر ڈالا اور حرص(۲) کے سبب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بوجہ دانہء گندم کھانے کے جنت سے باہر نکلوا دیا گیا۔ اور تکبر کی وجہ سے ابلیس کو مراتب علیہ اللعنت تک پہنچا دیا گیا۔ پس وہ دل جو ہوا و ہوس کی آماجگاہ ہوتا ہے ہمیشہ حرص و حسد میں مغرور اور دنیائے دوں کے درپے ہو کر پریشاں حال رہتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔

"ایک دل میں دین و دنیا کی محبت یعنی دونوں کی محبت نہیں آسکتی جس طرح ایک برتن میں آگ اور پانی جمع نہیں ہو سکتے۔"(۳)

بیت

"زبان پر اللہ کا نام جاری ہے اور دل میں مکر و فریب بھرا ہے ایسی تسبیح کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔"

فقیر وہ ہے جو اپنی دونوں آنکھیں دونوں جہانوں سے بند کر لے اور هژده هزار عالم کا تماشا دیکھے۔ یعنی وہ دونوں جہانوں سے منہ موڑ کر اپنی توجہ محض الی اللہ کر لے۔

اللہ تعالیٰ نے (رسول اکرمؐ کی شان میں معراج کے واقعہ کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا ہے: "نہ بہکی نظر آپ کی اور نہ بڑھی حد سے۔" یعنی آپؐ نے معراج کے وقت خداوند تعالیٰ کی بڑی نشانیاں دیکھیں مگر باوجود اس کے آپ کو کسی چیز کی طرف ایسی توجہ نہ ہوئی جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے آپ کو غافل کر سکتی۔ اسی طرح فقیر کامل اگرچہ تمام عالم کی سیر کرتا ہے مگر ذکر بھی ہر وقت جاری رکھتا ہے۔

حدیث

(ایسے فقر سے جو دنیا کا محتاج بنا دے اور اس سے توجہ الی اللہ مطلق نہ ہو۔ اس فقر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پناہ مانگی ہے) اور فرمایا ہے:

۱۔ قابیل اور ہابیل آدمؑ کے دو بیٹے تھے۔ دونوں نے خدا کی نیاز کی۔ قابیل نے ردی مال نیاز میں رکھا اور ہابیل نے بہتر سے بہتر بکری جو اس وقت ریوڑ میں تھی نیاز میں رکھی۔ قابیل کی نیاز نامنظور ہوئی اور نامنظور ہونے کے قابل بھی تھی اور ہابیل کی نیاز قبول ہوئی۔ اس وقت کے دستور کے مطابق

آسمان سے آگ آکر قابیل کی نیاز کو جلا گئی۔ قابیل نے غصہ میں آکر مارے حسد کے اپنے بھائی کو قتل کر ڈالا اور اس کی لاش کو لادے لادے پھرا' کیونکہ وہ پہلی موت تھی جو زمین پر واقع ہوئی۔ آخر کو اس نے کوے سے دفن کرنا سیکھا اور اس کو اپنی حالت پر رنج ہوا۔

۲۔ حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوا کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں رکھا اور کہہ دیا کھاؤ اور پیو' مگر دونوں اس گندم کے درخت کے پاس نہ آنا' مگر شیطان نے ان دونوں کو بہکا کر گندم کا دانہ کھلوا دیا اور اس کے کھانے سے جنت کا لباس ان کے بدن سے جدا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت سے نکال کر زمین پر ڈال دیا۔

۳۔ مولانا جلال الدین رومیؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیای دون — این خیال است و محال است و جنون

(یعنی تو خدا بھی چاہتا ہے اور اس کمینی دنیا کو بھی۔ یہ ناممکن ہے' بلکہ یہ تیرا خیال جنون ہے)

دینار بسیار دارد و بر آن استغنا کند ہمچون فرعون و بخل کند ہمچون قارون و فخر کند ہمچون نمرود و دنیا را عزت دهد ہمچون شداد۔

قولہ تعالیٰ: اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ (۱)

بشنو! ترا خدای تعالیٰ شرف دادہ است

قولہ تعالیٰ: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىْۤ اٰدَمَ (۲)

و از برای عبادت خود آفریدہ است۔

قولہ تعالیٰ: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ (۳)

اَىْ يَعْرِفُوْنَ۔

پس عابد و عارف آنست کہ خود را تا باین عبادت رساند۔

قولہ تعالیٰ:۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (۴)

قول حضرت (غوث) شاہ محی الدینؒ:

وَمَنْ اَرَادَ الْعِبَادَةَ بَعْدَنَا لِحُصُوْلِ الْوُصُوْلِ فَقَدْ كَفَرَ وَاَشْرَكَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى (۵)

بشنو! کسیکہ از مراتب عبودیت بگذرد و بمقام ربوبیت فنافی اللہ شود و صاحب مشاہدہ شود، آن را بعبادت چہ کار؟

۱۔ سورہ مائدہ ۵:۵۴، ۲۔ سورہ بنی اسرائیل ۱۷:۷۰، ۳۔ سورہ الذریت ۵۱:۵۶، ۴۔ سورہ الحجر ۱۵:۹۹

۵۔ ملفوظات رسالہ غوثیہ، ص ۶۵

ہائے پروردگار! ہم دنیا دار فقر سے پناہ مانگتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ اس فقر سے پناہ دے کہ دنیا کی خاطر اہل دنیا کے سامنے محتاج و سرنگوں ہو جائے اور یا اس فقیر (اہل دنیا) سے جو زر و سیم و دینار بہت رکھتا ہو اور فرعون کی مانند اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے خبر ہو اور قارون کی طرح بخل اور نمرود کی طرح غرور کرے اور شداد کی طرح دنیا کو زینت دے (پناہ مانگتے ہیں) (حالانکہ یہ مال و دولت اور عزت خداوند کریم نے اسے عطا فرمائی تھی۔ پس چاہئے تھا کہ اس کی عبادت اور اس کی شکر گذاری کرتا۔ اللہ تعالیٰ ایسے مالدار دنیا دار فقیروں سے پناہ دے اور دنیائے دوں کی ذلت و خواری سے بچائے)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (اے ایمان والو! تم سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا' تو عنقریب اللہ ایسی قوم کو لائے گا کہ جو اللہ سے محبت کرنے والے ہوں گے اور اللہ ان سے محبت کرنے والا) "وہ مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے۔ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔"

(اے انسان) سن۔ تجھ کو اللہ تعالیٰ نے بزرگی عطا کی ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "ہم نے بنی آدم کو تمام مخلوقات پر عزت اور بزرگی دی ہے۔" (مگر نہ اس لئے کہ وہ اپنے خالق کو بھول جائے) اور اس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اور نہیں ہم نے جن و انسان کو پیدا کیا' مگر اپنی معرفت کے لئے تاکہ وہ میری عبادت کریں"۔ اور میری ذات کو پہچانیں۔

پس عابد اور عارف وہ ہے جو اپنے آپ کو اس (انتہا) عبادت پر پہنچا دے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اور اپنے رب کی اتنی عبادت کرو کہ یقین کی انتہائی منزل پر فائز ہو جاؤ"۔ (یعنی انسان کو چاہئے اس قدر خدا کی عبادت میں استغراق حاصل کرے کہ اس کو عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہو جائے اور اس مرتبہ پر آکر انسان پر عبادت فرض نہیں رہتی۔ چونکہ اس کو سکر حاصل ہو جاتا ہے اور سکر میں عبادت فرض نہیں رہتی۔ بلکہ بعد از شعور اس پر شکریہ کے طور پر عبادت کرنی لازم ہو جاتی ہے۔ اگر ہمیشہ سکر و بے تابی میں رہے تو

عبادت اس پر مسقط ہے)۔ حضرت شیخ المشائخ سید عبدالقادر جیلانیؒ کا قول ہے: "جو شخص وصال حقیقی حاصل ہونے کے بعد عبادت کا ارادہ کرے، پس بے شک اس نے اپنے مالک حقیقی کے ساتھ کفر کیا اور شرک کیا۔"

(اے طالب مولیٰ) سن! جو شخص کہ عبودیت کے مراتب سے گزر جاتا ہے اور ربوبیت فنافی اللہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے اور صاحب مشاہدہ ہو جاتا ہے، اس کو عبادت سے کیا سروکار؟

قول حضرت علی کرم اللہ وجہ:

مَا نَظَرْتُ شَیْئًا اِلاَّ وَرَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ

حدیث قدسی:

اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ فَلْیَظُنَّ بِیْ مَا یَشَآءُ (۱)

یعنی من نزدیک گمان بندۂ خود ہستم کہ با من گمان میدارد۔ پس ای پیغمبرؐ ما! بندۂ (ما) راکہ گمان دارد با من چنانکہ خواہد او چون عین بعین ذات خود معائنہ کند عین یابد۔

قولہ تعالیٰ: وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلاَ تُبْصِرُوْنَ (۲)

اما درین راہ اہل انسان باید کہ بہ بیند و چشم بکشاید نہ حیوان۔

حدیث قدسی:

خُلِقَتِ الْحِمَارُ بِصُوْرَتِ الْبَشَرِ (۳) کسیکہ معرفت ندارد، اگرچہ ہزار کتاب بخواند و سلک و سلوک تصوف نداند۔ زبان زندہ و دل مردہ حامل علم مرکب بار برندہ۔

قولہ تعالیٰ: وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (۴)

بیت

ہر کہ جان خود را فروخت اسم اللہ را خرید ہر کہ اسم اللہ خرید بعین العیان دید

۱۔ نقل از اربعین نودی، ۲۔ سورہ الذریت ۵۱:۲۱، ۳۔ حدیث قدسی، ۴۔ سورہ ق ۵۰:۱۶

حضرت علی کرم اللہ وجہ' نے فرمایا ہے: "میں نے کسی شے کو نہیں دیکھا' مگر یہ کہ خداوند تعالیٰ کا جلال اس میں دیکھا۔"

حضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

حدیث قدسی

"میں اپنے بندے کے گمان سے بھی زیادہ نزدیک ہوں۔ پس جو اس کا جی چاہے میرے ساتھ گمان رکھے"۔

یعنی میں اپنے بندہ کے گمان کے نزدیک ہوں جو وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے۔ پس اے میرے پیغمبرؐ! میرا بندہ میرے ساتھ جو گمان رکھتا ہے جیسا کہ وہ چاہتا ہے۔ جب وہ اپنے دل کا پورا معائنہ کرلیتا ہے' تو وہ خود ہی (وہی) عین بعین پالیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وہ تمہارے جی میں ہے' پھر کیا تم غور سے نہیں دیکھتے"؟

پس انسان کو چاہئے کہ وہ اس راستہ میں بصارت کو کشادہ کرے اور غور سے دیکھے۔ وہ حیوان نہیں ہے۔

حدیث قدسی

وہ شخص جو معرفت خداوندی نہیں رکھتا' وہ انسانی شکل میں جانور ہے' اگرچہ اس نے ہزاروں کتابیں کیوں نہ پڑھی ہوں' مگر وہ ابھی سلک و سلوک سے ناواقف اور تصوف سے بے خبر ہے۔ اس کی زبان زندہ اور دل مردہ ہے۔ ایسا صاحب علم تو مثل جانور باربردار ہے۔ (باوجودیکہ خداتعالیٰ گردن کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے' لیکن وہ معرفت خداوندی سے محروم وغافل رہا)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اور ہم اپنے بندے سے اس کی گردن کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔"

بیت

جس نے اپنی جان کو فروخت کرکے اسم اللہ خریدا اور جس شخص نے اسم اللہ خریدا' تو گویا اس نے عین بعین مشاہدہ کرلیا۔ (یعنی اس پر تجلیات انوار جلوہ گر ہونے لگے)

حدیث قدسی

تَفکَّرُوا فِیْ آلَاءِ اللّٰہِ وَلَا تَفکَّرُوا فِیْ ذَاتِہٖ (۱)

بیت

او ز شہرگ نزد چون گویند دور   تو ازو بس دور تر او باحضور

قولہ تعالیٰ: وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ (۲)

اللہ تعالیٰ باتو ہمراہ و تو کور چشم ازو گمراہ۔

قولہ تعالیٰ:۔ وَمَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی (۳)

اگرچہ مردم علم بہر دنیا خواندہ اند و در روز معاش آشنائی بادشاہ ماندہ اند۔

قولہ تعالیٰ: اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ (۴)

علم آنست کہ در سینہ بود نہ در سینہ کہ ازو پیدا شود حسد و کینہ۔ بشنوای اہل حق شناس!

پیوستہ باخدا باش و ھرچہ از غیر ماسوی اللہ از (لوح (۵)) بتراش کہ بجز ذات حق دیگر نماند۔

قولہ تعالیٰ: کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (۶)

رخ نماید۔

بیت

او مرا داند بہ بیند خوبتر   راز وحدت را چہ داند گاؤ خر (۷)

۱۔ نقل از عین العلم شرح زین الحلم ملا علی قاری" ۲۔ سورہ الحدید ۵۷: ۴' ۳۔ سورہ بنی اسرائیل ۱۷:
۷۲' ۴۔ سورہ الانشراح' ۹۴: ۳' ۵۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۲۱' ۶۔ سورہ الرحمٰن' ۵۵
:۲۷' ۷۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۲۱:

او مرا داند مرا بیند بما او خوش نظر   حق وحدت را چہ داند گاؤ خر

حدیث قدسی

"اس کی نشانیوں پر غور کرو اور اس کی ذات میں غور نہ کرو۔"

بیت

"اللہ تعالیٰ گردن کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔ پھر دور کیوں کر کہتے ہیں۔ تو اس (ذات) سے بہت دور تر ہے وہ تو تیرے ساتھ ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔"

اللہ تعالیٰ تیرے ہمراہ ہے اور تو کور چشم اس سے گمراہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور جو شخص اس جہان میں اندھا رہا، پس وہ قیامت کے روز بھی اندھا(۱) رہے گا"۔

اگرچہ لوگ علم حصول دنیا کے لئے سیکھتے ہیں اور روزی معاش کی خاطر بادشاہوں کے آشنا اور مددگار بن جاتے ہیں۔ (وہ علم زبان تک ہی رہتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "کیا ہم نے آپؐ کا سینہ نہیں کھولا (۲)؟ اور آپ پر سے آپؐ کا وہ بوجھ اتار لیا، جس نے آپؐ کی پیٹھ دوہری کردی تھی"۔

علم وہ ہے جو سینہ میں ہو (یعنی علم وہ حاصل کرنا چاہئے جس سے ہمیشہ سینہ منور رہے) وہ علم سینہ میں نہ ہونا چاہے جس سے حسد و کینہ پیدا ہو۔

۱۔ اندھا رہنے سے راہ حق نہ پانا مراد ہے اور اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ جس کی آنکھیں دنیا میں دیدار الٰہی سے محروم ہیں، قیامت میں کس طرح اسے دیکھ سکیں گی اور صوفی صافی اس کا یہی مطلب لیتا ہے:

ہر کہ اینجا نہ دید محروم است   در قیامت از لذت دیدار

جو شخص دنیا میں تجلیات ذات کے دیکھنے سے محروم ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذت سے محروم رہے گا۔

۲۔ اے ہمارے پیغمبر! کیا ہم نے تمہارا سینہ نہیں کھول دیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے امی کہا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کچھ لکھے پڑھے نہ تھے۔ چنانچہ پہلی دفعہ جبرئیلؑ وحی لے کر آئے اور انہوں نے آنحضرتؐ سے کہا۔ پڑھو۔ تو آپؐ نے فرمایا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، تو حضرت جبرائیلؑ نے تین دفعہ آپؐ کے سینے کو دبوچا تو آپ جو کچھ لائے تھے، پڑھنے لگے۔ شرح صدری سے یہی مراد ہے۔

اے حق شناس (غور سے) سن! ہمیشہ خدا کے ساتھ رہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف لو لگائے رکھ) اور بجز ذات الٰہی کے جو کچھ ہے 'لوح دل سے مٹا دے' تاکہ ذات حق کے سوا کچھ باقی نہ رہے۔

جیسا کہ قرآن مجید سے ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "تمام کائنات کے لئے فنا ہے۔ صرف تیرے رب کی ذات باقی رہے گی 'جو عظمت والا اور بزرگی والا ہے'" کا جلوہ نظر آئے گا۔

بیت

وہ (انسان) مجھے (ذات الٰہی) کو جانتا ہے 'میں بہت اسے بھلا لگتا ہوں۔ جاہل شخص راز وحدت کو کیسے جان سکتا ہے؟

چون اسم اللہ بردل صاحب راز منقش گردد و تجلی اسم اللہ بردل غالب آید و قلب سوزان گردد مقام وحشت پیدا شود و نفس مغلوب گردد۔ یمیت النفس ویحیی القلب۔
قول حضرت شاہ محی الدینؒ : اَلْاُنْسُ بِاللّٰہِ وَالْمُتَوَحِّشُ عَنْ غَیْرِاللّٰہِ

بیت

(باھوؒ(۱)اسم اللہ شد ہویدا برجبین   برزخ فی اللہ بردحق الیقین

اَلدُّنْیَا لَکُمْ وَالْعُقْبٰی لَکُمْ وَالْمَوْلٰی لِیْ (۲)

پیغمبر علیہ السلام فرمود: دنیا باشد بشما و عقبیٰ باشد بشما۔ مرا مولیٰ بس است۔

حدیث

وَمَنْ اَرَادَ الدُّنْیَا فَلَہٗ الدُّنْیَا وَمَنْ اَرَادَ الْعُقْبٰی فَلَہٗ الْعُقْبٰی وَمَنْ اَرَادَ الْمَوْلٰی فَلَہٗ الْکُلّ (۳)

حدیث قدسی

دَعْ نَفْسَکَ وَتَعَالَ (۴)

بیت

از دل بدر کنم غم دنیا و آخرت   ی اخانہ ای جای رخت بود یا خیال (۵) دوست

۱- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۲، ۲- نقل از مرغوب تبریزی'' ۳- زین الحلم از ملا علی قاری'' ۴- ایضاً'' ۵- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۲۔ جمال

جب اسم اللہ صاحب راز کے دل پر منقش ہو جاتا ہے اور اسم اللہ کا جلوہ اس کے دل پر غالب آجاتا ہے اور اس کے دل میں سوزش پیدا ہو جاتی ہے' تو مقام وحشت پیدا ہوتا ہے اور نفس مغلوب ہو جاتا ہے' یعنی نفس مردہ اور دل زندہ ہو جاتا ہے۔
غوث الاعظم حضرت شاہ محی الدین شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے فرمایا ہے: "اللہ تعالیٰ سے انسیت (محبت) اور ماسوی اللہ سے وحشت اور نفرت پیدا ہوتی ہے"۔

بیت

اے باھوؒ! اسم اللہ میری پیشانی پر ظاہر ہو گیا ہے اور برزخ(۱) اسم اللہ سے مجھے حق الیقین تک لے گیا۔

حدیث

"دنیا بھی تمہارے لئے اور عقبیٰ بھی تمہارے واسطے ہے۔ مجھے مولیٰ بس ہے۔"
پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: "دنیا تمہارے لئے اور عقبیٰ بھی تمہارے لئے۔ مجھے میرا مولیٰ کافی ہے۔"

حدیث

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور جس شخص نے دنیا کا ارادہ کیا' اس کے لئے دنیا ہے اور جس نے عقبیٰ کا ارادہ کیا' اس کے لئے عقبیٰ ہے اور جس نے مولیٰ کا ارادہ کیا' اس کے لئے سب کچھ ہے۔"

حدیث قدسی

"اپنے نفس کو ترک کر دے اور اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کر لو۔"

بیت

(حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں) میں نے اپنے دل سے غم دنیا و آخرت نکال ڈالا ہے' کیونکہ ایک گھر یا تو اسباب کی جگہ ہوتی ہے یا جمال دوست کی (یعنی جس طرح مکان یا مال و اسباب کی جگہ آرائش دار کمرہ ہو سکتا ہے' اسی طرح دل کا حال ہے اگر اس میں دنیا و آخرت کا غم ہے تو وہ اسباب کی جگہ ہے اور اگر اس میں غم مولیٰ ہے اور اللہ کا خیال سمایا ہوا ہے تو وہ آرائش کی جگہ ہے)

۱۔ دو چیزوں کے درمیان جو چیز حائل ہوتی ہے' اسے برزخ کہتے ہیں اور طالب کے لئے اسم مسمّیٰ کا حائل ہوتا ہے۔ اس لئے اسم اللہ کو برزخ کہتے ہیں۔

قَالَ عَلَیہِ السَّلَامُ: اَلعِشقُ نَارٌ اِذَا وَقَعَ فِی القَلبِ المُحِبِّ تُحرِقُ مَا سِوَی المَحبُوبِ (۱)

ہمہ اوست در مغز و پوست۔ پس عارف باللہ را ہرچہ از زبان بر آید (اسم اللہ بر آید) (۲)
و ہر طرف کہ بیند اسم اللہ بیند۔
قولہ تعالیٰ: فَاَینَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجہُ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ عَلِیمٌ (۳)
و ہرچہ بشنود، اسم اللہ بشنود وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیئٍ مُّحِیطٌ
درین مقام عاشق را از فقر فخر حاصل شود۔

قَالَ عَلَیہِ السَّلَامُ: اَلفَقرُ فَخرِی وَالفَقرُ مِنِّی وَاَفتَخِرُ بِہٖ عَلٰی سَائِرِ الاَنبِیَآءِ وَالمُرسَلِینَ (۴)

حدیث

حُبُّ الفُقَرَآءِ مِن اَخلَاقِ الاَنبِیَآءِ وَبُغضُ الفُقَرَآءِ مِن اَخلَاقِ الفِرعَونِ (۵)

حدیث

مَن نَظَرَ اِلٰی فَقِیرٍ وَیَسمَعُ کَلَامَہٗ یُحشَرُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَعَ الاَنبِیَآءِ وَالمُرسَلِینَ (۶)

حدیث قدسی

اَنَا جَلِیسُ مَعَ مَن ذَکَرَنِی (۷)

۱۔ زین العلم از ملا علی قاری" ۲۔ عین الفقر، ص ۲۳، ۳۔ سورہ البقرہ، ۲: ۱۱۰، ۴۔ زین العلم از ملا علی قاری" و جامع الصغیر از علامہ سیوطی" ۵۔ ایضا" ۶۔ ایضا" ۷۔ ایضا"

رسول اکرمؐ نے فرمایا: "عشق وہ آگ ہے کہ جب وہ محب کے قلب میں داخل ہوتی ہے تو وہ ماسوائے المحبوب کو خاک کر دیتی ہے۔"

(اور اس کے ساتھ) ہمہ اوست و مغز و پوست والا معاملہ ہو جاتا ہے۔ پس عارف باللہ کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے' اسم اللہ ہی نکلتا ہے' اور جس طرف وہ دیکھتا ہے' اس کو وہی اسم اللہ ہی نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "سو جس طرف تم منہ کرو' وہاں ہی اللہ متوجہ ہے"۔ اور جو کچھ وہ سنتا ہے' اسم اللہ ہی سنتا ہے' اور وہ (اللہ) تمام اشیاء کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس مقام پر (فقیر کو) فقر سے فخر حاصل ہوتا ہے۔

سرکار کائنات اور فخر موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا ارشاد گرامی ہے: "فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے اور میں اپنے فقر کی وجہ سے تمام انبیاء اور رسولوں کے اعمال پر فخر کروں گا۔"

حدیث

دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے: "فقراء سے دوستی رکھنا انبیاء اور رسولوں کے اخلاق سے ہے اور ان سے بغض رکھنا فرعون کی خصلتوں سے ہے۔"

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے: "جو شخص کسی فقیر کو دیکھے' اس کی بات سنے۔ خدا اس کا حشر انبیاء اور رسولوں کے ساتھ کرے گا۔"

حدیث قدسی

رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا: میں (اللہ تعالیٰ) اس کا جلیس ہوتا ہوں' جو میرا ذکر کرے۔"

یک مسئلہء فقہ آموختن از عبادت ثواب یکسالہ بہتراست ویکدم باخدای تعالیٰ عزوجل مشغول بودن بذکراللہ تعالیٰ ازھزار مسئلہء فقہ ثواب افضل تراست' چراکہ خواندن فقہ بناء اسلام و تلاوت قرآن عبادت ظاھری تمام وقت قضاباز بدست آید' لیکن دم قضاباز نیاید۔

قال علیہ السلام

مَنْ لَّمْ یُؤَدِّ فَرْضَ الدَّائِمِ لَمْ یَقْبَلِ اللّٰہُ مِنْہُ فَرْضَ الْوَقْتِ (۱)

فرمود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام: کسی کہ ادا نکند فرض دائمی را خدای تعالیٰ قبول نکند فرض وقتی او۔

قال علیہ السلام:

اَلْاَنْفَاسُ مَعْدُوْدَۃٌ کُلُّ نَفَسٍ یَّخْرُجُ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ فَھُوَ مَیِّتٌ (۲)

ابیات

نگہدار دم را کہ عالم دمی است | دمی پیش دانا بہ از عالمی است
مکن عمر ضائع بافسوس وحیف | کہ فرصت عزیز است والوقت سیف

چونکہ وقت جان کندن رفیق دم بتوفیق الٰہی بجز طلب اللہ دیگر گراہی۔

قال علیہ السلام:

ذِکْرُ الْخَیْرِ ذِکْرُ اللّٰہِ طَلَبُ الْخَیْرِ طَلَبُ اللّٰہِ (۳)

قولہ' تعالیٰ: وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا (۴)

۱۔ حدیث' ۲۔ حدیث' ۳۔ حدیث' ۴۔ سورہ الکھف' ۱۸:۲۸

فقہ کا ایک مسئلہ سیکھنا ایک سال کی عبادت کے ثواب سے بہتر ہے اور ایک گھڑی خدائے بزرگ و برتر کا ذکر کرنا اور اس میں مشغول ہونا ہزار مسئلہ ء فقہ کے سیکھنے سے زیادہ افضل ثواب ہے' کیونکہ فقہ کا پڑھنا اور تلاوت قرآن مجید کرنا بناء اسلام کی ظاہری عبادت ہے' جس کی قضا بھی ممکن ہے' لیکن سانس کی قضا ناممکن ہے۔ (اس لئے کہ سانس واپس نہیں آتی اور سانس محدود چیز ہے)

حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ہے:

""جو شخص فرض دائمی کو ادا نہیں کرتا' اللہ تعالیٰ اس کے فرض وقتی کو قبول نہیں کرتا۔

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص فرض دائمی کو ادا نہ کرے' خداوند تعالیٰ اس کے فرض وقتی کو قبول نہیں کرتا ہے۔""

رسول مقبولؐ کا ارشاد گرامی ہے:

""انسانی سانسیں گنتی کی ہوتی ہے اور جو سانس بدون ذکر اللہ کے نکلے وہ مردہ ہے۔"" (لہٰذا اس دنیا میں ایکدم بھی اللہ کی یاد سے غافل نہیں رہنا چاہئے اور بہتر یہ ہے کہ اس فانی دنیا کے پیچھے اپنی عمر عزیز برباد نہ کرے اور اس میں ہوشیار رہے)

ابیات

(اے طالب مولیٰ) دیکھ! اپنی سانس کی حفاظت کر۔ یہ سارا جہان گویا ایک سانس ہے اور ایک سانس دانا اور ہوشیار کے نزدیک تمام جہان سے بہتر ہے۔

دنیا کے رنج و حسرت میں اپنی عمر ضائع نہ کر' کیونکہ فرصت نہایت عزیز چیز ہے' مگر وقت کی تلوار (اس کو) کاٹ رہی ہے۔

(اے عزیز جان) پھر جب کہ موت سر پر ہے اور توفیق الٰہی سے (اس وقت) فرصت بھی ہے' تو پھر سوائے طلب ذکر اللہ کے ضلالت و گمراہی نہیں تو اور کیا ہے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے:

""ذکر الخیر ذکر اللہ ہے۔ جسے بھلائی کی طلب ہے (گویا) اسے اللہ کی طلب ہے۔"" (ماسوائے اس کے گمراہی ہے) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ ""اور اس کا کہنا نہ مانو' جس کا دل ہماری یاد سے غافل ہے اور جو اپنی خواہشات پر چلتا ہے اور وہ اس کام میں حد سے گزر گیا""۔

حدیث قدسی

مَنْ طَلَبَنِی وَجَدَنِی وَ مَنْ وَجَدَنِی عَرَفَنِی وَ مَنْ عَرَفَنِی اَحَبَّنِی وَ مَنْ اَحَبَّنِی عَشَقَنِی وَ مَنْ عَشَقَنِی قَتَلْتُہٗ وَ مَنْ قَتَلْتُہٗ عَلَیَّ دِیَتُہٗ فَاَنَا دِیَتُہٗ (۱)

خدای تعالیٰ جل شانہٗ میفرماید ہرکہ طلب کند مرای یابد مراو ہرکہ بیابد مرا بشناسد مراو ہرکہ بشناسد مرادوست گیرد مراو ہرکہ دوست گیرد مرا عاشق من شود و ہرکہ عاشق من شود من اورامی کشم و ہرکہ من اورا بکشم۔ پس دیت او بر من لازم آید۔ پس دیت او منم کہ من اورا باشم۔

قال علیہ السلام:

مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَّجَدَ فَقَدْ وَجَدَ (۲)

حدیث قدسی

اِنَّ فِیْ جَسَدِ بَنِیْ آدَمَ مُضْغَۃً وَّ فِی الْمُضْغَۃِ فُوَادٌ وَّ فِی الْفُوَادِ قَلْبٌ وَّ فِی الْقَلْبِ رُوْحٌ وَّ فِی الرُّوْحِ سِرٌّ وَّ فِی السِّرِ خَفِیٌّ وَّ فِی الْخَفِیِّ اَنَا (۳)

۱۔ نقل از فوائد المرغوب تبریزی" ۲۔ حدیث" ۳۔ کتاب المرغوب تبریزی"

حدیث قدسی

"جو مجھے طلب کرتا ہے' وہ مجھے پالیتا ہے اور جس نے مجھے پالیا' اس نے میری معرفت حاصل کرلی اور جس نے میری معرفت حاصل کی' اس نے مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے مجھے دوست رکھا' وہ میرے عشق میں مستغرق و محو ہوا اور جو میرے عشق میں محو و مستغرق ہوا' گویا میں نے اسے قتل کیا اور جس کو میں نے قتل کیا' لہٰذا اس کی دیت مجھ پر ہے اور میں ہی اس کی دیت ہوں۔

خدای تعالیٰ بزرگ و برتر فرماتا ہے: "جو کوئی مجھے طلب کرتا ہے' وہ مجھے پالیتا ہے۔ اور جو کوئی مجھے پالیتا ہے وہ مجھے پہچان لیتا ہے اور جو کوئی مجھے پہچان لیتا ہے' مجھے دوست بنالیتا ہے اور جو کوئی مجھے دوست بنالیتا ہے' وہ میرا عاشق ہو جاتا ہے اور جو کوئی میرا عاشق ہو جاتا ہے' میں اس کو قتل کردیتا ہوں اور جسکو میں قتل کردیتا ہوں' پس اسکی دیت مجھ پر لازم آتی ہے۔ پس اس کی دیت میں ہوں کہ میں اس کا ہو جاؤں"۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا: "جو شخص جس چیز کے لئے جدوجہد کرتا ہے' پس وہ اسے پالیتا ہے۔"

حدیث قدسی

"تحقیق انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے اور وہ ٹکڑا فواد میں ہے اور وہ فواد قلب میں ہے اور وہ قلب روح میں ہے اور روح سر میں ہے اور سر خفی میں ہے اور خفی انا میں ہے۔"

(اس حدیث میں قلب کے مقامات ذکر بیان کئے گئے ہیں"۔

چون فقیر فنافی اللہ درین مقام برسد درانا در آید و سکر غالب شود و نور توحید انوار سہ قسم است۔ یک قسم برجبین، دویم قسم در چشم سوم قسم در دل۔ اگر سہ قسم عبادت بردارد در معرفت بماند واگر نہ سلب شود جبین بر سجدہ و نظر بر شریعت و تصدیق دل در متابعت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم و در انا نیز دو قسم سلک مسلک می شود۔ یک قسم قم باذن اللہ۔ دوم قسم قم باذنی (چنانچہ ۱) بایزیدؒ گفت:

سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ و منصورؒ گفت: انا الحق۔ انا سریست، ھرکہ سرفاش کند سر سر رابگیرد۔ چون پیغمبر صاحب صلوات اللہ علیہ درین مقام رسیدند فرمودند:

سُبْحَانَکَ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ وَمَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ (۲)

پس معلوم شد کہ این (۳) مقام خام است۔ پیشتر باید رفت مقام لَا تَخَفْ۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (۴)

دانا و آگاہ باش کہ این فقر فخر محمدیست صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

قولہ تعالیٰ: کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (۵)

قم باذن اللہ مرتبۂ حضرت عیسیٰ صلوٰۃ اللہ و قم باذنی مرتبۂ امت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام را توحید برزبان است و امت محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم را تمام توحید از سرتاقدم توحید از دل و جان است نہ خدا و نہ از خدا جدا، چنانکہ آتش و اخگر چنانکہ طعام و نمک۔ ع ھرچہ در نمک افتد ہمہ نمک گردد۔ چنانکہ آب و شیر ہمچنان است در وحدت فقر۔

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۷: چنانکہ، ۲۔ سعدی شیرازی، ۳۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۷، ۴۔ سورہ یونس، ۱۰: ۶۲، ۵۔ آل عمران، ۳: ۱۱۰

جب فقیر فنافی اللہ اس مقام پر پہنچتا ہے' تو وہ انا میں آجاتا ہے اور سکر اس پر غالب ہو جاتا ہے اور نور توحید تین مقامات پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ اول پیشانی' دوم چشم' سوم قلب۔ اگر ان تینوں مقام سے عبادت ظاہر ہوتی ہے' تو فقیر صاحب معرفت ہوتا ہے' و گرنہ نور سلب ہو جاتا ہے (لہٰذا طالب مولیٰ کو چاہئے کہ) پیشانی کو سجدے (عبادت) پر قائم رکھے اور نظر شریعت پر رکھے اور تصدیق دل سے متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پر قائم رہے (تب جا کر یہ تینوں مقام حاصل ہوں گے) اور مقام انا کے بھی دو قسم ہیں۔ ایک توقم باذن اللہ (اللہ کے حکم سے اٹھ جا) اور دوسرا قم باذنی (میرے حکم سے اٹھ) جیسا کہ بایزید بسطامیؒ (بحالت سکر): "میں پاک ہوں اور میری شان بہت بلند ہے" کہتے تھے اور منصور بن حلاج(۱) انا الحق (میں خدا ہوں) کہتے تھے۔ انا ایک سر (پوشیدہ) ہے اور جو سر (بھید) کو فاش کرتا ہے تو سر اس کے سر (ذہن) کو پکڑ لیتا ہے (یعنی ذہنی توازن کھو کر مجذوب ہو جاتا ہے)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اس مقام پر پہنچے تو آپ نے فرمایا:

"پاک ہے تیری ذات ہم سے تیری معرفت کا حق بھی ادا نہیں ہوا اور نہ ہی تیرا حق بندگی اور تیری عبادت کا حق ادا ہوا ہے"۔

پس معلوم ہوا کہ یہ مقام (و مرتبہ) خام ہے۔ اس سے آگے بڑھنا چاہئے۔ پس مقام خفی پر پہنچنا چاہئے' جس کا اس آیت کریمہ میں ذکر ہے: "بیشک اولیاء اللہ پر نہ کچھ رنج و خوف ہو گا اور نہ وہ کبھی غمگین ہوں گے"۔

(طالب مولیٰ کو) جاننا اور آگاہ ہونا چاہئے کہ یہ فقر فخر محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "تم بہترین امت ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں کے لئے نکالی گئیں۔"

۱۔ حلاج عربی میں دھنئے کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ ایک دھنئے کی دکان پر بیٹھا کرتے تھے۔ ایک روز اسے انہوں نے اپنے کام کے لئے بھیجنا چاہا۔ اس نے انکار کیا کہ مجھے فرصت نہیں۔ انہوں نے کہا: جا تیرا کام کرتا ہوں۔ وہ چلا گیا اور جب واپس آیا تو دیکھا کہ تمام روئی اس کی دھنی پڑی ہے۔ اس روز سے یہ حلاج مشہور ہوئے۔

حضرت عیسیٰؑ کو قم باذن اللہ (اللہ کے حکم سے اٹھ جا) کا مرتبہ حاصل تھا اور قم باذنی (میرے حکم سے اٹھ) کا مرتبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امت کو حاصل ہے' کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توحید صرف لسانی تھی (جس پر وہ تبلیغ توحید کیا کرتے تھے) اور امت محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سر سے قدم تک پوری کی پوری توحید میں غرق ہے (جس کے ذریعے سے) وہ تبلیغ توحید دل و جان سے عوام الناس کو کرتے ہیں (اور ظاہری و باطنی فیض لوگوں کو پہنچاتے ہیں) (اور اس کا حال یہ ہے) کہ وہ نہ خدا ہیں اور نہ ہی خدا سے جدا ہیں۔ جیسے آگ اور چنگاری اور جیسے نمک اور طعام (آپس میں مخلوط ہیں)۔ جو کچھ نمک کی کان میں پڑا' وہ نمک کی تاثیر سے نمک ہی بن جاتا ہے۔ اور جیسے کہ پانی اور دودھ کا حال ہے ویسا ہی حال وحدت اللہ اور فقر کا ہے۔

قال علیہ السلام:

لِی مَعَ اللّٰہِ وَقتٌ لَا یَسعَنِی فِیہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرسَلٌ (۱)

قولہ تعالیٰ: اِنَّآ فَتَحنَا لَکَ فَتحًا مُّبِینًا لِّیَغفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِکَ وَمَا تَأَخَّرَ (۲)

چون پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام درین مقام رسیدند، تعبد، شکرانہ بسیار کشیدند۔ پس دیگری چہ باشد۔

قَالَ عَلَیہِ السَّلَامُ: اَفَلَا اَکُونَ عَبدًا شَکُورًا (۳)

حدیث

کُلُّ بَاطِنٍ مُخَالِفٌ لِلظَّاهِرِ فَهُوَ بَاطِلٌ (۴)

بیت

علم را آموز اول بعدہ، (۵) اینجا بیا   جاہلان راپیش حضرت حق تعالیٰ نیست جا

قال علیہ السلام:

مَن تَزَهَّدَ بِغَیرِ عِلمٍ جُنَّ فِی آخِرِ عُمرِهٖ اَو مَاتَ کَافِرًا (٦)

بیت

علم حق نور است روشن مثل او انوار نیست   علم باید با عمل بی عمل جز خربار نیست

۱۔ بحرالاسرار، ص ۶۰، ۲۔ سورہ الفتح ۴۸:۱-۲، ۳۔ حدیث، ۴۔ حدیث، ۵۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۹: آخر، ٦۔ نقل از تفسیر مزمل نور مکمل

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے: "مجھے خدا ای تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے کہ اس وقت نہ مجھے کسی فرشتہ کا خیال ہو سکتا ہے اور نہ کسی نبی مرسل کا دھیان آسکتا ہے۔" اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
"اے پیغمبرؐ بیشک ہم نے آپؐ کو کھلی فتح عطا فرمائی تاکہ اللہ آپؐ کی اگلی اور پچھلی کی پوری کر دے۔" (۱)
جب پیغمبر علیہ السلام اس مقام پر پہنچے تو آپؐ نے بطور شکریہ (پہلے سے) بہت زیادہ عبادت (۲) کرنا شروع کر دی۔ جب آپؐ کا یہ حال تھا تو کسی اور کا کیا ذکر ہے۔
حضور اکرمؐ نے فرمایا: "کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں"؟

حدیث

"جو باطن ظاہر کے خلاف ہو' وہ باطل ہے۔"

بیت

پہلے علم حاصل کر۔ اس کے بعد اس (درگاہ) پر آ کیونکہ درگاہ الٰہی میں جاہلوں کی گذر نہیں۔
رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: "بغیر علم کے زاہد کو شیطان آخری عمر میں پاگل بنا دیتا ہے یا اس کی موت کفر پر کر دیتا ہے۔"

بیت

علم حق ایک چمکتا ہوا نور ہے' جس کی مانند کوئی نور نہیں۔ علم با عمل چاہئے' کیونکہ جو علم گدھے پر لدا ہوا ہوتا ہے' وہ علم بار آور نہیں ہوتا۔

۱۔ قرآن مجید مع تفسیر رفاعی سید محمد رفاعی عرب' اردو بازار لاہور' سن اشاعت مذکور نہیں' ص ۶۱۳۔ اس آیت میں فتح ظاہری اور فتح باطنی دونوں مراد ہیں' کیونکہ انبیاء کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے اور چونکہ فتح مکہ سے پہلے یہ آیت اتری ہے' اس لئے فتح مکہ کا اس میں خصوصیت سے ذکر ہے۔
۲۔ اور اب آپؐ کا یہ حال ہو گیا کہ قیام لیل سے آپؐ کے قدم مبارک سوج جاتے اور صحابہ کرامؓ یہ حال دیکھ کر عرض کرتے کہ آپؐ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے معافی دے دی ہے' تو آپؐ نے فرمایا: اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا (تو کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں)۔

قولہٗ تعالیٰ: فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ (۱)

بیت

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر — کی بود بی شیر مسکہ کی بود بی پیر پیر (۲)

علم آنست کہ بمعلوم برسد باخبرو الا نہ۔

قال علیہ السلام:

اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرِ (۳)

بیت

علمی کہ رہ بدوست بر در کتاب نیست — اینہا کہ خواندہ (۴) ایم ہمہ در حساب نیست

گر دل عنان صحبت جانان گرفت یافت — عمریکہ پای رحلت او در رکاب نیست

قولہٗ تعالیٰ: کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا (۵)

بیت

زاہل مدرسہ اسرار معرفت مطلب — کہ نکتہ دان نشود کرم گر کتاب خورد

این حدیث نبوی در باب فقر است: قال علیہ السلام:

۱- سورہ زلزال، ۹۹: ۷-۸، ۲- مثنوی معنوی مولوی ۳- حدیث قدسی، ۴- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۳۰: من بخواندم، ۵- سورہ الجمعہ، ۶۲: ۵

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "پس جو ایک رائی کے برابر نیک عمل کرے گا' تو اسی کے مطابق اس کا اچھا صلہ پائے گا اور جو کوئی ایک رائی کے برابر برائی کرے گا' وہ اس کے مطابق ہی برا صلہ پائے گا۔"

(پس جبکہ یہ امر صادق ہے تو معلوم ہوا کہ علم بدون عمل وبال جان ہے تو چاہئے کہ علم و عمل سے اپنا ظاہر و باطن درست رکھے کیونکہ علم ظاہر علم باطن کا نمونہ ہوتا ہے)

بیت

علم باطن کی مثال مکھن کی ہے اور علم ظاہر کی مثال دودھ کی ہے۔ مکھن دودھ کے بغیر کیسے ہو سکتا ہے اور پیر کے بغیر پیر کیسے ہو سکتا ہے؟

علم وہی ہے جو منزل مقصود تک پہنچائے' ورنہ وہ حجاب ہے۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا: "علم بھی اللہ تعالیٰ کے حجابوں میں سے ایک بڑا حجاب ہے۔"

بیت

جو علم دوست تک پہنچاتا ہے' وہ کتابوں میں درج نہیں ہے۔ جو کچھ ہم نے لکھا پڑھا ہے (یا جو کچھ ہم لکھتے پڑھتے ہیں) وہ (بدون عمل) کسی شمار میں نہیں ہے۔

اگر دل نے محبوب کی صحبت کے لگام کو پکڑ لیا' تو اس نے اس عمر (بقا) کو پا لیا' جس کی رحلت کا پاؤں رکاب میں نہیں (یعنی وہ رحلت نہیں کرتا' بلکہ زندۂ جاوید ہو جاتا ہے)

عالم بے عمل کی مثال وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے: "اس کی مثال گدھے کی ہے جو پیٹھ پر کتابیں لے کر چلتا ہے۔"

بیت

تو اہل مدرسہ سے معرفت کے بھید مت پوچھ' کیونکہ کیڑا (دیمک) کتاب کے کھانے سے نکتہ داں نہیں ہو سکتا۔

یہ حدیث نبوی ﷺ فقر کے بارے میں ہے۔

لا بی ذر غفاری یا ابا ذر تمشی وحدک فا اللہ تعالیٰ فی السمآء فرد وانت فی الارض فرد کن فرداً یا ابا ذر ان اللہ جمیل یحب الجمال قال علیہ السلام یا ابا ذر تدری ما غمی و فکری لای شئ اشتیاقی فقال اصحابہ اخبرنا یا رسول اللہ بغمک و فکرک ثم قال آہ آہ آہ و اشوقاہ الیٰ لقاء اخوانی یکون من بعدی شانھم کشان الانبیاء وھم عند اللہ بمنزلۃ الشھدآء یفرون من الآباء والامھات والاخوان والاخوات والابناء ابتغاء مرضات اللہ تعالیٰ وھم یترکون الاموال للہ ویذلون انفسھم بالتواضع لا یرغبون فی الشھوات و حصول الدنیا یجتمعون مجنونین من حب اللہ و قلوبھم الی اللہ و روحھم من اللہ و عملھم للہ اذا مرض واحد منھم ھو افضل عند اللہ من عبادۃ الف سنۃ و ان شئت ازیدک یا ابا ذر قال قلت بلیٰ یا رسول اللہ صلعم قال الواحد منھم یموت فھو کمن مات فی السمآء لکرامتھم عند اللہ و شئت ان ازیدک یا ابا ذر قال قلت بلیٰ یا رسول اللہ قال الواحد منھم یوذیہ قملۃ فی ثیابہ فلہ عند اللہ اجر سبعین حجۃ و عمرۃ و کان لہ اجر عتق اربعین رقبۃ من اولاد اسماعیل علیہ السلام کل واحد منھم باثنی عشر الف دینار و ان شئت ازیدک یا ابا ذر قال قلت بلیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الواحد منھم یذکر اہل الود و دثم یغتم یکتب لہ بکل نفس الف الف درجۃ و ان شئت ان ازیدک یا ابا ذر قال قلت بلیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الواحد منھم یصلی رکعتین یعبد اللہ فی جبل العرفات لہ ثواب مثل عمر نوح الف سنۃ و ان شئت ازیدک یا ابا ذر قال قلت بلیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الواحد

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذرؓ! جس طرح تم زمین پر تنہا چلتے ہو، فرد ہوتے ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں فرد ہے اور یقیناً پاک اور ستھری چیزوں کو پسند کرتا ہے"۔

پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوذرؓ! "تمہیں میرا غم اور فکر معلوم ہے اور کس چیز کا میں مشتاق ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہی بیان فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: آہ آہ آہ واشوقاہ مجھے اپنے رفیقوں کی ملاقات کا بہت شوق ہے، جو میرے بعد ہوں گے اور جن کی شان انبیاء جیسی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا مرتبہ شہداء کا ہوگا۔ یہ لوگ اپنے ماں باپ اور بھائی بہنوں اور اپنی اولاد سے دور بھاگیں گے اور خداوند تعالیٰ سے لو لگائیں گے۔ انہیں اپنے مال و دولت کی کچھ پرواہ نہ ہوگی اور اسے بھی چھوڑ دیں گے۔ اور وہ اپنے سرکش نفسوں کو عاجزی سے بدل دیں گے اور خواہش نفسانی اور دنیائے دوں سے نفرت کریں گے۔ پہلے وہ مجذوب ہوں گے کہ ان کے دل محبت الٰہی کی طرف کھچے ہوئے ہوں گے۔ ان کی روزی ذکر اللہ ہوگی اور ان کے کام لوجہ اللہ ہوں گے۔ جب ان میں سے کوئی بیمار ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی بیماری ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہوگی۔

اے ابوذرؓ! تم چاہتے ہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیوں نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ان میں سے ایک کی موت خدا کے نزدیک ایسی ہوگی گویا آسمان والوں سے کوئی مر گیا۔

اے ابوذرؓ! اگر چاہتے ہو تو میں اور بیان کروں۔ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ بیان فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا: اگر ان میں سے کوئی اپنے کپڑے کی ایک جوں مارے گا تو بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہوگا کہ گویا اس نے ستر حج اور عمرے کئے۔ اور ان کے لئے ایسا ثواب ہوگا کہ انہوں نے گویا چالیس غلام آزاد کئے۔ اور فرض کرو کہ وہ غلام بھی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ہر غلام کی قیمت بارہ ہزار دینار ہے۔ اے ابوذرؓ! تم کہو تو میں اور بیان کروں۔ انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: ان میں سے جب کوئی اہل محبت کا ذکر کرے گا اور سانس لے گا، تو ہر سانس کے بدلہ میں ہزار ہزار درجہ ان کے لکھے جائیں گے۔

اے ابوذرؓ! اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں' انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسولؐ اللہ! کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا اگر کوئی ان میں سے جبل عرفات کے نیچے دو رکعت نماز پڑھے گا تو اس کو نوح علیہ السلام کی ہزار برس کی عمر کا ثواب ملے گا۔

اے ابوذرؓ اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں' انہوں نے عرض کیا ہاں رسولؐ اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا اگر ان میں سے کوئی ایک تسبیح کہے گا' تو وہ تسبیح قیامت کے دن

منهم تسبیحة خیر له یوم القیامة من ان یسیر مع جبال الدنیا ذهباً وان شئت ان ازیدک یا اباذر قال قلت بلیٰ یا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و اٰله وسلم قال من نظر نظراً الیٰ احدهم احب الی اللّٰه من نظره الیٰ بیت اللّٰه تعالیٰ ومن ینظر الیه فکانما ینظر الیٰ اللّٰه تعالیٰ ومن سرره فکانما سرّ اللّٰه تعالیٰ ومن اطعمه فکانما اطعم اللّٰه تعالیٰ وان شئت ان ازیدک یا اباذر قال قلت بلیٰ یا رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه واٰله وسلّم قال الواحد یجلس الیهم قوم مصرین مثقلین من الذنوب ما یقومون من عندهم الا المخففین فاعلم ان ارباب القلوب یکاشفون باسرار الملکوت تارةً علیٰ سبیل الرؤیاء الصالحة وتارةً فی الیقظة علیٰ سبیل کشف المعانی بمشاهدة الثالثة کما یقومون فی المنام وهٰذا من اعلیٰ الدرجات کما ان الرؤیاء الصالحة جزء من ستة و اربعین اجزاء النبوة فایاک وان خطاک یکون من العلم ان کان کل من جاوز حد قصورک ففیه هلک متخنبعین والجهر خیر من عقل یکون الیٰ انکار من هٰذه الامور الاولیاء اللّٰه تعالیٰ ومن انکر ذالک الاولیاء لزمه انکار الانبیاء وکان خارجاً من الدین کله(۱)

قوله تعالیٰ: واصبر نفسک مع الذین یدعون ربهم بالغداوة والعشی یریدون وجهه ولا تعدعینا ک عنهم ترید زینة الحیوٰة الدنیا (۲)

۱- جامع الصغیر و فوائد و کنز الحقایق

۲- سوره کهف ۱۸، ۲۸

خداوند تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ بہتر ہو گی کہ اس کے عوض میں دنیا کے پہاڑ سونا چاندی ہو کر اس کے ساتھ پھرا کریں گے۔

اے ابوذرؓ! اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسولؐ اللہ! کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی ان میں سے ایک دوسرے پر نظر ڈالے گا' تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ نظر بیت اللہ پر ڈالنے سے زیادہ بہتر ہو گی۔ اور جو کوئی انہیں دیکھے گا گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ اور جو انہیں خوش کرے گا گویا اس نے خدا کو خوش کیا۔ اور جو انہیں کھانا کھلائے گا گویا اس نے خداوند تعالیٰ کو کھانا کھلایا۔

اے ابوذرؓ! اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ انہوں نے عرض کیا' ہاں یا رسولؐ اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا۔ گنہگار لوگ جو اپنے گناہوں پر اصرار بھی کرتے ہوں گے۔ جب ان کے پاس بیٹھ کر اٹھیں گے' تو وہ اپنے گناہوں سے پاک ہو جائیں گے۔"
بات یہ ہے کہ ارباب قلوب صاحب مکاشفہ ہوتے ہیں۔ کبھی تو انہیں اسرار ملکوتی رویائے صالحہ کے ذریعے سے معلوم ہوتے ہیں' جو نبوت کا چالیسواں حصہ ہے۔ اور کبھی بذریعہ مشاہدہ کے معلوم ہوتے ہیں۔ اور یہ مرتبہ پہلے رتبہ سے عالی ہے۔
اور انہیں لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جن کے فقر کا یہ حال ہے کہ ذکر اللہ سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔ اور صبح و شام دن رات ہر وقت اس میں مشغول رہتے ہیں اور جن کا حال ان آیات میں مذکور ہے:
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے پیغمبر ﷺ! تم اپنے آپ کو روکے رہو ان کے ساتھ جو اپنے رب کو یاد کرتے ہیں صبح شام' طالب ہیں خدا کے اور اپنی آنکھ ان لوگوں سے نہ اٹھانا' زینت دنیا کو تلاش کرتے ہوئے۔"

واین آیت نیز درباب فقراست:۔

قولہ تعالیٰ:۔ یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (۱)

این آیت نیز درباب فقراست:

قولہ تعالیٰ:۔ وَمَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ (۲)

ودر رسالہء غوث الاعظم غلام محی الدین قدس اللہ سرہ' العزیز رقم است:

قال اللہ لی یا غوث محی الدین: لَیْسَ الْفَقِیْرُ عِنْدِیْ لِمَنْ لَیْسَ لَہٗ شَیْءٌ بَلِ الَّذِیْ لَہٗ اَمْرًا فِیْ کُلِّ شَیْءٍ اِذَا قَالَ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنُ یَا غَوْث مُحِیَّ الدِّیْن قُلْ لِاَصْحَابِکَ وَاَحْبَابِکَ فَمَنْ اَرَادَ مِنْکَ صُحْبَتِیْ فَعَلَیْہِ بِاخْتِیَارِ الْفَقْرِ فَاِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ یَا غَوْث مُحِیَّ الدِّیْن قُلْ لِاَصْحَابِکَ اغْتَنِمُوْا دَعْوَۃَ الْفَقِیْرِ فَاِنَّھُمْ عِنْدِیْ وَاَنَا عِنْدَھُمْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ اِذَا رَاَیْتَ الْمُحْرَقَ بِنَارِ الْفَقْرِ وَالْمُنْکَسِرَ بِکَثْرَۃِ الْفَاقَۃِ فَتَقَرَّبْ اِلَیْہِ فَلَیْسَ حِجَابٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ فرمود حق سبحانہ' و تعالیٰ یا غوث نیست فقیر نزدیک ما کہ نیست اورا چیزی مگر آنکہ او را امراست۔ ہر چیزی را کہ می گوید شومی شود یا غوث بگو اصحابان و یاران راپس کسیکہ خواھد از شامحبت من برولازم است کہ اختیار کند فقررا۔ چون کسی راکہ فقرش تمام شود پس ھمان اللہ ماند یا غوث بگو یاران خو درا کہ غنیمت دانید دعای فقیررا۔ بدرستیکہ ایشان نزدیک من اند و من نزدیک ایشان۔ یا غوث محی الدین چون بینی سوختہء بہ آتش فقر و شکستہء فاقہ مرا۔ پس نزدیک او شو کہ نیست درمیان من و او پردہ۔

۱۔ سورہ الفجر ۸۹، ۲۷-۳۰ ۲۔ سورہ الاحزاب ۳۳، ۴

اور یہ آیت بھی فقر کے بارے میں ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (جب نیک بندے کی روح پرواز کرتی ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے خطاب ہوتا ہے)
"اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف واپس ہو جا کہ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور (خوش خوش) میری جنت میں داخل ہو جا"۔
اس آیت میں بھی فقر کا ذکر ہے:
باری تعالیٰ کا فرمان ہے: "اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کے پیٹ میں دو دل نہیں رکھے (۱)"۔
غوث الاعظم حضرت غلام محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کے رسالہ میں تحریر ہے: یعنی فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ اے غوثؒ! میرے نزدیک فقیر وہ نہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو، بلکہ میری مراد فقر سے یہ ہے کہ فقیر صاحب امر ہو کہ اگر کسی چیز کو کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے۔ اے غوث محی الدینؒ! اپنے احباب کو کہہ دو جو آپ سے محبت وارادت رکھتے ہوں، انہیں فقر اختیار کرنا لازم ہے، کیونکہ جب فقر کمال کو پہنچتا ہے تو وہ اللہ ہی ہوتا ہے (۲) یعنی وصال باری عزاسمہ کا مقام ہوتا ہے۔ یا غوث محی الدینؒ! اپنے احباب سے فرما دیجئے کہ فقرا کی دعا کو غنیمت جانو۔ وہ مجھ سے اور میں ان کے نزدیک ہوں۔ اے غوث اعظمؒ! جب تم کسی کو فقر کی آگ سے جلا ہوا اور فقر و فاقہ کی کثرت سے شکستہ حال دیکھو تو اس کے نزدیک ہو جاؤ۔ میرے اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔

۱۔ پھر جب انسان کے وجود میں ایک دل ہے تو کامل توجہ ایک چیز کی طرف منسوب ہو سکتی ہے۔
۲۔ جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے تو فقیر کو مقام فنا میں حصول الی اللہ ہوتا ہے۔

قَالَ عَلَیهِ السَّلَامُ: اَلْفَقْرُ شَینٌ عِنْدَ النَّاسِ وَ خَزِینَۃٌ مِنْ عِنْدَ اللّٰہِ (۱)

قَالَ عَلَیهِ السَّلَامُ - اَلْفَقْرُ شَقِّیْ خَمْرٌ مِنْ عِنَاءِ الشَّاکِرِ (۲)

قال علیہ السلام: اَلْفَقْرُ بَیَاضُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ (۳)

چنانچہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ را پرسیدند کہ یا شیخ! فقیری و درویشی چیست؟ فرمود کہ فقیری درویشی اینست کہ ہژدہ ہزار عالم موجودات سیم و زر بدست آنکس بدھند ہمہ را براہ خدای تعالیٰ تصرف کند۔ درویشی فقیری را ہفتاد ہزار مقام است تا فقیر درویش ہفتاد ہزار مقام را سیر نکند و تماشای نہ بیند و تماشای نہ نماید او را درویش فقیر نتوان گفت۔ تا درویش فقیر جملگی مقام را واقف نباشد از ہر مقام نتواند گذشت۔ او درویش فقیر نیست۔ از برای خود درویشی کند نہ از برای خدای عزوجل۔ جائیکہ گنج است بالای آن مار است و ہر جائیکہ گل است خار است۔

چون کار او از ہژدہ ہزار عالم بگذرد۔ بالای عرش رود۔ ہمہ کس را داند۔ در مذہب سلوک درویش فقیر ہمین را گویند۔ چون از ہفتاد ہزار مقام بالای از عرش و کرسی بگذرد مقام او در وہم و فہم (کس) (۴) نگنجد۔ آن سریست میان بندہ و مولیٰ۔ کشف آن سر ہیچ کس نتواند مگر خدای عزوجل کہ آن داناتر است۔

بیت

چنان غرق گردد بدریای عشق کہ ہر دم سر از عرش بالا کشد

واین فقیر باھوؒ میگوید کہ چون شب معراج بر براق سوار جبرائیلؑ پیش جلوہ دار صورت کونین را آراستہ و ہژدہ ہزار عالم پیراستہ گرد بگرد دست بستہ پیش حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم استادہ بالای از عرش و کرسی فروتر در مقام سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی مَحْمُودًا نَصِیْرًا قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (۵) اعلیٰ بحضور حق تعالیٰ رسید پرسید یا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم تماشای کونین ہژدہ ہزار عالم تابع پیش تو آوردم و ہمہ موجودات خود بتو بہ بخشیدم۔

۱- حدیث، ۲- ایضاً، ۳- ایضاً، ۴- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۷، ۵- سورہ النجم، ۹:۵۳

رسول اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے۔ "لوگوں کے نزدیک فقر ملامت ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ خزانہ ہے۔"

(دوسری حدیث میں) حضورؐ نے فرمایا: "شقی کا فقر شکر کرنے والے کے استغنا سے بہتر ہے"۔

(تیسری حدیث میں) سرور کائناتؐ نے ارشاد فرمایا: "فقر دونوں جہانوں میں سرخروئی ہے۔"

چنانچہ حضرت بایزید بسطامیؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ یا شیخ! فقیری اور درویشی کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ فقیری اور درویشی یہ ہے کہ اگر تمام عالم کا مال و زر اس آدمی (فقیر) کے ہاتھ میں دے دیا جائے' تو وہ تمام کا تمام اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کردے (اور ایک پھوٹی کوڑی بھی وہ اپنے پاس نہ رکھے)

(۲) فقر کے مقامات

فقیری درویشی کے ستر ہزار مقامات ہیں۔ فقیر درویش جب تک ان ستر ہزار مقامات کو طے نہیں کرلیتا اور دیکھ نہیں لیتا اور کسی دوسرے کو اس کا تماشا نہیں دکھاتا' اس کو درویش فقیر نہیں کہا جاسکتا۔ (کیونکہ) فقیر درویش جب تک ان تمام مقامات کا واقف نہ ہو' وہ ہر مقام سے گذر نہیں سکتا۔ (درحقیقت) وہ درویش فقیر نہیں ہے' (بلکہ) وہ صرف اپنے نفس کے لئے فقیر بنا ہے نہ خدائے بزرگ و برتر کے لئے۔ کیونکہ جہاں خزانہ ہے' اس کے اوپر سانپ ہے اور جہاں پھول ہے وہاں (ضرور) کانٹا بھی ہے (یعنی فقر کی راہ میں بہت زیادہ مصائب و مشکلات ہیں)

جب اس (فقیر) کا معاملہ دنیا کو عبور کرلیتا ہے یعنی جب فقیر ان تمام مقامات سے گزر جاتا ہے اور عرش کے اوپر تک پہنچ جاتا ہے تو پھر وہ تمام افراد کو پہچان جاتا ہے (اور ہر ایک کے مرتبہ سے واقف ہو جاتا ہے) مذہب سلوک میں فقیر درویش اسی کو کہتے ہیں (اور) جب وہ ستر ہزار مقامات سے عرش و کرسی سے بھی گزر جاتا ہے تو اس کا مقام کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں سما سکتا۔ بلکہ وہ بندہ و معبود کے درمیان ایک راز ہوتا ہے' جس کا کشف کسی بشر سے ممکن نہیں' اس کی حقیقت و راز خدائے بزرگ و برتر ہی جانتا ہے' کیونکہ وہ دانا تر ہے۔

بیت

میں عشق کے دریا میں ایسا غرق ہوا ہوں کہ ہر لحظہ میرا سر عرش پر پہنچتا ہے۔

اور یہ فقیر باھوؒ فرماتے ہیں کہ جب آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام براق پر سوار ہو کر معراج شریف کو تشریف لے گئے اور جبرائیل علیہ السلام نے عرش و کرسی سے اوپر مقام سدرہ المنتہیٰ پر جلوہ گر صورت کونین کو آراستہ اور ھژدہ ھزار عالم کو گرداگرد پیراستہ کر کے مئودب ہو کر آپؐ کے روبرو استادہ کیا اور اس کے بعد آپ مقام قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی پر حق تعالیٰ کے حضور میں پہنچے تو ارشاد ہوا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپؐ نے اٹھارہ ہزار عالم کونین کا تماشا دیکھا ہم نے اسے آپؐ کے تابع فرمان کر کے آپؐ کے سامنے پیش کیا اور اپنی تمام موجودات کو ہم نے تمہارے سپرد کیا۔

تراچه خوش آمد وچه می خواہی؟ گفت: خداوندا! مراخوش آمد اسم ذات تو ومحبت تو و ترا از تو می خواہم۔ یا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم محبت من در کدام چیز است و من کدام چیز را میخواہم۔ نزدیک من کدام چیز پسند است کہ قرب تمام دارد کہ میان ما و او ہیچ حجاب نیست۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمود۔ یا خداوندا! فقر فنا فی اللہ بقا باللہ۔

قَالَ عَلَیہِ لسَّلَامُ: اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْناً وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْناً وَّ احْشُرْنِی فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاکِیْن(۱)

چون پیغمبرؐ صاحب فقر را باحق سبحانہ و تعالیٰ یکتا دید فرمود:

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: ۔ سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَاءِ(۲)

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: ۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ(۳)

قولہ تعالیٰ: ۔ وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ(۴)

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: ۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْفُقَرَاءَ الْغَنِیَّ(۵)

پس پیغمبرؐ صاحب را فقر اختیاری بود نہ اضطراری۔ چون حق سبحانہ و تعالیٰ پرسید یا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم: ترا کدام چیز ناپسند است۔ فرمود: خداوندا! ہر آنکہ ناپسند ترا است۔ فرمود: مرا کدام چیز ناپسند است۔ گفت: خداوندا! دنیا کہ نزدیک تو قدر دنیا را برابر پشہ نیست۔ پس ہر کہ دنیا را پسندید، آن ناپسندیدہ درگاہ است۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنٌ وَمَا فِیْھَا مَلْعُوْنٌ اِلَّا ذِکْرَ اللّٰہِ تَعَالیٰ(۶)

۱۔ نقل از جامع الصغیر علامہ سیوطیؒ، ۲۔ راحت القلوب از حضرت نظام الدین اولیاءؒ، ۳۔ نقل از مرغوب القلوب، ص ۱۸ و انیس الطالبین از حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبندیؒ ص ۶۳، ۴۔ سورہ الفتح، ۴۸:۳۸، ۵۔ حدیث، ۶۔ نقل از عین العلم شرح زین الحلم ملا علی قاریؒ ترمذی

ان (تمام) میں سے آپؐ کو کیا پسند آیا؟ اور (ان میں سے) آپؐ کو کیا چاہئے؟ آپؐ نے فرمایا: اے میرے پروردگار! مجھے تو تیرا اسم ذات اور تیری محبت پسند آئی اور میں تجھ سے تجھی کو چاہتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم! میری محبت کس چیز میں ہے اور میں کس چیز کو چاہتا ہوں اور میرے نزدیک کونسی چیز پسندیدہ ہے جو پورا قرب رکھتی ہے اور میرے اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

اے میرے آقا! وہ چیز منزل عجز و نیاز فنا فی اللہ بقا باللہ ہے۔

چنانچہ آپؐ ہمیشہ دعا میں فرمایا کرتے تھے۔ "اے پروردگار! مجھے مسکینوں میں زندہ رکھ اور میری موت بھی مسکینوں میں کر اور اے پروردگار! مجھے قیامت کے دن مسکینوں میں اٹھا۔"

جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خداوند کریم کو (بچشم خود) بذریعہ مراتب فقر یکتا دیکھا تو فرمایا:

"فقراء کا خادم قوم کا سردار ہے۔"

دوسری حدیث ہے۔ "جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے تو وہ خدا ہی ہوتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ غنی ہے اور تم سب فقیر ہو۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ غنی فقراء کو دوست رکھتا ہے۔

پس پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا فقر اختیاری تھا نہ اضطراری۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے دریافت کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم تمہیں کونسی چیز ناپسند ہے؟

تو آپؐ نے فرمایا کہ اے پروردگار! جو تجھے ناپسند ہے۔ ارشاد ہوا مجھے کونسی چیز ناپسند ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اے پروردگار! دنیا! کہ تیرے نزدیک دنیا کی قدر ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔ پس جس کسی نے دنیا کو پسند کیا' وہ تیری درگاہ میں ناپسندیدہ ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا ہے: "اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا دنیا اور اس کے مابین جو کچھ ہے (سب) ملعون ہے۔"

بشنو فقیر باھوؒ میگوید کہ فقہ سہ حرف است و فقیر نیز سہ حرف است و علم نیز سہ حرف است و عمل نیز سہ حرف است و حلم نیز سہ حرف است و حلیم نام خدای عزو جل است۔ ہمہ را یک جا (جمع)(۱) بکن و غلولہ بند بساز و در آوند طریقت' حقیقت' معرفت' عشق' محبت بیامیختہ در آب شریعت سیراب کن و در آوند طریقت' حقیقت' معرفت' عشق' محبت (بیامیختہ)(۲) ساغراز آن نوش کن۔ بعد از آن قدم در فقرانداز(۳) و ہردو جہان را فراموش کن۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

بجز این اقدام راہ فقر نتوان رفت کہ ہزاران ہزار درین ورطہء توحید گم شدہ جذب خوردہ رجعت بردہ اند و حسرت خوردہ مردہ اند۔ با محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہشیار باش (و با خدای تعالیٰ)(۴) مست در خواب بیداری و مستی و ہوشیاری۔

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۴۰' ۲۔ ایضاً'' ص ۴۰' ۳۔ ایضاً'' ص ۴۰: زن' ۴۔ ایضاً'' ص ۴۰

①

لفظ فقیر کی تعریف اور حقیقت فقر کے بیان میں

فقیر باھوؒ کہتا ہے (اے طالب غور سے) سن! کہ لفظ فقہ کے تین حروف ہیں اور فقر کے بھی تین حروف ہیں اور (اسی طرح) علم کے بھی تین حروف ہیں اور عمل کے بھی تین حروف ہیں اور لفظ حلم بھی تین حروف پر مشتمل ہے اور حلیم خدائے بزرگ و برتر کا نام ہے۔ (لہٰذا) ان سب کو ایک جگہ جمع کر اور گولی بنا لے اور طریقت' حقیقت' معرفت' عشق' محبت کے پیالہ میں آمیز کر کے آب شریعت میں گھول لے اور (پھر) طریقت' حقیقت' معرفت' عشق' محبت کے پیالہ میں ملا کر اس سے نوش کر لے اور اس کے بعد راہ فقر میں قدم رکھے اور دونوں جہان کو فراموش کر دے۔ اور اللہ بس اور ماسوائے اللہ ہوس پر دھیان رکھے۔

ان اقدام کے بغیر راہ فقر پر چلنا دشوار ہے' کیونکہ ہزارہا لوگ اس ورطہء توحید میں پریشان حال ہو کر بھٹک گئے ہیں اور حسرت اٹھا کر اپنی جانیں کھو گئے ہیں۔ (طالب کو چاہئے کہ) حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ ہوشیار رہے اور خداوند کریم کے ساتھ عالم مستی میں رہے۔ ایسی مستی جو خواب و بیداری اور مستی و ہوشیاری میں برقرار رہے (باخدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار)

باب اول

مشاہدۂ ذات توحید برزخ اسم اللہ و رسیدن بتوحید فنافی اللہ

بشنو! ھرچہار کتاب توریت ' انجیل ' زبور ' ام الکتاب یعنی فرقان ہمہ شرح اسم اللہ ذات است۔ اسم اللہ چیست یعنی عین ذات پاک بیچون و بی چگون بی شبہ و بی نمون ' قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (۱)

ھرکہ اسم اللہ خواند ' حافظ و بحب اللہ گشت ہے از خواندن اسم اللہ ذکر اللہ علم من لدنی واضح گردد ' وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (۲)

قولہ تعالیٰ :- مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ (۳)

ترجمہ :- فرمود حق سبحانہ و تعالیٰ چیزیکہ ذکر کردہ نمی شود در آن چیز اسم اللہ۔ پس بدرستی (ہر آئینہ ۴) فسق است۔ وانی پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام کہ بالا تر از عرش و کرسی و لوح و قلم بمقام قاب قوسین حضور پروردگار رسید فیما بین و بین اللہ بی حجاب کلام تمام شنید۔ برکت اسم اللہ جل جلالہ ' بود کہ کلید ھردو جہان اسم اللہ است۔ ہفت طبق زمین و ہفت طبق آسمان کہ بی ستون استادہ است۔ برکت اسم اللہ است۔ ھر پیغمبریکہ پیغمبری یافت برکت اسم اللہ بود و از کفار کہ نجات و خلاصی و فتح یافت برکت اسم اللہ بود کہ گفتند اللہ معین۔ درمیاں بندہ و مولیٰ کہ وسیلہ است اسم اللہ۔ ہر اولیاء و غوث و قطب ولی اہل اللہ راذکر فکر الہام مذکور غرق توحید مراقبہ کشف کرامات ہمہ را برکت اسم اللہ است۔ علم لدنی از اسم اللہ بکشاید کہ بہ ہیچ علم دیگر خواندن احتیاج نماند۔

بیت باھوؒ

ھرکرا با اسم اللہ شد قرار ہرچہ باشد غیر اللہ زان فرار

۱۔ سورہ اخلاص ' ۱:۱۱۲ ' ۲۔ سورہ البقرہ ' ۳۱:۲ ' ۳۔ سورہ الانعام ' ۱۲۱:۶

۴۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ' ص ۴۱

باب اول

مشاہدۂ ذات توحید برزخ اسم اللہ و توحید باری تعالیٰ فنافی اللہ کے پہنچنے کے اسباب

(اے طالب مولیٰ) سن! کہ یہ ہر چار کتابیں توریت' انجیل' زبور و ام الکتاب یعنی فرقان حمید (قرآن مجید) (درحقیقت) اسم اللہ ذات کی شرح ہیں اور اسم اللہ کیا ہے یعنی (اسم اللہ سے) وہی عین ذات پاک مراد ہے۔ وہ ذات بے چوں و بے مثل و بے شبہ اور بے نمونہ ہے۔ چنانچہ اس کی یگانگی پر یہ آیت شاہد ہے: "کہہ دو اللہ ایک ہے۔"

ذکر اللہ کے فتوحات

جس کسی نے اسم اللہ پڑھا (اور اس پر عمل کیا) وہ (تمام علوم کا) حافظ اور محبوب الٰہی ہو گیا۔ اسم اللہ اور ذکر اللہ کے شاغل پر علم لدنی بھی واضح ہو جاتا ہے اور وہ اس آیت کا مصداق بن جاتا ہے: "سکھا دیئے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو نام کل چیزوں کے۔"(۱)
حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا: "جس چیز پر اسم اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اسے کھانا گناہ ہے(۲)۔"
(غرضیکہ جس قلب میں اللہ تعالیٰ کا اسم جلوہ گر نہیں ہوتا وہ قلب ناپاک ہے)
اور دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شب معراج شریف عرش و کرسی اور لوح و قلم کے اوپر قاب قوسین کے مقام پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچے اور بے وسیلہ اور بے حجاب اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے۔ یہ سب کچھ اسم اللہ کی برکت سے تھا۔ کیونکہ دونوں جہان کی کلید اسم اللہ ہے۔ اسم اللہ کی برکت سے ساتوں طبق زمین اور ساتوں طبق آسمان بے ستون قائم ہیں اور برکت اسم اللہ ذات سے تمام انبیائے علیہم السلام نے پیغمبری حاصل کی۔ اور اسم اللہ کی برکت سے ہی انہوں نے کفار سے نجات و خلاصی اور فتح پائی' کیونکہ وہ اسم اللہ کو معین جانتے تھے' کیونکہ بندہ اور مولیٰ کے درمیان اسم اللہ ہی وسیلہ ہوتا ہے۔

سب اولیاؤں اور غوثوں' قطبوں' اہل اللہ ولیوں کو ذکر و فکر' الہام (درجہ) غرق فی النور والتوحید' مراقبہ' کشف و کرامات وغیرہ جو کچھ حاصل ہوا اسم اللہ ذات کی برکت سے

حاصل ہوا۔
علم لدنی بھی اسی اسم ذات کی برکت سے قلب پر روشن ہوتا ہے۔ جس کے بعد کسی دوسرے علم کے پڑھنے کی احتیاج نہیں رہتی۔

بیت

جس شخص کو اسم اللہ ذات سے قرار ہوتا ہے اس کو غیر اللہ سے فرار ہوتا ہے۔

ا:۔ اس قصہ میں بھی علم ظاہری اور علم باطنی کا موازنہ ہوا ہے۔ وہ یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین پر ایک خلیفہ بنانے والا ہوں' تو فرشتے بولے: کیا آپ زمین پر کسی ایسے کو مقرر کرنے والے ہیں' جو اس کے انتظام کو بگاڑ دے گا اور خونریزیاں کرے گا؟ تو اللہ نے فرمایا: میں جانتا ہوں' جو کچھ تم نہیں جانتے۔ اس کے بعد اللہ نے آدمؑ کو ساری چیزوں کے نام سکھائے۔ پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا: اگر تمہارا خیال صحیح ہے (کہ کسی خلیفہ کے تقرر سے انتظام بگڑ جائے گا) تو ذرا ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ فرشتوں نے کہا: اے پروردگار! پاک ہے تیری ذات' ہمیں ان کا علم نہیں مگر تو نے جتنا بتا دیا ہمیں اتنا ہی علم ہے۔ اب فرشتوں کا وہ تعجب جاتا رہا اور حضرت آدمؑ کی فضیلت انہیں معلوم ہوئی۔ حضرت آدمؑ کا علم لدنی تھا' جو انہیں اللہ تعالیٰ سے بلاوسیلہ حاصل ہوا تھا اور فرشتوں کا علم ظاہری جو انہیں تعلیم سے ظاہر ہوا تھا۔' ۲:۔ یعنی جو جانور کہ اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح نہ کیا جائے' تو ناپاک اور حرام ہوتا ہے۔ اسی طرح جس چیز پر خدا کا نام نہ لیا ہو' صوفی صافی اسے ناپاک جانتا ہے۔

قولہ تعالیٰ: فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِیْنَ (۱)
قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: لَا تَجْلِسُوْا مَعَ اَہْلَ الْبِدْعَتِہ (۲)
قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اَہْلُ الْبِدْعَتِہِ کِلَابُ النَّارِ (۳)

بشنو از اسماء صفات استدراج می شود و در اسم اللہ ذات تفاوت و تجاوز استدراج نمی شود۔ چرا کہ اسم اللہ چہار حروف است۔ الف لام لام ہ۔ چون الف جدا شد ' للہ ماند و چون لام جدا شد 'لہ' ماند و چون لام دوم جدا شد 'ھو ماند۔ پس این ہر چہار اسم (۴) اللہ للہ لہ 'ھو اسم ذات است۔

قولہ تعالیٰ: - اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ (۵)
قولہ تعالیٰ: - اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (۶)
قولہ تعالیٰ: - لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا (۷)

چہار ھزار اسم اللہ در قرآن است۔ بہ برکت اسم اللہ فرقان ہم اسم اللہ است۔
مرشد کامل مکمل آنست کہ راہ اسم اللہ داند و اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم داند و دیگر ہیچ نداند و طالب صادق آنست کہ بجز اللہ تعالیٰ طلب دیگر نکند و بغیر ذات پاک ایزد تقدس و تعال (تجوید) (۸)

بیت

ماند	جاودان	اللہ	اسم	بستاند	سپہر	خود	داوہ

دانی چون حق سبحانہ' و تعالیٰ خواست از خود اسم ذات جدا ساخت و ازان نور محمدی ظہور گشت و در آئینہء قدرت (توحید) (۹) خود دید و بدید نش بنور محمد صلی اللہ علیہ و سلم مشتاق و مائل عاشق و دیوانہ خود بر خود خطاب رب الارباب حبیب اللہ یافت و از نور محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کل مخلوقات ھژدہ ھزار عالم پیدا شد۔

۱- سورہ مائدہ '۵:۲۵ '۲- غنیتہ الطالبین '۳- ایضاً' '۴- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی 'ص ۴۳: چہار حرف اسم اعظم '۵- سورہ البقرہ '۲:۲۵۵ '۶- ایضاً' '۲:۲۵۷ '۷- سورہ مزمل '۷۳:۹ '۸- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی 'ص ۴۴ '۹ ایضاً' 'ص ۴۴

جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب ان کی قوم نے نافرمانی کی اور ان کا کہا نہ مانا اور وہ بھی اپنی قوم سے ناامید ہو گئے تو انہوں نے بارگاہ الٰہی میں یہ دعا کی "......میں اپنا اور اپنے بھائی کا ذمہ لیتا ہوں تو تو ہم کو ان نافرمانوں سے دور رکھ۔"

(اور اسی لئے) حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے: "اہل بدعت کے ساتھ نہ بیٹھو۔"

اور دوسری حدیث میں فرمایا: "اہل بدعت دوزخ کے کتے ہیں۔"

(اے طالب مولیٰ) (غور سے) سن! کہ اسمائے صفات میں استدراج (کا شائبہ) ہوتا ہے اور (چونکہ) اسم اللہ اسم ذات ہے' اس لئے اس میں تفاوت و تجاوز استدراج نہیں ہو سکتا' کیونکہ اسم اللہ چار حرف سے بنا ہوا ہے۔ الف ایک لام دو۔ دوسرا لام تین اور چوتھا ہ یعنی اللہ بنا۔ جب الف جدا ہوا للہ رہ گیا اور جب لام کو دور کیا تو لہٗ رہ گیا اور جب دوسرا لام جدا ہوا تو (صرف) ھو رہ گیا۔ پس یہ چاروں اسم اعظم (اللہ) (للہ) (لہٗ) (ھو) اسم ذات ہیں۔ (اور کلام اللہ میں مذکور ہیں) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

دوسری جگہ فرمایا: "اللہ ایمان والوں کا والی ہے جو ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔"

پھر فرمایا: "اس کے سوا کوئی خدا نہیں' تو تم اسی کو اپنا کارساز بناؤ۔"

قرآن مجید میں اللہ کے چار ہزار نام مذکور ہیں۔ اسم اللہ کی برکت سے فرقان بھی اسم اللہ ہے۔

مرشد کامل و مکمل وہی ہے جو اسم اللہ ذات اور اسم آقائے نامدار محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا پورا عامل اور (ان کی تاثیر و اسرار کا) ماہر ہو اور بدون ان کے اور کچھ نہ جانتا ہو۔ اور طالب صادق بھی وہی ہے کہ جو بجز اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور کچھ نہ چاہے اور نہ ہی اس پاک ذات کے سوا کسی سے کچھ طلب کرے (کیونکہ وہی ہر حاجت کو پورا کرنے والا ہے اور باقی تمام جہان فانی ہے)

بیت

آسمان اپنا دیا ہوا واپس لے لے گا — اور صرف اسم اللہ ہمیشہ کو باقی رہے گا

دیکھو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ سے اسم ذات کو جدا کرنا چاہا' تو اس (اسم ذات) سے نور محمدیؐ کا ظہور ہوا۔ اور اپنی قدرت توحید کے آئینہ میں اس کو دیکھا۔ اور اس کو دیکھنے سے نور محمدیؐ کا مشتاق اور اس پر عاشق و شیدا ہوا اور خود شیفتہ ہو کر رب الارباب اور حبیب اللہ کا خطاب پایا۔ اور نور محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کل مخلوقات هژده ہزار عالم کو پیدا کیا۔

حدیث قدسی

لولاک لما خلقت الافلاک و ما اظہرت الربوبیتہ یا محمد (۱)

کلمہ طیب کہ بر پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ والہ وسلم خواند۔ اللہ تعالیٰ خود خواند۔ خود گفت:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ط

بعد ازان روح حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ خواند۔ و بعد ازان حضرت علی کرم اللہ وجہہ در شکم مادر مسلمان شد و کلمہ طیب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ خواند و دیگر اصحابان (ہمہ ۲) بمعجزہ ایمان آوردہ اند۔

بشنو! ہر جان زندہ انس و جن و مور و مرغ و پرندہ ہمہ را انفاس نفس باسم ھو می آید۔ کسی را معلوم۔ کسی را معدوم۔ کسی را کہ معلوم است ذاکر گشت و کسی را کہ معدوم است مردہ گشت۔

بیت

شد ترا نزدیک از شہرگ خدا　　او خدا باتست تو از وی جدا

بیت

ابتدا ھو انتہاء ھو می رسد　　عارف آن گردو کہ باھو می شود (۳)

قولہ تعالیٰ: ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ط (۴)

قولہ تعالیٰ - لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ط (۵)

بیت باھو

خود حجاب است زان ھزار ھزار　　خود نماند ببین کہ یار بیار (۶)

۱۔ ملا علی قاری "موضوعات کبیر"۔ ۲۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۵: ۳۔ ایضاً" ص ۴۵:

ابتدا ھو انتہا ھو ہر کہ باھو می رسد　　عارف عرفان شود ہر کہ باھو ھو شود

۴۔ سورہ الحدید ۵۷: ۳، ۵۔ سورہ الشوریٰ۔ ۴۲: ۱۱، ۶۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۵:

خود حجاب ہزار است زان ھزار ھزار　　خود نماند خدا بہ بیند کہ یار بیار

حدیث قدسی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ "اے ہمارے حبیبؐ! اگر تم نہ ہوتے، تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔"

(سب سے پہلے) کلمہء طیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے خود پڑھا اور خود کہا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اسکے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کی روح مبارک نے پڑھا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہ شکم مادر میں مسلمان ہوئے اور انہوں نے کلمہء طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا۔

اور اس کے بعد دیگر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپؐ کے معجزات پر ایمان لائے ہیں۔

(اے طالب صادق! غور سے) سن! ہر جاندار جن وانس اور تمام مور و مرغ و پرندہ کی سانس سے اسم ھو ہی نکلتا ہے۔ کسی کا ذکر (سانس) معلوم اور کسی کا ذکر (سانس) معدوم۔ (غرضیکہ ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے)' (لیکن) جس کسی کا ذکر معلوم و مقبول ہے وہ ذاکر ہو گیا اور جس کسی کا ذکر معدوم ہے وہ مردہ ہوا۔

بیت

خدا تمہاری شہ رگ سے بھی نزدیک ہو گیا
مگر تو اس سے جدا ہے' (حالانکہ وہ خدا تیرے ساتھ ہے)

بیت

ابتدا اور انتہا کو پاتا ہے جو شخص کہ ھو تک پہنچتا ہے۔ وہ صاحب عرفان ہو جاتا ہے جو شخص کہ ھو کے ساتھ ھو ہو جاتا ہے (یعنی اول و آخر اور ظاہر و باطن اسی ذات کا وہ مظہر بن جاتا ہے)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وہی اول ہے وہی آخر۔ وہی ظاہر ہے وہی باطن اور وہ ہر چیز سے باخبر ہے۔"

دوسری جگہ پھر فرمایا "اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔"

بیت باھوؒ

(اے طالب!) تیرے ساتھ اس وقت ہزار ہزار حجاب موجود ہیں۔ اور جب تجھ سے ایک بھی نہ رہے گا تو پھر تو دیکھے گا کہ یار یار کے ساتھ واصل ہو جائے گا۔

نہ متقی نہ یار پرہیزم نہ زاہدم نہ اہل شب خیزم
حقیقی عاشقی باستغراق فنافی اللہ بیار آمیزم

در تفحص با نفس خود قاضی باش و برای کشتن این گبر غازی باش و با خدا راضی باش کہ یار با یار و اغیار با اغیار برای نفس حیلہ و حجت میار۔ اگر کسی ریاضت کشد دوازدہ سال بریاضت در شریعت باید قائم اللیل و صائیم الدھر۔ دوازدہ سال ریاضت در طریقت باید طلاق وھد غیرو ماسوی اللہ را۔ دوازدہ سال ریاضت در حقیقت باید کہ بجز حق دیگر طلب نہ کند۔ دوازدہ سال ریاضت در معرفت باید کہ در معرفت محو شود۔ پیش(۱) از آن در مقام عشق محبت چشم ظاہر باطن بکشاید۔

بغیر مرشد کامل اگر تمام عمر سر بسنگ ریاضت (نفس ۲) زند ہیچ فائدہ نیست کہ بی مرشد و بی پیر ہیچکس بخدا نرسد، چراکہ مرشد بمثل معلم دیدبان جہاز است۔ از ہر بلاہا از علم معلم خبردار باشد۔ اگر معلم در جہاز نباشد، جہاز غرق شود۔ خود جہاز خود معلم۔ فہم من فہم

بیت

باھوؒ! ترا نزدیک از شہرگ خدای آن خدا باتست تو از وی جدای

بموجب این آیت کریمہ: قولہ تعالیٰ: ۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ(۳)

عشق (نیز)(۴) دو قسم است: عشق حقیقی و عشق مجازی (حقیقی آنست کہ بجز یاد حق دیگر نماند)(۵) و مجازی آنست کہ ذکر سکر و مستی و وجد و جذب کند و مجذوب گردد۔ یا معشوق جذب(۶) کند تا عاشق دیوانہ گردد۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

بیت باھوؒ

اگر درخوابم غرق توحید با خدا یارم
و اگر بیدارم خبر دارم با یارم ہوشیارم

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۶: پس، ۲۔ ایضاً، ص ۴۷، ۳۔ سورہ ق، ۵۰: ۱۶، ۴۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۷، ۵۔ ایضاً، ص ۴۷، ۶۔ ایضاً، ص ۴۷: خبر

(اے باھوؒ!) نہ تو میں متقی ہوں اور نہ ہی پرہیزگار عاشق ہوں۔ نہ میں زاہد ہوں اور نہ ہی شب بیدار ہوں۔ نہ ہی میں استغراق فنافی اللہ کے ساتھ عاشق حقیقی بن کر اللہ کے ساتھ واصل ہوں۔

(اے باھوؒ) تو اپنے نفس پر تفحص اور محاسبہ کرتا رہ' اور اس کافر کو قتل کر کے غازی بن اور (ہردم) خدا تعالیٰ سے راضی رہ کہ یار بایار اور اغیار با اغیار کے ساتھ (مشغول) رہتا ہے۔ (اور ہرگز اپنے) نفس (کے آرام) کے لئے حیلہ و حجت مت پکڑ (بلکہ اس نفس سرکش کے خلاف کر) جو شخص اس راہ فقر میں قدم رکھنا چاہے تو اسے چاہئے کہ (متواتر) بارہ سال شریعت میں رہ کر ریاضت کرے اور (ہمیشہ) قائم اللیل اور صائم الدھر رہے اور بارہ سال تک طریقت میں ایسی ریاضت کرے کہ گویا اس نے ماسوائے اللہ تعالیٰ اور غیر غیروں سب کو طلاق دے دی ہے (نیز) بارہ سال حقیقت میں ایسی ریاضت کرے کہ بجز حق تعالیٰ کے کسی کی طلب (نہ رہے اور) نہ کرے اور بارہ سال معرفت میں ایسی ریاضت کرے کہ معرفت میں محو ہو جائے اور اس کے بعد مقام عشق و محبت میں ظاہر و باطن کی آنکھ کھولے۔

(اس راہ فقر میں) بغیر مرشد کامل اگر تمام عمر ریاضت کشی میں سر پتھر پر مارتا رہے' لیکن اس کو کچھ فائدہ حاصل نہیں ہو گا' کیونکہ بے پیر اور بے مرشد کے اللہ تک رسائی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ مرشد مثل معلم (دریائے معرفت کے) جہاز کا نگہبان ہوتا ہے۔ وہ اپنے علم کے ذریعے سے ہر آفت سے خبردار ہوتا ہے۔ اگر معلم جہاز میں نہ ہو تو جہاز (دریا میں) غرق ہو جاتا ہے۔ خود جہاز اور خود معلم: فَہِمَ مَنْ فَہِمَ: "سمجھ لیا اس نے جو صاحب فہم ہے۔"

بیت

اے باھوؒ! اللہ تعالیٰ تو تیری شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے اور وہ تو تیرے ساتھ ہے' مگر تو اس سے دور پڑا ہوا ہے۔

اس آیت کریمہ کے بموجب جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اور ہم اپنے بندے سے اس کی گردن کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔" (لہٰذا طالب کو چاہئے کہ اس کو نزدیک

تجھ کو اس کا پتا ہے)

عشق کی دو قسمیں ہیں۔ عشق حقیقی اور عشق مجازی۔ عشق حقیقی وہ ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کے سوا کچھ یاد نہ رہے۔ اور عشق مجازی وہ ہوتا ہے کہ اس کے ذکر سے سکر و مستی و وجد اور جذب (کا غلبہ) ہوتا ہے اور مجذوب ہو جاتا ہے یا معشوق (اس) (اظہار) محبت کرتا ہے' یہاں تک عاشق دیوانہ ہو جاتا ہے۔

الله بس ماسوی الله ہوس

بیت باھوؒ

اگر میں خواب میں بھی ہوں تو غرق توحید ہو کر اللہ کے ساتھ دوستی کا دم بھرتا ہوں۔ اور اگر بیدار ہوں' تب بھی میں خبر رکھتا ہوں اور اس کی یاد میں ہوشیار ہوں۔

(واصلان راھردو وقت خوش نظر　　　حال مستی راچہ داند بی خبر)(۱)

سبحان اللہ! اللہ بمن است و من باللہ لا الٰہ الا اللہ

بیت باھوؒ

ولدراستیؒ با صدق دین(۲) است　　　کہ ھردو چشم او دیدار بین است

بیت

رحمت و غفران بود بر راستیؒ　　　راستیؒ از راستی آراستی

حدیث

طَالِبُ الدُّنْيَا مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰى مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمَوْلٰى مُذَكَّرٌ(۳)

مرد مذکر کرا گویند کہ بجز مولیٰ دیگری رانجوید نہ دنیا و نہ زینت دنیا۔ نہ حور نہ قصور نہ میوہ نہ براق نہ لذت بہشت۔ نزدیک اہل دیدار ھمہ زشت۔ چرا کہ ایشان با اسم اللہ دل بست۔ مست الست کسی را کہ اسم اللہ با جسم و جان (است)(۴) بی غم از ھر دو جہان(۵) است۔

چون روز محشر مردم بحساب نیکی و بدی شود۔ ھر کرا اسم اللہ بر دل نقش باشد و اسم اللہ یک مرتبہ بصدق دل گفتہ باشد۔ اگر گناہ اہل اسم اللہ برابر آسمان و زمین چاردہ طبق باشد۔ از گرانی اسم اللہ دریک پلہء ترازو سبک خواھد شد۔ فرشتگان در فریاد خواہند آمد کہ خداوندا! این بندہ را بکدام نیکی پلہء ترازو گران می آید۔ حق سبحانہ' و تعالیٰ می فرماید کہ این بندہ طالب من است و با اسم اللہ من مشغول بودہ۔ ای فرشتگان! شما اہل حجاب اید۔ حقیقت حق پرستی اشتغل اللہ شما واقف نیستید۔ من با ایشان و ایشان با من یگانہ۔ شما بیگانہ اید۔

اللہ بس و ماسوی اللہ ہوس۔

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۴۷' ۲۔ ایضا'' ص ۴۸: دمیست' ۳۔ حدیث' ۴۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۴۸' ۵۔ ایضا'' ص ۴۸: جاودان

(واصلوں کے لئے دونوں وقت خوشی کے ہیں اور تو اے بے خبر! حال مستی کا کیا جانے)۔
سبحان اللہ! اللہ میرے ساتھ ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں۔ لاالہ الااللہ

بیت باھو

میری والدہ ماجدہ راستیؒ دین کی سچائی کے ساتھ ہے' جس سے میری ہر دو آنکھوں کو انوار حاصل ہوتے ہیں۔

بیت

میری والدہ مکرمہ راستیؒ پر اللہ کی رحمت و سلامتی ہو۔ اے خدای تعالیٰ! (بے شک) تو نے راستیؒ کو سچائی سے مزین کیا۔

حدیث

طالب دنیا مخنث ہے اور طالب عقبیٰ مونث اور طالب مولیٰ مذکر ہے۔
جوانمرد کس کو کہتے ہیں؟ مذکر و جوانمرد وہی ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کی جستجو نہیں کرتا۔ نہ اسے دنیا اور نہ اس کی زیب و زینت کی خواہش ہوتی ہے اور نہ ہی حور و قصور اور نہ ہی اسے بہشت کی دیگر لذات کی پرواہ ہوتی ہے۔ اہل دیدار کے نزدیک یہ سب چیزیں ہیچ ہیں' اس لئے کہ ان کا دل اسم اللہ میں مشغول رہتا ہے۔
اور جس کسی کا جسم اور جان اس کے وعدۂ الست میں مست رہتے ہیں' وہ دونوں جہانوں کے غم سے مستغنی ہو جاتا ہے۔
جب روز قیامت آدمیوں کی نیکیوں اور بدیوں کا حساب ہو گا' تو جس شخص کے دل پر اسم ذات منقش ہو گا یا جس شخص نے صرف ایک ہی مرتبہ صدق دل سے اسم اللہ پڑھا ہو گا۔ اگر اس کے گناہ آسمان و زمین کے برابر بھی ہوں گے' تو ایک طرف پلہ میں اس کے گناہ رکھ دیئے جائیں گے اور دوسرے پلہ میں اسم ذات رکھ دیا جائے گا' تو اسم ذات والا پلہ بھاری اور گراں ہو گا۔ فرشتے تعجب کر کے کہیں گے اے پروردگار! اس بندے کی کونسی نیکی نے ترازو کے پلہ کو گراں کر دیا۔
حق تعالیٰ فرمائے گا۔ (اے فرشتو!) یہ بندہ میرا طالب ہے اور میرے اسم ذاتی میں مشغول رہا ہے۔ اے فرشتو! تم اہل حجاب ہو اور تم حق پرستی کے شغل کی حقیقت سے بالکل ناواقف ہو۔ میں ان (اہل اسم اللہ) کے ساتھ ہوں اور وہ میرے ساتھ ہیں۔ تم اس راز سے بیگانہ ہو۔
اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

اسم اللہ آنچنان(۱) است کہ کسی تمام عمر روزہ، نماز، حج، زکوۃ، تلاوت قرآن از ہر قسم عبادتی کہ کردہ باشد ویا عالم معلم اہل فضیلت شود۔ چون از اسم اللہ واز اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خبر ندارد ودر مطالعہ او نباشد عمر عبادت او برباد وضائع گشت۔ ہیچ فائدہ ندارد۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: کَمَا تَبْعَثُوْنَ تَمُوْتُوْنَ وَکَمَا تَمُوْتُوْنَ تَبْعَثُوْنَ (۲)

قولہ تعالیٰ:۔ وَاَوْفُوْا بِعَھْدِیْٓ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ (۳)

چراکہ عالم فاضل دانشمند بسیار۔ صاحب مسائل، فقیہ، قائم اللیل، صائم الدھر، زاہد، عابد، چلہ کش، (بسیار ۴) خلوت نشین، حاجی، غازی بسیار، غوث وقطب اہل اللہ ولی اللہ صاحب تقویٰ وفتویٰ، شیخ مشائخ بسیار، صاحب ورد ووظائف خوان، صاحب مجاہدہ، مشاہدہ، غریب، خاکسار، صابر، شاکر، ذکور، حضور وصال واحوال نیک بخت، خوب خصال، مومن، مسلم بسیار، صاحب ذوق، شوق، خاموش، شب بیدار، ہشیار بسیار، نفس پرست ہمہ کس، خدا پرست کم کس، ایشان ہمہ با انا است ہست، مطلب آنکہ فقیر عارف باللہ وفقیر فنافی اللہ وفنافی الرسول راگویند۔ فنافی فقر فنافی ھو باید۔

بیت باھُوؒ

اسم اللہ ھر کرا گردد رفیق او فنا فی اللہ [illegible] غریق

غم ندارد جاودان غم رفتہ زد مست ہم ہشیار بی

بشنو! مرشد کامل مکمل آنست کہ برزخ اسم اللہ تعالیٰ یا برزخ اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوشتہ بدست طالب اللہ بدھد وبنماید وھرچہ طالب اللہ ازین برزخ بہ بیند بلا شک راہ راستی یابد وطالبی کہ ازین مرشد روگردان شود یقین است کہ از اسم اللہ جل شانہ، واز اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روگردان شود۔

پس کلمہ طیب نیز ہمین ھردو اسم است۔ ھرکہ از کلمہ روگردان شود مرتد شود ومرتد رانماز وروزہ وھیچ عبارت قبول نیست۔

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۹:۔ ہمچنان، ۲۔ حدیث، ۳۔ سورہ البقرہ ۲:۴۰، ۴۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۵۰

اسم اللہ اس طرح ہے کہ اگر کوئی شخص تمام عمر روزہ' نماز' حج' زکوۃ' تلاوت قرآن مجید اور ہر قسم کی عبادتیں کرتا رہے اور یا عالم معلم ہو جائے اور کتنی ہی فضیلت حاصل کر لے' مگر اسم اللہ اور اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خبر نہ رکھے اور اس کے مطالعہ میں نہ رہے' تو یہ اس کی تمام عبادتوں کی عمر (گویا) برباد اور ضائع ہو گئی (اور) اس کو ان عبادات کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ (ان بے ذکروں کی مثال ایسی ہے جیسا کہ)

حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے:

"جیسے تم پیدا ہوئے ویسے تم مرجاؤ گے' جس طرح تم مرجاؤ گے اسی طرح تم اٹھو گے"۔ (پس انسان کو چاہئے کہ اپنے عہد پر قائم رہے) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "اور تم میرے عہد کو پورا کرو' میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا۔"

اس لئے کہ عالم فاضل اور دانشمند بہت ہیں (اسی طرح) صاحب مسائل' فقیہ' قائم اللیل' صائم الدھر' زاہد' عابد' اور چلہ کش' بھی بہت ہیں (اور اسی طرح) خلوت نشیں' حاجی اور غازی بھی بہت زیادہ ہیں (اسی طرح) غوث و قطب اہل اللہ ولی اللہ' صاحب تقویٰ و فتویٰ اور شیخ مشائخ بھی بہت زیادہ ہیں (اسی طرح) اہل ورد و وظائف' صاحب مجاہدہ و مشاہدہ' غریب' خاکسار' صابر و شاکر' مذکور' حضور وصال و احوال اور نیک بخت' خلیق اور مومن و مسلم بھی بہت ہیں (اسی طرح) صاحب ذوق و شوق' خاموش' شب بیدار اور ہشیار بھی بہت ہیں' مگر یہ سب (واصلین حق کے نزدیک) نفس پرست ہیں اور حق پرست فقیر کم ہیں (کیونکہ) یہ تمام اپنی انا میں مست ہیں[۱] خلاصہ یہ کہ فقیر عارف باللہ اور فقیر فنافی اللہ و فنافی الرسول کو کہتے ہیں۔ پس فقیر کو فنافی الفقر و فنافی ھو ہونا چاہئے۔

۱۔ یہاں حضرت سلطان باھوؒ کا مقصد ان لوگوں کی تذلیل کرنا نہیں ہے۔ گو وہ روحانی طور پر بلند مراتب پر فائز ہیں' مگر مقربین حق کے نزدیک یہ لوگ ابھی نفس پرستی میں پڑے ہیں اور ان میں سے بہت کم ہیں جو فنا فی ھو ہو کر ھو میں محو ہو چکے ہیں اور اس منزل پر پہنچنے والے ہیں۔

بیت باھوؒ

۳۔ جس کسی کا رفیق اسم اللہ ہو جاتا ہے' تو وہ اپنی جان میں غرق ہو کر (مقام) فنافی اللہ (میں) ہو جاتا ہے۔

۴۔ وہ کوئی غم نہیں رکھتا۔ غم ہمیشہ کے لئے اس سے دور ہو جاتا ہے۔ گویا وہ بے غم ہو کر مست بھی رہتا ہے اور ہوشیار بھی۔

(اے طالب مولیٰ! غور سے) سن! کہ مرشد کامل و مکمل وہ ہے جو برزخ اسم اللہ تعالیٰ یا برزخ اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تحریر کر کے طالب مولیٰ کے ہاتھ میں دے دیتا ہے اور اس کی راہ بتاتا ہے اور طالب مولیٰ جو کچھ اس برزخ سے دیکھتا ہے' وہ بے شک راہ راستی پاتا ہے۔ اور وہ طالب جو اس مرشد کامل و اکمل سے روگرداں ہوتا ہے۔ یقین ہے کہ وہ اسم اللہ جل شانہ' اور اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روگرداں ہوتا ہے۔

پس کلمہء طیبہ بھی انہی دو کلموں سے مرکب ہے۔ جو کوئی کلمہء طیبہ سے منحرف ہو جاتا ہے وہ مرتد ہو جاتا ہے اور مرتد کی نماز اور روزہ اور کوئی عبادت قبول نہیں ہے۔

قَالَ علی رَضِیَ اللّٰہ تعالیٰ عنہُ: مَنْ تعلّمنی حرفاً فھو مولایَ(۱)

وھرکہ از استاد اول حرف خواند نیز ہمین اسم اللہ است چراکہ استاد کہ اول حرف بسبق می دھد ' ہمین میدھد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبسم اللہ نیز اسم اللہ است۔ بشنو! نفس زبان قلب و روح مخلوق و اسم اللہ غیر مخلوق۔ پس اللہ غیر مخلوق را با غیر مخلوق یاد باید کرد۔ میان اسم و مسمّٰی چہ فرق است۔ صاحب اسم صاحب ذکر است و مسمّٰی صاحب استغراق۔ صاحب اسم در مقام مخلوق است و صاحب مسمّٰی در مقام غیر مخلوق۔ بر صاحب مسمّٰی ذکر حرام کہ آن ظاہر باطن حضور فی اللہ باستغراق تمام۔ ھرکہ از روز ازل مست الست چشم اسم نقاش نقش یکتا پیوست۔

بیت باھُوؒ

نقاش چون در نقش آید خانہ میگردد نقاش گر محرم اسرار خانہ ای از نقش(۲) غافل مباش

قَالَ علیہ السلام: تفکّر ساعۃ خیرٌ من عبادۃ الثقلین(۳)

(پس۴) این تفکر منتہی با برزخ اسم اللہ فنا فی اللہ باذات است نہ بذکر نہ بفکر نہ بدین تماشای مخلوقات مراتب صاحب تصرف۔

حدیث قدسی

تفرّوا من اللّٰہ الی اللّٰہ ثم یقبل اللّٰہ فافرقوا النفس ثم قل اللّٰہ دع روحک و قلبک ثم قل اللّٰہ ثم ذرھم قل اللّٰہ کان اللّٰہ اطارروحنا(۵)

چون عارف باللہ واصل باللہ برزخ تصور اسم اللہ ذات بر دل نقش کند و می بیند۔ چون (جسم در)(۶) اسم اللہ غائب شود ' معلوم شد کہ جسم در اسم اللہ آمد و جسم غائب (شدہ۷) و اسم اظہار گشت۔

۱۔ نیز رجوع بفرمائید بہ فتاویٰ جامع الفوائد ' ص ۲۲۵ ' ۲۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ' ص ۵۲: نقاش ' ۳۔ رجوع بفرمائید بہ زین الحلم شرح عین العلم ملا علی قاری '' ۴۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ' ص ۵۲ ' ۵۔ حدیث: قول ابو سعید ابو الخیر و حضرت امام شبلیؒ '' ۶۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ' ص ۵۳ ' ۷۔ ایضاً '' ص ۵۳

حضرت علی کرم اللہ وجہ' کا قول ہے: جس نے مجھے ایک حرف بھی سکھادیا وہ میرا مولیٰ یعنی سردار ہے(۱)

اور ہر شخص اپنے استاد سے جو حرف پہلے پڑھتا ہے' وہ اسم اللہ ہے' کیونکہ استاد جو پہلا حرف پڑھاتا ہے وہ بسم اللہ الرحمان الرحیم ہی پڑھاتا ہے۔ اور بسم اللہ بھی اسم اللہ ہے۔

(اے طالب! غور سے) سن! نفس' زبان' قلب اور روح سب مخلوق ہیں اور اسم اللہ غیر مخلوق ہے۔

پس اللہ غیر مخلوق کو غیر مخلوق سے یاد کرنا چاہیئے۔ اسم اور مسمّیٰ کے درمیان کیا فرق ہے؟ (اس میں یہ فرق ہے کہ) صاحب اسم صرف صاحب ذکر ہوتا ہے اور صاحب مسمّیٰ صاحب استغراق ہوتا ہے۔ صاحب اسم مقام خلق میں ہوتا ہے اور صاحب مسمّیٰ مقام غیر مخلوق میں (پس) صاحب مسمّیٰ پر ذکر حرام ہوتا ہے' اس لئے کہ اس کا ظاہر و باطن پوری طرح حضور فی اللہ میں غرق ہوتا ہے۔ جو روز الست سے مست ہوتا ہے۔ اس کی نگاہ اسم پر' اس کے نقاش پر اور اس کے نقش یکتا پر جمی رہتی ہے۔

بیت باھوؒ

نقاش جب نقش میں آجاتا ہے' تو سارا گھر نقاش ہی بن جاتا ہے۔ اگر تو گھر کے اندرونی رازوں کا محرم ہے' تو نقاش سے غافل نہ ہو۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے: "خداوند تعالیٰ کی نشانیوں میں ایک ساعت کے لئے فکر کرنا دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے"۔

پس یہ تفکر برزخ اسم اللہ فنافی اللہ میں ذات الٰہی پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس تفکر کا تعلق نہ تو ذکر و فکر سے ہے اور نہ ہی مخلوقات کے تماشا سے اور نہ ہی صاحب تصرف کے مراتب سے۔

۱۔ ایک حرف بتانے والے کا مرتبہ یہ ہے تو جو خدا کی راہ بتائے گا' اس کا مرتبہ تو بہت ارفع ہو گا۔

حدیث قدسی

انسان بھاگتا ہے غضب اللہ سے طرف اسی اللہ تعالیٰ کے پھر اللہ تعالیٰ اس کو قبول کر لیتا ہے۔ پھر انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو جھکائے اور کہے اللہ ہی اللہ ہے اور قطع تعلق کرے حالت روح اور نفس اور قلب اپنے کی اللہ کے لئے پھر کہے اللہ بس ماسوا اللہ ھوس اور یہاں تک قطع تعلق کہ روح اس کا سمندر اسی ذات کا بن جائے اور ایسا تمام ماسوی اللہ سے قطع کرے جیسا کہ نبی علیہ السلام نے سب سے قطع تعلق کیا(ا)۔

اور جب عارف باللہ واصل باللہ کے قلب پہ برزخ اسم اللہ تعالیٰ کا نقشہ جم جاتا ہے' تو وہ اس کو دیکھ بھی لیتا ہے۔ جب کہ جسم اسم اللہ میں غائب ہو جاتا ہے۔ تو (اس سے) معلوم ہوا کہ جسم اسم اللہ میں ظاہر ہوا اور جسم غائب ہو گیا اور اسم کا ظہور ہو گیا۔

ا۔ نقل از تفسیر روحانی سورہ انعام رکوع ۱۰

معلومیت ظاھر و باطن از مشاہدۂ اسم اللہ کند کہ در وجود لذت ذکر نماند و از سوزش اسم اللہ ذکر خوش نیاید۔ در مد نظرش ھر طرف کہ بہ بیند اسم اللہ می نماید اگرچہ اسم اللہ نہ بیند بجز ماسوی اللہ دیگر ہیچ چیز پسندیدہ نیاید۔ ھمہ اوست در مغز و پوست (گردد)۔ صاحب عنایت گردد و غنائیت تمام رخ نماید' نفس دل شود و دل روح شود و روح سر شود و سر در خفی در آید و خفی در انا در آید و انا در یخفی در آید۔ این را توحید مطلق میگویند۔ چنانچہ اول بود ہمچنان آخر کہ اول از توحید نور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پیدا شد و از نور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم روح پیدا شد و از روح نور' اسم' جسم' قلب' نفس' قالب' مطلب' مطالب' وجود اربع عناصر پیدا شد۔ پس مرشد ھمون است چنانچہ مراتب بمراتب منزل بمنزل مقام بمقام از ازل تا ابد ھمون طور تن در توحید غرق کند باازل برساند چراکہ سالک بی خبر نیست از راہ رسم مقام منزل از ازل تا ابد کہ ازل و ابد ھر دو در چشم دو چشم است۔ بنظارہ گاہ اوست۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ۔(۱)

مرشد آنست کہ در مقام توحید تمام وحدانیت منفرد مدخلہ کند۔ مقام مفرد کدام است۔ جائیکہ اول نور خدا جدا شد۔ بارادت صدق بشنو۔ مرشد رہنمای بمقام منفرد بہ بقای مدخل کند۔

فَہِمَ مَنْ فَہِمَ

پس یقین است کسی را کہ مرشد کامل مکمل اسم ذات دست دھد طرفہ زد باذات عین توحید رساند۔ ھرگز بصفات نگذارد۔ بجز یکتا گشتن توحید۔ دیگر منزل مقام ھمہ مشترکی است۔

۱۔ موضوعات کبیر از حضرت ملا علی قاری'' ص ۳۵

اور اسے ظاہری اور باطنی حالت اسم اللہ کے مشاہدہ سے معلوم ہوتی ہے۔ وہ اپنے وجود میں ذکر اللہ کی لذت نہیں پاتا اور اسے اسم اللہ کی سوزش سے ذکر اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے اور ہر وقت جدھر نظر اٹھاتا ہے اسم اللہ اسے مد نظر رہتا ہے' اگرچہ وہ خود اسم اللہ نہیں دیکھتا۔ اسم اللہ کے سوا اسے کوئی چیز اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ اور اب معاملہ ہمہ اوست در مغز و پوست والا ہو جاتا ہے۔ اور وہ صاحب عنایت ہو جاتا ہے۔ اور پوری عنائیت اس کی طرف رخ کرتی ہے۔ (توحید مطلق صاحب تصور کا) نفس دل ہو جاتا ہے اور دل روح ہو جاتا ہے اور روح سر ہو جاتی ہے۔ اور سر مقام خفی میں اور خفی مقام انا میں آتا ہے اور انا یخفی میں آتا ہے۔ اسے توحید مطلق کہتے ہیں۔ چنانچہ آخر اول سے منطبق ہو جاتا ہے۔ جس طرح اول توحید سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوا اور نور محمدیؐ سے روح پیدا ہوئی اور روح سے نور (روشنی)' اسم' جسم' قلب' نفس' قالب' مطلب' مطالب غرضیکہ وجود اربعہ عناصر پیدا ہوئے۔

پس مرشد کامل (طالب صادق کو) اسی طرح مراتب بمراتب' منزل بمنزل' مقام بمقام پہنچا کر اس کے وجود کو توحید میں غرق کرتا ہے اور اسے ازل سے ابد تک پہنچاتا ہے۔ اس لئے کہ سالک (اس راہ سے) بے خبر نہیں ہوتا۔ اس کو اس کی راہ رسم سے پوری واقفیت ہوتی ہے اور مقام منزل ازل سے ابد تک اور ابد سے ازل تک سب (مقامات) اس کے مد نظر ہوتے ہیں اور اس کی آنکھوں کے سامنے ہوتے ہیں۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے: "اپنے وطن (۱) کو دوست رکھنا ایمان کی علامت ہے۔"

مرشد کامل وہ ہے جو مقام توحید منفرد میں دخل تمام رکھتا ہے۔ مقام مفرد کونسا ہے؟ یہ وہ مقام ہے جہاں سے پہلے نور خدا جدا ہوا (اے طالب مولیٰ!) ارادت و صدق سے سن! مرشد کامل مقام منفرد سے مقام بقا تک دخل رکھتا ہے۔

فَہِمَ مَنْ فَہِمَ (جس نے سمجھ لیا اس کو سمجھ آگئی)

پس یقین ہے کہ مرشد کامل و اکمل جب کسی کے ہاتھ میں اسم ذات دے گا' اسے آنکھ جھپکنے میں عین توحید باری تعالیٰ کی ذات میں پہنچا دے گا۔ اور (طالب کو) ہرگز مقامات صفاتیہ میں نہیں چھوڑے گا۔ اور یہ بجز یکتائی توحید کے باقی تمام منازل و مقامات میں اس کا مشترک ہے (اور اس سے جدا نہیں ہوتا)

---

(۱) وطن سے مراد وطن حقیقی (آخرت) ہے۔

بیت

فرشتہ گرچہ دارد قرب درگاہ　　　　نگنجد درمقام لی مع اللہ

اگرچہ در توحید تمام غرق شوی خلاف شریعت و سنت مباش۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ - اِذَا رَاَیْتَ رَجُلاً یَّطِیْرُ فِی الْھَوَآءِ وَیَمْشِی عَلَی الْمَآءِ وَتَرَکَ سُنَّۃً مِّنْ سُنَّتِیْ فَاضْرِبْہُ بِالنَّعْلَیْنِ(۱)

بیت باھوؒ

نماز دائمی با وقت پندار　　　　کسی وقتی نخواند بس گنہگار

بشنو! فقیریکہ باسم اللہ مشغول باشد خواہ دانا خواہ مجذوب دیوانہ باللہ یگانہ است۔ اسم اللہ وردا ست برزبان عام وہم خاص و ھرجنبندہ و جاندار۔

فرد

محبت است کہ دل رانمی دھد آرام　　　　وگرنہ کیست کہ آسودگی نمی خواھد

کسیکہ بگفتن نام اللہ تعالیٰ جل جلالہ' جہرا" پر غصہ شود معلوم شد کہ اسم اللہ را نمی خواھد۔ ھر آنکس دشمن خداست اگرچہ فرض کفائت است جل جلالہ' بگوید کہ جل جلالہ' گفتن عبادت است۔ اہل اسلام رابایدکہ اگر کسی نام شیطان بگیرد (پر) غصہ (۲) شود ونام دنیا و اہل دنیا را نخواھد ھر آنکس کہ دوست خدا است۔ قیامت قایم آن زمان خواھد شد کہ بروی زمین ہیچ کس نام اسم اللہ تعالیٰ نخواھد گفت۔ منع کنندہ از اسم و ذکر اللہ از دو حکمت خالی نباشد یا منافق' یا کافر' یا حاسد' یا متکبر۔ راہبر در ھر دو جہان اسم ذات اسم اللہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

۱- حدیث' ۲- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۵۶

اگرچہ فرشتہ کو قربِ درگاہ حاصل ہے، مگر مقام لِی مَعَ اللہِ میں اس کی گنجائش نہیں ہوتی۔
(یہ مرتبہ مردِ کامل کو حاصل ہے جس کو باری تعالیٰ عطا کرے)
(اے طالب!) اگرچہ تو توحید (و معرفت میں) کامل طور پر غرق ہو جائے، پھر بھی تجھے خلافِ شرع و سنت نہیں ہونا چاہیے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے:
"اگر تو کسی کو ہوا میں اڑتا ہوا دیکھے یا پانی پر چلتا ہوا اور تجھے معلوم ہو کہ میری سنت پر عمل نہیں کرتا، تو تو اسے جوتے مار۔"
(کیونکہ اسکی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ عزت نہیں ہے، شیطان کو اللہ تعالیٰ نے اس سے زیادہ قدرت دی ہے)

بیت باھوؒ

(اے طالب صادق!) دائمی نماز (قلبی) کا ہر وقت خیال رکھ اور نماز وقتی (فرض پنجگانہ) جو شخص ادا نہیں کرے گا تو بہت گنہگار ہو گا۔
(غور سے) سن! جو فقیر کہ اسم اللہ کے ساتھ مشغول ہوتا ہے، خواہ وہ دانا ہو خواہ مجذوب، خواہ وہ دیوانہ ہو (مگر) وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یگانہ ہوتا ہے۔ اسم اللہ کا وردِ عام اور خاص کی زبان پر بھی اور ہر حرکت کرنے والی شے اور جاندار پر ہوتا ہے۔

فرد

"محبت ہے کہ دل کو قرار نہیں دیتی، ورنہ کون شخص ہے جو آسودگی نہیں چاہتا۔"
اور جو شخص کہ خدائے بزرگ و برتر کا اسم مبارک سننے سے جبراً" پر غصہ ہو جاتا ہے، معلوم ہوا کہ وہ اسم اللہ کو نہیں چاہتا۔ ایسا شخص دشمن خدا ہے اگرچہ اسم اللہ تعالیٰ کے ساتھ جل جلالہ، کہنا مسلمانوں کے لئے فرض کفایہ ہے، مگر اسم اللہ سن کر جل جلالہ، کہنا چاہئے، کیونکہ جل جلالہ، کہنا عبادت ہے۔
مسلمانوں کو چاہئے کہ اگر ان میں سے کوئی شخص شیطان کا نام لے، تو وہ (جھٹ) پر غصہ ہو جائے، (کیونکہ) ہر وہ شخص جو خدا کا دوست ہے، وہ دنیا اور اہل دنیا کا نام سننا گوارا نہیں کرے گا۔

قیامت اس وقت قائم ہو گی جب کہ روئے زمین پر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے اسم کا نام لینے والا نہ ہو گا۔

اسم اللہ اور ذکر اللہ سے منع کرنے والا دو حال (حکمت) سے خالی نہیں یا منافق ہو گا یا کافر' پھر یا وہ حاسد ہو گا یا متکبر۔ اسم اللہ ذات دونوں جہاں کا رہبر ہے۔ اور اس کے ذریعے سے ہر دو جہاں قائم ہیں۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ

برزخ اسم اللہ بتوحید رسیدن طرفتہ العین

جل جلالہٗ وعم نوالہٗ

اللہ

اللہ نور السموات والارض

اللہ بس ما سوی اللہ ہوس

برزخ اسم اللہ بتوحید رسیدن طرفتہ العین

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ

اور جو شخص برزخ اسم اللہ کو پڑھے' آنکھ جھپکنے کی دیر میں غرق فی التوحید ہو جاتا ہے۔

اللہ بس باقی ہوس

باب دوم

باب دوم درذکر تجلیات و تحقیقات (مقامات ۱) نفس و شیطان غیر ماسوی اللہ

بدانکہ تجلی نام روشنائی است و آن نیز چهارده قسم است و چهارده مقام۔ باید دانست کہ هریک تجلی از نشانی آثار تاثیر وجودیہ معلوم می شود۔ از همہ مقامهای سخت تر مقام تجلی است۔ چراکہ در تجلیات عارفان و واصلان و محققان و موحدان و ذاکران و طالبان هزاران هزار در ورطہء دریای تجلی غوطہ خوردہ گمراہ گشتہ اندکہ هرگز بساحل عافیت نرسیدہ اند۔ بعضی مرتد و بعضی در شهرت افتادہ اند۔ بعضی در شرک، بعضی در بدعت و استدراج درجہ بدرجہ دوزخ زیادہ میگردد۔ اول تجلی شریعت کہ آن بچشم ظاهر تعلق دارد و آنچہ بہ بیند معائنہ کند و آن بر جبین ظاهری گردد۔ دوم تجلی طریقت کہ ازان نور قلب میخیزد۔ سوم تجلی حقیقت کہ ازان نور روح می خیزد۔ چهارم تجلی معرفت کہ ازان نور سری خیزد۔ پنجم تجلی عشق کہ ازان نور اسرار الٰہی میخیزد۔ ششم تجلی مرشد شیخ کہ ازان نور محبت و اخلاص مربی میخیزد۔ هفتم تجلی فقر کہ ازان نور غیر و ماسوی اللہ می خیزد۔ هشتم تجلی فرشتگان کہ ازان نور تسبیح می خیزد۔ نهم تجلی جن کہ ازان جنونیت و دیوانگی می خیزد۔ دهم تجلی نفس کہ ازان شهوت می خیزد۔ یازدهم تجلی شیطانی کہ ازان معصیت گناہ می خیزد۔ دوازدهم تجلی شمس کہ ازان نور برق می خیزد۔ سیزدهم تجلی ماهتاب کہ ازان نور پرتو می خیزد۔ چهاردهم تجلی (برزخ ۲) اسماء اسم اللہ جل جلالہ و اسم هو و اسم نود و نہ (۹۹) نام باری تعالیٰ و اسم فقر و اسم محمدؐ۔

از میان هر حرف بمثل فتیلہ چراغ شمع روشن تابان تر گردد۔ لیکن در مقام تجلیات ساکن مباش و غرہ مشو۔ پیشتر باید رفت۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:۔ اَلسُّکُوْتُ حَرَامٌ عَلٰی قُلُوْبِ اَوْلِیَآئِہٖ (۳)

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۵۷، ۲۔ ایضاً" ص ۵۷، ۳۔ نقل از عوارف معارف

باب دوم

تجلیات و تحقیقات مقامات نفس و شیطان وغیر ماسوائے اللہ

(اے طالب صادق!) جان لے کہ تجلی روشنی (نور) کا نام ہے اور اس کی بھی چودہ قسمیں ہیں اور اس کے مقامات بھی چودہ ہیں۔ اور جان لینا چاہئے اور ہر مقام تجلی کی روشنائی و آثار (ہر ایک طالب کے وجود میں) تاثیر علیحدہ علیحدہ ظاہر ہوتی ہے۔ فقر کے تمام مقامات میں سے تجلی ایک سخت تر (اور مشکل تر) کام ہے' کیونکہ اس دریائے تجلیات کے بھنور میں ہزار ہا ہزار عارف' واصل' محقق' موحد' ذاکر اور طالب (اسکی ذات کی حقیقت میں) غوطہ کھا کر گمراہ ہو گئے ہیں۔ اور ہرگز عافیت کے ساحل پر نہیں پہنچے ہیں۔ بعض مرتد ہوئے اور بعض شہرت کے خبط میں پڑ گئے۔ اور بعض شرک اور بدعت و استدراج میں گرفتار ہو گئے۔ غرضیکہ ہر ایک درجہ بدرجہ زیادہ ہی دوزخ کے قابل ہوئے۔

پہلی تجلی شریعت کی ہے' جو ظاہر آنکھ سے تعلق رکھتی ہے۔ اور وہ جو کچھ دیکھتی ہے' معائنہ کرتی ہے۔ اور وہ (تجلی) پیشانی پر ظاہر ہوتی ہے۔ دوسری تجلی طریقت ہے' جس سے دل کا نور زیادہ ہوتا ہے۔ تیسری تجلی حقیقت کی ہے کہ اس سے نور روح زیادہ ہوتا ہے۔ چوتھی تجلی معرفت کی ہے' جس سے نور سر زیادہ ہوتا ہے۔ پانچویں تجلی عشق کی ہے' جس سے نور اسرار الٰہی زیادہ ہوتا ہے۔ چھٹی تجلی مربی مرشد و شیخ کی ہے' جس سے محبت اور اخلاص زیادہ ہوتا ہے۔ ساتویں تجلی فقر کی ہے' جس سے نور حق زیادہ ہوتا ہے۔ آٹھویں تجلی ملائکہ کی ہے اور اس سے نور تسبیح زیادہ ہوتا ہے۔ نویں تجلی جن کی ہے' کہ جس سے جنون اور دیوانگی زیادہ ہوتی ہے۔ دسویں تجلی نفس کی ہے کہ جس سے خواہش نفسانی زیادہ ہوتی ہے۔ گیارھویں تجلی شیطان کی ہے کہ جس سے معصیت و گناہ زیادہ ہوتے ہیں۔ بارھویں تجلی شمس کی ہے کہ جس سے نور برق زیادہ ہوتا ہے۔ تیرھویں تجلی قمر کی ہے کہ جس سے نور کا پرتو زیادہ ہوتا ہے۔ چودھویں تجلی برزخ اسماء کی ہے یعنی اسم اللہ جل جلالہ' اسم ھو' اسم ننانوے نام باری تعالیٰ' اسم فقر اور اسم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

اور ان کے ہر ایک حرف سے مانند فتیلہ اور شمع کے (انسان کا وجود) روشن اور تاباں تر ہو جاتا ہے۔ لیکن (اے طالب صادق!) تجلیات کے مقام پر آکر تو (کہیں سست ہو کر) سکونت اختیار نہ کرے اور مغرور نہ ہو' بلکہ آگے بڑھنا چاہیے۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے:

"اولیاء اللہ کے قلوب پر سکون حرام ہے۔"

نفس بمثل دیو است۔

بیت باھُوؒ

دیو زادۂ نفس را علاجی نیست　　　از سوز (عشق)(۱) بسوز تا آن دیو مسخر گردد

الغرض آنکہ اہل شریعت را تجلی بر روی می تابد و اہل طریقت را تجلی بر دل میتابد و اہل حقیقت را تجلی در مشاہدہ می تابد و اہل معرفت را تجلی از سر تا قدم می تابد۔ باید دانست۔ دو تجلی ظاہر شیطانی و نفسانی است۔ زر و سیم تجلی شیطانی و نفسانی و ہم زن۔

قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔ اَلنِّسَاءُ شَیَاطِیْنُ خُلِقْنَ لَنَا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا وَ مِنْ شَرِّ الشَّیَاطِیْنِ ط

و نیز دو تجلی ظاہر دیگر است۔ یک تجلی روز و دوم تجلی شب۔

قولہ تعالیٰ:۔ وَجَعَلْنَا اللَّیْلَ لِبَاسًا وَّ جَعَلْنَا النَّہَارَ مَعَاشًا ط(۲)

درین ہر دو تجلی با نفس در محاسبہ باش۔ اللہ تعالیٰ را حاضر ناظر دان۔

بیت باھُوؒ

گر کنم شرح تجلی را تمام　　　رقم گردد دفترش از خاص و عام

در ہر مقام طالب رنجور است با مشاہدہ بہشت مزدور است۔ تا آنکہ بوحدت غرق حضور نشود۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ط(۳) (نہ گردد)

بیت باھُوؒ

تپ زدۂ عشق را چہ طلب طبیب　　　داد دارو دوای جان حبیب(۴)

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۵۸؛ ۲۔ سورہ النبأ ۷۸۔ ۱۰۔ ۱۱، ۳۔ نقل از عین العلم و شرح برزخ، ۴۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۵۹:

تپ زدۂ عشق چون طبیب طلب　　　داد داروی دوای جان طلب

(اے طالب مولیٰ! شیطان نفس کے فریب میں نہ آ کیونکہ یہ) نفس مثل دیو کے ہے۔

بیت باھوؒ

"دیو زادہ نفس کا اس کے سوا اور کوئی علاج نہیں کہ (خود بھی) عشق کی آگ میں جل اور اسے بھی جلا تاکہ دیو مسخر ہو جائے"۔

خلاصہ یہ کہ اہل شریعت کی تجلی اس کے چہرے پر چمکتی ہے (اور اس کا چہرہ منور ہو جاتا ہے) اور اہل طریقت کی تجلی اس کے دل پر چمکتی ہے (جس سے اس کا دل روشن ہو جاتا ہے) اور اہل حقیقت کی تجلی اس کے مشاہدہ میں پڑتی ہے (جس سے وہ نزدیک و دور دیکھتا ہے) اور اہل معرفت کی تجلی اسکے سر سے پاؤں تک چمکتی ہے (یعنی اہل معرفت کو سر سے پیر تک تجلی ہوتی ہے، جس کے سبب وہ ہر وقت مستغرق فی التوحید رہتا ہے) اور جاننا چاہئے کہ شیطانی اور نفسانی دو تجلیات میں سے اول بظاہر زر و سیم کی تجلی ہے اور دوسری عورت کی ہے۔ (یعنی عورت کی خواہش کا جلوہ گر ہونا ہے) اسی لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے: عورتیں شیطان ہیں جنہیں ہمارے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے نام سے شیاطین کے شر سے پناہ مانگتے ہیں اور بظاہر دو تجلیات اور ہیں (جن کا اوپر ذکر نہیں کیا گیا) اول تجلی تو روز ہے اور دوسری کا نام تجلی شب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"ہم نے رات کو تمہارے لئے پردہ بنایا اور دن کو روزی کا ذریعہ بنایا ہے"۔

(ان رات اور دن کی) دونوں تجلیات میں انسان کو اپنے نفس سے محاسبہ کرنا چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھنا چاہئے۔

بیت باھوؒ

"اگر میں تجلی کی پوری شرح بیان کروں، تو خاص و عام کے تمام دفتر بھر جائیں گے۔"

ہر مقام میں طالب رنجیدہ خاطر رہتا ہے اور بہشت کے مشاہدہ میں اس کے لئے مزدور بنتا ہے۔ جب تک وہ حضوری وحدت میں غرق نہ ہو جائے۔ اور جیسا کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے: مرنے سے پہلے مر جاؤ (یعنی اپنے نفس کو مار کر زندگی حاصل کرو) کے مصداق نہ بن جائے۔

بیت باھوؒ

عشق کے بیمار کو طبیب کی کیا حاجت ہے؟ کیونکہ حبیب (اللہ تعالیٰ) نے اس (بیمار) کو دوائے جان کا دارو عطا کر رکھا ہے۔

هیهات هیهات۔

بیت باھوؒ

بعد مردن زندہ گشتم من بذکر لاالہ　　بہتر است از ہر عبادت دم بہ الا اللہ آہ(۱)

خاص تجلی آنست کہ از درد محبت الٰہی می خیزد۔ چون موسیٰ صلواۃ اللہ علٰی نبینا و علیہ السلام رویت خواست کہ در مناجات قولہ تعالٰی۔ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ ط(۲) گفت۔ حق تعالٰی فرمود کہ ای موسیٰؑ! این گستاخی است کہ در حضرت ما کردی کہ ما وعدہ کردیم کہ تا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پیغمبر آخر الزمان کہ او محب ما است و تا (او۳) و امت او نہ بیند' ہیچ کس دیدار مانہ بیند۔ موسیٰ صلواۃ اللہ علیہ از شوق این سخن در گوش نکرد۔ دوم بار مناجات کرد۔ قولہ تعالٰی:۔ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ فرمان آمد کہ ای موسیٰؑ! من تجلی خواہم کرد۔ اما طاقت نخواہی آورد۔ موسیٰؑ گفت: الٰہی خواہم آورد۔ فرمان آمد کہ ای موسیٰؑ! بالای کوہ طور بیا۔ بندہ وار دوگانہ نماز بگذار و بہر دو زانو بحرمت بنشین۔ چون موسیٰ علیہ السلام ہمو نطور کرد۔ تجلی تافت۔ کوہ طور پارہ پارہ شد۔ موسیٰؑ بیفتاد و بیہوش گشت تا سہ شبانروز افتادہ ماند۔ خبر از خویش نداشت۔

قولہ تعالٰی:۔ وَخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ط(۴)

ای موسیٰؑ! ہمین گفتم کہ طاقت نخواہی آورد۔ بعد ازان فرمان آمد۔ ای موسیٰؑ! برتو نور تجلی شد' بیخود گشتی و سرِ ما را آشکارا کردی و مرا بندگان اند کہ آخر الزمان پیدا خواہند شد۔ از امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم خواھند بود کہ ھر روز ھزار بار نور تجلی بر دل ایشان خواہم زد و ذرہ ایشان تجاوز نخواھند گرفت' بلکہ فریاد خواہند کرد: اِشْتَاقِیْ مُحَبَّتِیْ اِلَی الْحَبِیْبِ ط

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۶۰: بعد مردن زندہ گشتہ بالاالہ۔ از ھر عبادت گشتہ بہتر دم باہ الا اللہ۔ ۲۔ سورہ الاعراف' ۷۔ ۱۴۳' ۳۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۶۰' ۴۔ سورہ الاعراف' ۷: ۱۴۳

ابیات باہو

یہ کس دور کی بات ہے۔

"مرنے کے بعد میں لاالٰہ کے ذکر کے ساتھ پھر زندہ ہوا۔ (کیونکہ) ہر عبادت سے بہتر ہے کہ ہر سانس آخر الا اللہ کے ساتھ نکلتی رہے۔"

خاص تجلی وہ ہے کہ درد محبت الٰہی سے پیدا ہو۔ جیسا کہ موسیٰ صلوٰۃ اللہ علیٰ نبینا و علیہ السلام نے دیدار کی آرزو میں اللہ تعالیٰ سے مناجات میں (یوں) کہا: "اے پروردگار! مجھے اپنا آپ دکھلا۔ میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔" حق تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰؑ! تم نے ہماری جناب میں گستاخی کی' کیونکہ ہم نے وعدہ کیا ہے کہ جب تک ہمارے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو پیغمبر آخر الزماں ہیں وہ اور ان کی امت ہمارے دیدار سے مشرف نہ ہو گی' اس وقت تک کسی کو دیدار نصیب نہ ہو گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بوجہ شوق اس بات کی طرف توجہ نہ کی اور دوبارہ مناجات کی: "اے پروردگار! مجھے اپنا دیدار کرا کہ میں آپ کو دیکھوں۔" حکم ہوا: کہ اے موسیٰؑ میں تو تجلّی کروں گا' مگر تجھے برداشت نہ ہو گی۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ الٰہی میں برداشت کروں گا۔ حکم ہوا کہ اے موسیٰؑ! کوہ طور پر آؤ اور عاجزانہ طریق سے نماز دوگانہ ادا کر کے باادب بیٹھو۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا' تو تجلی ہوئی (اور) کوہ طور پارہ پارہ ہو گیا۔ موسیٰؑ گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے۔ اور تین رات و دن تک (ایسے) بیہوش پڑے رہے کہ اپنے آپ سے بے خبر رہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور "موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے" (جب موسیٰ علیہ السلام ہوش میں آئے)

تب خداوند تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ اے موسیٰؑ! میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ تم برداشت نہ کر سکو گے۔ بعد ازاں ارشاد ہوا۔ اے موسیٰؑ! آخر تم پر نور تجلی پڑی۔ اس سے تم بے خود ہو گئے اور ہمارے راز کو تم نے آشکارا کیا۔ (اے موسیٰؑ!) ہمارے (بہت سے) بندے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آخر زمانہ میں پیدا ہوں گے کہ ان کے دلوں پر میں ہر روز ہزار بار اپنے انوار کی تجلی کروں گا' مگر ان میں ذرہ بھر بھی تجاوز نہ ہو گا' بلکہ وہ فریاد کریں گے اور کہیں گے: "اپنے دوست کی طرف میرا اشتیاق اور محبت ویسے ہی ہے جیسے کہ پہلے تھی۔"

ناگاه آتش عشق که آتشی است که بجز دردل درویش عاشق قرار نگیرد۔ اگر مبادا صاحب دردی از غلبات شوق یک آه ازسینۂ خود بیرون کشد جملہ عالم از مشرق تامغرب سوختہ گردد و ہرچہ درمیان (راہا) اوست ناچیز شود۔ چون موسیٰ صلواۃ اللہ علیٰ نبیناوعلیہ السلام بانوار تجلی عشق مشرف گشت' بعد ازان نوردر روی موسیٰ علیہ السلام بانوار تجلی تابان شد۔ فرمان آمد کہ اے موسیٰ! برروی خود برقع بہ بند۔ مہتر موسیٰ علیہ السلام ہر برقع کہ برروی خود بہ بستی از آتش عشق سوختہ می شدی۔ چنانچہ برقع از زرو نقرہ و آہن و مس بیساخت ہیچ نمی ماند' سوختہ می شد۔ بعد ازان فرمان آمد۔ ای موسیٰ! اگر ہزار برقعہ ہمچنین بپوشی' ھرگز نماند' سوختہ گردد۔ اما برقع ژندہ پوشان اہل دلق فقیر عارف باللہ فنافی اللہ مذکور پرکالہ ازدلق ایشان بگیر۔ از آن رقعہ برقع بساز و برروی خود بپوش۔ آن رقعہ برقع از نظر تو نخواہد سوخت۔ موسیٰ صلوۃ اللہ علیٰ نبیناو علیہ السلام ہمچنان کرد تا از ژند پوشان رقع از دلق گرفت و برقع ساخت و برروی خود بپوشید۔ آن برقع ھرگز نسوخت۔ موسیٰ علیٰ نبیناو علیہ الصلوۃ والسلام التماس کرد۔ خداوندا! این برقع چرا نسوخت۔ فرمان آمد ای موسیٰ! این برقع پارچۂ درویشان است۔ ہرچہ در وجود ایشان است۔ بجز ماسوی اللہ دیگر نیست نابود در تجلی سر ذکر اللہ تعالیٰ وجود ایشان در یاد اللہ تعالیٰ شب و روز است۔ فقر سر اللہ است۔ و اللہ سر فقر فقیر انسان است و دیگر مردم حیوان۔

حدیث قدسی

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ(۲)

ابیات

من آن دم(۳) کردہ سجدہ پیش معبود — کہ منبر مسجد و کعبہ نہ جا بود
نہ بودہ نفس و شیطان کفر و اسلام — نبودہ جسم و جان و روح و اعظام
نبودہ انبیاء و اولیاء نی — بہر یک میدھم زان جا نشانی
نبودہ(۴) بود باھوؒ ما چہ بودیم — فنافی اللہ بوحدت حق نہ بودیم

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۶۱' ۲۔ حدیث قدسی نقل از مرغوب القلوب' ۳۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۶۳' ۴۔ ایضاً" ص ۶۳: باھوؒ ہمہ نابود بودند ماچہ بودیم

یاد رکھو کہ عشق کی آگ وہ آگ ہے جو دل درویش و عاشق کے سوا اور کہیں قرار نہیں پاتی۔
خدانخواستہ ایک صاحب درد غلبات شوق کی وجہ سے اگر ایک آہ اپنے سینے سے باہر نکالے' تو
تمام عالم مشرق سے مغرب تک جل جائے گا۔ اور جو کچھ اس کے راستہ میں (رکاوٹ) ہے'
سب نیست و نابود ہو جائے گا۔ (اور) جب موسیٰ صلوٰۃ اللہ علیٰ نبیناو علیہ السلام انوار تجلی
عشق سے مشرف ہوئے' تو اس کے بعد موسیٰؑ! علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر انوار تجلی تاباں
ہوئے۔ حکم ہوا کہ اے موسیٰؑ! اپنے چہرے پر نقاب ڈالو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے
روئے مبارک پر ہر وہ نقاب جو ڈالتے' وہ آتش عشق سے جل جاتا۔ چنانچہ آپ نے سونا و
چاندی اور پیتل اور لوہے سے بھی نقاب بنا کر اپنے چہرے پر ڈالا' وہ بھی آتش عشق سے
سوختہ ہو گیا اور کچھ نہ رہا۔ اس کے بعد حکم ہوا کہ اے موسیٰؑ! اگر تم ہزاروں نقاب اسی طرح
ڈالتے رہو گے' تو سب کے سب سوختہ ہوتے جائیں گے اور تمہارے چہرے پر ایک بھی نہ
ٹھہرے گا۔ مگر وہ نقاب جو فقیر عارف باللہ فنافی اللہ دلق پوشوں کی گدڑی سے ایک ٹکڑا لے کر
اس کا نقاب اپنے چہرے پر ڈالو تو وہ نقاب تمہارے چہرے پر ٹھہرے گا۔ اور جلے گا نہیں۔
موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور آپ نے عارف باللہ فنافی اللہ کی دلق سے ٹکڑا لے کر اس کا
نقاب اپنے چہرے پر ڈالا اور وہ نقاب ہرگز سوختہ نہ ہوا اور ان کے چہرہ پر قائم رہا۔ حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے (متحیر ہو کر) عرض کیا۔ اے میرے آقا! یہ نقاب کیوں سوختہ نہیں ہوا۔
حکم ہوا اے موسیٰؑ! یہ نقاب درویشوں کے پارچہ سے بنا ہے اور جو کچھ ان کے وجود میں ہے۔
بجز غیر ماسوائے اللہ کے نہیں ہے اور تجلی سر ذکر اللہ تعالیٰ سے ان کا وجود شب و روز اللہ تعالیٰ
کی یاد میں ہے (تجھے معلوم ہے) کہ فقر سر اللہ ہے اور اللہ سر فقر ہے۔ فقیر انسان ہے اور باقی
لوگ حیوان ہیں۔

اور حدیث قدسی میں ہے: "انسان (کامل) میرا سر ہے اور میں اس کا سر ہوں۔"

ابیات

میں نے اپنے حق تعالیٰ کو اس وقت سجدہ کیا کہ جس وقت منبر نہ تھا مسجد نہ کعبہ تھا نہ کوئی اور
مکان نہ نفس و شیطان تھا نہ کفر و اسلام تھا' نہ جسم و جان تھی نہ روح تھی نہ اعظام (ہڈیں) نہ
انبیاء تھے' نہ اولیاء' کسی کا بھی نشان نہ تھا سب اس وقت نابود تھے۔ اے باھوؒ! ہم بھی نہ تھے'
بلکہ ہم وحدت الٰہی میں اس وقت بالکل فنا تھے۔

حدیث

الْاٰنَ کَمَا کَانَ(۱)۔

ابیات

حقیقت ابتداء از من چه پرسی نه بودی کن قلم نه عرش و کرسی
نبوده ہیچ کس آندم خدا بود کجا بودیم من و تو این بمقصود
خدا بودی بمن و من با خدای که توحید است مطلق کبریای
نبوده شش جہات زیر و بالا بقدرت خویش بودی حق تعالیٰ
(باھوؒ۲) مکانی حق بود در لا مکانی که سر عاشقان سر نہانی

حدیث

اَلسَّلَامَۃُ فِی الْوَحْدَتِ وَالْاٰفَاتُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ(۳)

بیت

بجز دیدار حق مردار باشد که عاشق طالب دیدار باشد
باھوؒ به بدنامی رها کردم سلامت(۴) سلامت عاشقی اندر ملامت

فرمان شد که ای موسیٰ! نظر تو بر فقیر فنافی اللہ غالب و قادر نگردد۔

پس معلوم شد که طایفه فقیر درویش(۵) را از خاک عشق انوار تجلی سرشته اند که در زادالمنتہی(۶) نوشته دیدم۔ آن روز که حق تعالیٰ بعلم قدرت خواسته که اہل عشق را در عالم موجودات پیدا کنم۔ زمین بود بر خاک ازان زمین حق سبحانہٗ و تعالیٰ نظر رحمت و کرم شوق اشتیاق عیش عشرت بہمت خورمی غنی بی غمی خاک پاک آورد۔ انوار سراسرار عشق و محبت در آن خاک بدید۔ در جنبش آمد ہم در سکر آغاز عالم افتاد و در رقص در آمد فریاد کرد اَنَا الْمُشْتَاقُ فِیْ لِقَائِیْ از آن گاه اہل عشق را از آن زمین پیدا کرد۔

۱۔ خطبات احمد جان، ۲۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۴، ۳۔ تذکرۃ الاولیاء، ۴۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۴: باھوؒ بیدنامی رہی بردم سلامت، ۵۔ ایضاً" ص ۶۴: درویشان"
۶۔ ایضاً" ص ۶۴: زادالمجتبیٰ

حدیث

اللہ تعالیٰ اپنی شان میں ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا۔

ابیات

(اے طالب!) ابتدائے حقیقت تو مجھ سے کیا پوچھتا ہے۔ اس وقت نہ کن تھا اور نہ عرش و کرسی۔

اس وقت کوئی بھی نہ تھا۔ اس وقت صرف خدا تعالیٰ کی ذات تھی۔ اس وقت میں اور تو کہاں تھے؟ یہی کہنا مقصود ہے۔ (یعنی اس وقت کچھ نہ تھا)

خدا میرے ساتھ تھا اور میں خدا کے ساتھ تھا۔ کیونکہ مطلق کبریائی (نظریہ ء) توحید ہے۔

نیچے اور اوپر کہیں بھی شش جہات نہ تھے۔ صرف خدا تعالیٰ ہی اپنی قدرت سے موجود تھا۔

(اے باھوؒ!) حق تعالیٰ کا مکان لامکان میں تھا (اور ہے) اسی لئے عاشقان خدا کا راز سر مخفی ہوتا ہے۔

حدیث

سلامتی وحدت میں ہے اور خلط ملط ہونے میں آفات ظاہر ہوتی ہیں۔

(اسی لئے فقیر کثرت کو چھوڑ کر وحدت اختیار کرتا ہے اور بجز دیدار الٰہی کے اور کسی طرف رخ نہیں کرتا ہے)

بیت

بجز دیدار الٰہی کے جو کچھ ہے' وہ سب مردار اور حرام ہے۔ کیونکہ عاشق صرف دیدار کا طالب ہوتا ہے۔

اے باھوؒ! میں نے بدنامی سے اپنے آپ کو سلامتی کے ساتھ بچالیا۔ (کیونکہ) ملامت کے اندر ہی ایک عاشق کی سلامتی ہے۔ (عشق الٰہی میں فرمانبردار بن کر رہنا چاہئے۔ تب جا کر عشق الٰہی حاصل ہوتا ہے اور پھر ان لوگوں پر نظر توجہ غالب نہیں آتی)

حکم ہوا کہ اے موسیٰؑ! تمہاری نظر فنافی اللہ فقیر پر غالب و قادر نہ آسکے گی۔

پس معلوم ہوا کہ فقیر اور درویش گروہ کی سرشت ہی عشق و انوار تجلیات کی مٹی سے

گوندھی گئی ہے۔ جیسا کہ میں نے کتاب زاد المنتہی میں لکھا دیکھا ہے' کہ جس روز حق تعالٰی نے اپنے علم قدرت سے اہل عشق کو عالم موجودات میں پیدا کرنا چاہا' تو اس خاک پر جس سے ان کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تھا اس پر نظر رحمت و کرم ڈالی اور اسے شوق و اشتیاق اور عیش و عشرت اور خوشی و خرمی کی نگاہ سے دیکھا' تو اس خاک میں اسرار عشق و محبت کے انوار ظاہر ہوئے۔ اور اسے جنبش ہوئی اور مستی کے عالم میں آ گئی اور رقص کرتی ہوئی فریاد کرنے لگی۔

"کہ میں آپ (اللہ تعالٰی) کے دیدار کی مشتاق ہوں۔" تو اس وقت اللہ تعالٰی نے اس زمین سے اہل عشق کو پیدا کیا۔

بشنو! موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام در شکم مادر بود کہ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ میگفت۔
قولہ تعالیٰ: وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا وَ کَلَّمَہٗ رَبُّہٗ لا قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ ط قَالَ لَنْ تَرٰنِیْ وَ لٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوْفَ تَرٰنِیْ ج فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ج فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَکَ تُبْتُ اِلَیْکَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ط قَالَ یٰمُوْسٰٓی اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِکَلَامِیْ فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُکَ وَ کُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ ط(۱)
مشاہدہ پانزدہ قسم است۔ چہاردہ قسم در چہاردہ طبقات ناسوت و پانزدہم قسم خارج از ھر دو جہان است۔ لاھوت مقام کہ بعین ذات صرف توحید باری تعالیٰ است۔ چنانچہ ھر یک مقام را شرح دادہ شود۔ مشاھدہ، تسبیح، زبان، نفس، قلب، روح، آفتاب، مہتاب، جن، ملائکہ، شیطان، آتش، خاک، باد، آب، صورت شیخ این چہاردہ ناسوت است۔ پانزدھم مقام توحید فنا فی اللہ بقا باللہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ ط(۲) ھمہ اوست در مغز و پوست گردد۔ چون طالب (اللہ ۳) در مقام توحید غرق شود۔ ازین چہاردہ جدا فرق گردد۔

بیت باھُوؒ

ھر کہ بیند روی فقرش صبح و شام
آتش دوزخ برو گردد حرام

بیت

باھُوؒ باخدا ہم نفس است و او ازبرای این خادم ہم نفس است۔
مارا با او الفت ہمیش است۔ باھُوؒ ازان گویند مردم نام باھُوؒ۔
اَلْعَاقِبَۃُ بِالْعَافِیَۃِ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی ط
اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

۱۔ سورہ الاعراف، ۷: ۱۴۳، ۲۔ نقل از انوار غوثیہ، ۳۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۶

(اے طالب! غور سے) سن! (اسی لئے) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی ماں کے پیٹ میں رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (اے پروردگار! مجھے اپنا دیدار دکھا) کی فریاد کی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور جب موسیٰؑ حسب وعدہ حاضر ہوئے اور ان سے ان کے رب نے کلام فرمایا' تو انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے رب! مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔ البتہ تو اس پہاڑ کی طرف دیکھ۔ اگر یہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا' تو پس تو مجھے دیکھ سکے گا۔ پس جب اس کے رب نے پہاڑ پر تجلی کی' تو اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰؑ! بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر جب ہوش ہوا تو بولے سب تعریف تیرے لئے ہے۔ میں تجھ سے اپنی غلطی کی معافی چاہتا ہوں اور میں سب سے پہلے تجھ پر ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔ فرمایا اے موسیٰؑ! ''میں نے تجھے لوگوں سے برگزیدہ کیا۔ اپنی رسالت اور اپنے کلام کے ساتھ جو میں نے تجھے عطا فرمایا۔ اور تو اس کے لئے شکر گزار ہو جا۔''

مشاہدہ کی پندرہ قسمیں ہیں۔ ان میں سے چودہ مقامات ناسوت کے ہیں۔ اور ایک مقام ہر دو جہاں سے باہر ہے اور وہ مقام لاہوت سے ہے' جو خاص مقام ذات و توحید صرف باری تعالیٰ کا ہے۔ چنانچہ ہر ایک مقام کی تفصیل دی جاتی ہے۔

مقامات مشاہدہ تسبیح' زبان' نفس' قلب' روح' آفتاب' مہتاب' جن' ملائکہ' شیطان' آتش' خاک' باد' آب اور صورت شیخ۔ یہ چودہ مقامات ناسوت سے ہیں۔ اور پندرھواں مقام توحید فنا فی اللہ بقا باللہ مقام لاہوت سے ہے۔ اور یہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰہُ (جب فقر کامل ہو جاتا ہے تو مشاہدہ الٰہی فقیر کو حاصل ہوتا ہے) کا مقام ہے۔ جب فقیر اس جگہ آجاتا ہے۔ ہمہ اوست در مغز و پوست ہو جاتا ہے۔ اور طالب اللہ جب مقام توحید میں غرق ہو جاتا ہے۔ تو ان چودہ مقامات سے جدا ہو جاتا ہے۔

بیت باھُوؒ

''جو شخص کہ شب و روز مقام فقر فنا فی اللہ سے مشرف ہوتا ہے' اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔''

بیت

اے باھوؒ! چونکہ تو خدا تعالیٰ کے ساتھ ہم نفس ہے' اس لئے وہ بھی اس خادم (باھوؒ) سے ہم نفس ہے۔
ہم کو اس (اللہ) کے ساتھ ہمیشگی کی الفت ہے۔ اسی لئے لوگ باھوؒ کو باھوؒ کے نام سے پکارتے ہیں۔
عافیت سے عافیت حاصل ہوتی ہے۔ اور سلام اس پر جو نیک بات کی پیروی کرے۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

بیت

تو عین تجلی و تجلی مجو	تجلی بسر تو شوی عین او(۱)

ابیات

نور ز نورش بهمه شد ظهور	هرچه به بینی تو ازو گشته نور
آن نور تجلی که بموسیؑ بطور	عین عنایت است مرا حق ظهور(۲)

بیت

باھوؒ ہمدم ہم قدم ہم در کنار	گر تو چشمی داشتی با حق نگار

تجلی خاص الخاص ہمین است کہ از میان حروفِ اسم اللہ بر آید۔ برزخ اسم اعظم اینست۔

اللہ	اللہ
اللہ

بیت

تو بخود مغرور و از حق بی خبر	کی رسی در معرفت حق بی بصر(۳)

اسم ھادی اسم شافی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ قال اللہ تعالیٰ: لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ(۴)

اللہ جل جلالہ

برزخ بتوحید غرق شدن طرفۃ العین اسم اللہ

فردا قیامت چون عاشقان را در مقام تجلی بیارند حکم اللہ تعالیٰ شود کہ چشم باز کنید۔ پس ھریکی از عاشقان را پیش برند۔ ھزار بار پیش حق سبحانہ و تعالیٰ میفرماید کہ دیدار ما بہ بینید۔ برھر فقیری ھربار کہ تجلی شود ھفتاد ھزار سال بی ہوش افتادہ می شوند و ھربار کہ از بی ہوشی باز آیند فریاد می کنند۔

هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ(۵) باز تجلی شود۔ (ھربار۵) ھفتاد ھزار سال (بی ہوش باشند۶) آنگاہ در مقام خود باز آیند۔ اما تجلی ظاھر باطن از حق تعالیٰ ھمونست کہ وجود عاشقان

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۶: با سر تجلی تو شوی عین او، ۲۔ ایضاً، ص ۶۶: عین عنایت است مرا حق ظہور آن نور تجلی بموسیؑ کوہ طور، ۳۔ ایضاً، ص ۶۷: کی رسی با معرفت ای بی بصر، ۴۔ سورہ المومن، ۴۰۔۱۶، ۵۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۷، ۶۔ ایضاً، ص ۶۸۔۶۷

بیت

تو بذات خود اس (اللہ تعالیٰ) کی ایک تجلی ہے۔ اب دوسری تجلی مت ڈھونڈھ۔ (اور) اسی کے راز کو دریافت کر، تاکہ تو عین حقیقت کا مشاہدہ کرے۔

ابیات

اسی کے نور کا پرتو سب پر ظاہر ہو گیا۔ جو کچھ تو دیکھ رہا ہے، اسی کے پرتو سے روشن ہوا ہے۔
وہی نور تجلی جو حضرت موسیٰؑ نے کوہ طور پر دیکھی۔ حق تعالیٰ کی عین عنایت ہے کہ وہ مجھ پر ظاہر کر دی ہے۔

بیت

اے باہوؒ! وہ میرے ساتھ ہمدم، ہمقدم اور بالکل نزدیک ہے۔ اگر تیری آنکھیں بھی حق نگار ہوتیں، تو تجھے بھی نظر آتا۔ خاص الخاص کی تجلی یہی ہے کہ حروف کے درمیان سے اسم اللہ حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ برزخ اسم اعظم ہے

اللہ اللہ اللہ

بیت

تو اپنی ذات میں مغرور ہے اور حق سے بے خبر ہو رہا ہے۔
تو اس طرح بے بصر ہو کر معرفت کے مقام پر کب پہنچ سکتا ہے۔؟
اسم ھادی اسم شافی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ارشاد خداوندی ہے: "اس دن کس کا راج ہے۔ اللہ کا ہے جو اکیلا ہے دباؤ والا۔"

للہ جل جلالہ

اور جو شخص برزخ اسم اللہ کو پڑھے، طرفۃ العین میں غرق فی التوحید ہو جاتا ہے۔
کل قیامت کے روز جب عاشقوں کو مقام تجلی میں بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہو گا کہ اپنی آنکھیں کھولو۔ پس عاشقوں میں سے ہر ایک عاشق کو سامنے لے جائیں گے۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ ہزار ہا ران کے سامنے فرمائے گا کہ ہمارا دیدار کرو۔ ہر فقیر پر ہر بار تجلی ہو گی اور وہ ستر ہزار سال تک بے ہوش پڑا رہے گا۔ اور ہر بار جب ہوش میں آئے گا تو فریاد کرے گا۔ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ (کچھ اور زیادہ کچھ اور زیادہ) پھر تجلی ہو گی۔ ہر بار ستر ہزار برس تک (یہ فقراء) بے ہوش رہیں گے۔ پھر کہیں جا کر اپنے مقام پر آئیں گے۔
پس حق تعالیٰ کی طرف سے ظاہر و باطن کی تجلی اسی طرح ہے کہ فقیر عاشقان فنا فی اللہ کا وجود سر سے پاؤں تک انوار تجلی سے پر ہوتا ہے۔

فقیر فنافی اللہ از سر تا قدم پر تجلی است۔ چنانچہ نقل است کہ روزی رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا در خانہ نشستہ بود بہ جمعی اولیاء اللہ۔ وقت شب در خانہ تاریکی تمام بود و در ملک یک فلوس نداشت کہ چراغ روشن شود۔ ہمہ حیران ماندند کہ روی یکدیگر نمی دیدند۔ حضرت رابعہ رحمتہ اللہ علیہا بر انگشت دم کرد کہ از میان ہر دو انگشت بمثل آفتاب چراغی پیدا شد۔ ہمہ اولیاء اللہ حیران ماندند۔ پس معلوم شد کہ وجود فقیر فنافی اللہ تمام تجلی است کہ فقیر عین ذات باذات است۔ تجلیات روشن از نور اللہ تعالیٰ۔

ابیات باھُوؒ

من آن نورم کہ نور از من ظہوری ۔۔۔ باھُوؒ ز سرتا پای تجلی گشت نوری

نگار جلوۂ ذاتی نگر زبان مکشای(۱) ۔۔۔ دیدہ بیار کہ لایق دیدار باشد

کہ در مشاہدۂ دوست دم زدن غلط است۔ وجود فقراء پر نور است نہ وجود مردم عام کہ از اربع عناصر ظہور۔ فقیر چون خواہد کہ آتش وجود او ہمہ آتش بود آتش با آتش آمیختہ گردد و فقیر چون خواہد کہ آب وجود او ہمہ آب شود آب با آب آمیختہ گردد و فقیر چون خواہد کہ باد وجود او ہمہ باد شود باد بہ باد پریدہ آمیختہ گردد و فقیر چون خواہد کہ خاک وجود او ہمہ خاک شود خاک با خاک آمیختہ گردد۔ وجود ایشان یک لطیفہ است کہ از عشق می خیزد۔ بجز ذات معشوق قرار ندہد تا آنکہ معشوق خود را نہ بیند۔ از ازل تا ابد مشتاق گشتہ سرگردان ماند۔ چہارم چیز را قرار نیست۔ آفتاب را و ماہتاب را و باد را و عاشق را۔

بشنو! فقیر عاشق فنافی اللہ نشود تا آنکہ یازدہ چیز را از خود قطع نکند۔ اول ترک اکسیر۔ دوم ترک تکسیر۔ سیوم ترک علوم۔ چہارم ترک ذکر، پنجم ترک فکر۔ ششم ترک امید بہشت۔ ہفتم ترک بیم دوزخ، ہشتم ترک حب دنیا درم زرمال۔ نہم ترک رجوعات خلق۔ دہم ترک نام ناموس، یازدھم ترک مجلس اہل دنیا۔

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۸: نگار جلوۂ ذاتی زما گرہ بکشاید

چنانچہ (قصہ) منقول ہے کہ ایک دن رابعہ بصری علیہ الرحمتہ (اپنے) گھر پر تشریف رکھتی تھیں۔ اولیاء کرام کا ایک گروہ ان کی زیارت کے لئے جمع ہوا۔ رات کے وقت (بے سرو سامانی کی وجہ سے) گھر میں پوری تاریکی تھی۔ (اس میں روشنی مطلق نہ تھی) ان کے پاس ایک پھوٹی کوڑی تک نہ تھی کہ چراغ روشن ہو جائے۔ وہ سب حیران رہ گئے کہ (بوجہ ٔ تاریکی) وہ (اولیاء کرام) ایک دوسرے کے چہرہ کو بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ حضرت رابعہ بصریؒ نے (یہ حال دیکھ کر) اپنی انگشت مبارک پر دم کیا اور انکی ہر دو انگلیوں میں سے آفتاب کی طرح ایک روشنی پیدا ہوئی (اور وہ قندیل سے زیادہ روشنی دینے لگی)' (اس کو دیکھ کر) تمام اولیاء حیران رہ گئے۔ پس معلوم ہوا کہ فقیر فنافی اللہ کا وجود ہمہ تن تجلی ہے۔ چونکہ فقیر عین ذات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے' اس لئے تجلیات اس پر اللہ تعالیٰ کے نور سے روشن ہوتی ہیں۔

ابیات باھوؒ

اے باھوؒ! سر سے پاؤں تک اس کے نور کی تجلی ظاہر ہو رہی ہے۔ میں اس نور سے ہوں جس کے نور کا پرتو مجھ سے ظاہر ہے(۱)

وہ آنکھیں لا جو کہ دیدار کے لائق ہوں۔ ذاتی جلوہ کی تصویر دیکھ اور زبان نہ کھول۔

کیونکہ مشاہدۂ دوست میں (سوائے اس مرتبہ کے حاصل کرنے کے درستی ولائت کا) دم مارنا لغو ہے۔ فقرا کا وجود نور سے ہوتا ہے۔ ان کا وجود عوام کا وجود نہیں ہوتا جو کہ اربعہ عناصر سے بنا ہوتا ہے۔ فقیر جب چاہتا ہے کہ اس کے وجود کی آگ تمام آگ بن جائے تو آگ آگ سے مل جاتی ہے۔ اور فقیر جب چاہتا ہے کہ اس کے وجود کا پانی تمام پانی ہو جائے تو پانی پانی سے مل جاتا ہے۔ اور جب فقیر چاہتا ہے کہ اس کے وجود کی ہوا تمام ہوا ہو جائے تو ہوا اڑ کر ہوا کے ساتھ مل جاتی ہے اور فقیر جب چاہتا ہے کہ اس کے وجود کی خاک تمام خاک ہو جائے تو خاک خاک کے ساتھ مل جاتی ہے۔

۱۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ نے یہاں محض بطور اظہار تشکر کے اپنا حال تحریر فرمایا ہے۔ وہ ایسے ہی روحانی مرتبہ پر فائز تھے اور ایسی مقدس ہستیاں قابل دیدار ہوتی ہیں۔

ان کا وجود ایک لطیف شے ہے جو کہ آتش عشق سے بھڑکتی ہے۔ اور بجز ذات معشوق کے قرار نہیں پاتی۔ اور وہ جب تک اپنے معشوق کو نہیں دیکھتا' ازل سے ابد تک مشتاق ہو کر پریشان حال رہتا ہے۔ (کیونکہ) چار چیزوں کو قرار نہیں ہے۔ آفتاب و ماہتاب کو اور ہوا کو اور عاشق کو۔ (پس ایسا ہی حال ان فقراء کا ہے)

(اے طالب مولیٰ! غور سے) سن! فقیر عاشق فنافی اللہ نہیں ہو سکتا' جب تک کہ اپنے سے گیارہ چیزوں کو ترک نہ کرے (اور وہ چیزیں یہ ہیں) اول اکسیر(۱)' دوم(۲) تکسیر' سوم(۳) علوم۔ چہارم(۴) ذکر۔ پنجم(۵) فکر۔ ششم(۶) امید بہشت۔ ہفتم(۷) خوف دوزخ۔ ہشتم(۸) حب دنیا زر و مال و درہم۔ نہم (۹) خلق کی طرف رجوع کرنا۔ دہم(۱۰) (خیال) نام و ناموس۔ یازدہم(۱۱) مجلس اہل دنیا۔

تا آنکہ ازین چیزھا ترک نکند ھرگز بمراتب فقیر فنافی اللہ نرسد۔ بجز ترک جانی و کشتن نفس بدست بیعت مرشد (کامل) راہ ربانی حاصل نشود کہ دنیا فانی است۔

حدیث

اَلدُّنْيَا يَوْمٌ وَّلَنَا فِيْهَا صَوْمٌ ط (۱)

و نیز فرمود۔

حدیث

اَلدُّنْيَا ظِلٌّ زَائِلٌ ط (۲)

۱۔ نقل از عین العلم ۲۔ حدیث

(پس) جب تک فقیران چیزوں کو ترک نہ کرے' وہ ہرگز فنافی اللہ کے مراتب پر نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ ہی اس کو ربانی راستہ حاصل ہو سکتا ہے تاوقتیکہ اپنی جان کو ترک نہ کر دے' اپنے نفس کو مار نہ دے' اور (کسی) مرشد (کامل) کے ہاتھ پر بیعت نہ کرے' کیونکہ دنیا فانی ہے (اور ان تمام متذکرہ بالا چیزوں کا تعلق اس سے ہے)

حدیث

"دنیا صرف ایک دن ہے اور ہمارے لئے اس میں گویا ایک روزہ ہے۔"

اور پھر ارشاد ہوا:

حدیث

"دنیا ایک سایہ ہے جو جاتا رہے گا"۔ (لہٰذا یہ قابل اعتبار نہیں)"

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

باب سیوم

ذکر مرشد و طالب سبیل اللہ فقر فنا فی اللہ و بقا باللہ

مرشد کامل کرا گویند و مرشد چہ خاصیت و وصف دارد۔ مرشد بکدام سلک سلوک در توحید غرق کند و چہ طور بحضور مدخل مجلس نبوی صاحب صلی اللہ علیہ والہ وسلم مشرف گرداند و از مرشد چہ چیز حاصل شود و مرشد چہ مقام منزل مراتب دارد و مرشد فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ صاحب تصرف یُحیِی وَیُمِیتُ لایحتاج بمثل سنگ پارس ہمچون محک نظرش ہمچون آفتاب خوی بدمبدل کند۔ ہمچون رنگریز۔ باخبر (ہمچون ۱) تنبولی بر برگ پان۔

بیت

آہن کہ بپارس آشنا شد فی الحال بصورت طلا شد

صاحب خلق چنانچہ خلق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مہربان تر چنانچہ از مادر و پدر فایق راہ نماید۔ چنانچہ ہادی سبیل اللہ گوہر بخش۔ چنانچہ کان سنگ لعل قیمت موج کرم۔ چنانچہ دریای در و ہر منزل کشای۔ چنانچہ مفتاح در قفل۔ از دنیا زر مال بی نیاز۔ چنانچہ بی طمع عزیز طالبان چنانچہ جان عزیز خویش مفلس تمام۔ چنانچہ درویش مردہ شو غسال را گویند۔ طالب مردہ مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا را جویند۔ تن او مردہ دل زندہ باید۔ در راہ فقر فاقہ فقیر واللانہ طالب نالایق راہ خویش گیر۔ یا آنکہ مرشد بمثل گل کوب (باشد چنانچہ گل پیش ۲) دم نزند۔ آنچہ داند کند۔

بیت

گل را چہ مجال است کہ گوید بکلال از بہر چہ سازی و چرا می شکنی

لیکن مرشد نیز خدا بین باشد و طالب صادق الیقین۔ مرشد رفیق را گویند۔

حدیث

اَلرَّفِیقُ ثُمَّ الطَّرِیقُ (۳)

بیت

باھُوؒ مرشدان این زمانہ زر بگیر ہر کہ نظرش زر کند آن بی نظیر

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ص ۱۷، ۲۔ ایضاً ص ۱۷، ۳۔ حدیث

باب سوم

مرشد کامل وطالب صادق کی خصوصیات

(اس امر کا جاننا ضروری ہے کہ) مرشد کامل کسے کہتے ہیں اور مرشد کیا خاصیت اور صفت رکھتا ہے۔ مرشد کس طریق سے (دریائے) توحید میں غرق کرتا ہے۔ اور کس طرح (طالب کو) مجلس نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں پہنچاتا ہے اور مرشد سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے۔ اور مرشد خود کیا مقام رکھتا ہے اور کن مراتب کا حامل ہے اور (یہ بات یاد رہے کہ) مرشد فقیر فنافی اللہ بقاباللہ صاحب تصرف ہوتا ہے۔ اور یحی و یمیت (مارتا جلاتا ہے یعنی مردہ دل کو زندہ اور نفس کو مردہ کرتا ہے) وہ سنگ پارس کی طرح لایحتاج ہوتا ہے۔ اس کی نظر (طالب کے لئے) مثل کسوٹی کے ہوتی ہے۔ آفتاب کی طرح (طالب کی) خوئے بد کو تبدیل کر دیتا ہے (سورج ہوائے بد کو تبدیل کرتا ہے) وہ رنگریز کی طرح ہوتا ہے۔ (جس طرح وہ کپڑے کو عمدہ سے عمدہ رنگ میں رنگ سکتا ہے) وہ پان فروش کی طرح باخبر ہوتا ہے، جو پان کے پتوں کی نگہبانی کرتا ہے (اسی طرح مرشد کامل طالب اللہ کی حفاظت کرتا ہے)

بیت

"لوہا (جونہی سنگ پارس سے آشنا ہوا) وہ فوراً" سونے کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔"

اسی طرح مرشد کامل صاحب خلق ہوتا ہے۔ خلق محمدیؐ کی صفت اس میں پائی جاتی ہے۔ وہ ماں باپ سے زیادہ (مریدوں پر) مہربان ہوتا ہے۔ وہ ان کی راہنمائی کرتا ہے۔ وہ گویا راہ اللہ کا ہادی اور گوہر بخش ہوتا ہے۔ وہ سنگ لعل کی کان کی طرح بیش قیمت ہوتا ہے۔ دریائے در کی طرح موج کرم ہوتا ہے (یعنی سخی ہوتا ہے) وہ (طالبوں کے لئے) اس طرح مشکل کشا ہوتا ہے جیسا کہ چابی قفل کے لئے ہوتی ہے۔ طالب کو دنیا کے مال و زر سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ وہ خود بے طمع ہوتا ہے۔ طالب اس کو عزیز ہوتے ہیں، جس طرح کہ جان عزیز ہوتی ہے۔ وہ خود پوری طرح مفلس ہوتا ہے، جس طرح کہ درویش ہوتا ہے۔ مردہ کو غسل دینے والے کو غسال کہتے ہیں۔ طالب مردہ دل ایسے مرشد کی تلاش میں رہتا

ہے جو "موت سے پہلے مرجائے" کی اصطلاح میں آتا ہے وہ (مرشد) مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ طالب کو بھی چاہئے کہ وہ راہ فقر و فاقہ میں ثابت قدم رہے' ورنہ وہ ایک نااہل خود سر طالب کہلائے گا۔ اور یہ کہ مرشد (طالب کے حق میں) مثل گل کوب (کمہار) کے ہوتا ہے۔ چنانچہ مٹی اس کے سامنے کوئی دم نہیں مارتی۔ وہ جو کچھ جانتا ہے کرتا ہے (یہی مثال مرشد کامل کی ہے)

بیت

مٹی کی کیا مجال ہے کہ وہ کمہار کو کہے کہ وہ اس کو کس لئے بناتا ہے اور اسے کیوں کوٹتا پیٹتا ہے۔

لیکن مرشد (کو چاہئے کہ وہ) بھی خدا بین ہو اور طالب صادق الیقین ہو۔ مرشد رفیق کو کہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کہ پہلے رفیق (مرشد) ساتھ لو' پھر راہ چلو"۔

بیت

اے باھوؒ! اس زمانہ کے مرشد پیسے بٹورنے والے ہیں۔ جو شخص کہ انہیں دولت دیتا ہے' ان کی نظر میں وہ شخص بے نظیر ہے۔

ابیات

باھوؒ مرشدان این زمانہ زرپرست و زن پرست
زن پرست و زر پرست و دل سیاہ و خود پرست
باھوؒ مرشدان واصلان حق عشق سوز
ھر ساعتی ھر دم بسوزد شب بروز

بشنو! وجود آدمی بمثل شیر است و دوغ نیز در شیر است۔ و جغرات در شیر و مسکہ در شیر و روغن در شیر۔ ہمچنان در وجود آدمی نفس قلب روح سر ساکن در یک خانہ مقام است۔ مرشد آن را گویند۔ چنانچہ در شیر موافق قدر دوغ اندازد۔ در تمام شب جغرات جمع شود و جغرات را حل کنند مسکہ بر آید۔ دوغ جدا مسکہ جدا۔ چون مسکہ را بر آتش نہند از سوزش آنچہ میل(ا) باشد از مسکہ بر طرف گردد۔ خالص روغن پاک شود۔ پس مرشد از زن کمتر نباشد۔ چنانچہ کار شیر زن باتمام رساند۔ مرشد طالب اللہ را در وجود طالب مقام نفس جدا نماید و مقام قلب جدا نماید و مقام روح جدا نماید و مقام سر جدا نماید و مقام توفیق الٰہی جدا نماید و مقام علم شریعت طریقت حقیقت معرفت جدا نماید و مقام خناس خرطوم شیطان حرص حسد کبر جدا نماید۔ چنانچہ قصاب بز را کشد و پوست از جان بر آرد و ھر رگ و ھر گوشت بشناسد و علیحدہ علیحدہ کند و آنچہ در گوشت غیر باشد دور اندازد و مرشد کامل مکمل ہمچنان باید و الانہ (طالب) دست چہار مرشد بگیرد مرشد شریعت و مرشد طریقت و مرشد حقیقت و مرشد معرفت و شریعت چیست؟ بنای اسلام کلمہ حج زکوۃ مال روزہ نماز است و طریقت چیست؟ در گردن طوق بندگی از ھر دو جہان بی نیاز است و حقیقت چیست؟ خود را بدست خود کشتن جان بازیست و معرفت چیست؟ صاحب سر اسرار راز است۔ ھر کہ طالب اللہ را باین مراتب مرشد نرساند بطال و دغاباز است۔ چون بینی کہ فقیری در زہد تقویٰ ریاضت چلہ کشی بقدر رنج خود بسیار کشد و خبر از باطن ندارد بدانکہ در بادیہء ضلالت افتادہ است۔ عاقبت ہمچون جعل خواہد شد۔

فقیر دو قسم است۔ یک صاحب باطن' دوم صاحب بطن۔ ھر کہ شکم را بہ بند و خالی دارد آن را خبر از باطن نیست۔ انجام او باطل خواھد شد۔ صاحب باطن چندان کہ بخورد دو چندان در وجود او نور ظہور گردد۔ خوردن فقراء نور است۔

ا۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ص ۲۷: کثافت

ابیات

اے باھوؒ! اس زمانہ کے مرشد زر پرست و زن پرست ہیں۔ (اور) زن پرستی و زر پرستی سے سیاہ دل ہو کر خود پرست ہو گئے ہیں۔

اے باھوؒ! مرشداں و واصلان حق عشق سوز ہوتے ہیں (اور اسی کی تپش میں) وہ ہر گھڑی ہردم شب و روز جلتے رہتے ہیں۔

(اے طالب! غور سے) سن! انسان کے وجود کی مثال دودھ جیسی ہے اور دہی بھی دودھ سے بنتا ہے اور چھاچھ' مکھن اور گھی بھی سب دودھ سے بنتا ہے۔ اسی طرح انسان کے وجود میں نفس' قلب' روح اور سر کا ایک ہی خانہ میں قیام ہے۔ مرشد بھی اسی کو کہتے ہیں (جو اس فن کا ماہر ہو) جو دودھ میں بقدر ضرورت دہی ڈالتا ہے یعنی جاگ لگاتا ہے۔ تمام رات میں چھاچھ اکٹھی ہو جاتی ہے اور چھاچھ کو حل کرتے ہیں اور مکھن نکل آتا ہے۔ دہی الگ اور مکھن الگ ہوتا ہے۔ جب مکھن کو آگ پر رکھتے ہیں' تو اس کی تپش سے مکھن سے میل کچیل دور ہو جاتی ہے اور خالص گھی پاک صاف ہو کر نکل آتا ہے۔ پس مرشد بھی عورت سے کم نہیں ہوتا ہے۔ وہ بھی دودھ (سے مکھن نکالنے) والی عورت کے کام کو انجام تک پہنچاتا ہے۔ مرشد (کامل) طالب اللہ کے وجود میں سے مقام نفس و مقام قلب و مقام روح و مقام سر و مقام توفیق الٰہی و مقام شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت و مقام خناس و خرطوم شیطان و حرص و حسد اور غرور کو جدا جدا کرتا ہے (تاکہ محمودات کو قائم رکھے اور مذمومات کو نکال ڈالے) جس طرح قصاب بکری (جانور) کو ذبح کرتا ہے اور کھال اس کے بدن سے جدا کرتا ہے۔ وہ اس ذبیحہ کی ہر رگ اور ہر گوشت سے واقف ہوتا ہے۔ پھر وہ اس کے تمام اجزا کو علیحدہ علیحدہ کرتا ہے۔ اور جو کچھ گوشت میں زائد چیزیں (خون نجس و مکروہ) ہوتی ہیں' دور پھینک دیتا ہے۔ (اور گوشت کو صاف کر دیتا ہے) مرشد کامل مکمل کو ایسا ہی ہونا چاہئے (کہ تمام مقامات فقر سے خوب واقف ہو) ورنہ ہرگز مرشد ناقص کی بیعت نہ کرے۔ اگر ایسا مرشد نہ ہو تو طالب کو چاہئے کہ ان چار مرشدوں کا ہاتھ پکڑ لے (۱)۔ مرشد شریعت (۲)۔ مرشد طریقت (۳)۔ مرشد حقیقت (۴)۔ مرشد معرفت۔

اور مرشد شریعت کیا ہے؟ مرشد شریعت بنائے اسلام کلمہ' حج' زکوۃ' روزہ اور نماز پر قائم رہتا ہے۔ مرشد طریقت کیا ہے؟ مرشد طریقت گردن میں بندگی کا طوق ڈال کر دونوں جہاں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اور مرشد حقیقت کیا ہے؟ مرشد حقیقت نفس کشی اور اس کی سرکوبی میں جانبازی کرتا ہے۔ اور مرشد معرفت کیا ہے؟ مرشد معرفت سر اسرار سے مطلع ہو کر صاحب راز ہوتا ہے۔ جو مرشد کہ طالب اللہ کو ان مراتب پر نہ پہنچا سکے' وہ مکار و دغاباز ہے۔

جب تو دیکھے کہ ایک فقیر زہد' تقویٰ' ریاضت اور چلہ کشی میں محنت شاقہ تو بہت کرتا ہے' مگر باطن سے بے خبر ہے' تو سمجھ لے کہ وہ گمراہی کے بیابان میں پڑا ہوا ہے۔ اس کا انجام بھی چالباز شخص کی طرح ہو گا۔

فقیر (بھی) دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک صاحب باطن اور دوسرا صاحب بطن۔ صاحب بطن (حیوانوں کی طرح) شکم پری کرتا ہے۔ اس کو علم باطن کی کوئی خبر نہیں ہوتی۔ اس کا انجام خراب ہو گا۔ صاحب باطن جتنا کہ وہ کھاتا ہے اس سے دو چند اس کے وجود میں نور کا ظہور ہوتا ہے۔ فقراء کا کھانا (نور ہی) نور ہوتا ہے۔

شکم فقراء تنور است و قلب فقراء بیت المعمور است و خواب فقراء حضور است و نزدیک ایشان زاهد طالب بہشت مزدور است و عاقبت ایشان مغفور است و مرشد نیز دو قسم است۔ مرشد صاحب نظر و مرشد صاحب زر۔ مرشد فصلی سالی و مرشد وصلی لازوالی۔ مرشد ہمچون درخت باید۔ چنانچہ درخت سرما و گرما بر سر خود اختیار و قبول کند و کسیکہ در زیر سایہء درخت بنشیند' آسایش تمام یابد۔ مرشد باید دشمن دنیا' دوست دین و طالب باید صاحب یقین کہ از مرشد مال و جان ہیچ دریغ ندارد و مرشد باید ہمچون نبی اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم و طالب باید ہمچون ولی اللہ نہ لعنت اللہ۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: تَرْکُ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ وَحُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ (۱)

از فضیلت وسیلت بہتر است' چرا کہ وقت گناہ علم فضیلت مانع نشود۔ وسیلت مانع از گناہ کردن دست بگیرد۔ چون حضرت یوسفؑ از زلیخا۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَنَبِیٍّ فِیْ اُمَّتِہٖ (۲)

مرشد آن را گویند کہ بایک نظرش علم نسیانی کند و آشنای ھر دو جہانی گرداند کہ جاہل را بایک نظر علم کلی واضح گردد۔ آنچہ نداند بخواند۔

بیت باھوؒ

گر ترا علم است یا دانش عظیم — بی وسیلت می روند راہ رجیم (۳)

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اَلْوَسِیْلَۃُ دَرَجَۃٌ (۴)

۱۔ عین العلم شرح زین الحلم از ملا علی قاریؒ و جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ ۲۔ ضیاء القلوب' ۳۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۷۵:

گر ترا علم است یا حلم است با دانش عظیم — بیوسیلت میروند راہ رجیم

۴۔ نقل از غوثیہ

اور فقراء کا پیٹ تنور اور ان کا قلب بیت المعمور ہوتا ہے۔ اور ان کا خواب حضوری (و بیداری) ہوتا ہے۔ اور ان کے نزدیک زاہد طالب بہشت مزدور ہے۔ اور ان کی آخرت منظور ہے۔ اور مرشد کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک مرشد صاحب نظر اور دوسرے مرشد صاحب زر (یعنی) مرشد فصلی سالی اور مرشد وصلی لازوالی' اور مرشد کو چاہئے کہ وہ پھل دار اور سایہ دار دونوں درختوں کی طرح خاصیت رکھتا ہو' کیونکہ جو شخص درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھتا ہے' پوری طرح آرام پاتا ہے۔ اسی طرح مرشد کو چاہئے کہ وہ (طالب کو دین و دنیا میں فائدہ پہنچاتا رہے' جیسا کہ درخت پھل بھی دیتا ہے اور اپنے سایہ سے آرام بھی پہنچاتا ہے' لہٰذا مرشد کو چاہئے کہ وہ ہر زمانہ میں طالب کو فیض پہنچاتا رہے) مرشد کو چاہئے کہ وہ دشمن دنیا ہو اور دین کا دوست ہو۔ اسی طرح طالب کو بھی صاحب یقین ہونا چاہئے کہ مرشد سے اپنی (ظاہری) جان و مال سے کچھ دریغ نہ کرے۔ اور مرشد کو چاہئے کہ وہ نبی اکرمؐ کے سے خصائل اختیار کرے۔ اور طالب کو چاہئے کہ وہ اپنے میں ولی اللہ کی صفات پیدا کرے یعنی ولی اللہ بنے اور (دنیا میں) اللہ کی لعنت نہ لے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"جس طرح ترک دنیا تمام عبادتوں کی جڑ ہے اسی طرح حب دنیا تمام گناہوں کی جڑ ہے"۔

(اور مرشد طالب کے لئے وسیلہ ہوتا ہے) اور وسیلہ فضیلت سے بہتر ہوتا ہے' کیونکہ گناہ کے وقت علم فضیلت مانع نہیں ہوتا۔ اور وسیلہ گناہ سے مانع ہوتا ہے اور اس سے نجات پاتا ہے (یعنی مرشد کامل جو طالب کے لئے وسیلہ ہوتا ہے' طالب کو گناہ سے بچا سکتا ہے)' جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حضرت زلیخا کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی نشانی بتائی اور وہ اپنے قصد سے باز رہے۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا: شیخ اپنی قوم میں یعنی اپنے مریدوں میں میری امت میں بمنزلہ نبی کے ہو گا۔

مرشد اس کو کہتے ہیں کہ وہ اپنی ایک نظر سے طالب علم کے (یاد شدہ) تمام علوم کو بھلا دے اور اگر چاہے تو دونوں جہاں کے علوم سے اسے آشنا کر دے (اور اگر چاہے تو)

جاہل کو ایک نظر سے تمام علوم سے آگاہ کردے اور جو کچھ وہ نہیں جانتا وہ پڑھ لے۔

بیت باھوؒ

اگر تجھے علم بھی حاصل ہو یا دانش عظیم بھی رکھتا ہو، مگر پھر بھی بے وسیلہ گمراہی میں پڑ جانے کا بے حد اندیشہ ہے، کیونکہ بے وسیلہ چلنا شیطان کا کام ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے: وسیلہ (پکڑنا) ایک عظیم درجہ ہے۔ (اور قرآن حکیم میں وسیلہ پکڑنے کا صاف حکم ہے)

قولہ تعالیٰ: وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ(۱)

حدیث

اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ(۲)

باھوؒ! تلقین چیست و کرا گویند۔ تلقین نام ترک است و طلاق دادن غیر ماسوی اللہ۔ تلقین نام توکل است۔ ھر کہ صاحب توکل نیست' صاحب تلقین نیست۔ ذکر اللہ و اسم اللہ بمثل شیر است۔ جائیکہ شیر آید' ہمہ جانوران از ترس شیر بگریزند۔ جائیکہ در وجود طالب اللہ ذکر اسم اللہ در آید' ہیچ خطرات و وہمات نماند و اگر ماند' ذکر باو تاثیر نکردہ است۔ مرشد عارف را گویند۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ(۳)

و نیز در خبر است۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ طَالَ لِسَانُہٗ(۴)

و عارف نیز سہ قسم است۔ عارف دنیا' عارف عقبیٰ' عارف مولیٰ۔ عارف دنیا' طالب زر و مال و جاہ و رجوعات خلق' طالب مرید استخوان فروختن خانقاہ سیر زمین آسمان کشف کرامات باطل اللہ بادشاہ ملاقات خواہ۔ این مراتب مخنث است۔ از عارف مرشد مخنث طالب او نیز مخنث۔ دوم عارف عقبیٰ زاھد' عابد' اہل علم' متقی پرہیزگار کہ از خوف دوزخ ترسندہ و عبادت از برای بہشت کنندہ مراتب ایشان مونث طالب او نیز مونث۔

بیت

زاھد از بیم دوزخ چند ترسانی مرا   آتشی دارم کہ دوزخ نزد او خاکستر است

۱۔ سورہ مائدہ' ۵:۳۵' ۲۔ حدیث' ۳۔ حدیث نقل از شرح شیخ فرید الدین عطار' ۴۔ حدیث

٭ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور اس (خدا) کا قرب حاصل کرنے کے لئے ایک وسیلہ تلاش کرو۔"

حدیث

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: "مرید وہ ہے جس کی اپنی کوئی خواہش نہ ہو۔"

٭ اے باھوؒ! تلقین کیا ہے؟ اور تلقین کس کو کہتے ہیں؟ تلقین (دنیا کو) ترک کر دینے کا نام ہے اور ماسوائے اللہ کو طلاق دے دینا۔ تلقین کا (دوسرا) نام اللہ پر بھروسہ ہے۔ جو شخص صاحب توکل نہیں' صاحب تلقین نہیں ہے۔ ذکر اللہ اور اسم اللہ کی مثال شیر جیسی ہے۔ جس جگہ شیر آتا ہے' وہاں سے ڈر کی وجہ سے تمام جانور بھاگ جاتے ہیں۔ اسی طرح جس وجود (دل) میں ذکر اللہ اور اسم اللہ آتا ہے' اس دل میں کسی قسم کے خطرات اور توہمات نہیں رہنے پاتے اور اگر توہمات و خطرات پیدا ہوں' تو جان لیں کہ اب تک اس کے وجود میں اسم اللہ تعالیٰ نے اثر نہیں کیا ہے۔

مرشد عارف کو کہتے ہیں۔ (یعنی عارف کی یہ صفت ہوتی ہے کہ جب اس کو رب العزت کی پہچان ہو جاتی ہے' تو اس کی زبان بند ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے:

٭ "جس نے اپنے رب کو پہچان لیا' پس اس کی زبان گنگ ہو گئی۔"

اور دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے:

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا' پس اس کی زبان (حق گوئی میں) کھل گئی۔"

عارف کی بھی تین قسمیں ہوتی ہیں۔ اول عارف دنیا' دوم عارف عقبیٰ' سوم عارف مولیٰ۔

عارف دنیا:۔ زر و مال و جاہ اور رجوعات خلق کا طالب ہوتا ہے۔ وہ طالب مرید استخوان خوار ہوتا ہے۔ خانقاہوں کو فروخت کرتا ہے۔ زمین و آسمان کی سیریں (بے مقصد) دلچسپی رکھتا ہے۔ کشف و کرامات کی طرف مائل رہتا ہے۔ "ظل الٰہی" بادشاہ وقت سے ملاقات کا خواہشمند رہتا ہے۔ یہ مراتب مخنث کے ہیں۔ اصل عارفاں و واصلاں کے نزدیک ایسا

مرشد بھی مخنث ہے اور اس کا طالب بھی مخنث ہے۔

دوسرا عارف عقبیٰ ہوتا ہے:- وہ زاہد' عابد' صاحب علم' متقی اور پرہیزگار ہوتا ہے۔ وہ دوزخ سے ڈر کر اور بہشت کا خواہاں ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔ اس کے یہ مراتب بھی عارفان واصلین کے نہیں ہیں' بلکہ مونث کے ہیں اور اسی طرح اس کے طالب بھی مونث ہوتے ہیں۔

بیت

اے زاہد! تو مجھے دوزخ سے کیا ڈراتا ہے۔ میرے سینے میں خود وہ آگ ہے کہ جس کے سامنے دوزخ راکھ ہے۔

سوئم عارف باللہ عارف مولیٰ بتوحید غرق حضور از دنیا و عقبیٰ دور باشتغال اللہ مسرور۔
اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

برنام اللہ تعالیٰ اول الف آمد و برنام انسان اول نیز الف آمد و برنام احد اول نیز الف آمد و برنام احمد اول نیز الف آمد۔ پس انسان اہل اسرار را گویند و سرنام فقیر است۔ پس انسان اہل سر را گویند۔ الانسان سری و انا سرۃ ط(۱) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نیز انسان است۔ انسان اینست کہ تابع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم باشد۔ پس انسان مرتبہء پیغمبری دارد و بر شرع محکم و برنام اللہ تعالیٰ اول حرف الف است و برنام آدم اول نیز حرف الف است۔ پس آدمی آنست کہ مرتبہء آدم دارد والا نہ حیوان ناطق۔ کسیکہ (نزدیک)(۲) مولیٰ و رسول خدا است از ھوا و لذت دنیاوی و از شیطانی نفس دور است۔ ھر کہ نزدیک دنیا ھوای شیطانی نفس جھول دور است' از خدا و رسولؐ دور است۔

استغراق نیز دو سلک شود۔ یکی بسوی مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم و دوم بتوحید فنافی اللہ بقاباللہ۔ اہل مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم عارف و صاحب استغراق توحید معارف۔ عارف مرشد کامل را گویند و معارف مرشد مکمل را گویند۔ مرشد آنست کہ کامل مکمل باشد و مرشد عارف بجسم ظاہری حضوری مشرف شود و مرشد معارف بجسم جسد روحی مشرف گردد۔ چون پیغمبر صاحب صلواۃ اللہ تعالیٰ در مجلس با معارف ہم سخن شوند(۳) اہل مجلس را نظرش نیایند۔ گفتند یا رسولؐ اللہ ہکدام کس حضرت بی چون سخن مبارک می کنند و می گویند(۴) کہ معارف است کہ ظاہر برروی زمین می باشند و باطن بجسم روحی حاضر ما است کہ دیوانہ و عاشق مانند و معشوق اللہ تعالیٰ۔

۱۔ حدیث ۲۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۷۷۔ ۳۔ ایضاً'' ص ۷۸ می شدند ۴۔ ایضاً'' ص ۷۸: می گفتند۔

تیسرا عارف باللہ عارف مولیٰ ہوتا ہے۔ وہ غرق فی التوحید حضوری ہوتا ہے اور وہ دنیا و عقبیٰ سے (کوسوں) دور رہتا ہے۔ اور وہ ذکر و فکر میں مشغول رہ کر مسرور رہتا ہے۔

پس اللہ بس اور ماسوائے اللہ ہوس اس کا سبق ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نام پر لفظ الف پہلے ہے اور انسان کے نام پر بھی لفظ الف پہلے ہے۔ اور لفظ احد پر بھی الف پہلے ہے اور لفظ احمد پر بھی الف پہلے ہے۔ پس انسان اہل اسرار کو کہتے ہیں اور سر (دوسرے لفظوں میں) فقیر کا نام ہے۔ پس انسان اہل سر کو کہتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے: "انسان کامل میرا ایک راز ہے اور میں اس کا راز ہوں"۔ (اور دیکھو) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی انسان ہیں۔ انسان وہی ہے جو حضور اکرمؐ اور ان کی شریعت کا پیرو اور تابعدار ہو۔ پس انسان پیغمبری کا مرتبہ رکھتا ہے' بشرطیکہ وہ شریعت پر سختی سے عمل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام پر پہلا حرف الف ہے اور آدم کے نام پر بھی پہلا حرف الف ہے۔ پس آدمی وہی ہے جو آدمیت کی صفت اور مرتبہء انسانیت رکھتا ہے' ورنہ وہ حیوان ناطق ہے۔ جو شخص خدا اور رسولؐ خدا سے نزدیک ہے' وہ طمع اور لذت دنیاوی اور نفس و شیطان سے دور ہوتا ہے۔ اور جو کوئی دنیائے دوں اور خواہش نفسانی اور حرکات شیطانی سے نزدیک ہوتا ہے' وہ خدا اور رسولؐ سے دور ہوتا ہے۔

بیان اقسام استغراق

استغراق کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک استغراق مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لے جاتا ہے۔ دوسرا استغراق توحید فنافی اللہ بقایا باللہ کی طرف۔ اہل مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عارف کہلاتا ہے اور صاحب استغراق توحید فنافی اللہ بقاباللہ معارف کہلاتا ہے۔ عارف مرشد کامل کو کہتے ہیں۔ اور معارف مرشد مکمل کو کہتے ہیں۔ (اور) مرشد وہ ہے جو کامل و مکمل ہو۔ اور مرشد عارف اپنے جسد ظاہری سے مجلس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں باریاب ہوتا ہے اور مرشد معارف جسد روحانی سے مشرف ہوتا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجلس میں معارف سے ہمکلام ہوتے ہیں' تو اہل مجلس کو وہ نظر نہیں آتے ہیں۔ وہ عرض کرتے ہیں: یا رسولؐ اللہ! آپؐ

کس شخص کے ساتھ بیچوں کلام مبارک فرما رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ معارف سے باتیں کر رہا ہوں۔ کیونکہ وہ ظاہرا طور پر زمین پر موجود ہے مگر باطن میں جسم روحانی کے ساتھ ہمارے پاس حاضر ہے۔ اس لئے کہ ہمارا دیوانہ اور عاشق ہے اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔

(اس امر پر یہ حدیث قدسی شاہد ہے۔)

حدیث قدسی

اِنَّ اَوْلِیَآئِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ ط(۱)

پس کسی را کہ اللہ تعالیٰ معارف فقر فنا فی اللہ بخش کند آن را در فقر علم باطنی عالم فاضل دانشمند کند و بر و راہ کشف کرامات بند کند چرا کہ در فقر دو قسم راہ است۔ یکی بکرم۔ دوم بکرامات و در کرم نیز دو راہ است۔ یکی بکرم کمالیت دوم بکبر۔ چنانچہ شیطان جانب کرم کمالیت نیامد' براہ کبر و کرامات افتاد۔ از و انا واقع شد یعنی اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ۔ و در راہ فقر فنا فی اللہ دعا بد عا نیست۔ پیغام دعا بد عاء دیر می شود و فقر فنا فی اللہ بقا باللہ را وہم و جذب است۔ وہم فقراء رحم خدا تا ابد الاباد و غضب فقرا و جذب فقرا قہر خدا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔ مرشد بمثل مرات است۔

حدیث

اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ ط(۲)

در آئینہ ہیچ تقصیر نیست۔ رنگ برنگ می نماید۔ سیاہ سیاہ سرخ سرخ زرد زرد۔ چنانچہ باشد۔ اول مرشد تحقیق کند کہ طالب را طلب غیر است یا طالب را طلب حق۔ پس حق با حق برسد و باطل باطل شود(۳)۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ ط(۴)

از اہل جاسوس طالب بترس۔

قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِخْوَانُ ھٰذَا الزَّمَانِ جَوَاسِیْسُ الْعُیُوْبِ ط

چنانچہ زر در بوتہ آتش تحقیق کند زرگر۔ ہمچنان مرشد طالب را تحقیق کند۔

۱۔ کتاب معرفت بوستان جلد اول' شرح معرفت مثنوی مولانائے روم ۲۔ التشرف و اربعین'
۳۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۷۹: برسد' ۴۔ التشرف والمرغوب

حدیث قدسی

"بیشک میرے اولیاء میری قبامیں ہیں' ان کو میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا"۔

پس جس شخص کو اللہ تعالیٰ معارف فقر فنافی اللہ بقاباللہ کا مرتبہ عطا کرتا ہے' اس کو علم باطنی کے فقر میں عالم فاضل دانشمند کر دیتا ہے۔ اور اس پر کشف و کرامات کی راہ بند کر دیتا ہے۔ کیونکہ فقر میں دو قسم کی راہیں ہیں۔ ایک فقر بکرم۔ دوم فقر بکرامات۔ اور فقر بکرم کے بھی دو راستہ ہیں۔ ایک کرم بکمالیت' دوم بکبو۔ چونکہ شیطان کرم کمالیت کی طرف نہیں آیا' (بلکہ) کبر و کرامات کی راہ پر چل پڑا' اس لئے اس سے انا واقع ہوا۔ یعنی "میں اس سے بہتر ہوں"' کہا۔ اور راہ فقر فنافی اللہ میں دعا یا بدعا (کا نام) نہیں ہے (یعنی کسی کو دعا دے دی یا کسی کو بدعا کر دی اور وہ پوری بھی ہو گئی)' بلکہ فقراء کے پیغام و دعا میں تاخیر واقع ہوتی ہے۔ (ہاں البتہ) فقر فنافی اللہ بقاباللہ کو وہم و جذب (ضرور) ہوتا ہے اور ان کا وہم ابد الایاد تک رحمت خدا کا سبب بنتا ہے اور ان کا غضب و جذب نشان قہر خدا ہوتا ہے۔ نَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْھَا۔

مرشد (مرید کے لئے) آئینہ کی طرح ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے:

حدیث

"مومن مومن کے لئے آئینہ ہوتا ہے"۔ آئینہ میں کوئی عیب نہیں ہے۔ جس طرح آئینہ سے سیاہ' سرخ' زرد (بھلا برا) جو کچھ ہو صاف نظر آتا ہے۔ ایسا ہی مرشد پہلے (طالب کا حال) معلوم کر لیتا ہے کہ طالب کو طلب حق۔ ہے یا طالب غیر کی طلب کرتا ہے۔ پس حق حق کو پہنچتا ہے اور باطل باطل کو (یعنی طالب اپنے ارادہ کے مطابق اپنے مقصود کو پہنچتا ہے)

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے: "ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔"

(پس) طالب کو اہل جاسوس سے ڈرنا چاہئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "اس زمانہ کے احباب عیبوں کے جاسوس ہیں۔"

(اور) جس طرح سنار سونے کو کٹھالی میں ڈال کر (امتحان کے لئے) آگ پر رکھتا ہے (اور اس کو پگھلا کر دیکھتا ہے) اسی طرح مرشد طالب کا امتحان کر لیتا ہے۔ (اور اس امر پر یہ حدیث بھی شاہد ہے)

حدیث

اِنَّ اللّٰہَ یُجَرِّبُ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْبَلَآءِ کَمَا یُجَرِّبُ الذَّھَبَ بِالنَّارِ ط(۱)

دشمن آدمی معدۂ آدمی است۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ فرمودہ۔ بطن دشمن است با آدمی۔ فقیر آنست کہ طمع نکند۔ اگر کسی چیزی بدھد منع نکند۔ اگر بیاید جمع نکند۔ فقر را علم ملاقات است و او را علم کرامات است۔ ملاقات چیست؟ و کرامات چیست؟ کرامات مقام ناسوت است و ملاقات مقام لاھوت است۔ کرامات بازیگری تماشا نمائیدن مردم و ملاقات مشرف ملازمت حضور پر نور اشرف الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم و با ملاقات غرق بتوحید وحدانیت مقام ربوبیت (است)(۲) فنافی اللہ بقاباللہ عارف باللہ۔ کسی کہ بملازمت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم درمقام شریعت مجلس حاصل(۳) شود آن حقیقت حال احوال مشرف، حضوری مقام طریقت چہ داند۔ کسی کہ درمقام طریقت مشرف حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدخل شود حقیقت حضوری مجلس حقیقت چہ داند۔ کسی کہ در مقام حقیقت مشرف حضوری شود حقایق احوال مقام(۴) معرفت چہ داند؟ کسی کہ درمقام معرفت حضوری مشرف شود حقیقت مشرف مقام عشق چہ داند۔ کسی کہ درمقام عشق مشرف مجلس حضوری شود آنکس حقیقت مقام محبت حضوریات چہ داند۔ ھرکہ درمد نظر خدا است، ھردو جہان درمد نظر اوست۔ کسی کہ درمقام محبت حضوری شود حقیقت حضوری فنافی اللہ چہ داند؟ پس ھرکس مراتب بمراتب خویش عزوجاہ است و فقیر فنافی اللہ ھمہ کس را بداند وبشناسد۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْئٌ ط(۵)

۱۔ نقل از فوائد الفواد ۲۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۸۰: ۳۔ ایضاً" ص ۸۰: مدخل شود، ۴۔ ایضاً" ص ۸۰ | مقامات ۵۔ نقل از مرغوب شمس تبریزی

حدیث

اللہ تعالیٰ مصیبتیں ڈال کر ایمان والوں کا امتحان کرتا ہے' جس طرح سونے چاندی کا امتحان آگ پر ہوتا ہے۔ آدمی کا دشمن اس کا معدہ ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ' فرماتے ہیں: آدمی کا دشمن اس کا پیٹ ہے۔ فقیر وہ ہے جو طمع نہ کرے۔ اگر کوئی شخص کوئی چیز اس کو دے' تو اسے منع نہ کرے (یعنی اس کو واپس نہ کرے) اگر (کچھ مال) آئے تو اسے جمع نہ کرے۔ فقیر کے لئے علم گویا اللہ سے اس کا ملاقات کرنا ہے۔ اور اہل بطن کے لئے علم (صرف) کشف و کرامات ہے۔ ملاقات کیا ہے اور کرامات کسے کہتے ہیں؟ کرامات مقام ناسوت ہے اور ملاقات (وصال) مرتبہ لاہوت کا ہوتا ہے۔ کرامات ایک قسم کی بازیگری ہے اور لوگوں کو تماشا دکھانے کے مترادف ہے۔ اور ملاقات حضور پر نور اشرف الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی ملازمت سے مشرف ہونا اور غرق توحید و وحدانیت اور مقام ربوبیت میں باوصال ہو کر فنائی اللہ بقا باللہ ہونا ہے۔ اور جو شخص کہ مقام شریعت میں ملازمت مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے مشرف ہوتا ہے' وہ شخص واقعی حقیقت حال احوال سے آگاہ ہوتا ہے۔ مگر مقام طریقت کی حضوری کو وہ کیا جانتا ہے؟ اور وہ شخص جو مقام طریقت میں حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے مشرف ہوتا ہے' وہ حضوری مجلس حقیقت کو کیا جانتا ہے؟ اور (اسی طرح) وہ شخص جو مقام حقیقت میں مشرف حضوری ہو جاتا ہے' ▪ احوال مقام معرفت کے حقائق کو کیا جانتا ہے؟ اور وہ شخص جو مقام معرفت میں مشرف حضوری ہو جاتا ہے' وہ مقام عشق کی حقیقت سے مشرف ہونا کیا جانتا ہے؟ اور وہ شخص جو مقام عشق میں مجلس حضوری سے مشرف ہو جاتا ہے' وہ شخص حضوریات کے مقام محبت کی حقیقت کو کیسے جان سکتا ہے؟ (یعنی جو شخص ان مقامات شریعت' طریقت' حقیقت و معرفت سے مشرف ہوتا ہے' وہی شخص ان کی اصل حقیقت سے واقف ہوتا ہے اور دوسرے شخص کو ان مقامات کی کیا خبر ہو سکتی ہے۔ اور جو شخص مقام عشق و محبت کا واقف ہوتا ہے' اس کو ہی ان کی خبر ہوتی ہے)۔

اور جس شخص کو (ہر لحظہ و ساعت) اللہ تعالیٰ کی ذات مدنظر ہوتی ہے' دونوں جہاں اس

کے پیش نظر ہوتے ہیں (یعنی ان کے تمام حالات کو دیکھتا ہے)۔
اور جس شخص کو مقام محبت میں حضوری حاصل ہو جاتی ہے، حضوری فنائی اللہ کی حقیقت کو کیا جانے؟ پس ہر شخص کو اپنے مراتب بمراتب عزوجاہ حاصل ہے۔ اور فقیر فنافی اللہ ہر ایک کو جانتا ہے اور ہر ایک کو پہچانتا ہے۔
حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے:
"عارف پر کسی چیز کی حقیقت پوشیدہ نہیں رہتی۔"

وعالم آن را گویند کہ عین طالب حق باشد و مولانا آن را گویند کہ طالب مولیٰ باشد و دانشمند آن را گویند کہ دعویٰ مدعی با نفس خود باشد و فاضل آن را گویند کہ جز محبت جاودانی را بگذارد و رفیق باتوفیق اللہ تعالیٰ را کند۔

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلدُّنْيَا فَهُوَ كَافِرٌ وَمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْحُجَّتِهٖ فَهُوَ مُنَافِقٌ وَمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْمَوْلٰى فَهُوَ مُسْلِمٌ۔(۱)

حدیث

اَلسَّاكِتُ عَنِ الْحَقِّ شَيْطَانٌ اَخْرَسُ۔(۲)

پس علم نیز بر دو قسم است۔ علم عارفیت و علم عاریت۔ علم عارفیت علم ربوبیت است، طالب دیدار و علم عاریت طالب دنیا مردار۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلدُّنْيَا مَنَامٌ وَّالْعَيْشُ فِيْهَا اِحْتِلَامٌ۔(۳)

علمیکہ از بہر خدا و اعمال خواند بمرتبہ محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رساند۔ علمی کہ از بہر دنیا روزگار خواند ہمنشین ابوجہل نشاند۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْعِزَّةُ شَيْئٌ وَّالْجَهْلُ لَا شَيْئٌ۔(۴)

مرشد عالم باید و طالب او متعلم جاہل راچہ کند۔

حدیث قدسی

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلِيًّا جَاهِلًا۔(۵)

۱۔ نقل از صحاح، ۲۔ ایضاً" ۳۔ ایضاً" ۴۔ ایضاً" ۵۔ حدیث قدسی

اور عالم اس کو کہتے ہیں جو عین حق کا طالب ہو۔ اور مولانا اسے کہتے ہیں جو مولیٰ کا طالب ہو اور دانشمند اس کو کہتے ہیں جو (ہمیشہ) اپنے نفس پر مدعی ہو کر اس پر غالب رہے اور فاضل اس کو کہتے ہیں جو تمام چیزوں کی جاودانی محبت چھوڑ کر محض رفیق باتوفیق اللہ تعالیٰ کا خواہشمند ہو جائے۔

(جیسا کہ) حضور اکرمؐ نے فرمایا:

"دنیا کے لئے علم کا طالب (سرکش) کافر ہے۔ اور حجت اور غلبہ کے لئے علم کا طالب منافق ہے۔ اور جو شخص علم محض خداوند کریم کی محبت کے لئے حاصل کرتا ہے' (پکا اور سچا) مسلمان ہے"۔ (مگر سچی بات کا چھپانا بھی منع ہے)

حدیث

حق بات سے چپ رہنے والا شخص گونگا شیطان ہے۔

پس علم کی بھی دو قسمیں ہیں۔ علم عارفیت اور علم عاریت۔ علم عارفیت علم ربوبیت کا نام ہے۔ اور طالب دیدار کا نام اور علم عاریت علم دنیائے مردار کا نام ہے اور اس کے طالب کا نام۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے: "دنیا گویا ایک خواب (کا نام) ہے اور اس کا عیش احتلام ہے۔"

(اور) جو شخص کہ علم محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اعمال کے لئے پڑھتا ہے' اس کو وہ علم مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں پہنچا کر آپؐ کا ہم نشین بنائے گا اور جو شخص علم کو (محض) دنیائے دوں کا روزگار حاصل کرنے کے لئے پڑھتا ہے' وہ علم اس کو ابو جہل کا ساتھی بنائے گا۔

سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے:

عذر (تو پھر بھی) کوئی چیز ہے (جو قابل قبول ہے) مگر جاہلیت (تو) کوئی چیز نہیں ہے (اور وہ قابل قبول نہیں ہے)' (لہٰذا) اس راستہ میں مرشد صاحب علم ہونا چاہئے اور طالب متعلم ہونا چاہئے (ورنہ) جاہل مرشد طالب علم کو کیا تعلیم دے گا۔

حدیث قدسی

"اللہ تعالیٰ نے کسی جاہل کو اپنا دوست نہیں بنایا۔"

جاہل کیست وکرا گویند۔ جاہل آنست کہ طالب حب دنیا، حرص ہوای، طالب نفس دون دشمن علمای وکلام اللہ۔ پس او کافر۔ قولہٗ تعالیٰ: وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ(۱)

قولہٗ تعالیٰ: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (۲)

قولہٗ تعالیٰ: وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (۳)

قولہٗ تعالیٰ: وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ(۴)

پس سبب را بگذار مسبب را طلب کن۔ پس مرشد راہ مسبب بخشد نہ سبب۔

بیت

چون رزق مقدر است گردیدن چیست   رازق چو بگرداند پرسیدن چیست

قولہٗ تعالیٰ: نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ(۵)

قولہٗ تعالیٰ: يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ(۶) وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ(۷)

اما استوار درویش در سلک درویشان ہمون است کہ شبی کہ فاقہ باشد آن شب درویش را معراج۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مِعْرَاجُ الْفَقْرِ لَيْلَةُ الْفَاقَةِ(۸)

معراج درویش در شب فاقہ است۔ در مقامیکہ درویش گرسنہ خسپد آن مقام خراب و پریشان باشد۔ اگر درویش نباشد شہر و مقامہا ہمہ زیر و زبر گردد۔ از عرش تا تحت الثریٰ ہر آبادانی کہ ہست بہ برکت و دعای درویشانست و قدم مبارک ایشان قائم است۔ پس مرشد درویش فقیر اہل اللہ ولی اللہ فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ۔

۱۔ سورہ البقرہ، ۲:۳۹، ۲۔ سورہ ھود، ۱۱:۶، ۳۔ سورہ الطلاق، ۶۵:۳، ۴۔ سورہ البقرہ، ۲:۲۱۲، ۵۔ سورہ الزخرف، ۴۳:۳۲، ۶۔ سورہ ابراہیم، ۱۴:۲۷، ۷۔ سورہ مائدہ، ۵:۱، ۸۔ مرغوب القلوب

جاہل کون ہے اور کس کو کہتے ہیں؟ جاہل وہ ہے جو حب دنیا اور حرص و ہوا اور نفس دوں کا طالب ہو اور علماء اور کلام اللہ کا دشمن ہو۔ پس (اسی وجہ سے) وہ کافر ہوتا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: "جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا۔ یہ لوگ آگ میں رہنے والے ہیں اور اس میں یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے۔"
اور جاہل اپنی روزی محض سبب پر موقوف رکھتا ہے۔ اور فقیر کامل اکمل اپنی روزی کا ذمہ دار خدائے لایزال کو جانتا ہے اور اسی پر بھروسہ رکھتا ہے اور ان آیات پر ہمیشہ نظر رکھتا ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں" جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو۔
دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے "جو کوئی خدائی تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے' پھر وہ اس کے لئے کافی ہوتا ہے۔"
خدائے قدوس پھر فرماتا ہے: "اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے اسے بے حساب روزی دیتا ہے۔"
(اے طالب!) پس سبب کو چھوڑ دے اور مسبب کو طلب کر۔ پس مرشد سبب کا نہیں' مسبب کا راستہ دکھاتا ہے۔

بیت

"جب رزق (تیرا) مقدر (مقرر) ہے' تو (پھر) پریشانی اور سرگردانی کیوں ہے؟ رازق جب (رزق کے حصول کے لئے) پھراتا ہے' تو پھر پوچھ کچھ کیا ہے؟"
چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ہم نے ان کی روزی کو ان کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔"
رب العزت پھر فرماتا ہے: "باری تعالیٰ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے' اسی کا حکم دیتا ہے۔" اور درویشوں کے سلوک میں درویش کی استقامت یہی ہے کہ جس رات فاقہ ہو وہ درویش کے لئے شب معراج ہوتی ہے۔(۱)
حضور اکرمؐ نے فرمایا:
"فاقہ کی رات فقر کے لئے معراج ہوتی ہے۔"

۱۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ برصغیر پاک و ہند میں ایک مشہور صوفی صافی بزرگ گذرے ہیں۔ طوطی ء ہند امیر خسرو کے مرشد تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کم سن تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا اور اب تنگدستی کی وجہ سے فاقہ کشی کی نوبت پہنچی' تو ان کی والدہ ماجدہ ان سے کہتیں کہ بابا نظام آج ہم خدا کے مہمان ہیں' تو حضرت نظام الدینؒ ان کے اس کہنے پر بہت ہی محظوظ ہوتے اور انہیں انتظار رہتا کہ ہمارے گھر میں فاقہ ہو تو والدہ ہمیں یہ کہیں جو انہوں نے پہلے کہا تھا۔

درویش کی معراج رات میں فاقہ ہے۔ جس جگہ کہ درویش بھوکا سوتا ہے (اس جگہ کے لوگ اس کی خبر نہ لیں) تو وہ مقام خراب اور پریشان ہو جاتا ہے۔ اور اگر درویش (اس جگہ پر) نہ ہو تو تمام شہر اور مقام (تمام عالم) زیر و زبر ہو جائیں۔ زمین سے لے کر عرش تک ہر آبادی جو کہ موجود ہے' درویشوں کی دعاؤں کی برکت سے ہے اور ان کے مبارک قدموں کے طفیل قائم ہے۔ پس (ایسا) مرشد درویش فقیر اہل اللہ ولی اللہ فقیر فنافی اللہ بقاباللہ ہوتا ہے۔

پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرمود:

اَلْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ ط(۱)

مراتب مرشد آسانی نیست۔ در معرفت محو از خود فانی باید۔ مرتبۂ مرشد موافق این آیت:

قولہ تعالیٰ: وَ اِذْ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ط قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ط قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ط قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَۃً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَیْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْھُنَّ جُزْءً ثُمَّ ادْعُھُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا ط وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ط (۲)

بیت

قبر را ھو بگوید باھوؒ! | این چہ(۳) خوش خانہ است خلوت با خدا

حدیث

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ط(۴) این است۔

حدیث

اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ ط(۵)

بیت

الٰہی عاشقان را بقدرت خویش جان گیر۔ کہ عزرائیلؑ درمیان نامحرم است۔

پس مرشد کرا گویند؟ یُحْیِ الْقَلْبَ وَ یُمِیْتُ النَّفْسَ۔ چون بر طالب جذب غضب کند یُحْیِ النَّفْسَ وَ یُمِیْتُ الْقَلْبَ گردد۔

مرشد آن را گویند کہ فقر تمام و غیر ماسوی اللہ برو حرام۔ از ازل تا ابد برخود بستہ احرام۔ حاجی بی حجاب۔ این طریق مرشد کامل کمیاب(۶) کہ ظاہر او در گناہ و باطن او در عین ثواب۔ چنانچہ حضرت موسیٰ صلوۃ علیٰ نبینا و علیہ السلام و حضرت خضر صلوۃ اللہ۔

۱۔ حدیث، ۲۔ سورہ البقرہ، ۲: ۲۶۰، ۳۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۸۴: این بخوش خانہ، ۴۔ کتاب شرح برزخ، ۵۔ عین العلم شرح زین الحلم و خزانتہ الجلالی و کتاب شرح برزخ و ھدایتہ الحرمین الشریفین، ۶۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۸۵: کامیاب

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:
"مفلس و محتاج خدا تعالیٰ کی نگہبانی میں ہے۔"
مرشد کے مراتب پر پہنچنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لئے معرفت میں محو ہونا پڑتا ہے اور اپنے نفس کو فنا کرنا پڑتا ہے۔ مرشد کا مرتبہ اس (مندرجہ ذیل) آیت کے مطابق ہونا چاہئے (اس لئے کہ فقیر کو نفس مطمئنہ حاصل ہونا لازمی ہے)۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور جب حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا اے میرے پالنے والے! مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے' فرمایا کیا تجھے یقین نہیں۔ اس نے کہا مجھے پختہ یقین ہے' مگر اس لئے چاہتا ہوں کہ مجھے اطمینان قلب حاصل ہو جائے۔ فرمایا کہ تو پرندوں میں سے چار پرندے لے لے اور ان کو اپنے ساتھ ہلا لے' پھر ان کے ٹکڑے کر کے ہر ایک پہاڑ پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دے۔ پھر انہیں بلا کہ وہ تیرے پاس دوڑ کر چلے آئیں گے۔ اور یہ خوب جان لے کہ اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔"

بیت

اے باھوؒ! قبر ہم سے اللہ ھو کہتی ہے۔ یہ کیسا دل لبھانے والا گھر (قبر) ہے کہ جہاں خلوت خدا کے ساتھ رہتی ہے۔

حدیث

"مرنے سے پہلے مر جاؤ"۔ اسی کا نام ہے۔

حدیث

جب تم کاموں میں حیرت زدہ ہو جاؤ' تو قبر والوں سے (تقویت حاصل کرنے کے لئے) مدد چاہو (یعنی ان کے حال پر غور کرو)

بیت

"یا الٰہی! عاشقوں کی جان اپنی قدرت سے نکال لے' کیونکہ عزرائیلؑ ہمارے درمیاں میں نامحرم ہے۔"
پس مرشد کس کو کہتے ہیں (مرشد کامل کی یہی صفت ہوتی ہے) کہ وہ دل کو زندہ کرتا ہے اور نفس کو مارتا ہے (لیکن) جب وہ طالب پر جذب اور غضب کرتا ہے' تو اس کا نفس

زندہ ہو جاتا ہے اور اس کا قلب مردہ ہو جاتا ہے۔

مرشد اس کو کہتے ہیں کہ فقر اس پر تمام ہو جائے اور تمام اشیاء کی محبت ماسوائے اللہ تعالیٰ کے اس پر حرام ہو جائے اور ازل سے ابد تک وہ صاحب احرام اور حاجی بے حجاب ہو جائے۔ اس طریق (مرتبہ) کا مرشد کامل کمیاب ہوتا ہے' کہ اگرچہ اس کا ظاہر گناہ ہوتا ہے' لیکن درحقیقت (مطابق شرع کے) عین ثواب ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیٰ نبینا علیہما السلام کے واقعہ میں گزرا۔

قولہ تعالیٰ: قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ط(۱)

چنانکہ کشتی را خرق (۲) کرد و دیوار شکستہ را بنا کرد و پسر را کشت۔ قصہء ایشان در سورۃ کہف واقع است۔ پس موسیٰ علیٰ نبیناو علیہ السلام را علم ظاہری بود و حضرت خضر علیہ السلام را علم باطن و علماء و طالب بمثل حضرت موسیٰ علیہ السلام است و مرشد فقیر بمثل خضر علیہ السلام۔ از فقراء سیر حضرت خضر باید بود۔ و مرشد بمثل طبیب است و طالب بمثل مریض است۔ آنچہ طبیب معالجہ ہر مریض کند' دارو تلخ و شیرین دھد۔ مریض را باید کہ بخورد تا بہ شود۔

مرشد چہار حرف است و عارف چہار حرف 'کہ از حرف میم صاحب مروت باشد و از حرف ر ریاضت کش و از حرف ش اہل شوق و از حرف د صاحب درد باشد۔ بشنو! بعضی (۳) بزرگی فرمودہ است۔ نماز نفل گذاردن کار بیوہ زنان است و روزہ نفل داشتن صرفہء نان است و حج رفتن تماشای سیر جہان است۔ دل بدست آوردن کار مردان است۔ و این فقیر میگوید کہ نماز نفل گذاردن پاکی جان است و روزہ نفل داشتن خوشنودی رحمٰن است۔ و بہ حج رفتن سلامتی (۴) ایمان است و دل بدست آوردن کار خامان است۔ خدای را دیدن و شناختن کار تمامان است۔ از بشریت بر آمدن و از خود فانی گشتن و عین فنافی اللہ و بقاء باللہ بودن کار مردان است۔ پس مرشد مرد باید کہ صاحب تجربہ پر درد باشد۔

قولہ تعالیٰ: يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ج(۵)

بیت

مرشدی میراثی نیست' صرافی سر راس است
مرشد نہ فروختن بہ نقد جنس نہ نحاس است

مرشدی اخص خاص الخاص۔ مرشد من اخص است و ارادت من بس است۔
مقام عام مقام خاص مقام خاص الخاص۔ مقام اخص مقام سر است۔ چون پیر مرشد من اخص است۔ اعتقاد من بس است۔

۱۔ سورہ الکہف '۱۸: ۷۸' ۲۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی 'ص ۸۵: شکست' ۳۔ ایضا" 'ص ۸۵ بزرگی' ۴۔ ایضا" 'ص ۸۶: شبوتی' ۵۔ سورہ النساء '۴: ۷۶

اور سورۂ کہف میں اس کی تفصیل مذکور ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی میں سوراخ کر دیا۔ (حالانکہ وہ اس پر خود بھی سوار تھے) اور شکستہ دیوار کو از سر نو بنا دیا۔ اور ایک لڑکے کو قتل کر دیا۔ ان تینوں واقعات پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گرفت کی اور اعتراض کرتے رہے۔ باوجودیکہ حضرت خضر علیہ السلام انہیں ان کا عہد یاد دلاتے رہے کہ کیوں میں نے یہ نہ کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام معذرت چاہتے اور فرماتے میں بھول گیا۔ اب نہ کہوں گا۔ آخر تیسرے واقعہ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ...... صبرا ط اب میری اور تمہاری جدائی ہے اور میں اب تمہیں ان باتوں کا بھید بتلائے دیتا ہوں جس پر تم صبر نہ کر سکے۔

پس معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم ظاہری تھا اور حضرت خضر علیہ السلام کو علم باطنی۔ (اس سے معلوم ہوا) کہ علماء اور طالب علم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہیں اور مرشد کامل فقیر کی مثال حضرت خضر علیہ السلام جیسی ہے۔ فقراء کی سیرت و عادات حضرت خضر علیہ السلام کی مانند ہونی چاہیں۔ اور مرشد کامل مثل طبیب کے اور طالب مثل مریض کے ہوتا ہے۔ اور طبیب ہر مریض کا علاج (اس کی بیماری کی نوعیت دیکھتے ہوئے کبھی) دوائی تلخ اور کبھی شیریں دیتا ہے۔ مریض کو چاہیئے کہ اس دوا کو کھا لے تاکہ وہ تندرست ہو جائے (۱)

۱۔ اس قصہ کی بنا یہ ہوئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کسی شخص نے پوچھا کہ حضرت آپ سے بھی زیادہ جاننے والا کوئی اور شخص ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ خدا کے رسول تھے۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ نہیں۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی کی اور فرمایا کہ ہمارا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ جانتا ہے تم اس کے پاس جاؤ' اس کا پتہ نشان یہ ہے۔ حضرت موسیٰؑ کو جب خضر علیہ السلام کا حال معلوم ہوا تو آپ کو ان سے ملنے کا اشتیاق ہوا اور سفر کر کے ان کے پاس پہنچے اور ملاقات کی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے ان سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ تم میری باتوں پر صبر نہ کر سکو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں میں صبر کروں گا اور جس طرح آپ کہیں گے اسی طرح آپ کے ساتھ

رہوں گا۔ آخر تک حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ رہے اور جو واقعات پیش آتے گئے ان پر اعتراض کرتے رہے۔ آخر کار حضرت خضر علیہ السلام نے ان باتوں کی تاویل بتائی۔ وہ تاویلیں یہ ہیں کہ کشتی میں انہوں نے سوراخ کیا کہ ایک ظالم بادشاہ اس طرف آ رہا تھا جو کشتیوں کو جبراً" مفت اپنے کام میں لیتا' جس کا علم حضرت موسیٰ کو نہ تھا اور دیوار اس لئے بنائی کہ وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کے لئے خزانہ دفن تھا۔ اور لڑکے کو اس لئے مار ڈالا کہ اس کے ماں باپ نیک بخت اور ایماندار تھے اور اس کی وجہ سے ان پر کفر کا خوف تھا۔

مرشد کے چار حرف ہیں اور عارف کے بھی چار حرف ہیں۔ حرف میم سے مراد مرشد صاحب مروت ہونا چاہئے اور حرف رے مراد مرشد ریاضت کش ہو اور حرف شین سے مراد صاحب شوق ہو اور حرف دال سے مراد مرشد صاحب درد ہو۔ (اے طالب غور سے) سن! بعض بزرگ اولیاء نے فرمایا ہے کہ نماز نفل کا ادا کرنا بیوہ عورتوں کا کام ہے۔ اور روزہ نفل رکھنا روٹیوں کی بچت ہے اور حج پر جانا جہاں کا سیر و تماشا ہے۔ دلوں کو اپنے ہاتھوں میں لانا (ہمدردی کرنا) مردوں کا کام ہے۔ مگر یہ فقیر (باہوؒ) کہتا ہے کہ نماز نفل کی ادائیگی روح کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے (یعنی اس سے نفس پاک ہوتا ہے، جس سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے)

اور روزہ نفل کی ادائیگی سے خداوند کریم کی رضامندی حاصل ہوتی ہے۔ اور حج کعبتہ اللہ شریف کا کرنے سے ایمان کی سلامتی ہوتی ہے اور دلوں کو قبضے میں لانا خام لوگوں کا کام ہے۔ اور (اسی طرح) خدا کا دیدار کرنا اور اس کا پہچاننا ناتمام اور خام لوگوں کا کام ہے۔ (اور) بشریت سے نکل کر اپنے آپ میں فنا ہونا اور عین فنانی اللہ اور بقاباللہ کا مرتبہ حاصل کرنا مردوں کا کام ہے۔ پس مرشد ایسا شخص ہونا چاہئے کہ وہ صاحب تجربہ کار اور صاحب درد ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور جو ایمان والے ہیں' وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں۔"

بیت

مرشدی کسی کی میراث نہیں ہے' بلکہ (طالبوں) کے جان و مال کی صرافی ہے۔ اور مرشدی یہ ہے کہ اس کا سودا نقد' و جنس اور سکوں سے نہیں کیا جا سکتا۔

بہرحال مرشدی ایک اعلیٰ مرتبہ اور اخص خاص الخاص کا مقام ہے۔ میرا مرشد اخص ہے اور میری عقیدت (بھی ان سے) بہت زیادہ ہے اور یہ عقیدت مقام عام' مقام خاص اور مقام خاص الخاص سے بڑھ کر ہے۔ مقام اخص مقام سر ہے۔ چونکہ میرا پیرو مرشد اخص ہے' اس لئے میرا اعتقاد بھی بہت زیادہ ہے۔

باب چہارم

در ذکر مخالفت نفس و کشتن و زیر کردن نفس بعون اللہ تعالیٰ

در آنچہ خوشنودی خدا خلاف نفس است و در نا فرمودہ خلاف خدا رضامندی و خوشنودی نفس است۔ نفس بچہ چیز است و چہ خصلت دارد۔ نفس بمثل مار است و خصلت کفار دارد۔ اول افسون باید آموخت۔ بعد ازان دست بمار اندازد کہ در قید آید و زیر گردد۔ چنانچہ مار را گفتند کہ از سوراخ بیرون چرا می آئی؟ مار گفت کسیکہ بر در ما نام خدای تعالیٰ میگیرد۔ مرا می باید کہ بنام اللہ تعالیٰ سر خود را اندا کنم۔ نفس بمثل مار است۔ وجود آدمی بمثل سوراخ است و ذکر نام اللہ تعالیٰ بمثل افسون است و خوی و خصلت (کفار)(۱) نفس کافر باسلام نگردد و مسلمان نشود مگر بعلم شریعت و کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَّالْکُفْرُ بَاطِلٌ

بیت

راحتی گر خویش خواہی نفس را گردن بزن　　گر وصال حق بخواہی بگذر از فرزند و زن

جواب باھوؒ از باھوؒ:

چون نفس را گردن زنم او(۲) مرد حق　　غیر نفسی(۳) کس نیاید عشق حق

جواب باھوؒ از باھوؒ:

چون نفس را گردن زنم آن نفس مرشد پیشوا
ھر مقامی خوش نماید می برد با کبریا

جواب باھوؒ از باھوؒ:

نفس تابع یار بہ (ای)(۴) جان عزیز　　نفس را احمق چہ داند بی تمیز

جواب باھوؒ از باھوؒ:

نفس راحت جاودانی را گذار　　تا شوی با حق تعالیٰ یار غار

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۸۸، ۲۔ ایضاً" ص ۸۸: نفس، ۳۔ ایضاً" ص ۸۸: نفس، ۴۔ ایضاً" ص ۸۹

باب چہارم

نفس کی مخالفت اور اس کو مارنے اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس کو زیر کرنے کے بارے میں

جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر کیا جائے' وہ نفس کے خلاف (پڑتا) ہے۔ اور خداتعالیٰ کی نافرمانی سے نفس خوش و رضامند (ہوتا) ہے۔

نفس کیا چیز ہے اور وہ کیا خصلت رکھتا ہے؟ نفس ایک سانپ کی طرح ہے۔ اور وہ کفار کی خصلت رکھتا ہے۔ (لہٰذا اس کو پکڑنے کے لئے) پہلے جادو اور منتر سیکھنا چاہئے۔ اس کے بعد اس پر ہاتھ ڈالنا چاہئے تاکہ وہ قید میں آئے اور اس کو زیر کیا جائے۔ چنانچہ لوگوں نے سانپ سے پوچھا کہ تو (افسوں پڑھنے سے) اپنے سوراخ سے باہر کیوں آجاتا ہے؟ سانپ نے کہا جو شخص میرے دروازے (سوراخ) پر آکر اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے' تو میں خدا کے نام پر اپنے سر کو اس پر قربان کرتا ہوں۔ نفس کی مثال بھی سانپ کی ہے اور آدمی کا وجود مثل سوراخ کے ہے اور اسم اللہ کا ذکر اس کے لئے افسون ہے۔ اور نفس کی خصلت کفار جیسی ہے۔ اور نفس کافر ہے اور یہ مسلمان نہیں ہوتا مگر شریعت اور کلمہء طیب سے اور وہ یہ ہے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ـــــ اسلام حق ہے اور کفر باطل ہے۔

بیت

اگر تو اپنی راحت چاہتا ہے' تو اپنے نفس کی گردن اڑا دے اور (اسی طرح) اگر تو وصال حق چاہتا ہے' تو فرزند و زن سے جدا ہو جا۔

باھوؒ سے باھوؒ کا جواب: اگر میں نفس کی گردن اڑا دوں تو وہ (نفس) مرد حق ہو جائے گا۔ اور نفس کے بغیر کوئی شخص عشق نہیں پا سکتا۔

جواب باھوؒ از باھوؒ:

جب میں نفس کی گردن اڑا دوں تو نفس مرشد اور پیشوا ہے۔ ہر مقام کی اچھی طرح سیر

کراتا ہے اور مقام کبریا میں لے جاتا ہے۔
جواب باھوؒ از باھوؒ: نفس دوست کا تابع رہے۔ اے جان عزیز! یہی بہتر ہے۔ نفس کی حقیقت کو احمق و بے تمیز کیا جانے؟
جواب باھوؒ از باھوؒ: نفس راحت جاودانی کو چھوڑ دے' تاکہ خدا تعالیٰ تیرا یار غار بنا رہے۔

نفس راحت جاودانی را گزار　　تاکہ کارت می برآرد کردگار

جواب باھوؒ از باھوؒ:

گر نفس را گردن زنم ضائع شوم　　از ھوای نفس را بیرون کنم

نفس با ما یار با من یار او　　سر وحدت آب نفسم آبجو

جواب باھوؒ از باھوؒ:

دیو دیوانہ است نفس آن را زدم　　گرخدا برخود شوم وی را کشم

از کفرو کافری بیزار شدم و قبول کردم دین اسلام را اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

قَوْلُہٗ تَعَالٰی: وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی ط (۱)

طالب اللہ را باید کہ ھردم ھرساعت شب و روز خلاف نفس باید کرد و ھیچ وقت از و غافل نباشد کہ نفس کافر است کہ باین حرب و جنگ و دشمنی درخواب و بیداری در مستی و ہوشیاری باید کرد کہ وزد دشمن در جان است و رھزن در رہ زیان است۔ ازین خاطر جمع مباش۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: رَجَعْنَا مِنْ جِھَادِ الْاَصْغَرِ اِلٰی جِھَادِ الْاَکْبَرِ ط (۲)

نفس دو قسم است۔ چنانچہ وجود آدمی دو قسم است۔ وجود لطیف و وجود کثیف۔ اہل نفس امارہ، ملحمہ لوامہ۔ امارہ نام رہزن (شیطان) (۳) است و تابع او نفس ملحمہ و تابع ملحمہ نفس لوامہ است۔ این ھرسہ یکی اتفاق دارند و باوجود لطیف نفس مطمئنہ و مطمئنہ اطاعت ظاھری و باطنی (کنندہ) (۴) را گویند و اطاعت توابع روح است و روح تابع با توفیق الٰہی صاحب ذکر فکر اشتغل استغراق فقیر فنافی اللہ است۔ پس ھر انبیاء و اصفیاء و اولیاء، مومن، مسلم، اہل ایمان را نفس مطمئنہ است و مطمئنہ اہل معرفت است۔

۱۔ سورہ طٰہٰ، ۲۰:۴۷، ۲۔ نقل از کتاب بیہقی والتشرف، ص ۶۹

۳۔ عین الفقر از محمد نظام الدین ملتانی، ص ۹۰، ۴۔ ایضاً، ص ۹۰

نفس راحت جاودانی کو چھوڑدے' تاکہ تیرا کام خداوند تعالیٰ کی طرف سے انجام پاتا رہے۔

جواب باھوؒ از باھوؒ:

اگر میں نفس کی گردن اڑادوں تو میں ضائع ہو جاؤں (اسی لئے) میں نفسانی خواہشات سے جدا ہو رہا ہوں۔ نفس ہمارا رفیق بن گیا ہے اور میں نفس کے دوست کا رفیق بن گیا ہوں۔ کیونکہ وحدت کے دریا سے وحدت کی نہر نکلتی ہے۔

جواب باھوؒ از باھوؒ:

نفس دیو دیوانہ ہے میں اس کو مارتا پیٹتا ہوں۔ اگر میں اس پر قدرت پالوں تو اس کو میں قتل کر دوں۔

میں کفر و کافری سے بیزار ہو گیا ہوں اور میں نے دین اسلام کو قبول کر لیا ہے۔ اور کلمہ ء طیبہ پڑھ لیا ہے:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور اس کی سلامتی ہو جو ہدایت کی بات مان لے"۔

طالب اللہ کو چاہئے کہ ہر دم اور ہر گھڑی شب و روز نفس کی مخالفت کرتا رہے۔ اور کسی وقت بھی اس سے غافل نہ رہے' کیونکہ نفس (بڑا) کافر (دشمن) ہے' اس کے ساتھ جنگ و جدل اور دشمنی خواب و بیداری اور مستی و ہوشیاری (ہر حالت میں) کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ یہ چور فقر کا جانی دشمن ہے اور راہ مولیٰ کا رہزن ہے اور نقصان پہنچانے والا ہے۔ طالب اس سے کسی طرح بھی غافل نہ رہے (نفس کے ساتھ جہاد کرنا جہاد اکبر ہے۔ چنانچہ ذیل کی حدیث شریف سے یہ ثابت ہے)۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا: "ہم نے جہاد اصغر(۱) سے جہاد اکبر(۲) کی طرف رجوع کیا ہے۔"

جس طرح انسان کے وجود میں دو قسمیں ہیں۔ وجود لطیف اور وجود کثیف۔ اسی طرح سے نفس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ صاحب نفس امارہ اور نفس ملحمہ لوامہ۔ امارہ رہزن شیطان کا نام ہے۔ اور اس کے تابع نفس ملحمہ ہوتا ہے اور ملحمہ

۱۔ جہاد اصغر سے مراد کفار کے ساتھ جدال و قتال ہے اور ۲۔ جہاد اکبر سے مجاہدۂ نفس مراد ہے۔

کے تابع نفس لوامہ ہوتا ہے اور یہ تینوں آپس میں اتفاق رکھتے ہیں۔ صاحب وجود لطیف نفس مطمئنہ ہوتا ہے۔ اور نفس مطمئنہ اطاعت ظاہری اور باطنی کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اور (یہ) اطاعت روح کے تابع ہے۔ اور روح توفیق الٰہی کے تابع ہوتی ہے۔ اور اہل توفیق صاحب ذکر و فکر و اشتغال و استغراق فقیر فنافی اللہ ہوتا ہے۔ پس تمام انبیاء و اصفیاء و اولیاء مومن' مسلم' اہل ایمان کو نفس مطمئنہ حاصل ہوتا ہے۔ اور نفس مطمئنہ صاحب معرفت ہوتا ہے۔

ابیات

کسی درمعرفت معروف گردد که سر وحدتش مکشوف گردد
نمانده پردهٔ زان سر اسرار که عین عین بیند یار با یار
در خود گم شو (اہل بدعت مشو)(۱) و از هر دو جہان دست بشو

بیت باھوؒ

خدا یک دلی یک یکی را بجو یکی را با یکی باش(۲) چون عین او

و کافر منافق فاسق مردود ملعون اہل شرب رانفس امارہ است۔

قولہ تعالیٰ: لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰارٰی(۳)

اہل مطمئنہ اہل روح است و اہل روح اہل ذکر وجد شوق اشتیاق استغراق و اہل غرق اہل توحید فنافی اللہ و اہل فنافی اللہ نفس ندارند همه اوست در مغز و پوست چنانچہ لِی مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ۔

چنانچہ رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا پرسیدند کہ یا رابعہؒ! درباب نفس و شیطان و دنیا چہ می فرمائی؟ رابعہ بصریؒ گفت کہ بادوست در توحید فنافی اللہ چنان غرق گشتہ ام کہ نہ خبراز نفس دارم نہ خبراز نفس و شیطان و دنیا دارم۔

بیت باھوؒ

بمردم میکند این نفس محتاج کسی را نیست نفسش لا یحتاج

پس اولیاء اللہ لایحتاج است و اولیاء اللہ فقر را گویند۔ اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ(۴) و کل شی محتاج اوست۔ فقیر را نفس نیست نفس است و نفس پاس انفاس را گویند و پاس انفاس ذکر خاص آورد برد را گویند و ذکر آورد برد آن را گویند کہ غیر ذکر اللہ دم خالی نیاید و دل مردہ دم افسردہ اہل نفس امارہ است۔

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۹۰، ۲۔ ایضاً، ص ۹۱: شوی، ۳۔ سورہ النساء، ص ۴: ۴۳،
۴۔ عین العلم

ابیات

معرفت میں وہی شخص مشہور ہوتا ہے کہ جس پر سر وحدت ظاہر ہوتا ہے۔
اور جس پر سر اسرار کا کوئی پردہ نہیں رہتا' (بلکہ) وہ اپنی ظاہری آنکھوں سے اپنے دوست کا معائنہ کرتا ہے۔
اپنے نفس میں گم ہو جا' تاکہ تمہارا اشمار اہل بدعت میں نہ ہو۔ اور دونوں جہاں سے اپنے ہاتھ دھو ڈالے (یعنی دونوں جہانوں کو ایسا خیرباد کہے کہ پھر رجعت نہ ہو سکے)

بیت باھوؒ

"خدا ایک ہے' دل ایک ہے ایک ہی کو طلب کر۔ جب تو ایک کے ساتھ ایک ہو' تو دوئی نہیں رہے گی۔"
اور تمام کافر' منافق' فاسق' مردود' ملعون' اور اہل شرب ان سب کے سب کا نفس امارہ ہے۔ اور اسی لئے بوجہ ان کی سرمستی کے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
"نماز کے قریب (تک) نہ جاؤ' جبکہ تم نشہ (کی حالت) میں ہو(۱)۔
اہل مطمئنہ اہل روح ہوتے ہیں اور اہل روح' اہل ذکر و وجد و شوق و اشتیاق و استغراق اور اہل غرق اہل توحید فنافی اللہ اور اہل معانی اللہ نفس نہیں رکھتے' بلکہ ان کا حال ہمہ اوست در مغز و پوست ہو جاتا ہے' جیساکہ "لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ" (۲) آیا ہے۔
چنانچہ حضرت رابعہ بصریؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ اے رابعہؒ! نفس و شیطان' اور دنیا کی بابت تم کیا کہتی ہو؟۔ رابعہؒ نے کہا کہ میں دوست کے ساتھ توحید فنافی اللہ میں اس طرح غرق ہوں کہ نہ مجھے نفس کی خبر ہے اور نہ ہی شیطان اور دنیا کی خبر رکھتی ہوں۔

۱۔ نشہ کی حالت میں نماز کی ممانعت ہوئی ہے' تو نفس کی مستی میں قرب الٰہی کیونکر حاصل ہو سکتا ہے۔
۲۔ لِیْ مَعَ اللّٰہِ سے پوری حدیث اخذ ہوتی ہے' جس میں حضور اکرمؐ نے اپنے استغراق کا حال بیان فرمایا ہے۔ اور جس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔

بیت باھوؒ

یہ نفس آدمیوں کا محتاج بنا دیتا ہے۔ مگر وہ شخص جس کا نفس نہیں ہے' وہ اس کا محتاج نہیں ہے۔

پس اولیاء اللہ محتاج نہیں ہوتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ سے مراد فقر ہے۔ (اور) فقر سوائے اللہ تعالٰی کے کسی کا محتاج نہیں ہوتا' بلکہ ہر شے اس کی محتاج ہوتی ہے۔

فقیر کا نفس نہیں ہوتا ہے' سانس ہوا کرتی ہے اور اس (پاکیزہ) سانس کو پاس انفاس کہتے ہیں اور پاس انفاس آنے جانے والے سانس کے خاص ذکر کو کہتے ہیں۔ اور یہ ذکر ایسا ہوتا ہے کہ (فقیر کا) کوئی دم ذکر اللہ سے خالی نہیں ہوتا۔ اور جس کا دل مردہ اور نفس افسردہ ہو' وہ صاحب نفس امارہ ہے۔

بیت

زنفس بدتر نباشد سر ھوا   کہ دعویٰ ہمچون فرعونش خدا

قَوْلُہٗ تعالیٰ: وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی ط(۱)

آدمی دو قسم است۔ اہل نفس بندہ ھوای است و اہل اللہ اطاعت بندۂ خدا است۔ نفس دنیا شیطان ھرسہ کافر اندیا بمثل جلاد حرام خوار۔ برکسیکہ قہر اللہ تعالیٰ شود ھر آنکس صاحب نفس گردد پر شھوۃ ھوا پرست۔ طالب دنیا حسن پرست و زینت نما متفق شیطان شود۔ خوردن ذالقہء نان و معصیت جان در گناہ غریق و دل تاریک۔ از عشق محبت نور الٰہی تفریق۔ از علم معرفت چشم کور و دل مردہ در جسد گور۔

قَوْلُہٗ تعالیٰ: اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ ط(۲)

نفس کرا گویند کہ از راہ خدا بازدارد و نفس طلب غیر را گویند۔ دنیا نفس شیطان نفس دشمن بما مردم و رہزن شیطان است و شیطان را رہزن کدام شیطان است۔ کبر از کبر از کجا پیدا شود۔ از جلالیت قہر الٰہی از شر و مرا پیشوا پیغمبر صاحب است و پیغمبر صاحب را پیشوا کدام است۔ ھدایت اللہ و ھدایت اللہ تعالیٰ از کجا پیدا شود از مہر جمالیت الٰہی از خیر وَلِقَدَرٍ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالیٰ ط(۳)

بیت

این خاک را انسان کنم آن نار را شیطان کنم
ہم این کنم ہم آن کنم کس را نباشد زین خبر

بازھد و تقویٰ، ریاضت، صوم صلوٰۃ، حج، مال زکوٰۃ خلاف نفس است۔ نفس بمیرد۔ گفتم نی۔ باذکر فکر، مجاھدہ، مشاہدہ، مراقبہ، محاسبہ، وصال حضور مذکور، خلاف نفس است۔ نفس بمیرد گفتم نی۔ باورد وظایف، تسبیح، تلاوۃ قرآن، مسائل فقہ کردن بیان خلاف نفس است۔ نفس بمیرد گفتم نی۔ لباس، نمدپوشی، دلق خدائی خلق و زبان خاموش نیک وصال خوب خصال خلاف نفس است۔ نفس بمیرد گفتم نی۔ باکنج گوشہ، چلہ کشیدن و سرگردان گردیدن، و خود را از ھمہ چیز بریدن خلاف نفس است۔ نفس بمیرد گفتم نی درس خوانی و خدا شناختن بدانی خلاف نفس است۔

۱۔ سورہ النزعت ۷۹:۴۰-۴۱، ۲۔ سورہ التغابن ۶۴:۱۵، ۳۔ حدیث

بیت

نفس بد سے بڑھ کر کوئی خواہش نہیں۔ کہ ہمیشہ اس کو فرعونیت اور خدا ہونے کا دعویٰ رہتا ہے۔ (چونکہ نفس بد کا دعویٰ فرعونیت اور خدا ہونے کا ہوتا ہے اور صاحب فقر کو مقام ربوبیت ہروقت مدنظر ہوتا ہے' اس لئے وہ اپنے نفس امارہ کی سرکوبی کرتا رہتا ہے)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

جس شخص نے مقام ربوبیت سے خوف کر کے نفس کو خواہشات سے باز رکھا۔ تو یقیناً جنت ہی اس کا بہترین ٹھکانا ہے۔

آدمی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ اہل نفس خواہشات کے بندے ہیں۔ اور اہل اللہ خدا کے اطاعت گذار بندے ہوتے ہیں۔ نفس' دنیا اور شیطان تینوں کافر ہیں۔ یا مثل جلاد حرام خور کے ہیں۔ جس شخص پر غضب الٰہی ہوتا ہے' وہ شخص نفس پرست' شہوت پرست' خواہش پرست' دنیا پرست' حسن پرست' زینت پرست' اور شیطان کا ہجولی بن جاتا ہے۔ (ہروقت) اس کی جان لذات نفسانی اور معصیت و گناہ میں غرق رہتی ہے۔ اس کا دل سیاہ اور عشق و محبت و انوار الٰہی سے جدا' اور اس کا دل مردہ کی طرح جسد گور میں معرفت سے اندھا اور بے نور رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"یقیناً تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے آزمائش ہیں۔"

نفس کس کو کہتے ہیں (نفس وہ ہے) جو کہ راہ خدا سے روکتا ہے۔ اور غیر اللہ کی طرف بلاتا ہے۔ (پس) دنیا' نفس اور شیطان ہم آدمیوں کا دشمن ہے اور رہزن شیطان ہے اور شیطان کا رہزن کونسا شیطان ہے۔ وہ کبر و نخوت ہے اور کبر کہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ شر کی وجہ سے جلال قہر الٰہی سے پیدا ہوتا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے پیشوا ہیں اور حضورؐ کا پیشوا کون ہے؟ ان کی پیشوا اللہ کی ہدایت ہے۔ اور اللہ کی ہدایت کہاں سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ مہر و جمال الٰہی سے خیر سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی واسطے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے:

خیر اور شر دونوں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ (یعنی ان کے پیدا کرنے والا اور نیکی و بدی کا

حساب لینے والا وہی ہے)

بیت

میں اس خاک کو انسان بناتا ہوں اور اس آگ کو شیطان کرتا ہوں۔
میں یہ بھی کرتا ہوں اور وہ بھی کرتا ہوں اور کسی کو بھی اس کی خبر نہ ہو گی۔

(پس) زہد و تقویٰ' ریاضت' صوم و صلواۃ' حج اور مال زکواۃ (یہ سب امر) خلاف نفس کے ہیں۔ کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہوں گا نہیں۔ اور ذکر و فکر' مجاھدہ' مشاہدہ' مراقبہ' محاسبہ اور وصال حضور مذکور بھی تو خلاف نفس ہیں۔ کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہوں گا نہیں' اور ورد و ظائف' تسبیح' تلاوت قرآن مجید اور مسائل فقہ کا بیان کرنا بھی تو خلاف نفس ہے۔ کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہوں گا نہیں' اور لباس' نمد پوشی' دلق پوشی' خلق خدا سے الگ رہنا' طریقہء خاموشی اختیار کرنا' نیک عادات پیدا کرنا اور نیک خصلتی بھی تو خلاف نفس ہے۔ کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہوں گا نہیں' (اسی طرح) گوشہ نشینی' چلہ کشی' سرگردانی اور تمام اشیاء کی لذات سے باز رہنا بھی تو خلاف نفس ہے۔ کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہوں گا نہیں اور تعلیم و تعلم' درس و تدریس اور خدا شناس

نفس بمیرد گفتم نی۔

بیت باھوؒ

نفس گر سلطان شود مسند نشین　　　سگ بگردش آسیا گردد یقین

گر نفس گرسنہ شود طاقت و قوۃ طاعت ندارد و از طاعت باز ماند و اگر نفس سیر شود پر شهوة هوا فتنه انگیزد۔ پس چہ علاج باید کرد؟

قولہ تعالیٰ: لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط(۱)

نفسیکہ با گرسنگی آرام گیرد و در ذکر طاعت حلاوت یابد آن راز هلو ریاضت باید۔ نفسیکہ در گرسنگی در ذکر طاعت لذت نگیرد، ولولہ، وسوسہ، کفر نفاق ورزد(۲) آن را بسیار خوردن باید، اما شرط آنکہ نفس سیر باشد۔ و آثار (بدی) درو نماند و طاقت آرام رام حکم فرمانبردار گردد و الا نہ نیم سیر و نیم گرسنہ لوازم نفس است۔ نفس را قوت لایموت باید ذکر اللہ و خانہء او قبر زیر زمین خاک بسازد و پوشش لباس بر آن کفن اندازد تماشای سیر چشم بروز حشر نماید(۳) کہ جمعیت خاطر صفا دل گردد کہ بر دل ہیچ آلودگی و کدورت نماند۔ کل حجاب فیما بینہ و بین اللہ برخیزد۔ نفس از ستیزہ باز ماند آرام گیرد۔

حدیث

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کہ بمیرد۔ نفس چیست؟ نفس بمثل فربہ خوک است۔ با اہل کفار خوار خود پرستی دارد۔ بشنو!

بیت

در وجود آدمی صد خوک است　　　خوک باید کشت یا زنار بست(۴)

۱۔ سورہ البقرہ، ۲: ۲۸۵، ۲۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۹۵: افتد، ۳۔ ایضاً" ص ۹۵: بسازد، ۴۔ ایضاً" ص ۹۵: زنار پوش

ہونا بھی تو خلاف نفس ہے۔ اور ان سے نفس مرجاتا ہے۔ میں کہوں گا نہیں۔

بیت باھوؒ

"اگر نفس سلطان بن کر تخت پر بیٹھتا ہے' تو حرص کا کتا یقیناً (آخر) اس کے گرد طواف کرتا ہے۔"

پس چاہیئے کہ اس کی سلطنت کو پامال کر کے اس کو نظر بند رکھے اور ہمیشہ اس کا محاسبہ کرتا رہے:

از مکافات عمل غافل مشو   گندم از گندم بروید جو ز جو

اگر نفس بھوکا رہے تو طاعت کی قوت و طاقت نہ رکھے گا۔ اور عبادت سے باز رہے گا اور اگر نفس سیر ہو جاتا ہے تو نفسانی شہوات سے پر ہو جائے گا اور فتنہ انگیز ہو جائے گا۔ پس اس کا کیا علاج کرنا چاہیئے؟ اس کا علاج اس قاعدہ کو مد نظر رکھ کر کرنا چاہیئے جو اللہ تبارک تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے:

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ط (خدا تعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا' مگر اس کی طاقت کے مطابق)

اور جو نفس کہ بھوک سے آرام پکڑتا ہے اور ذکر و طاعت میں وہ حلاوت پاتا ہے' اس کو پرہیزگاری اور عبادت کرنی چاہیئے۔ (اور) جو نفس کہ بھوک میں اور ذکر و طاعت میں لذت نہیں پاتا (بلکہ) ولولہ' وسواس و نفاق و کفر اختیار کرتا ہے' تو اس کو زیادہ کھانا چاہیئے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ نفس سیر ہو اور اس میں بدی کے آثار نمایاں نہ ہوں' اور آرام و فرمانبرداری کی طاقت اور اطاعت سے انسیت رکھتا ہو۔ ورنہ اسے نیم سیر رہنا چاہیئے۔ اور نیم گرسنہ رہنا چاہیئے جو کہ نفس کے لوازمات ہیں۔ (ایسے) نفس کو (صرف) قوت لایموت دینا اور اسے ذکر اللہ پر لگانا چاہیئے اور خانہ اس کا قبر اور بستره اس کا زیر زمیں خاک اور لباس اس کا مثل کفن ہونا چاہیئے (یعنی اس کو ایسی حالت کا مشاہدہ کرانا چاہیئے) اور روز حشر کی بھی اسے سیر کرانا چاہیئے۔ تاکہ اسے دلجمعی اور صفائی قلب حاصل ہو۔ اور اس کے دل پر کوئی آلودگی اور کدورت نہ رہے۔ اور تمام حجابات جو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہیں' اٹھ جائیں۔ اور نفس جھگڑے اور لڑائی سے باز آجائے اور آرام پکڑے۔

حدیث

"اور مرنے سے پہلے مرجاؤ" کا مصداق بن جائے اور مرجائے۔
نفس کیا ہے؟ نفس مثل موٹے تازے سؤر کے ہے' جو اہل کفار کے ساتھ خود پرستی کی ذلت (اپنے اندر) رکھتا ہے۔
(اے طالب! غور سے) سن!

بیت

آدمی کے وجود میں سینکڑوں سؤر ہیں۔ اس سؤر کو قتل کرنا چاہیے یا پھر اس کی زنار بندی کرنی چاہیے۔
(اس نفس کی کئی حالتیں بن جاتی ہیں) کبھی تو وہ انسان اور خدا کے درمیان وسیلہ بن جاتا ہے۔

ای (نفس) وسیلت (۱) خدا وای نفس فتنہ انگیز پرھوای وای نفس عادل بادشاہ وای نفس با انا گمراہ وای نفس عالم متعلم مفتی قاضی محتسب صاحب حساب وای نفس با رشوت حرام خوار خراب وای نفس مرشد ھادی صاحب ارشاد وای نفس باخود پرستی در حرص حسد فریاد وای نفس سلطان العارفین عاشق معشوق۔ وای نفس برھر در گدای، طامع مخلوقات۔ فقیر مرد آنست کہ نفس را بہ ہیچ حال فرصت از طاعت باز ندارد وندھد آنچہ خواھد۔ خلاف (نفس) (۲) کند۔ ہمیشہ با او مجادلہ باید کرد کہ ای نفس ہیچ طاعتی چنان نکردی کہ لایق حضرت خداوند باشد۔ چنانکہ در روز قیامت خلاصی یابی و نمی شناختی خدای تعالیٰ را، چنانچہ حق شناختن است۔ انبیاء و اولیاء اللہ از ترس حق تعالیٰ چون زر در بوتہ در گداز اند۔ بزرگان تمام عمر نہ خفتہ اند و پہلو بر زمین نہ نہادہ اند و لذت دنیاوی نفس را ندادہ اند از برای آنکہ روز قیامت از خدای تعالیٰ و رسول مقبولؐ شرمندہ نشویم۔ مر تراست کہ در کار نفس مشاھدہ میکنی از حالتہا و خواستہا تباہ او۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ دَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَۃٌ (۳) و فرمود پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دعای ستم رسیدہ مستجاب است۔ پس ستم رسیدہ از نفس فقیر اند۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِتَّقُوْا دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّ لَیْسَ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ اللّٰہِ تَعَالٰی حِجَابٌ (۴)

فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بترسید از دعای ستم رسیدہ کہ میان دعای ستم رسیدہ و میان خدای تعالیٰ حجاب نیست۔ پس ستم رسیدہ اہل اللہ فقراء اند کہ از ظلم نفس عاجز اند با خدای تعالیٰ مشغول۔ بترسید از فقراء کہ فقیریکہ در حالت شہوۃ شہو بہم اوست و در حالت غضب نفس درندہ است۔

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۹۵: ای نفس وسیلہء خدا

۲۔ ایضاً، ص ۹۶، ۳۔ جامع الصغیر، ۴۔ حدیث

اے نفس تجھے خدا کا واسطہ ہے۔ افسوس ہے کبھی یہ نفس فتنہ انگیز اور خواہشات سے بھرا ہوا بن جاتا ہے۔ اور کبھی یہ عادل بادشاہ بن جاتا ہے' کبھی خود پسند گمراہ' کبھی عالم کبھی متعلم' کبھی مفتی' کبھی قاضی' کبھی محتسب' کبھی صاحب حساب' کبھی رشوت خور اور کبھی خراب حرام خور اور کبھی مرشد و ہادی صاحب ارشاد' کبھی خود پرست اور کبھی خود پرستی اور حرص و حسد میں صاحب فریاد۔ اور کبھی یہ نفس اپنے آپ کو سلطان العارفین و عاشق و معشوق کا خطاب دلانا شروع کر دیتا ہے۔ اور کبھی دریوزہ گری کا سبق سکھاتا ہے۔ کبھی طامع مخلوق ہو جاتا ہے۔ (غرضیکہ یہ نفس طرح طرح کے رنگ بدلتا رہتا ہے) (اس لئے) فقیر مردوہ ہے کہ نفس کو کسی حالت میں فرصت نہ دے کہ طاعت سے باز رہے۔ اور جو کچھ یہ طلب کرے' اس کو نہ دے اور ہر وقت اس کے خلاف کرے۔ ہمیشہ اس کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنا چاہئے کہ اے نفس! تو نے کوئی عبادت بھی ایسی نہ کی جو خدائے تعالیٰ کی درگاہ کے لائق ہوتی۔ اور جس سے قیامت کے روز تجھے خلاصی ملتی۔ اور تو نے خداوند تعالیٰ کو کچھ نہ پہچانا اور اس کی معرفت کا حق ادا نہ کیا۔

تمام انبیاء اور اولیائے کرام اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس طرح گل گئے جس طرح (آگ پر) کٹھالی میں سونا چاندی پگھلایا جاتا ہے۔ ان بزرگوں نے نہ تمام عمر نیند کی اور نہ (آرام کے لئے) زمین پر اپنا پہلو رکھا ہے۔ اور نہ انہوں نے لذات دنیا اپنے نفس کو دی ہے۔ اس لئے کہ روز قیامت خدای تعالیٰ اور رسول مقبولؐ سے شرمندہ نہ ہوں۔

اب خصوصاً" یہ تجھ پر منحصر ہے کہ اپنے نفس کا مشاہدہ کرتا رہے (تاکہ اس کی حیلہ سازی سے نجات حاصل ہوتی رہے) اور اپنی تباہ حالت پر اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں (مظلوم ہو کر) دعا مانگتا رہے۔ چنانچہ حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے: "کہ مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے۔" پس فقیر بھی اپنے نفس سے مظلوم ہوتے ہیں۔ دوسری حدیث میں آپؐ کا ارشاد گرامی ہے:

"خبردار رہو مظلوم کی دعا اور خدای تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔"

سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ مظلوم کی آہ سے ڈر' کیونکہ اللہ تعالیٰ اور مظلوم کی آہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ پس اہل اللہ فقراء مظلوم ہیں' کیونکہ وہ نفس کے ظلم سے عاجز ہیں۔ (مگر) وہ خدای تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہتے

ہیں۔ (اور ان کی دعا قبول ہوتی ہے) اس لئے ایسے فقراء سے ڈرنا چاہئے' کیونکہ وہ حالت شہوت میں شہوت کو ضبط کرنے والے اور حالت غضب میں نفس کو مارنے والے ہیں۔ اور یاد رکھ کہ نفس شہوت کی وجہ سے غالب اور غصہ کی حالت میں درندہ ہوتا ہے۔

و در حالت گناه کردن نفس طفل است و در حالت نعمت خوردن نفس فرعون است و در حالت سخاوت نفس قارون است و در حالت گرسنگی نفس سگ دیوانه است و در حالت سیری نفس خراست باکبر۔

بیت

گر (نفس)(۱) گرسنه می شود سگ می شود   ور شکم پر می شود خر می شود

اگر (نفس را) سیرش کنی بی فرمان است و اگر نفس را گرسنه داری با جزع فزع فریاد کند۔ اگر نفس را در وقت گناه کردن شفیع آری خدا و رسولؐ خدا و جمیع انبیاء و اصفیاء و اولیاء و صلحاء را عرض کنی و آیات و روایات یاد دہی ہول از مرگ و گور و جواب منکر و نکیر و اعمال نامه مسئلهء فقه و روز قیامت نفسی نفسی و صراط و دوزخ بہشت دیدار ہرگز باز نماند و از معصیت نفس باز نگردد مگر بتوفیق الٰہی و بوسیلت دست بیعت (۲) مرشد کامل مکمل۔
ہر وقتیکه طالب رجوع بگناه کند مرشد را پیشک آگاہی شود۔ در میان گناه و اہل گناه خود حائل شود۔
بالہام گوید و یا پیغام و یا دست زند۔ وسیلت از برای این از فضیلت بہتر است۔ فضیلت نفس را محتاج است وسیلت لا یحتاج۔ بر فضیلت نفس غالب است۔ وسیلت بر نفس غالب۔ نفس مغلوب۔ عالم بمثل ذہب زر سیم است۔ وسیلت ہمچون فولاد است چنانکه تیغ۔

ابیات

نفس حریص شکر و شیر می طلبد   بادشاہی شه جہانگیر می طلبد

باہوؒ به ز شاہم گدائی اورنگ شاه   طلب اللہ بس (است) از فقیری طلبد

باہوؒ نفس بد کافر است و یا جلاد۔ پس کافر را زنار گسیختن مشکل۔ چنانچه جلاد را حلال خوردن مشکل است۔ چون نفس مسلمان شود مسلمان را خوک خوردن (۳) مشکل و بر کتف زنار پوشیدن مشکل۔ سیم زر زیب اہل دنیا است و فولاد تیغ زدن بر نفس کار اہل دین است۔ غزای کشتن نفس کافر در سیم و زر طمع دریا ست۔ کشتن نفس طلب خدای تعالیٰ است۔

۱۔ عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۹۷، ۲۔ ایضاً، ص ۹۷، ۳۔ نسخهء خطی مکتوبه فقیر سید عبداللہ، لاہور سال ۱۳۰۹ھ

اور گناہ کرنے کی حالت میں نفس طفل (صورت) بن جاتا ہے۔ اور نعمتوں کے کھانے کی حالت میں نفس فرعون بن جاتا ہے۔ اور سخاوت کی حالت میں نفس قارون نظر آتا ہے اور بھوک کی حالت میں نفس دیوانہ کتا اور شکم سیری میں وہ متکبر گدھا ہوتا ہے۔

بیت

"جب نفس بھوکا ہوجاتا ہے' تو کتے کی طرح ہو جاتا ہے۔
اور جب شکم سیر ہوجاتا ہے' تو گدھے کی طرح ہو جاتا ہے"۔

(پس نفس کا یہ حال ہے) کہ اگر اس کو سیر رکھو' تو نافرمان ہو جاتا ہے اور اگر اس کو بھوکا رکھو تو زار و قطار رونا اور فریاد کرنے لگتا ہے۔ اور اگر نفس کو گناہ کے وقت خدا اور رسولؐ خدا کا واسطہ دو اور تمام انبیاء و اصفیاء و اولیاء اور صلحاء کو شفیع بناؤ اور آیات و احادیث اسے پڑھ کر سناؤ اور موت کا خوف اور عذاب قبر اور منکر نکیر کے سوال و جواب اسے یاد دلاؤ اور اعمال نامہ اور فقہ کے مسائل اور روز قیامت میں ہر ایک کی نفسا نفسی' میزان و پل صراط اور دوزخ و جنت وغیرہ کی اسے سیر کراؤ تو بھی یہ موذی ہرگز باز نہیں آئے گا۔ اور معصیت سے دست بردار نہیں ہو گا' مگر صرف اس وقت کہ توفیق الٰہی شامل حال ہو۔ اور مرشد کامل مکمل کے دست بیعت کا وسیلہ نصیب ہو (تو انسان بچ سکتا ہے) جس وقت کہ طالب گناہ کی طرف رجوع کرتا ہے' تو مرشد کو یقیناً" آگاہی ہو جاتی ہے۔ اور وہ گناہ اور اہل گناہ کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ اور بذریعہ الہام اس کو کہہ دیتا ہے یا اس کو ہاتھ مار کر روک دیتا ہے۔ اسی لئے وسیلہ فضیلت سے بہتر ہوتا ہے۔ اور فضیلت اہل نفس کے لئے محتاجی ہے۔ اور صاحب وسیلہ فضیلت سے لایحتاج ہوتا ہے۔ اور اسی لئے فضیلت پر نفس اور نفس پر وسیلہ غالب ہے۔ اور نفس مغلوب ہے۔ اور علم و فضل کی مثال زر و سیم کی ہے اور وسیلہ کی مثال فولاد کی اور اسی کی تلوار اسے تہ تیغ کر سکتی ہے۔

ابیات

حریص نفس شکر اور دودھ کا طالب رہتا ہے۔
جہانگیر بادشاہ کی بادشاہی طلب کرتا ہے۔
اے باھُوؒ! مجھے بادشاہ کے تخت سے گدائی بہتر لگتی ہے۔
اللہ تعالیٰ کی طلب کافی ہے اور وہ فقیر (مرشد) سے یہی طلب کرتا ہے۔
اے باھُوؒ! نفس بد کافر ہے یا پھر وہ جلاد ہے۔ پس جس طرح کافر کا زنار توڑنا اور جلاد کا

حرام خوری چھوڑ دینا مشکل ہے۔ اسی طرح نفس کا مسلمان ہونا اور اس مسلمانی کے ساتھ سور کا گوشت کھانا مشکل اور کندھے پر زنار پہننا مشکل ہے۔ زر و سیم اہل دنیا کی زیب و زینت ہے۔ لہٰذا نفس پر تیغ فولاد سے وار کر دینا اہل دین کا کام ہے۔ اور نفس کافر کو قتل کرنے کے لئے جہاد کرنا طلب رضائے الٰہی ہے۔ اور زر(۱) و سیم کی طمع مثل حرص دریا کے ہوتی ہے۔

۱۔ زر و سیم سے مراد علم و فضل ہے اور علم و فضل کی دریا کی طرح کوئی حد نہیں ہے۔

و زندہ نفس شیطان اند یا دیو اند یا غول بیابان اند۔
نفس چیست و شیطان چیست؟ و دنیا چیست؟ نفس بادشاہ است و شیطان وزیر اوست و دنیا ھر دو را مادر کہ بایشان پرورش میکند۔
اِنَّمَا الشَّیْطَانُ یَصِیْرُ مُسْتَوْلِیًا عَلَی الْاِنْسَانِ ط(۱)
یعنی جز این نیست کہ شیطان غالب می گردد بر آدمی۔ دلیکہ حب دنیا داشت آندل نشستگاہ شیطان است۔
قولہ تعالیٰ: فَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَ اٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی ط(۲)
جائیکہ نشستگاہ شیطان شد بر آن دل چہار موکل است۔ اول خناس، دوم خرطوم، سیوم وسوسہ، چہارم خطرات۔ قائم مقام نفس است۔ صدق خلاف نفس است۔ اہل صدق مستغرق را حضوری و غفلت یکی خواب و بیداری یکی۔
قولہ تعالیٰ: وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ ط(۳)
اما دل باشد نہ خانہء دیو۔ نفسیکہ با روح آمیختہ باشد آن نفس روح خدا را از برای خدای تعالیٰ می پرستد۔ چنانچہ رابعہ بصریؒ را خدای تعالیٰ پرسید مرا از برای کہ می پرستی، بھر بیم دوزخ یا بر امید بہشت۔ رابعہ بصریؒ گفت۔ خداوندا! ترا اگر از برای ترس دوزخ می پرستم مرا در دوزخ سوز و اگر ترا از برای بہشت می پرستم مرا بہشت نصیب مکن و اگر ترا از برای تو می پرستم از من دیدار و جمال خود دریغ مدار۔
نقل است کہ روزی شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ از خانقاہ بیرون برآمد و رفتہ در خانہ با اہل مخنث نشستہ، درمیان قوم مخنث سکونت گرفت۔ مریدان گفتند این چہ جای(۴) است یا حضرت! شیخ شبلیؒ فرمود در تمام عالم سہ گروہ است۔ مرد و زن و مخنث۔ مرد ابایزید بسطامیؒ بود و زن حضرت رابعہ بصریؒ۔ من ازین ھر دو نیستم۔ پس ناچار درین گروہ در آمدم۔ پس اہل ذکر فکر اہل زن است و اہل استغراق اہل مرد است۔ ھر کہ در دنیا است ازین

۱۔ حدیث، ۲۔ سورہ النزعت، ۷۹: ۳۹-۳۷، ۳۔ سورہ بنی اسرائیل، ۱۷: ۴۴، ۴۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۰ جائز:

(کیونکہ طالب خدا کا نفس مردہ) اور طالب دنیا کا نفس زندہ شیطان یا دیو ہوتا ہے یا جنگلی ٹولہ ہوتا ہے۔ نفس کیا ہے؟ اور شیطان کیا ہے؟ اور دنیا کیا ہے؟ نفس (گویا) بادشاہ ہے۔ اور شیطان اس کا وزیر ہے۔ اور دنیا ہر دو کی ماں ہے جو ان کی پرورش کرتی ہے۔

حدیث

بے شک شیطان انسان پر غالب(۱) ہو کر رہتا ہے۔ یعنی اس کے بغیر چارہ ہی نہیں ہے کہ شیطان انسان پر غالب ہو کر رہتا ہے۔ (خصوصاً) وہ دل جو کہ حب دنیا رکھتا ہو' وہ دل شیطان کی نشستگاہ ہوتا ہے (اور آخر کو اس کا انجام اس آیت کے مطابق ہوتا ہے)۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو وہ جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو (آخرت پر) ترجیح دی' پس اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے"۔ پھر جو دل کہ شیطان کی نشستگاہ ہو جاتا ہے' اس دل پر چار مؤکل (مسلط) ہو جاتے ہیں۔ اول خناس' دوم خرطوم' سوم وسوسہ' چہارم خطرات اور یہ چاروں بجائے خود نفس کے قائم مقام ہیں۔

اور صدق (ہمیشہ) نفس کے خلاف ہے اور اہل صدق و استغراق پر حضوری و غفلت و خواب و بیداری برابر ہوا کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "کوئی چیز بھی ایسی نہیں کہ جو خدائے قدوس کی تسبیح نہ پڑھتی ہو"۔ اس کے لئے البتہ دل چاہئے نہ کہ خانہء دیو۔ کیونکہ جو نفس روح کے ساتھ گھل مل جاتا ہے' وہ نفس روح (خاص) خدای تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔ چنانچہ رابعہ بصریؒ سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ تو میری عبادت کس لئے کرتی ہے؟ آیا دوزخ کے خوف سے یا جنت کی امید پر۔ رابعہ بصریؒ نے جواب دیا۔ اے پروردگار! اگر میں تیری عبادت دوزخ کے خوف سے کرتی ہوں' تو مجھے دوزخ میں جلا دے اور اگر تیری عبادت میں بہشت کی امید پر کرتی ہوں' تو مجھے بہشت مت نصیب کر۔ اور اگر میں تیری عبادت خاص تیری ذات کے لئے کرتی ہوں تو تو اپنے دیدار و جمال سے کچھ دریغ مت کر۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ اپنی خانقاہ سے باہر آئے اور ایک

۱۔ شیطان انسان پر کیوں غالب ہو کر رہتا ہے۔ اس لئے کہ وہ خدا کے اسم مضل کا مظہر ہے۔ اس لئے وہ اپنا فرض ادا کرتا ہے۔

مخنث کے گھر جا کر بیٹھ گئے۔ اور انہیں مخنث لوگوں میں سکونت اختیار کر لی۔ مریدوں نے عرض کی۔ حضرت! یہ کیا جگہ ہے (یعنی کیا معاملہ ہے) شیخ شبلیؒ نے فرمایا: تمام عالم میں تین گروہوں کے لوگ ہوتے ہیں۔ مرد و زن و مخنث۔ ان میں سے مرد تو بایزید بسطامیؒ تھے اور زن حضرت رابعہ بصریؒ۔ میں ان دونوں سے خارج ہوں۔ پس میں ناچار ہو کر اس گروہ میں آگیا۔ پس معلوم ہوا کہ اہل ذکر و فکر زن ہیں اور اہل استغراق مرد ہیں اور جو کوئی دنیا میں ہے اور ان دو گروہوں میں سے نہیں ہے وہ مخنث ہے۔

هر دو نیست مخنث است۔
بشنو! ابلیس گفت طاعت کردم۔ ندا آمد لعنت کردم۔ آدمؑ گفت بد کردم۔ ندا آمد عفو کردم۔ طاعت با عجب بد است۔ و معصیت با عذر بہ۔ اگر خواہی کہ راہ بمنزل رسانی زنہار خود درمیان مباش کہ نفس شرمندہ شود۔
نقل است کہ روزی بزرگواری نشستہ بود کہ نفس وی را بصورت ہیئت او رو برو بر مصلیٰ نشست۔ آن بزرگ گفت: چون صورت خود از خود جدا دیدم۔ پرسیدم تو کیستی؟ گفت من (ا) توام۔ استوار استعداد بستن گرفتم۔ میخواستم کہ بزنم۔ نفس آغاز کرد کہ زدن من این چنین نباشد۔ زدن من خلاف من است۔

بیت باھوؒ

نفس دانی چیست کافر در وجود　　دوست دارد نفس را کافر یہود
از نفس خبردار باش حاش اللہ حاش اللہ۔

قطعہ

ترا با نفس کافر کیش کاریست　　بدام آور کہ این طرفہ شکاریست
اگر مار سیہ در آستین است　　بہ از نفسیکہ با تو ہمنشین است
دانی نفس چیست۔ طمع تا طمع را سہ طلاق ندھی ہرگز بحق واصل نشوی۔

بیت باھوؒ

کہ مرغش جان کشد آن طمع دانہ　　نہ بیند دام بر دانہ دیوانہ
طمع ہمچون دام است و دنیا ہمچون دانہ است و اہل حرص طالب دنیا بر و دیوانہ۔ (بی طمع ۲) ہرگز در قید او نہ افتد، مگر احمق اہل نفس بی عقل ترسا کہ از اہل ترس نباشد۔ ہر کرا اللہ تعالیٰ و فقر پسند۔ بی طمع گردنش بلند بی نیاز۔ چرا کہ طمع نام غم است و فقیر یگانہء خدای تعالیٰ ازین غم غم ندارد۔ ہر کہ نادار است با اللہ تعالیٰ یار است۔

بیت باھوؒ

کسی را غم بود از بہر دنیا　　کہ آن دون است از پروردہ دنیا
شیطان دنیا را گویند و اہل نفس معصیت شیطان را جویند۔

ا۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۰: نفس، ۲۔ ایضاً، ص ۱۰۱

(اے طالب! غور سے) سن! ابلیس نے کہا: میں نے عبادت کی۔ ندا آئی میں نے لعنت کی اور حضرت آدمؑ نے عرض کیا۔ میں نے خطا کی' ندا آئی: میں نے بخش دی۔ کبر و غرور کے ساتھ عبادت بری ہے۔ اور معصیت عذر کے ساتھ بہتر ہے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تو منزل مقصود کو پہنچے' تو ہرگز خود درمیان میں مت ہو' تاکہ نفس شرمندہ ہو جائے۔ (یعنی جو شخص تکبر و غرور کو اپنا شیوہ بنالیتا ہے' وہ کبھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا)۔
نقل ہے کہ ایک روز کوئی بزرگ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کا نفس ظاہری صورت بن کر ان کے سامنے مصلیٰ پر آبیٹھا۔ اس بزرگ نے کہا جب میں نے اپنی صورت اپنے سے جدا دیکھی تو پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا میں تم ہوں (یعنی میں تم سے ہوں) میں نے اپنی استعداد کو مضبوطی کے ساتھ مجتمع کیا اور چاہا کہ اسے ماروں۔ نفس چلایا اور کہنے لگا کہ تم مجھے اس طرح نہیں مار سکتے۔ مجھے مارنا میرے خلاف ہے۔ (یعنی میری مار میرے خلاف ہے۔ ایسی مار سے میں مر نہیں سکتا)

بیت

معلوم ہے کہ نفس کیا چیز ہے۔ تیرے وجود میں یہ ایک کافر گھسا ہوا ہے۔ نفس کو کافر اور یہود دوست رکھتے ہیں۔ (پس) نفس سے خبردار رہ (مبادا اس کی مصیبت میں گرفتار ہو جائے) اللہ تعالیٰ اس (نفس) سے ہمیں بچائے۔

قطعہ

تجھے نفس کفر شعار سے کام پڑا ہے۔ اس کو جال میں لے آ' کیونکہ یہ ایک عجیب و غریب شکار ہے۔ اگر تیری آستین میں سیاہ سانپ بھی بیٹھا ہے' تو نفس بدتر سے بہتر ہے کہ تیرا ہمنشین ہو۔
کیا تو جانتا ہے کہ نفس کیا ہے؟ نفس (کا دوسرا نام) طمع ہے اور جب تک تو طمع کو تین طلاقیں نہیں دے گا' تو ہرگز اللہ تعالیٰ سے واصل نہیں ہو سکتا۔ (اس لئے نفس اور حرص و ہوس کو مطلق چھوڑ دینا چاہئے)

بیت باھُوؒ

جو چیز پرندوں کی جان لیتی ہے' وہ دانوں کی حرص ہے۔ وہ پرندہ حرص دانہ پر دیوانہ ہو کر اپنے جال کو نہیں دیکھ سکتا۔

(اور) طمع گویا ایک جال ہے اور دنیا مثل دانہ کے ہے۔ اور اہل حرص طالب دنیا اس کا دیوانہ ہے۔ بی طمع شخص ہرگز اس کی قید میں نہیں پڑے گا۔ وہی شخص اس کے جال کے پھندے میں آئے گا جو احمق' اہل نفس' بے عقل اور بے ترس ہو گا۔ جس کسی کو اللہ تعالیٰ پسند ہے اور فقر پسند ہے۔ بے طمع اور بے نیاز ہوتا ہے اور اس کی گردن (فخر سے ہمیشہ) بلند رہتی ہے۔ اس لئے کہ طمع غم کا نام ہے اور خداوند تعالیٰ کا یگانہ فقیر اس غم سے بے پروا رہتا ہے۔ جو کوئی کہ نادار ہے' وہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔

بیت باھوؒ

جس شخص کو دنیا کے لئے غم ہوتا ہے' وہ دنیا کے پرورش پانے والوں میں سے ایک کمینہ ہے۔ (یعنی جو شخص حب دنیا اور دنیا کمانے کی فکر میں لگا ہوا ہے۔ وہ اسی دنیا کا مال ہے اور اسی دنیا کا پروردہ ذلیل ہے) دنیا شیطان ہے اور اہل نفس معصیت شیطان کو ڈھونڈتے ہیں۔

حکایت

روزی حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ بانفس خود محاسبہ عمرخویش میکرد و گفت: ای نفس! عمرتو شصت سال برآمده است۔ چون روزهای عمرتو بیست و یک هزار و شصت روز مجموع شده بعده' آه زد و بی هوش گشت۔ چون بهوش باز آمد۔ معتقدان پرسیدند که این چه بود بیهوشی تو۔ گفت بانفس خود محاسبه حساب روزهای عمرخویش کردم که بدنیا شصت سال شد۔ ترا از هنگام بلوغت مهلت داده اند۔ روزهای شصت سال و بست و یک هزار و شصت روز شد۔ گفتم ای نفس! که هر روز بیست گناه کرده باشی۔ گفت: نی۔ گفتم: ده۔ گفتم نی۔ گفتم: یک گناه کرده باشی۔ براین اقرار نمود۔ گفتم بهرگناهیکه یکان یکان سنگ در مقامی نهادی' کوهی برآمدی و اگر بعدد هرگناهی مشت خاک انداختی انبار گشتی۔ ای نفس! چندین گناه از هول عقاب آخرت چرا کروی خود را از بهیتی که پدر تو مهتر آدم علیه السلام را از جهت زلت یک گناه بزندان دنیا فرستاده اند و خطاب سرزنش گفته اند۔

قوله' تعالیٰ: وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ط(۱)

چرا نگاه داشتی بیچاره آدم زاده چه جای امید خلاص باشد بچندین گناه کردن۔ عزازیل را بیک گناه داغ لعنت نهاده۔ ابلیس نام (نهاده ۲) گفتند که در تمام عالم آواز رسید۔

قوله' تعالیٰ: وَاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِىْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ط

پس هرکرا نفس ضعیف است' دین وی قوی است۔ هرکرا نفس را بند کند چنانستی که راه شیطان بسته باشد بمعه نفس هوا۔

بیت

نفس پلید بر تن جامهء پاک چه سود
در دل همه شرک است و نفاق سجده برخاک چه سود

کسانیکه نفس خود را معمور دارند پیروی شیطان کردند۔ پس ایشان دشمن خدای تعالیٰ اند و دشمن

۱۔ سوره طٰہٰ ۲۰: ۱۲۱' ۲ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۱۰۳' ۳۔ سوره ص ۳۸: ۷۸

حکایت

(کہتے ہیں) کہ ایک روز حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ اپنے نفس پر اپنی عمر کا محاسبہ کر رہے تھے۔ اور اس سے کہہ رہے تھے کہ اے نفس! تیری عمر ساٹھ برس کی ہو گئی ہے' جس کے مجموعہ روز بیس واایک ہزار و چھ سو بنتے ہیں (اور جبکہ یہ حساب کیا تو) بعد ازاں ایک آہ نکالی اور بیہوش ہو گئے۔ جب آپ ہوش میں آئے' تو آپ کے معتقدوں نے دریافت کیا کہ آپ کس سبب سے بے ہوش ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے (آج) اپنے نفس سے اپنی عمر کے دنوں کا محاسبہ کیا تھا کہ دنیا میں تیری عمر ساٹھ برس کی ہو گئی ہے اور تجھے بلوغت کے وقت سے مہلت دی گئی ہے۔ پھر میں نے تمام دنوں کا حساب لگایا تو وہ ساٹھ سالوں کے اکیس ہزار اور ساٹھ روز بنتے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اے نفس! تو نے ہر روز بیس گناہ کئے ہوں گے۔ اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا دس گناہ کئے ہوں گے۔ اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا ایک گناہ کیا ہو گا۔ اس پر اس نے اقرار کیا۔ تو میں نے اس سے کہا کہ اے نفس! کہ اگر تو ہر گناہ کے بدلے ایک مقام پر ایک ایک کنکر رکھتا تو پہاڑ ہو جاتا اور اگر ہر گناہ کے بدلے ایک ایک مشت خاک رکھتا' تو ایک انبار ہو جاتا۔ اے نفس! باوجود خوف سزائے آخرت کے رکھتے ہوئے اتنے گناہ کیوں کئے؟ تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام ایک لغزش گناہ کے سبب سے دنیا کے قید خانہ میں بھیجے گئے۔ اور انہیں سرزنش کے طور پر یہ خطاب ملا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اور حکم ٹالا آدمؑ نے اپنے رب کا سو بے راہ ہو گیا"۔ تو نے پھر کیوں ہیبت ربی پر نگاہ نہ رکھی۔ بیچارہ آدم زادہ کو اتنے گناہوں سے کس طرح خلاصی کی امید ہو گی؟ (جبکہ) ایک گناہ کے سبب عزازیل کی پیشانی پر ایک ایسا داغ لعنت لگایا گیا ہے کہ اس کو ابلیس کے نام سے پکارا جانے لگا ہے اور تمام عالم میں راندۂ درگاہ مشہور ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور تجھ پر میری لعنت ہے اس جزا کے دن تک"۔

پس (معلوم ہوا) کہ جس شخص کا نفس ضعیف ہے' اس کا دین قوی ہے۔ اور جس نے اپنے نفس کو قید میں رکھا ہے وہ ایسا ہے کہ جیسے اس نے بمعہ نفسانی خواہشات شیطان کا راستہ بند کر رکھا ہو۔

بیت

اگر نفس پلید ہے تو اس پر پاک صاف لباس ڈالنے سے کیا فائدہ؟ اسی طرح اگر دل میں تمام شرک ہے تو ایسے سجدۂ نفاق کو زمین پر کرنے سے کیا فائدہ؟ (پس انسان کو اپنا ظاہر اور باطن

ایک جیسا رکھنا چاہیے)

جو لوگ اپنے نفس کو (خوش اور) آباد رکھتے ہیں۔ ■ (گویا) شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔ پس وہ خداوند تعالیٰ اور بنی نوع انسان کے دشمن ہیں۔

آدمیان اند۔ دانی شیطان و نفس ھر دو در میان(۱) خود موافق اند۔ ھر دو کافر اند و ھر کرا نفس در بند است، شیطان از و دور است۔ **تمثیل**۔ اگر دو وزد در یکخانہ برای وزدی کردن در آیند۔ یکی در دست آید۔ دیگر گریختہ (رود۲) آن گریختہ باز نزدیک آن بند شدہ نیاید کہ نزدیک او ضرر خود بہ بیند۔ ھر کرا وزد نفس بند نیست، شیطان باو قریب است و دور از رحمت رحمٰن است۔ **تمثیل**۔ نفس مانند بادشاہ است و شیطان مانند وزیر است۔ ھر گاہ کہ بادشاہ بہ بند شود وزیر از و جدا گردد۔ ھر کرا نفس در بند نیست، آنکس احمق است۔ **تمثیل**۔ اگر باشہ و کنجشک در یک خانہ باشند، چون آن باشہ در بند است، آن کنجشک را غم و ضرر نیست۔ ہمچنان اگر نفس در بند است۔

قولہ تعالیٰ: وَدَخَلَ جَنَّتَہٗ وَھُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ ط(۳)

در شریعت نفس امارہ است و خدای تعالیٰ میفرماید کہ نفس دشمن را بکشید۔ خداوندا! چشم بخش کہ آن دشمن را بہ بینم و بکشم۔ دوم نفس در طریقت لوامہ است ذایقہ لائحہ نفس را بگزار۔ ہوای نفس لوامہ را پائمال کن و بالای ہوا روان شو۔ سوم نفس در حقیقت ملہمہ است۔ آن را موم باید کرد بر آتش عشق ذکر اللہ تعالیٰ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا رسد۔ چہارم نفس در معرفت مطمئنہ است۔ در حقیقت مطیع باخلاص موحد خاص الخاص محرم اسرار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم از غیر ماسوی اللہ استغفار۔

قولہ تعالیٰ: غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ(۴) ط

در مطمئنہ چہ چیز حاصل شود۔ لاینام مشاہدۂ فقر فنا فی اللہ تمام۔ شرح نفسہای بدکردار۔

بیت باھُوؒ

نفس یار غار ای جان عزیز با عزیزی باش بی غفلت تمیز(۵)

۱۔ عین الفقر، ص ۱۰۳: بجان، ۲۔ ایضاً "، ۳۔ سورہ الکہف، ۱۸: ۳۵، ۴۔ سورہ البقرہ، ۲: ۲۸۵،

۵۔ عین الفقر، ص ۱۰۵: نفس یار غار این جانش عزیز۔ بایار عزیزش باش لا بغفلت تمیز

کیا تو جانتا ہے؟ کہ شیطان و نفس ہر دو آپس میں موافق ہیں۔ اور دونوں کافر ہیں۔ اور جس کسی کا نفس قید میں ہے' شیطان اس سے دور ہے۔ مثلاً" اگر دو چور ایک گھر میں چوری کے لئے داخل ہوں اور ان میں سے ایک گرفتار ہو جائے اور دوسرا بھاگ جائے تو وہ بھاگا ہوا پھر گرفتار کے پاس کبھی نہیں آئے گا اور اس کے پاس آنے میں وہ اپنا ضرر خیال کرے گا۔ (اسی طرح) جس کا چور نفس قید نہیں ہے' وہ شخص شیطان کے قریب اور رحمٰن کی رحمت سے دور ہے۔ ان کی مثال بھی ہے۔ نفس مثل بادشاہ کے ہے اور شیطان (گویا کہ) ایک وزیر کی طرح ہے۔ جس وقت کہ بادشاہ نظربند ہو جاتا ہے' تو وزیر اس سے جدا ہو جاتا ہے۔ (پس) جس شخص کا نفس قید میں نہیں ہے وہ شخص (حد درجہ) احمق ہے۔ (کیونکہ جو شخص اپنے نفس کو قید رکھتا ہے وہ شیطان کے ضرر سے بے خوف ہو جاتا ہے)۔ اس ن میں ایک مثال سنئے۔ جس طرح ایک مکان میں شکرہ اور چڑیا ایک گھر (مکان) میں موجود ہوں۔ اور جب شکرہ بندھا ہوا ہو' تو اس چڑیا کو شکرہ سے کچھ غم اور ضرر نہ پہنچے گا۔ یہی مثال نفس و شیطان کی ہے اگر نفس قید میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور (وہ) اپنے باغ میں گیا اور وہ اپنی جان پر برا کر رہا تھا"۔
شریعت کے لحاظ سے نفس امارہ (کا وجود) ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نفس جو کہ دشمن ہے کو قتل کر۔ اے خداوندا! مجھے وہ آنکھیں عطا کر کہ جس سے میں اپنے دشمن کو دیکھوں اور اسے قتل کروں۔ طریقت میں دوسرا نفس لوامہ ہے۔ (اے طالب!) نفس کے شاندار ذائقہ کو ترک کر دے اور نفس لوامہ کی حرص و ہوس چھوڑ کر اسے پامال کر دے۔ حقیقت میں تیسرا نفس ملہمہ ہے۔ اس کو عشق ذکر اللہ کی آگ پر موم کی طرح پگھلایا جائے۔ یہاں تک کہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مرجاؤ) کا اپنے آپ کو مصداق بنائے۔ (یعنی نفس کو مارو تاکہ ہیشگی کی زندگی حاصل ہو کر مقصد پورا ہو جائے) معرفت میں چوتھا نفس مطمئنہ ہے۔

حقیقت میں طالب مولیٰ مطیع با خلاص اور موحد خاص الخاص اور محرم اسرار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہے اور ماسوئی اللہ سے پناہ مانگتے ہوئے: غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ ط ("اے ہمارے رب! تیری بخشش چاہئے اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے") کا مصداق ہوتا ہے۔ نفس مطمئنہ سے کیا چیز ہوتی ہے؟ نفس مطمئنہ سے بیداری اور مکمل مشاہدہ فنا فی اللہ حاصل ہوتا ہے۔ اور بد کردار نفسوں کا حال معلوم ہوتا ہے۔

بیت باھوؒ

اے جان عزیز! نفس (مطمئنہ) تمہارا گہرا دوست ہے۔ تو اس عزیز کا عزیز بن جا اور اس کے ذکر سے غافل نہ ہو۔

فقیر را ترقی از درگاہ روز (بروز)(۱) باید ز روز جانسوز باید نہ درم اندوز۔ حقیقت نفس بیاموز۔ تمثیل۔ نفس مانند آدمی است و شیطان مانند دم آدمی است۔ اگر (۲) آدمی زندہ است دم اندرون و بیرون می آید۔ بعد از مردن آدمی دم از بیرون آمدن می ماند۔ چون کسی را نفس مردہ است، راہ شیطان او بستہ گردد و از راہ شیطان سود ھرگز نیست و دل نرم آبادانی است و از آبادانی سود مقصود حاصل آید۔ ھر عبادتیکہ ھست در آبادانی است و ھر بدیکہ ھست در ویرانی است۔ راہ آبادانی بہ تو چرا قدم در ویرانی نھی و دشمن نفس را مراد رسانی۔ نفس مردار را مردن بہ از زندگانی و شناختن خدا عزوجل از روشنائی دل است۔ نہ شناختن خدای تعالیٰ را بتاریکی۔ کہ یک شب مشغول (بودن) شود ھرگز راست نیاید۔ چون نابینا ھرچند کہ کوشش راہ راست کند ھرگز راہ راست نتوان رفت۔ اگر پیش او خار مار چاہ حفرہ یعنی گل نشیب پلیدی آید۔ او نمی داند کہ پیش من نیک است یا بد۔ ھر آنکس کہ نفس را بند کند رضای اللہ تعالیٰ و محبت اللہ تعالیٰ حاصل کردہ باشد۔ و ھر کہ نفس خود را در بند نکردہ باشد او در رضای و محبت نفس و شیطان است۔

بیت

نفس را سگ گفت سگبانی مکن تابع (۳) شیطان شیطانی مکن

قولہ تعالیٰ: یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ(۴)

ھر کہ میل دل بسوی نفس دارد، تمام دل او سیاہ گردد و در و غفلت پیدا شود۔ چون نفس و دل یکی گردد۔ روح ضعیف شود و عاجز۔ چون دل و روح یکی گردد نفس ضعیف و عاجز غریب تابع۔ این فقیر باھوؒ میگوید کہ یک ھدایت اللہ تعالیٰ بہتر است از ہزار دشمن نفس و شیطان۔ بر دلیکہ نظر رحمت خدا است از نفس و شیطان آن دل جدا است۔

قولہ تعالیٰ: وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ(۵)

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۵، ۲۔ ایضاً" ص ۱۰۵: مگر، ۳۔ ایضاً" ص ۱۰۶: تابعش، ۴۔ سورہ یٰسین، ۳۶:۶۰، ۵۔ سورہ آل عمران، ۳:۲۶

(پس) فقیر کو ہر روز درگاہ الٰہی میں ترقی کرنی چاہئے۔ اور ذکر اللہ میں اسے ہر دم جان سوز رہنا چاہئے نہ کہ درہم اندوز ہونا چاہئے۔ اور نفس کی حقیقت سے آگاہ رہے۔ **تمثیل**۔ نفس مثل آدمی کے ہے اور شیطان مثل دم کے ہے۔ جب آدمی زندہ ہے تو اس کی سانس آتی جاتی ہے۔ آدمی کے مرنے کے بعد سانس آنے جانے سے رک جاتی ہے۔ ایسا ہی جبکہ نفس کسی کا مرجاتا ہے تو شیطان کا راستہ بند ہو جاتا ہے اور شیطان کے راستہ میں ہرگز کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اور دل کا نرم ہونا جہان کی آبادی ہے۔ اور آبادی سے مقصود حاصل ہوتا ہے۔ ہر عبادت میں دل عالم کی آبادی مضمر ہے اور ہر بدی ویرانی کو دعوت دیتی ہے۔ (اے طالب!) جہان کی آبادی کا راستہ ہی بہتر ہے۔ تو ویرانی میں کیوں قدم رکھتا ہے۔ اور نفس دشمن کی مراد کیوں پوری کرتا ہے۔ چونکہ نفس کا زندہ رہنا اچھا نہیں' بلکہ اس کا مرنا بہتر ہے۔ (کیونکہ نفس کے مرنے سے طالب کا دل زندہ ہو جاتا ہے) خدائے بزرگ و برتر کی معرفت سے دل میں روشنی نمودار ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو نہ پہچاننے سے دل میں تاریکی پیدا ہوتی ہے۔ وہ (طالب) رات بھر (ذکر الٰہی میں) مشغول ہوتا ہے' لیکن وہ (اس تاریکی دل کے ساتھ ہرگز) راہ راست نہیں پا سکتا۔ جس طرح ایک نابینا آدمی راہ راست کی جتنی بھی کوشش کرے' وہ ہرگز راہ راست پر نہیں چل سکتا۔ اگر اس کے سامنے خار و تار' کنواں' گڑھا یعنی کیچڑ' جائے نشیب و فراز اور پلیدی کچھ بھی اس کے سامنے آئے وہ جان نہیں سکتا کہ میرے آگے اچھی چیز پڑی ہے یا بری چیز۔ (یہی حال تاریکی دل کا ہے جب انسان کا دل سیاہ ہو جائے تو اس کو نیکی و بدی کی کچھ تمیز نہیں رہ سکتی) اور جو شخص نفس کو قید کر لیتا ہے۔ تو وہ رضائے الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کر لیتا ہے۔ اور جو نفس کو قید نہیں کرتا' وہ (گویا) نفس و شیطان کو راضی کرتا ہے اور ان کی محبت میں گرفتار ہے۔

بیت

کتے نے نفس کو کہا کہ سگبانی مت کر
شیطان کی متابعت نہ کر اور شیطانی نہ کر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "کیا میں نے تم سے نہ کہہ رکھا تھا۔ اے اولاد آدمؑ! کہ تم شیطان کی تابعداری نہ کرنا' کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے"۔

جو شخص اپنے نفس کی طرف میلان رکھتا ہے' اس کا تمام دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور اس میں غفلت پیدا ہوتی ہے۔ اور جب نفس اور دل ایک ہو جاتا ہے' تو روح ضعیف اور عاجز ہو جاتی

ہے۔ اور جب روح و دل ایک ہو جاتا ہے تو نفس ضعیف، عاجز، مسکین اور تابع ہو جاتا ہے۔
اور یہ فقیر باھوؒ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک ہدایت ہزار نفس و شیطان سے بہتر (اور غالب)
ہے۔ جس دل پر باری تعالیٰ کی نظر رحمت ہے۔ وہ دل نفس و شیطان سے دور ہے۔ (یعنی اگر
اللہ تعالیٰ کسی دل پر اپنی رحمت کی نظر ڈال دے، تو پھر نفس و شیطان کی کیا مجال ہے اگرچہ یہ
ایک دوسرے کے ہمراہی کیوں نہ ہوں۔ اور یہ سب کچھ اس کے اختیار میں ہے)
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ سب بھلائی
تیرے ہاتھ میں ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

پس نفس ۔ شیطان شریک خدا است۔ ہر کہ راندۂ درگاہ است با او ہمراہ است گمراہ است۔
قولہ تعالیٰ۔ فَمَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ (۱)
فضل از آن روز ازل است۔ چنانچہ نہ یک رعایت قاضی و نہ ہزار گواہ نہ یک ہدایت اللہ نہ ہزار زہد تقویٰ ہمراہ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

بیت

عنایت تو مرا بس بود ز علم و عمل
کہ یک رعایت قاضی بہ از ہزار گواہ

قولہ تعالیٰ:۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِهٖ (۲)
ہمہ کس در حکم حکیم اللہ تعالیٰ است۔ ہر کہ باشد نفس شیطان دنیا و غیر ذالک۔
قال علیہ السلام: فِعْلُ الْحَكِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ (۳)
پس نفس بمثل دزد است و طالب اللہ بمثل مؤکل (است) (۴) چنانچہ پاسبان خبردار از دزد۔ مرشد کامل مکمل بحکم حاکم خدای تعالیٰ صاحب حکم است۔ در ولایت او کہ دزد را بیابند یک مرتبہ کشتہ گردد در ملک ولایت وجود دار الاسلام گردد۔
قال علیہ السلام: اَلْمُلْكُ لِمَنْ غَلَبَ (۵)
اگر گناہ نفس شیطان را یاد کنم و خدای تعالیٰ فراموش شود ہیچ ازین گناہ کبیرہ تر دیگر نیست۔ چنانچہ باغرق اللہ تعالیٰ قلب روح عشق محبت الٰہی سراسرار در وجودش کہ نفس و شیطان و دنیا و شہوات، حرص، حسد، کبر، ہوا فراموش گردد۔ ہرچہ کوشی از بہر اللہ تعالیٰ کوش و ہرچہ پوشی از بہر اللہ تعالیٰ بپوش و ہرچہ نوشی از بہر اللہ تعالیٰ نوش۔ عقل جزوی بگذار و عقل کلی آخرۃ باہوش بدست آر کہ عارف باللہ نفس را تحقیق کند۔

۱۔ سورہ الاعراف، ۷: ۱۸۶، ۲۔ سورہ یوسف، ۱۲: ۲۱، ۳۔ حدیث، ۴۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۷، ۵۔ حدیث

پس نفس اور شیطان شریک خدا ہیں۔ جو کوئی راندۂ درگاہ خداوندی ہے' اس کے ساتھ نفس و شیطان چمٹے ہوئے ہیں اور وہ گمراہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "جسے خدا ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ اور جسے وہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں"۔

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم روز ازل سے ہے۔ جس طرح قاضی کی ایک (نظر) رعایت ہزار گواہوں پر سبقت رکھتی ہے۔ اسی طرح سے ہزار زہد و تقویٰ سے خداوند کریم کی ایک نظر رحمت اور ہدایت شامل حال ہو' تو ان سے بہتر کارگر ہے۔ پس اللہ بس باقی ہوس۔

بیت

تیری عنایت میرے لئے علم و عمل سے زیادہ کافی ہے'
جس طرح قاضی کی ایک رعایت ہزار گواہوں سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: "اور خداوند کریم کا ہر حکم ہر شے پر غالب ہے"۔ تمام لوگ (اور تمام اشیاء) اس حکیم مطلق اللہ تعالیٰ کے حکم میں ہیں۔ اور نفس و شیطان وغیرہ اس کے حکم کے آگے کیا چیزیں ہیں۔ (لیکن دراصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نفس و شیطان یا دنیا وغیرہ کو اس نے حکمت کے لئے بنایا ہے)۔ جیسا کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے: "دانشمند کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا"۔

پس نفس مثل چور کے ہے اور طالب صادق مثل پاسبان کے ہے۔ چنانچہ پاسبان چور سے خبردار رہتا ہے۔ اور مرشد کامل و مکمل خداوند تعالیٰ کی طرف سے حاکم ہے اور خدا ہی تعالیٰ صاحب حکم ہے۔ اس نے فرمان جاری کیا ہے کہ چور کو اس کی ولایت میں جہاں پائیں فوراً" قتل کردیا جائے تاکہ طالب کی ملک وجود کی ولایت میں امن ہے اور اس کا وجود دارالسلام ہو کر اَلْمُلْکُ لِمَنْ غَلَبَ (ملک اسی کا ہے جو غالب آئے) صادق آئے۔

اگر میں نفس و شیطان کے گناہوں کو یاد کروں تو خدا تعالیٰ فراموش ہو جاتا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر زیادہ گناہ کبیرہ اور نہیں ہے۔ پس چاہئے کہ اپنے قلب و روح کو عشق و محبت و اسرار الٰہی میں ایسا غرق کرے کہ اس کے وجود سے نفس و شیطان و دنیا و شہوات' حرص' حسد' کبر و غرور اور نفسانی خواہشات سب فراموش ہو جائیں۔ اور طالب مولیٰ جو کچھ کوشش کرے' اللہ تعالیٰ کے لئے کوشش کرے اور اس کا کھانا پینا' اٹھنا بیٹھنا' چلنا پھرنا' سونا جاگنا' یہ سب کام اسی کے لئے ہو جائیں۔ اور دنیا کی جزوی عقل چھوڑ کر آخرت کی عقل کامل اختیار کرے اور اپنے ہوش و حواس کو قائم رکھے۔ اس لئے کہ عارف باللہ اپنے نفس کو پہچانتا ہے۔

وصاحب نفس نفس را رفیق کند۔ بشنو! فردا قیامت چون اہل عشق محبت، صاحب شوق اشتیاق مشتاق دیدار از گور برخیزند از حق سبحانہ، وتعالیٰ حکم شود کہ خیمہء ایشان بیارند و بر دوزخ زنند۔ چون پیش آن خیمہ بنشمنند ہمین کہ نظر ایشان بر دوزخ افتد آتش دوزخ سرد شود۔ ناچیز و خاکستر گردد و مجال آن آتش نبود کہ سر برکند۔ چون آتش دوزخ سرد پست گردد و خلق را دلیل راحت باشد و از عذاب دوزخ خلاص شود۔ مقصود خیمہ بر آتش دوزخ ایشان ہمین است۔ پس دنیا ہم بمثل آتش است۔ چنانچہ حرص بمثل دوزخ است۔ بر اہل دنیا کہ فقراء اہل اللہ گذر کنند و نظر رحمت کنند۔ حرص از مردم اہل دنیا ہمیرود و اہل اللہ یک نفس باحق تعالیٰ مشغول شوند کہ اشتغال ربانی راحتِ جاودانی است۔ باید کہ از دوزخ حرص دنیا و آتش دوزخ آخرت خلاص یابند۔ چراکہ خدای تعالیٰ میفرماید ہر آنکس کہ نام دوست من با صدق و اخلاص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و نام من باخلاص و تصدیق دل و باقرار زبان بر زبان راند لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ بر او عذاب نکنم کہ آشنا و دوست با دوست عذاب نکند۔ چنانچہ در حدیث قدسی (۱) آمدہ:

اَنَا لِلْعَبْدِ اَرْحَمُ مِنْ اَخِیْہِ وَمِنْ اَبَوَیْہِ فَاطْلُبْنِیْ تَجِدْنِیْ (۲)

عبد اہل عبادت را گویند۔ این فقیر باھوؒ میگوید کلمہ سہ قسم است۔ یک قسم لا الہ دوم قسم الا اللہ سوم قسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ از ہزاران ہزار بہ لا الہ رسیدہ اند و بعض از ہزاران ہزار بہ الا اللہ رسیدہ اند و بعضی از ہزاران ہزار بہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رسیدہ اند۔ پس لا الہ فانی نفی است۔ اثبات اللہ (۳) است۔ بوقت مردن بگفتن لا الہ گناہ تمام عمر ہیچ نماند۔ چراکہ نفی محو گشت و اللہ (۴) بگفتن اثبات رسید و محمد رسول اللہ بگفتن مراتب انتہای پیغمبریست۔

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۹، متن ص ۸۶: قال اللہ تعالیٰ ، ۲۔ حدیث

۳۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۹: الا اللہ ، ۴۔ ایضاً، ص ۱۰۹: الا اللہ

اور صاحب نفس نفس کو دوست رکھتا ہے۔ (اے طالب! غور سے) سن! جب قیامت کے دن اہل عشق و محبت اور صاحب شوق و اشتیاق دیدار الٰہی کے لئے اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو حق سبحانہ ٗ وتعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ ان کے خیموں کو لایا جائے اور دوزخ کے کنارے ان کو نصب کیا جائے۔ جب وہ ان خیموں کے سامنے بیٹھیں گے اور ان کی نظر دوزخ پر پڑے گی۔ تو (بس نظر پڑتے ہی) دوزخ کی آگ سرد اور ناچیز و خاک ہو جائے گی اور اس آگ کی مجال و قوت نہ رہے گی کہ سر اٹھا سکے۔ جب دوزخ کی آگ سرد اور پست ہو جائے گی تو (یہ) مخلوق کے لئے راحت و آرام کا باعث ہوگی۔ اور لوگ عذاب دوزخ سے رہائی پا جائیں گے۔ اور آتش دوزخ کے کنارے ان کا خیمہ لگانے سے یہی مقصود ہو گا۔ پس دنیا بھی بمثل آگ کے ہے۔ اور اسی طرح حرص و حسد بمنزلہ دوزخ کے ہے (پس جب) اہل دنیا کے پاس سے فقراء اہل اللہ گزر کرتے ہیں اور اپنی نظر رحمت ان پر ڈالتے ہیں' تو اہل دنیا کی حرص مر جاتی ہے۔ اور اگر اہل اللہ ایک سانس اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذکر میں مشغول ہو جائیں تو یہ ان کے لئے راحت جاودانی کا سبب ہو جاتی ہے۔ اور اس ذکر سے چاہئے بھی کہ دوزخ حرص دنیا اور آتش دوزخ آخرت سے خلاصی پائیں۔ کیونکہ خداوند کریم فرماتا ہے کہ جو شخص اس کا اور اس کے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک صدق دل اور اخلاص سے لیتا ہے اور دل سے اس کی تصدیق اور زبان سے اقرار کر کے یوں کہتا ہے:
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تو پھر اس پر عذاب نہیں کروں گا' کیونکہ آشنا اور دوست اپنے دوست پر عذاب نہیں کیا کرتا۔ (اور جو شخص یہ کلمہ شریف صدق دل سے پڑھتا ہے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے) چنانچہ حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے:
"بے شک اللہ تعالیٰ کی شفقت باپ اور برادر مسلم سے بھی اپنے بندے پر زیادہ ہوتی ہے۔ چونکہ اس کی ذات سراپا رحمت ہے۔ جو چیز کی جائے' اسی کی ذات سے طلب کی جائے وہ حاصل ہو جاتی ہے"۔ اور عبد اسی کو کہتے ہیں جو عبادت کرنے والا ہو۔ یہ فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ کلمہ کے تین اقسام ہیں۔ اول: لا الہ۔ دوم: الا اللہ۔ سوم: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہزاروں لا الہ ' تک پہنچے ہیں۔ اور پھر ان سے بعض الا اللہ تک پہنچے ہیں۔ اور پھر ان سے بعض اس مقام سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچے ہیں۔ پس لا الہ فانی اور نفی ہے اور الا اللہ اثبات ہے۔ مرتے وقت لا الہ کہنے سے تمام عمر کے گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ نفی محو ہوئی۔ اور الا اللہ کہنے سے (انسان) اثبات پر پہنچ جاتا ہے۔ اور جبکہ کہا: محمد رسول اللہ تو انتہائے مقام محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔

پس بر پیغمبران آتش دوزخ حرام واین مقام محبوبیت تمام۔
قولہ تعالیٰ: وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا(۱)
قال علیہ السلام: اِذَا اَتَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ(۲)
پس مخلوق لا است و اسم اللہ غیر مخلوق اللہ است و ناسوت مخلوق است و اہل اللہ فقراء ناسوتی نیست۔ مرد(۳) آنست کہ در شریعت تمام و باطن مدام انتہای مالا کلام۔ ہر کہ ہمیشہ در ذکر فکر باشد۔
قال علیہ السلام: اَلذِّكْرُ بِلَا فِكْرٍ كَصَوْتِ الْكَلْبِ(۴)
در استغراق غرق محبت اوست۔ ایشان را پیشتر از آن کہ روز قیامت مقصود ایشان بدست ایشان حق تعالیٰ بدهد، بانوار تجلی مشرف گرداند۔ چونکہ روزی جبرئیل علیہ السلام پیش پیغمبر صاحب گفت: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من امروز چیزی دیدم کہ ہیچ وقت ندیدہ بودم۔ در شہربت پرستی بت را پیش نہادہ میگفت یا رب یا رب یا رب۔ از مقام ربوبیت آواز آمد لبیک عبدی لبیک عبدی۔ گفتم خداوندا! بت پرستی را چگونہ جواب رسد۔ فرمان شد کہ ای جبرئیل! اگر او رب خود را فراموش کردہ است۔ من میدانم کہ رب او کیست؟ پس نام خود را چگونہ فراموش کنم۔ غلط را بدرگاہ حضرت ما راہ نیست۔
در حقیقت چون رب منم۔ ہر کہ مرا خواند، من نیز اورا اجابت کنم۔ ببین ای بوالفضول (۵) کرم از حضرت بی نیاز بیاموز۔ ترک تکبر کن۔ چنانچہ یک اولیاء اللہ با فرشتہ ملاقی شد۔ کجا روی فرشتہ؟ گفت: کہ یہودی را ہوس گرفتن ماہی شدہ است و در آب ماہی نیست۔ حکم رب العالمین چنین است کہ ماہی را از دریا بکشم و در آب او را اندازم، تا یہودی بکام و مطلب دل برسد۔ از درگاہ حق تعالیٰ نا امید نباشد۔ یقین است کہ با دشمنان چنین کند، دوستان از ہیچ محروم نیستند۔

۱۔ سورہ آل عمران، ۳:۹۷، ۲۔ انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ۳۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۹: مراد، ۴۔ حدیث، ۵۔ عین الفقر مرتبہ نظام الدین ملتانی، ص ۱۱۰: متن ص ۸۷: بوالفضل

پس پیغمبروں پر دوزخ کی آگ حرام ہے اور یہ مقام محبوبیت کی انتہا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "جو شخص خانہ کعبہ میں داخل ہوتا ہے وہ امن میں آجاتا ہے"۔ (اور صوفی صافی خانہ کعبہ سے مقام ربوبیت مراد لیتا ہے)۔
اور حضور اکرمؐ نے فرمایا: "جب فقر اپنی انتہا کو پہنچتا ہے تو پس اس کو مقام ربوبیت کا حاصل ہو جاتا ہے"۔
پس مخلوق لا ہے اور اسم غیر مخلوق اللہ ہے اور تمام مخلوق ناسوت سے ہے اور اہل اللہ فقراء ناسوتی نہیں ہیں (بلکہ وہ مقام لاہوت سے ہیں) جوانمرد وہی ہے جو شریعت میں کامل ہو اور باطن میں ہمیشہ منتہی ہو اور اس کا کلام بالاتر (مقام لاہوت سے) ہو۔ اور جو ہمیشہ ذکر و فکر میں مشغول رہے۔ (طالب مولیٰ صرف ذکر و فکر پر ہی اکتفا نہیں کرتا' بلکہ مقام فنا فی اللہ بقا باللہ اس کا منتہائے مقصود ہوتا ہے)۔
سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں: "ذکر بغیر فکر کے گویا کتے کی آواز ہوتی ہے"۔
اس کی محبت غرق و استغراق میں پنہاں ہوتی ہے۔ اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ان کا مقصود ان کے ہاتھ میں دے گا۔ اور ان کو انوار تجلیات سے مشرف کرے گا۔
ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! میں نے آج ایک ایسا واقعہ دیکھا ہے جو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ایک بت پرست اپنے سامنے بت رکھے ہوئے کہہ رہا تھا۔ یا رب' یا رب' یا رب! مقام ربوبیت سے ندا آئی۔ لبیک عبدی لبیک عبدی (ہاں میرے بندے! ہاں میرے بندے!) میں نے کہا: اے میرے آقا! بت پرست کو کس طرح تیرا جواب پہنچتا ہے؟ حکم ہوا اے جبرئیلؑ! اگرچہ اس نے اپنے رب کو فراموش کر دیا ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اس کا رب کون ہے؟ پس میں اپنے نام کو کس طرح فراموش کر دوں۔ (کیونکہ) ہماری درگاہ میں غلطی واقع نہیں ہو سکتی۔ درحقیقت چونکہ میں رب ہوں' اس لئے جو کوئی مجھے پکارتا ہے۔ میں بھی اس کا جواب دیتا ہوں (اور اس کی استدعا قبول کرتا ہوں) اے فضول شخص! خداوند کریم کی بے نیازی و کرم و لطف کو (غور سے) دیکھ اور اس سے سبق سیکھ۔ اور غرور و تکبر کو ترک کر۔ چنانچہ (ایک دفعہ) کسی ولی کی ایک فرشتہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرشتہ سے دریافت کیا۔ کہاں جاتے ہو؟ اس نے کہا کہ ایک یہودی کو مچھلی پکڑنے کی ہوس ہوئی ہے اور دریائی میں مچھلی

نہیں ہے۔ رب العالمین کا حکم اس طرح ہوا ہے کہ میں دریا سے مچھلی لے کر اس پانی میں ڈال دوں (جس پانی میں وہ شکار کھیل رہا ہے) تاکہ یہودی (محروم نہ رہے اور وہ) اپنی مراد اور دلی مطلب کو پہنچے۔ اور وہ درگاہ حق تعالیٰ سے ناامید نہ ہو۔ پس طالب مولیٰ کو یقین کر لینا چاہئے کہ جب وہ دشمنوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے تو پھر وہ دوستوں کو کس طرح محروم کر سکتا ہے؟

قولہ تعالیٰ: ذَالِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَاَنَّ الْکَافِرِیْنَ لَا مَوْلیٰ لَھُمْ (۱)
میدانیکہ ابلیس لعین را معزول ساختہ از مراتب رحمت بہ لعنت اسفل السافلین۔ از مقام علیین تا سجین رسید۔ (۲) ابلیس و نفس و دنیا ہر سہ بیک اتفاق و بیعت یکدیگر کردند از بہر زلت و ہلاکت فرزندان آدم۔ ابلیس گفت: من از طاعت بمعصیت خواہم برد۔ از عبادت بگناہ ولالت کنم۔ دنیا گفت: من در نظر ایشان خود را آراستہ کنم و بر خود مائل گردانم و در بلا مبتلاء و ہلاک با حرص از خدای تعالیٰ باز مانند و نفس گفت: کہ من بہوای شہوت دیوانہ کنم۔ با نظربازی بازم و خراب کنم و میگردانم و طالب اللہ را باید کہ ہر سہ را با فعال شناسد و از افعال ناشایستہ ترک گیرد و چون در وجود عابد عارف باللہ بتوفیق الٰہی و بعلم شریعت' طریقت' حقیقت' معرفت' زندگی قلب ذکر اللہ فنانی اللہ' امر معروف' توکل و حیا و صبر و خوف و رجا و عشق و محبت' توحید و حدانیت' تجرید و تفرید رخ نمود۔ و ہر سہ دفع مردود گردد و فقیر را کہ بخانہ ء دنیا دار برند از ان بہتر است کہ بدار کشند۔ اگر کسی را بطاعت و ریاضت پارسائی حق حاصل بودی' ابلیس را بودی' چرا کہ ابلیس زاہد عابد صاحب اطاعت بود۔ آنرا کبر و انا رخ نمود۔ گشت مردود۔ اگر کسی را با علم فضیلت حق حاصل بود بلعم با عور را بودی کہ دوازدہ ہزار دوات در مسجد او پیوستہ جاری بود کہ قلم (۳) را حقیقت زیر زبر از قاف تا قاف مرقوم گرداند (۴)۔ اگر کسی را با زر درم مال دنیا حق حاصل بودی' قارون را بودی کہ با گنج تا تحت الثریٰ پای رفت۔ اگر کسی را بدعویٰ خدا حاصل بودی' فرعون را بودی کہ دعویٰ خدائی کرد و در دریای رود نیل غرق شد۔ اگر کسی را در جہل حق حاصل بودی' ابو جہل را بودی۔
حاصلیت حق تعالیٰ در محبت و اخلاص خالصاً للہ است۔ چنانچہ سگ اصحاب کہف کہ محبت و اخلاص آن را از سلک سگان بر آوردہ در سلک آدمیان آدم ساخت۔ و در قرآن واقع شد۔

قولہٗ تعالیٰ: سَادِسُھُمْ

۱- سورہ محمد' ۴۷: ۱۱' ۲- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۱۱۱: رسانید' ۳- ایضاً' ص ۱۱۲: قلم ھا' ۴- ایضاً' ص ۱۱۲: گرداند

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا مولیٰ (دوست) ہے جو ایمان لائے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں (اللہ کے یہاں[1])"۔

(اے طالب!) تو جانتا ہے کہ ابلیس لعین رحمت کے مراتب سے معزول ہوا اور لعنت کے مقام اسفل السافلین میں ڈالا گیا۔ ۔۔ مقام علیین سے گر کر مقام سجین میں پہنچ گیا۔ تو پھر ابلیس اور نفس اور دنیا نے باہم اتفاق کر لیا اور ہر ایک نے ایک دوسرے کی بیعت کی اور بنی آدم کی ذلت اور ہلاکت کا بیڑہ اٹھایا۔ ابلیس نے کہا کہ میں انہیں اطاعت سے معصیت کی طرف لے جاؤں گا اور عبادت سے گناہ کی طرف دلالت کروں گا۔ دنیا نے کہا: کہ میں ان کی نظر میں آراستہ ہو کر آؤں گی اور انہیں اپنے اوپر مائل کروں گی اور ہلاکت حرص میں انہیں مبتلا کروں گی تاکہ ۔۔ اللہ تعالیٰ کی یاد سے باز رہیں۔ اور نفس نے کہا: کہ میں انہیں حرص شہوت میں دیوانہ بناؤں گا اور نظر بازی وغیرہ کی خواہشات میں گرفتار کر کے خراب کروں گا اور سرگرداں کروں گا۔

پس طالب اللہ کو چاہئے کہ ان تینوں کو ان کے افعال سے پہچانے اور ان کے ناشائستہ افعال و حرکات کو ترک کر دے۔ اور جب عابد عارف باللہ کے وجود میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور علم شریعت' طریقت' حقیقت اور معرفت کے ذریعے سے اس کی زندگی قلب ذکر اللہ' فنافی اللہ' امر معروف' توکل و حیاء' صبر و خوف و رجا و عشق و محبت' توحید و حدانیت' تجرید و تفرید کی

---

[1] اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کا دوست نہیں' مگر دنیا میں ان کے ساتھ وہی معاملہ برتتا ہے جو اپنے دوستوں کے ساتھ اس نے جاری رکھا ہے۔

طرف رخ کریگی۔ تو یہ تینوں دشمن دفع مردود ہو جائیں گے۔ اور فقیر کو ایک دنیادار کے گھر میں لے جانے سے یہ بہتر ہے کہ اس کو سولی پر لٹکا دیا جائے۔ اگر کسی کو اطاعت و ریاضت و پارسائی کا حق حاصل ہوتا تو یہ حق ابلیس کو ہوتا' کیونکہ ابلیس زاہد و عابد اور صاحب اطاعت تھا۔ مگر کبر و انانیت نے اس کی طرف رخ کیا۔ اس کی وجہ سے وہ مردود ہو گیا اور راندۂ درگاہ ہوا۔ اور اگر کسی کو علم و فضل کا حق حاصل ہوتا تو یہ حق بلعم باعور (۱) کو حاصل ہوتا' کیونکہ بارہ ہزار دواتیں اس کی مسجد میں ہمیشہ موجود رہتیں اور قلمیں جاری رہتیں کہ ان کی قلمیں حال حقیقت زیر زبر لکھ کر قاف کے ایک کنارے سے قاف کے دوسرے کنارے تک مرقوم کر ڈالتیں (مگر یہ مرتبہ ان کو کہاں جبکہ توفیق الٰہی شامل نہ ہو) اگر یہ مرتبہ مال و دولت سے حاصل ہوتا تو قارون سے بڑھ کر کوئی شخص حاصل نہ کرتا' کیونکہ وہ اپنے خزانوں کو تحت الثریٰ تک لے گیا تھا۔ اور اگر کسی کو خدائی کا دعویٰ کرنے سے یہ حق حاصل ہوتا تو فرعون کو ہوتا' کیونکہ اس نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا اور (آخر کار) دریائے نیل میں غرق ہو گیا (اور جان دے دی) اور اگر یہ حق کسی کو جہالت سے حاصل ہوتا تو ابو جہل کو حاصل ہوتا۔

پس یہ تمام باتیں بے اصل ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر عبادت و محبت میں اخلاص خالصتاً لوجہ اللہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ اصحاب کہف کے کتے کی مثال پیش نظر ہونی چاہئے کہ اس کی محبت و اخلاص نے اس کو کتوں کی لڑی سے نکال کر انسانوں کی لڑی میں پرو دیا۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں سورۂ کہف میں بایں الفاظ مذکور ہے:

۱۔ بلعم باعور بنی اسرائیل میں ایک بہت بڑا عالم گزرا ہے۔ وہ چار سو سال تک ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہا۔ اور سجادہ نشین رہا ہے۔ جب سر اٹھاتا تھا' تو عرش معلیٰ کو دیکھتا تھا۔ اس کی مجلس میں بارہ ہزار علماء سبق پڑھتے تھے۔ مستجاب الدعوات تھا۔ حضرت موسیٰؑ اس کی بد دعا سے وادی تیہ میں معہ اپنی قوم کے کئی سال پریشان رہے۔ جب خدا کا فرمان پہنچا کہ ہم نے اس کو علم کی دولت عطا فرمائی' تو شکر بجا نہیں لایا۔ اگر تمام عمر میں ایک دفعہ بھی شکر کرتا تو کبھی وہ نعمتیں اس سے نہ چھینی جاتیں اور نعمت کا چھن جانا نعمت ملنے کے بعد بڑا سخت عذاب ہے۔ آخر اس کی موت کفر پر ہوئی اور یہ کہ ایک پیغمبر کی بد دعا سے وہ ہلاک ہوا۔

كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ط(۱) از سگ کمتر مباش در محبت ایزد تعالیٰ۔ اگر فرزند آدم ہستی۔ فقر سہ قسم است۔ اول فنا است لا الہ نفی۔ دوم فقر بقا است الا اللہ۔ سوم فقر منتہی رہنما است محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم۔ کہ فقیر باللہ یگانہ آنست کہ از غیر اللہ تعالیٰ بیگانہ است۔ ہر کہ با غیر اہل دنیا یگانہ است از اللہ تعالیٰ بیگانہ است و بیگانگی و یگانگی ہر دو در یک خانہ نیست۔ تا آنکہ نیست نگردد ہیچ بہ بقا نرسد۔ چہار لذت نفسانی در وجود آدمی برابر است۔ ہر چہار فانی و لذت پنجم حق تعالیٰ باقی جاودانی۔ اول لذت طعام خوردن۔ دوم لذت مجامعت زن۔ سوم لذت حکومت حکم حاکم۔ چہارم لذت علم فضیلت۔ چون لذت پنجم اللہ تعالیٰ در وجود طالب اللہ غالب شود، ہر چہار لذت مغلوب گردد۔ ہیچ خوش نیاید۔ چنانچہ طعام بیمار را۔ راہ اللہ تعالیٰ در وجود آدمی دہ چیز است۔ نہ یک طرف۔ چنانچہ گوش، چشم، دست، پای، زبان، دہم شکم یک طرف۔ چون شکم گرسنہ نہ سیر گردد و چون شکم سیر نہ گرسنہ گردد۔ کسی را کہ نفس تابع مطمئنہ است ہر آنکس خواہ گرسنہ خواہ سیر باشد کہ چشم باطن او روشن است۔

ابیات

دو چشم(۲) و سر دل یکتای سرتاج
در آن وقت واصلان را گشت معراج
اگرچہ شکم پرور پر ز نور است
کہ واصل دائی اندر حضور است
نہ آنجا لاغری نہ جسم و جانی
نہ آنجا ذکر فکرش بر زبانی
باھُوؒ نہ سجادہ، نہ تسبیح نہ دلق جبہ و دستار
دلم در سجدہ ام دیدار با یار

قال علیہ السلام: اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ ط(۳)

این است مقام شریعت ہمچنان است۔ چنانچہ چاہ روان۔ مقام طریقت ہمچنان است چنانچہ ابر باد و مقام حقیقت ہمچنان است چنانچہ باران رحمت۔ مقام معرفت ہمچنان است چنانچہ آب جو۔

۱۔ سورۂ کہف ۱۸: ۲۲، ۲۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۱۳: متن، ص ۹۱: دو سر دو چشم،
۳۔ انوار غوثیہ از فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی، لاہور، ۱۹۷۶ ص ۳۴۶

ترجمہ : "اور چھٹا ان کا کتا۔ بغیر دیکھے اٹکل پچو بات کہتے ہیں"۔

طالب مولیٰ کو چاہئے کہ اگر فرزند آدم ہے' تو وہ محبت الٰہی میں کتے سے بھی گیا گزرا نہ ہو۔ (یعنی جب کتے نے انسانیت کا مرتبہ حاصل کر لیا' تو جو انسان محبت الٰہی میں انسانیت حاصل نہ کرے وہ کتے سے بھی گیا گزرا ہوا)۔

فقر کی تین قسمیں ہیں۔ اول فقر فنا لا الٰہ نفی' دوم فقر بقا الا اللہ اثبات۔ سوم فقر منتہی ہے اور وہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہمارے راہنما ہیں۔ فقیر باللہ یگانہ وہ ہے جو غیر اللہ تعالیٰ سے بیگانہ ہے۔ اور جو کوئی غیر اہل دنیا سے یگانہ ہے' وہ اللہ تعالیٰ سے بیگانہ ہے اور بیگانگی اور یگانگی ہر دو ایک جگہ میں سما نہیں سکتیں اور جب تک انسان نیست نہ ہو جائے' منزل بقا تک اس کی رسائی نہیں ہو سکتی۔

اور یاد رہے کہ انسان کے وجود میں چار نفسانی لذتیں ہیں۔ اور چاروں (بالکل) فانی ہیں۔ اور جو لذت پنجم ہے وہ فانی نہیں اور وہ لذت عشق الٰہی کی ہے' اس لئے وہ جاودانی ہے۔ اور وہ چار لذتیں یہ ہیں۔ اول لذت خورد و نوش' دوم لذت جماع' سوم لذت حکومت حکم حاکم اور چوتھی لذت فضیلت علم (اور ایک پانچویں لذت اور ہے جو فانی نہیں اور ہمیشہ باقی رہتی ہے اور وہ لذت محبت و اسرار حق تعالیٰ ہے) جب یہ پانچویں لذت جو محبت و عشق اللہ تعالیٰ کی ہے طالب اللہ کے وجود میں غالب ہو جاتی ہے تو وہ (باقی) چاروں لذتیں مغلوب ہو جاتی ہیں۔ اور اسے سوائے اس کے اور کوئی لذت اچھی نہیں معلوم ہوتی ہے۔ اور جس طرح بیمار انسان کھانا کھانے سے گھبراتا ہے' اسی طرح وہ لذتیں گھبرا کر نکل جاتی ہیں۔

اسی طرح انسان کے وجود میں دس چیزیں (اور) ہیں نو ایک طرف ہیں مثلاً "کان' آنکھ' ہاتھ پاؤں اور زبان اور دسواں صرف شکم ہے جو ایک طرف ہے۔ جب شکم بھوکا ہوتا ہے تو یہ نو سیر رہتے ہیں اور جب شکم سیر ہوتا ہے تو یہ (باقی) نو بھوکے رہتے ہیں۔ مگر جس کا نفس' نفس مطمئنہ کا تابع ہے' وہ شخص خواہ بھوکا ہو یا سیر ہو (اسے ان نو سے کچھ خطرہ نہیں ہوتا کیونکہ) اس کی چشم باطن روشن ہوتی ہے۔

ابیات

جب دونوں آنکھیں بمنزلہ دل باطن کے سرتاج ہو جاتی ہیں' تو اس وقت مقام فنا میں واصلان کو شب معراج جیسی لذت حاصل ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ اپنے شکم کو پر کر لیں' تب بھی ان کا باطن پر نور ہوتا ہے۔ اس لئے کہ واصل کو ہمیشہ حضوری حاصل ہوتی ہے۔

اور نہ اسے کچھ کمزوری معلوم ہوتی ہے اور نہ (اس مقام میں) اس میں جسم و جان ہوتی ہے۔
اور نہ اس مقام پر ذکر و فکر رہتا ہے۔
اے باھوؒ! اس مقام پر نہ سجادہ' نہ تسبیح' نہ گدڑی اور نہ ہی جبہ و دستار ہوتی ہے' بلکہ وہاں تو دل بسجدہ ہو کر دیدار دوست کرتا ہے۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "نماز ایمان والوں کی معراج ہے"۔
(انہی لوگوں کے حق میں وارد ہوا ہے جو فقرا کہ صاحب بصیرت ہیں اور چشم حق بین رکھتے ہیں)
مقام شریعت کی مثال اسی طرح پر ہے' جس طرح کہ چاہ رواں ہو۔ اور مقام طریقت کی مثال اسی طرح ہے جیسے بادل اور ہوا' اور مقام حقیقت کی' جس طرح باران رحمت اور مقام معرفت کی' جس طرح آب جو۔

مقام عشق محبت فنا فی اللہ ہمچنان است چنانچہ دریای عمیق۔ تمام بول غایت پلید یکہ افتد ہیچ پلید نشود۔ اگر از دریا ہزار نالہ جو بر آید' آب کم نگردد و اگر ہزار نالہ آب جو افتند' ہمہ دریا شود۔ شریعت دروازۂ اول است' طریقت دروازۂ دوم است و حقیقت دروازۂ سوم و معرفت دروازۂ چہارم است و عشق مقام خانۂ محبت یگانہ است و ہر کہ در مقام شریعت' طریقت' حقیقت' معرفت برود دربان بیگانہ است از حق۔ تا در محبت محو نشود' محرم اسرار نگردد۔ معلوم شد کہ اہل مقامات شیخ مخدوم محروم اند۔

بیت

ترا شرمندگی از حق بدوری پریشان دل نیابد حق حضوری

و دل نیز دو قسم است۔ یکی اہل قلب' دوم اہل سلب۔ قلب پر نور ذکر اللہ تعالیٰ بہ ذکر اللہ تعالیٰ دل زندگی است۔ مردہ دل (اہل۱) سلب بی ذکر اللہ تعالیٰ در ہر دو جہان خجل رو سیاہ شرمندگی است۔ کسی را کہ ذکر قلب جاری آشکارا' حجاب اللہ اکبر پارہ پارہ۔ ذاکر القلب دائم السیر بر سر عرش فوق۔ در مشاہدہ ذوق' نہ سرگردان قرقر ہمچون غوک۔

بیت باھُوؒ

ترا شرمندگی زین ذکر باید کہ دم بستن نہ حب ذکر شاید

ذاکر آن را گویند کہ ذکر بر او موکل گردد۔ شب و روز بی قرار بی آرام۔ ذکر فکر بروی حرام۔ اہل صبر و شکر شاکر و ذاکر بی حضور است با خطرات۔

قال علیہ السلام: لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ(۲)

بیت

چون معدہ بود خالی از ہر طعام در آن وقت معراج باشد تمام

این نیز کار خام است کہ صبر و شکر کار بیوہ زنان است۔ زنی را کہ شوہر مردہ باشد۔ زنان دیگر بادی بگویند کہ گریہ مکن صبر شکر باید کہ خدای تعالیٰ حی و قیوم است مردہ نیست۔ صبر و شکر انیست کہ از دنیا و (اہل دنیا۳) و حب دنیا صابر شود' شکر کند کہ الحمد للہ مرا حق تعالیٰ فقر

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۱۱۴' ۲۔ کیمیائے سعادت از امام غزالیؒ' ۳۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۱۱۵

اور مقام عشق و محبت غرق فنافی اللہ ایسا ہے جیسا کہ ایک گہرا دریا ہو کہ جس میں تمام بول براز اور ناپاک جو کچھ بھی گر جائے' وہ پلید نہیں ہوتا۔ اگر اس دریا سے ہزاروں ندی نالے نکال دیئے جائیں تو اس میں کچھ کمی نہیں ہوتی اور اگر ہزاروں ندی نالے اس میں آملیں' تو وہ سب دریا ہو جائیں گے۔

شریعت (فقر کا) پہلا دروازہ ہے۔ طریقت دوسرا دروازہ ہے۔ اور حقیقت تیسرا دروازہ ہے اور معرفت چوتھا دروازہ ہے۔ اور عشق مقام خانہء محبت یگانگی ہے۔ اور اگرچہ کوئی شخص مقام شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت پر پہنچ جائے' لیکن پھر بھی وہ ایسا دربان ہے جو در حق سے بیگانہ ہے تاوقتیکہ محبت الٰہی میں غرق ہو کر محرم اسرار الٰہی نہ ہو جائے۔ (پس) معلوم ہوا کہ اہل مقامات شیخ و مخدوم (ابھی اس مقام سے) محروم ہیں۔

بیت

تجھے حق کی جدائی سے شرمندگی حاصل ہونی چاہیے۔ کیونکہ پریشان دل حضوری کا حق حاصل نہیں کر سکتا۔

اور دل کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک دل اہل قلب۔ دوسرا دل اہل سلب۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے قلب پر نور ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی زندہ دل کہلاتا ہے۔ اور دل اہل سلب وہ ہوتا ہے' جس سے ذکر اللہ تعالیٰ چھن چکا ہو' وہ دل مردہ کہلاتا ہے۔ اور دونوں جہانوں میں اس کو شرمندگی و روسیاہی حاصل ہوتی ہے۔ اور جس شخص کا قلب کھلم کھلا جاری ہو جاتا ہے۔ حجاب اللہ اکبر اس کے سامنے پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ اور (بے حجاب ہو کر) ذاکر صاحب قلب دائم البسیر ہو جاتا ہے۔ اور اس کی سیر عرش کے اوپر ہوتی ہے۔ (شب و روز) مشاہدہ و ذوق میں رہتا ہے نہ یہ کہ سرگرداں پریشان رہے اور مینڈک کی طرح ٹرایا کرے۔ اور لوگوں کے کان پھاڑا کرے۔

بیت باھوؒ

ایسے ذکر سے جو تو کر رہا ہے' شرمندہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ حب ذکر کا تقاضا یہ ہے کہ تو دم بھر بھی چپ نہ رہے۔ ذاکر اس کو کہتے ہیں کہ ذکر اس پر متوکل ہو جائے۔ اور ذکر و فکر اسے بے قرار و بے آرام کر دے۔ اور بے قراری کی وجہ سے ذکر و فکر اس پر حرام ہو جائے۔ (اسی لئے اکثر) اہل صبر و شکر و شاکر و ذاکر بے حضور ہوتے ہیں اور ان کے دل میں کئی طرح کے خطرات پیدا ہوتے ہیں۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے:۔ "حضوری قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی"۔

بیت

جب (طالب کا) معدہ ہر قسم کے کھانے سے خالی ہو' تو اس وقت پوری معراج (فکر) حاصل ہوا کرتی ہے۔

اس طرح کا ذکر بھی بے واصلان حق کے نزدیک بے حضور خام لوگوں کا کام ہے۔ کیونکہ صبر و شکر کرنا بیوہ عورتوں کا کام ہے۔ جس عورت کا شوہر مرجاتا ہے۔ دوسری عورتیں اس کو کہتی ہیں کہ گریہ نہ کرو' صبر و شکر کرنا چاہئے' کیونکہ اللہ تعالیٰ حی و قیوم ہے۔ وہ تو نہیں مرا۔ (اس طرح کا صبر و شکر' صبر و شکر نہیں کہلاتا) صبر و شکر یہ ہے کہ فقیر دنیا' اہل دنیا اور حب دنیا سے صابر و شاکر ہوا کرے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھے وہ فقر عطا کیا ہے' جو کہ

داد کہ فقر ورثۂ پیغمبران است۔
قولہ تعالیٰ: اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ ط(۱)
قولہ تعالیٰ: اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا وَ قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ ط(۲)
پس ببین بر فقر ہیچکس شکر شاکر نیست مگر ذاکر حقیقی و صابر تحقیقی، دنیا و چیزیکہ نعمت در دنیا است۔ این نہ نعمت این نعمت ہمہ تلخ گردد روز قیامت۔
قولہ تعالیٰ: کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ط(۳)
این آیت نیز در باب وجودیہ است۔

بیت

ہر کہ در عشق تام دانشمند	عشق فقرش نہ راہ دانش و پند
علم آنست کند بحق واصل	گرچہ رسوا ملامتش حاصل
ع(۴) دنیا بجاہ نادانی	این ہمہ جہل است آنچہ میخوانی

بیت باھُوؒ

دلق پوشی بہ است گرچہ نمد ہمنشینی دوام یار صمد

قال علیہ السلام: جَعَلْتُ فِی النَّفْسِ طَرِیْقَۃَ الزَّاهِدِیْنَ وَجَعَلْتُ فِی الْقَلْبِ طَرِیْقَۃَ الرَّاغِبِیْنَ وَجَعَلْتُ فِی الرُّوْحِ طَرِیْقَۃَ الْعَارِفِیْنَ ط(۵)

بیت

باھوؒ می نماند پردۂ نفس و ہوای	
چون در آید در دلم ذکر خدای	

۱۔ سورہ البقرہ، ۲:۱۵۳، ۲۔ سورہ سبا، ۳۴:۱۳، ۳۔ سورہ اعراف، ۷:۳۱

۴۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۲۶: ع ز و دنیا، ۵۔ حدیث۔

پیغمبروں کی میراث ہے۔ (ایسے صابروں کے لئے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔ (اور ایسے شکر گزار بندوں کی پیروی کا) باری تعالیٰ نے حکم دیا ہے: "اے آلِ داؤدؑ! شکر کرو اور یقیناً" میرے بندوں میں بہت کم شکر کرنے والے ہیں"۔

پس (اے طالب!) دیکھ! فقر پر کوئی آدمی صابر و شاکر نہیں ہو سکتا' جب تک وہ سچا ذاکر اور حقیقی صابر نہ بن جائے۔ ایسے فقیر کے نزدیک دنیا اور اس کے اندر جو نعمتیں موجود ہیں' سب ہیچ ہیں (بلکہ یہ سب نعمتیں اس کے نزدیک زحمت ہیں) دنیا کی یہ سب نعمتیں قیامت کے روز تلخ معلوم ہوں گی۔ اسی لئے ارشاد خداوندی ہے: "کھاؤ اور پیو اور بیجا اسراف نہ کرو' کیونکہ اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا"۔

یہ آیت (حکم الٰہی) بھی وجوب پر شاہد ہے۔

بیت

عشق خداوندی میں فقر کی ضرورت ہے' اس کے لئے عقل و دانش کی چنداں ضرورت نہیں۔
جو شخص کہ عشق حقیقی میر کامل ہے' وہی (بڑا) دانشمند ہے۔
اگرچہ اس کو رسوائی اور ملامت حاصل ہو۔ (مگر) علم وہی ہے جو بحق واصل کرے۔
(اور) اس کا نام علم نہیں ہے جو تو پڑھ رہا ہے' یہ سب علوم جہالت پر دال ہیں۔ اور جو ناداں لوگ اس سے عزت دنیا و جاہ حاصل کرتے ہیں' وہ سب ناداں ہیں۔

بیت باھوؒ

(ان پڑھے لکھے نادان لوگوں سے تو) فقیر کی دلق پوشی بہتر ہے' اگرچہ اس نے ٹاٹ کی گدڑی پہن رکھی ہو' کیونکہ وہ ہمیشہ خداوند بے نیاز کا ہمنشیں رہتا ہے۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے: "(انسان کے) نفس میں زہد و تقویٰ رکھنے والوں کی راہ رکھی گئی ہے اور (اسی طرح) قلب میں رغبت و محبت رکھنے والوں کی اور (ایسی ہی) روح میں عارفین کامل کی راہ ہے"۔

بیت

اے باھوؒ! نفس و خواہش کا پردہ درمیان میں نہیں رہتا ہے' جب دل میں ذکر خدا جلوہ گر ہو جاتا ہے۔ (پس طالب مولیٰ کو چاہئے کہ وہ ہر وقت نفس کا محاسبہ کرتا رہے)

باب پنجم

ذکر علماء و فقراء و ذکر اللہ اولیٰ و اعز و اجل و اتم و اکبر

علماء آنست کہ وارث الانبیاء و آثار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم دارد و امین خدا باشد۔ طالب علم چہ معنی دارد یعنی طاعت طلب۔ عالم چہ معنی دارد و بعضی از عام برآید خاص شود۔ فاضل چہ معنی دارد کہ فیض او عام باشد۔ چنانچہ فیض آب دریا۔ دانشمند چہ معنی دارد۔ دعوی مدعی با نفس خویش محاسبہ۔ این ہمہ کارہا علماء عامل فقیر کامل درویش و علم دو قسم است۔ علم رحمانی از برای ترک دنیا و اہل طاعت و علم شیطانی: حب دنیا، حرص، حسد، کبر، اہل بدعت۔ طالب مولیٰ چہ معنی دارد؟ یعنی طواف کنندۂ دل اہل ہدایت۔ صدق بقلب چنانچہ حضرت ابابکر صدیقؓ و صاحب عدل چنانچہ حضرت عمر خطابؓ و صاحب حیاء چنانچہ حضرت عثمانؓ و صاحب غزا چنانچہ حضرت علیؓ و صاحب رضا چنانچہ سرتاج انبیاء و اصفیاء خاتم المرسلین، امین، رسول رب العالمین، صاحب الشریعت والسر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم است کہ طالب مولیٰ مذکر۔

قولہ تعالیٰ: وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ(۱)

علم با عمل یار باید نہ علم حامل بار۔

قال علیہ السلام: اَلْعِلْمُ نُكْتَةٌ وَّكَثَّرَتْهَا الْجُهَّالُ(۲)

کسیکہ بر علم عمل نکند علم بر و وبال۔

قال علیہ السلام: اَلْعُلَمَاءُ وَارِثُ الْاَنْبِيَاءِ(۳)

علماء وارث الانبیاء آنست کہ بمتابعت انبیاء باشد کہ دروی فسق و فجور و دروغ، حسد، کبر، حرص، نبود۔ آنچہ بود ہمہ حق بود و راستی رہنما۔

۱۔ سورہ المجادلہ، ۵۸: ۱۱، ۲۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۲: للعمل: نقل از مرغوب تبریزی، ۳۔ عین العلم از ملا علی قاری"

باب پنجم

علماء و فقراء کا بیان اور کیفیت ذکر خدائے عزوجل

علماء وہ ہوتے ہیں جو کہ وارث انبیاء ہوں اور جن کی پیشانی پر آثار اتباع محمد رسول اللہ کے ہوں۔ اور وہ امین خدا ہوں۔ طالب علم کے کیا معنی ہیں؟ یعنی طالب وہ ہوتا ہے جو علم کی اطاعت کرے۔ عالم کے کیا معنی ہیں؟ عالم کے یہ معنی ہیں کہ عالم بعض عام لوگوں سے نکل کر خاص بنا ہوا ہو۔ فاضل کے کیا معنی ہیں؟ فاضل وہ ہوتا ہے' جس کا فیض عام ہو جیسے کے دریا کے پانی کا فیض۔ دانشمند کے کیا معنی ہیں؟ دانشمند وہ ہے جو اپنے نفس پر دعویدار بنا رہے اور اس پر (ہمیشہ) محاسبہ کرتا رہے۔ یہ تمام کام علمائے عامل اور کامل درویش فقیر کے ہیں۔
علم کی (بھی) دو قسمیں ہیں۔ علم رحمانی اور علم شیطانی۔ علم رحمانی کے لئے یہ امر لازمی ہے کہ وہ ترک دنیا اور اہل طاعت ہو۔ اور علم شیطانی سے حب دنیا' حرص' حسد' کبر و غرور اور بدعت حاصل ہوتی ہے۔ طالب مولیٰ کے کیا معنی ہیں؟ یعنی وہ اہل ہدایت کے دل کا (ہمیشہ) صدق دل سے طواف کرتا رہتا ہے۔ جیسے حضرت ابوبکر صدیق و صاحب عدل حضرت عمر خطاب' صاحب حیاء حضرت عثمان اور صاحب غزا حضرت علی اور صاحب رضا جیسے کہ سرتاج انبیاء و اصفیاء خاتم المرسلین' امین' رسول رب العالمین' صاحب السر و الشریعت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ اور یہ کہ طالب مولیٰ مذکر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے' ان کے بڑے درجات ہیں"۔ کی یہی شان ہے۔
علم عمل کے ساتھ ہی فائدہ مند ہوتا ہے اور وہ علم نہ ہو جو محض بار خر ہو۔

حدیث

علم نکات میں سے ایک نکتہ ہے' اور اس کی کثرت جاہلوں کے لئے ہے۔
جو شخص کہ علم پر عمل نہیں کرتا' علم اس کے لئے وبال جان ہوتا ہے۔
دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے: "علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں"۔
علمائے وارث الانبیاء وہی ہوتے ہیں جو انبیائے کرام کی پیروی کرتے ہوں اور جن میں فسق و فجور' جھوٹ' حسد' کبر و غرور اور حرص نہ ہو۔ ان کا ظاہر و باطن حق کا نمونہ اور راستی کا راہنما ہو۔

قال علیہ السلام: لَوْلَا الْحَسَدُ فِی الْعُلَمَاءِ لَصَارُوْا بِمَنْزِلَةِ الْاَنْبِیَآءِ(۱)

یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم صاحب فرمود اگر در علماء حسد نبودی بمرتبہء انبیاء(۲) رسیدندی۔ علماء آنست کہ سہ طلاق بدنیا دھد۔ دوم سنت کلان محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بجا آرد۔ خانہ تصرف براہ خدای تعالیٰ کند۔ سیوم خلق محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بی طمع و بی ریا کند۔ طالب طاعت خدا پرست اہل ترس۔ چندانکہ علم زیادہ خواند' عمل و طاعت زیادہ کند۔ ہر کرا عمل و طاعت و ترس زیادہ نشود۔ پس معلوم است(۳) کہ آن را جہل زیادہ باشد۔ علم دانستن است۔ ہر کہ نادان است' خانہء جہل پر معصیت گردد۔ درمیان علماء و فقراء چہ فرق است۔ ہر کہ فقراء است علماء است۔ ہر کہ علماء است ہمون اولیاء است۔ ہر کہ اولیاء است پیوستہ با خدا است۔ علماء طالبِ علم و فقراء طالب مولیٰ۔ علماء را نظر بر سطور' ورق' حروف است و فقیر صاحب معرفت را نظر بر معروف است۔ علماء میگویند کہ مسئلہء علم یاد گیر۔ فقیر میگوید کہ اُذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْرًا کَثِیْرًا(۴) پرہیز از علم ترک گیر۔ علماء بجہت روزی معاش زر سیم را انتظار است۔ فقیر از دنیا و اہل دنیا بیزار است۔ علماء میگویند کہ دست اہل دنیا گیر کہ مرد صالح نیک نام است۔ فقیر میگوید کہ دست اہل دنیا گرفتن مطلق حرام است۔

حدیث

اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّ طَالِبُهَا کِلَابٌ(۵)

دنیا سہ فرقہ است۔ اہل دنیا' اہل علماء و اہل فقراء۔ چون علی الصباح می شود' مؤذن بانگ می گوید گوئی صور اسرافیل دمید و روز حشر پیدا شد۔ اہل دنیا را جانب آتش دوزخ کشند۔ چنانچہ حرص ہوای نفسانی و معصیت شیطانی و اہل علم را جانب بہشت کشند۔ چنانچہ علم مسائل فقہ و اہل فقر را جانب دیدار استادہ کنند۔ چنانچہ ذکر فکر وحدانیت غرق۔ مصرع: "چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد۔"

۱۔ حدیث' ۲۔ عین الفقر' جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۲: شہداء' ۳۔ ایضاً" ص ۳: می شود' ۴۔ سورہ الاحزاب' ۳۳:۴۱' ۵۔ عین العلم شرح زین الحلم از ملا علی قاری"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "اگر علماء میں حسد نہ ہوتا تو وہ بمنزلہ انبیاء کے ہوتے"۔

(پس) علماء وہی ہیں جو دنیا کو تین طلاق دے دیں۔ دوسرے سنت نبویؐ کو پوری طرح بجا لائیں۔ اور گھربار راہ خدا میں صرف کر دیں۔ اور تیسرے خلق محمدیؐ کی تقلید بے طمع اور بے ریا کریں۔ (کیونکہ) طالب اللہ حق پرست اور خدا ترس ہوتا ہے۔ جس قدر اس کا علم بڑھتا ہے تو اسی قدر اس کے عمل اور اطاعت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور جس شخص کا عمل اور اطاعت اور خوف الٰہی زیادہ نہ ہو تو پس اس میں جان لیں کہ جہالت زیادہ ہو گئی ہے۔ علم جاننے کا نام ہے۔ اور جو کوئی نادان (اور جاہل) ہے' تو اس کا خانہء جہالت معصیت سے پر ہوتا ہے۔ علماء اور فقراء میں کیا فرق ہے؟ جو شخص کہ فقیر ہے' وہ عالم بھی ہے۔ اور جو کوئی عالم ہے وہی ولی بھی ہے۔ اور جو کوئی ولی ہے' وہ ہمیشہ واصل خدا ہوتا ہے۔ عالم طالب علم ہے اور فقیر طالب مولیٰ ہے۔ علماء کی نظر حروف وسطور و اوراق پر ہوتی ہے۔ اور صاحب معرفت فقیر کی نظر نور الٰہی پر ہوتی ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ مسائل علم (فقہ) یاد کر۔ فقیر کہتا ہے کہ اللہ کا ذکر زیادہ سے زیادہ کر اور (ظاہری) علم سے پرہیز کر اور اسے ترک کر۔ علماء کو روزی و معاش کے لئے زر و سیم کا انتظار رہتا ہے۔ جبکہ فقیر دنیا اور اہل دنیا سے بیزار ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ اہل دنیا کا ہاتھ پکڑ' کیونکہ (دنیا میں) مرد صالح سے مدد لینا نیک نامی ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ اہل دنیا کا ہاتھ پکڑنا مطلق حرام ہے۔

حدیث

"دنیا ناپاک ہے اور اس کا طالب کتا ہے"۔

دنیا میں تین فرقے ہیں۔ اہل دنیا' اہل علم اور اہل فقر۔ جب صبح ہوتی ہے۔ موذن اذان دیتا ہے گویا کہ اسرافیل علیہ السلام نے صور پھونکا۔ اور روز حشر قائم ہو گیا۔ اہل دنیا کو (فرشتے) آتش دوزخ کی طرف کھینچ کر لے جا رہے ہیں۔ چونکہ وہ حرص و ہوا اور خواہشات نفسانی اور معصیت شیطانی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور علماء کو گویا بہشت کی طرف لے جا رہے ہیں' چونکہ وہ مسائل علم فقہ میں محو رہتے ہیں۔ اور فقراء کو دیدار (خداوندی) کے لئے کھڑا کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ذکر و فکر اور غرق وحدانیت ہوتے ہیں۔

مصرع

جب کوئی مرد مرتا ہے تو وہ (کسی بیماری میں) مبتلا ہو کر مرتا ہے۔ اور جب (وہ قیامت کے روز) اٹھے گا تو (خدا کے سامنے جواب دہی کے فکر میں ہی) مبتلا اٹھے گا۔

علماء اہل شعور اند و صاحب فہم و فقراء اہل حضور اند و صاحب وہم۔ دل صاحب شعور از نظر خدا محروم است کہ شب و روز بخواندن و نوشتن مرقوم است و دل صاحب حضور بنظر اللہ منظور است۔ دل نظر منظور را چہ نشان است۔ دل پر درد صاحب حضور۔ مراد او موت سلیم۔ با حلم حلیم۔ شکستہ خاطر بر صراط المستقیم اشتغال اللہ غرق بتوحید رب قدیم۔ بیزار از کار ناشایستہ شیطان اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اول قسم بسم اللہ۔ دوم قسم الرحمٰن۔ سوم قسم الرحیم۔ بسم اللہ بر دل مذکور بودہ باشد۔ الرحمٰن بر دل مومن و منافق و کافر رزق نصیب۔ الرحیم نصیب دل مومن مسلم است۔ علماء می گویند کہ علم بسیار بخوان ہمنشین بادشاہ قاضی باشی۔ فقیر میگوید کہ راہ توکل بگیر و با خدا باش راضی۔ علماء میگویند کہ علم نحو و صرف بخوان کہ خوب است علم اصول۔ فقیر می گوید کہ فنا فی اللہ غرق شو۔ علم را نسیان بکن ای مجہول۔ علماء میگویند کہ بی علم مرد ہمچون ابو جہل است۔ فقیر میگوید کہ علم یک حرف است۔ علم لدنی خواندن نہ سہل است۔
قولہ تعالیٰ: وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (۱)
علماء را میخ دنیا بدل زدہ اند و فقراء میخ دنیا بگل زدہ اند۔ علماء اہل دانش صاحب شعور است۔ فقیر عاشق دیوانہ تجلی حضور است۔ فقیر با ذکر فکر اشتغال اللہ در وحدانیت مستغرق در علم باطنی صاحب علوم است۔ علماء از فکر اشتغال از علم نعمت معرفت باطنی محروم است۔ فقیر خادم و علماء مخدوم۔ علماء صاحب نصیحی (۲) است و فقراء صاحب مسیحی است۔ مسیحی زندگی از مردہ قبر است۔ فقیر را زندگی قلب از حق تعالیٰ ذکر اللہ خبر است۔ حیات مسیحی یک روز یا یک پاس بود و ذکر و زندگی قلب ذکر اللہ فقراء پاس انفاس باللہ تا ابد است قم باذن اللہ۔
قولہ تعالیٰ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (۳)

۱۔ سورۂ کہف ۱۸: ۶۵ ۲۔ عین الفقر، جلد دوم، ص ۴۳ ۳۔ سورہ الزمر ۳۹: ۳۰-۲۹

علماء اہل شعور اور صاحب فہم ہوتے ہیں۔ اور فقراء اہل حضور و وہم ہوتے ہیں۔ اور صاحب شعور کا دل نظر خدا سے محروم ہوتا ہے' کیونکہ وہ رات دن لکھنے اور پڑھنے میں مصروف رہتا ہے۔ اور صاحب حضور کا دل اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور ہوتا ہے۔ دل نظر منظور کی کیا نشانی ہے؟ اس کی نشانی یہ ہے کہ دل پر درود اہل حضور ہوتا ہے۔ اور اس کی مراد موت سلیم ہوتی ہے۔ وہ صاحب حلیم اور شکستہ خاطر اور صراط مستقیم پر قائم اور اللہ تعالیٰ کے ذکر و اشغال میں مصروف اور رب قدیم کی توحید میں غرق رہتا ہے اور شیطانی ناشائستہ کاموں سے بیزار رہتا ہے۔ وہ اللہ کے نام سے جو رحمٰن ہے اور رحیم ہے ہر کام کا آغاز کرتا ہے اور شیطان لعین کی مذموم چالوں سے بچنے کے لئے ہر وقت اللہ سے پناہ مانگتا ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے تین حصے ہیں۔ پہلا حصہ بسم اللہ ہے۔ دوسرا حصہ الرحمٰن ہے اور تیسرا حصہ الرحیم ہے۔

بسم اللہ کا اسم دل پر مذکور ہوا ہے۔ الرحمٰن دل مومن پر دال ہے اور منافقوں اور کافروں کو اس سے رزق نصیب ہوتا ہے۔ اسم الرحیم مسلم مومن دلوں کے لئے (روز قیامت) نجات کا ذریعہ بنے گا۔ علماء کہتے ہیں کہ علم خوب پڑھو اور سلاطین و قضاۃ کے مصاحب بنو۔ اور فقیر کہتا ہے کہ راہ توکل اختیار کرو اور خدای تعالیٰ سے راضی رہو۔ علماء کہتے ہیں کہ علم صرف و نحو پڑھو' چونکہ یہ خوب اصولی علم ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ اے فضول شخص! علم (ظاہری) کو بھول جا۔ علماء کہتے ہیں کہ بے علم آدمی ابو جہل کی طرح ہوتا ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ علم (ظاہر تو) ایک حرف ہے' (لیکن) علم لدنی پڑھنا آسان نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اور اسے (اپنے بندے کو) اپنا علم لدنی عطا کیا"۔

اور علماء دنیا کے دل میں میخ گاڑتے ہیں۔ اور فقراء دنیا کی میخ کو کیچڑ میں گاڑتے (اور اس کو تباہ کرتے) ہیں۔ علماء اہل دانش اور اہل شعور ہوتے ہیں۔ اور فقیر عاشق و دیوانہ اور صاحب حضور ہوتا ہے۔ فقیر ذکر و فکر و اشغال میں رہ کر وحدانیت میں مستغرق رہتا ہے اور علم باطنی میں صاحب علوم ہو جاتا ہے۔ اور علماء اپنے علوم ظاہری میں مشغول رہ کر فکر و اشغال اللہ سے بے نصیب اور علم باطنی کی نعمت سے محروم ہوتے ہیں۔ اور فقراء خادم اور علماء مخدوم ہوتے ہیں۔ علماء اہل نصیحت ہوتے ہیں اور فقراء صاحب مسیحی ہوتے ہیں۔ مسیحی ایک قسم کی عارضی زندگی ہوتی ہے' اور اس طاقت سے قبر میں مردوں کو زندہ کیا جاتا ہے۔ اور فقیر کو زندگی قلب ذکر اللہ کے باعث خدا تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوتی ہے۔ (اور یہ زندگی ہمیشہ کی ہوتی ہے' چنانچہ قرآن پاک سے ظاہر ہوتی ہے) اور حیات مسیحی صرف ایک روز یا ایک

ساعت ہوتی ہے۔ اور زندگی جو فقیر کے قلب کو بذریعہ ذکر اللہ پاس انفاس سے ملتی ہے' زندگی ہمیشہ ابد الاباد تک رہتی ہے۔ اور فقیر اس کے ذریعے سے مردہ کو بلفظ قم باذن اللہ زندہ کر لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "سب تعریفیں اللہ ہی کو ہیں' مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ بے شک آپ' کو بھی انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے"۔

زیر زمین ہمہ افسوس(۱) است۔ در فقر طلب(۲) مولیٰ ہمہ نیاز(۳) یست و در طلب علم (ہمہ ۴) حرص است۔ فقیر با عشق بی قرار و بی آرام۔ و علم بی معرفت چنانچہ نمک بی طعام۔ اہل علم خدا را از چون می شناسد یعنی در علم ہمہ چون چرا است۔ اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرُ ط (۵) واقع است و فقیر خدای تعالیٰ را از بیچگون می شناسد یعنی در فقر بیخودی است با خدای تعالیٰ و اللہ تعالیٰ چون بیچگون است۔ فقیر صاحب نظر و علماء صاحب مرقوم۔ خادم افضل است از مخدوم۔

قال علیہ السلام: سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ وَ خَیْرُ مِنْهُمْ ط (۶)

علماء را مرتبہ بسیار بزرگ است بالاتر۔ فقیر میگوید کہ اگرچہ بالاتر از سلک سلوک راہ تصوف بی خبر۔ علماء را چشم بد نیا لذت نعمت و فقیر را چشم بر خوف روز قیامت۔ علماء میگویند کہ عقبیٰ چہ جای خوش بہشت است۔ فقیر میگوید کہ بجز دیدار مولیٰ ہمہ خوار و زشت است۔ علماء میگویند کہ فقیر چہ احمق است۔ مجنون و دیوانہ است۔ فقیر میگوید کہ علماء از خدا بیگانہ اند۔ علماء میگویند کہ علم خواندن خوب است ' منطق معانی۔ فقیر میگوید بجز یاد اللہ تعالیٰ عمر برباد دادن است ' و نادانی (علم خواندن۷) فقیر طالب مولیٰ کرا گویند کہ مولیٰ چہار حروف است۔ طالب مولیٰ چہار نشان دارد۔ از تاثیر چہار حروف۔ از حروف میم مراد لذت نفس را ندھد محو شود بمعرفت و از حرف واو وحدانیت مستغرق و از حرف لام لایق دیدار۔ قطع علایق دنیا مردار و از حرف ی یاد حق چنانست نہ مال یاد نہ فرزند نہ یاد تن بجز دوست۔ و طالب علم کرا گویند علم سہ حرف است۔ از حرف عین علایق عقل و از حرف لام لا یسبح طالب دنیا مدد و معاش۔ از حروف میم میراث خواہ پدر۔ بی علم زاھد بی خبر ہیزم دوزخ است۔ لیکن ترا علم (باید۸) با عمل یگانگی۔ علم بی عمل دیوانگی است۔ زاھد بی علم تخم در شور است۔ علم بی زھد مردہ در گور است۔ علماء میگویند کہ علم واردات غیبی فقیر را کجا است۔ فقیر میگوید کہ استاد مرا حی قیوم خدا است۔

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ' جلد دوم ' ص ۴: ۱ قنوس ' ۲۔ ایضا ": طالب ' ۳۔ ایضا ": نیاز ' ۴۔ ایضا " ۵۔ حدیث التشرف ' ۶۔ ضیاء القلوب و مرغوب تبریزی ' ۷۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ' ص ۴ ' ۸۔ ایضا "

ویسے تو سب کو زیر زمین جانا ہے۔ یہ افسوس کی بات ہے (مگر ہر ایک کی موت میں فرق ہے)
فقر میں طالب مولیٰ ہمہ تن بے نیاز رہتا ہے۔ اور ظاہری علم کے طالب میں ہمہ تن حرص و ہوا ہے۔ اور عاشق فقیر بے آرام اور بے قرار رہتا ہے۔ اور علم بے معرفت ایسا ہے جیسے طعام بے نمک۔ اور علماء خدا کو چون وچرا سے پہچانتے ہیں' یعنی علم میں سب چون وچرا ہے۔ اسی لئے "علم ظاہری جناب الٰہی میں ایک بڑا پردہ ہے" کہا گیا ہے۔ اور فقیر خداوند تعالیٰ کو بے چونی و بے چگونی سے پہچانتا ہے۔ یعنی فقر میں خدای تعالیٰ کے ساتھ بیخودی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بے چون و بے چگون ہے۔ (اس لئے) فقیر صاحب نظر ہوتا ہے۔ اور عالم صاحب مرقوم (اور بے اختیار) ہوتا ہے۔ خادم (فقیر) مخدوم (عالم) سے افضل ہوتا ہے۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے: "قوم کا خادم اس کا سردار ہوتا ہے۔ اور اس سے بہتر ہوتا ہے"۔
علماء کے مراتب بہت ہیں اور درجہ نہایت بزرگ و بالا ہے۔ لیکن فقیر کہتا ہے اگرچہ بزرگ و ارفع ہے' مگر سلک سلوک اور راہ تصوف سے بے خبر ہے۔ علماء کی آنکھ نعمت ھای دنیا اور اس کی لذات پر ہے۔ اور فقیر کی آنکھ روز قیامت کے خوف پر ہوتی ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ دیکھو آخرت میں بہشت کیا خوشی کی جگہ ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ بجز دیدار الٰہی کے جو کچھ ہے سب زشت و خوار ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ فقیر کیا احمق و مجنون اور دیوانہ ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ علماء خدا سے بیگانہ ہیں۔ علماء کہتے ہیں کہ علم منطق و معانی و حکمت پڑھنا خوب ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ یاد الٰہی کے سوا علم (ظاہری) پڑھنا نادانی اور عمر کا برباد کرنا ہے۔
فقیر طالب مولیٰ کس کو کہتے ہیں؟ حرف مولیٰ کے چار حرف ہیں۔ اور انہی کی تاثیر سے یہ چار نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں۔
اول حرف میم اور اس سے مراد یہ ہے کہ طالب اپنے نفس کو اس کی خواہشات سے باز رکھے اور معرفت الٰہی میں محو ہو جائے۔
دوم حرف واو اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ وحدانیت میں غرق رہے۔
سوم حرف لام اور اس سے مراد یہ ہے کہ دنیائے مردار اور اس کی آلائشوں سے قطع تعلق کرلے تاکہ لائق دیدار ہو جائے۔
چہارم حرف ی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ یاد حق میں ایسا محو ہو جائے کہ سوائے اپنے دوست حق تعالیٰ کے نہ اسے مال یاد رہے نہ اس کو اولاد یاد رہے اور نہ اس کو اپنے تن کی خبر رہے۔

اور طالب علم کس کو کہتے ہیں؟ علم کے تین حرف ہیں۔
اول (ع)۔ اس سے مراد ہے عقل کی کارستانیاں۔
دوم (ل)۔ اس سے مراد یہ ہے کہ طالب تسبیح کی نفی کردے اور معاش دنیا اور مدد وغیرہ کو اپنا نصب العین بنالے۔
سوم (م)۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے (مرحوم) باپ کی وراثت کا خواہاں ہو۔
بے خبر اور بے علم زاہد دوزخ کا ایندھن ہے۔ لیکن (اے طالب!) تجھے ایسا علم چاہئے جو کہ عمل کے ساتھ ہو اور اس سے یگانگی حاصل ہوتی ہے۔ علم بے عمل دیوانگی ہے اور زاہد بے علم کی مثال ایسی ہے جیسے شور زمین میں بیج بویا ہو۔ اور علم بے زہد کی مثال ایسی ہے جیسے زندہ کو مردہ سمجھ کر قبر میں دفن کیا ہو۔ علماء کہتے ہیں کہ فقیر کو واردات غیبی کہاں سے حاصل ہوتے ہیں؟ فقیر کہتا ہے میرا استاد خداوند تعالیٰ حی و قیوم ہے۔ (ذیل کی حدیث اس پر شاھد ہے)

قال علیہ السلام۔ اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ مَااَدَّبَنِیْ(۱)
پیغمبر صاحب فرمود صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ مرا تعلیم کرد علم و ادب رب خود۔ اگر حیات است در علم است و اگر راحت است در معرفت است۔ اگر شوق و محبت و ذوق است در ذکر است و اگر مشاهده است در مجاہده است۔ اگر فرحت است در فقر است۔ اگر اشتیاق مشتاق است در اتفاق است۔ اگر نور است در علم است۔ اگر تاریکی و ظلمت است در جہل است۔ اگر کرامت است در معرفت است۔ درویش اہل محبت را ہیچ حق حضور حاصل نشود مگر تا آنکہ از خلق خلوۃ و عزلت نگیرد و دوستان را دشمن داند و فرزندان را یتیم اکبر کند۔ آنگاہ بمقام حضور حق تواند رسید۔ این فقیر باھوؒ میگوید کہ طالب اللہ ہمیشہ با خلق بخلق باشد۔ چنانچہ خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر در خلوت عزلت ریاضت حق یافتندی ماکیان یافتندی۔ ہر کہ یافت از صحبت اہل اللہ یافت کہ غرق بتوحید گشتند۔ ہر کہ واصل شد از آدمی شد نہ از جن فرشتہ۔ راہ خدای تعالیٰ از موی باریک ترکہ فنافی اللہ ذات۔
قولہ تعالیٰ: وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ(۲)
راہ فقر پر درد و کشالہ نہ حلوا خوردن در خانہ ء مادر و خالہ کہ نرم و چرب لقمہ نوالہ، بلکہ سوختن بسوز شب و روز آہ و نالہ۔
قال علیہ السلام: اَلرُّؤْيَةُ وَجْهُ الظَّالِمِ سَوَادُ الْقَلْبِ(۳)
قال علیہ السلام: لِكُلِّ شَيْءٍ مِفْتَاحٌ وَمِفْتَاحُ الْجَنَّةِ حُبُّ الْفُقَرَاءِ(۴)

۱۔ علامہ تبریزی، ملا علی قاریؒ۔ ادبنی ربی فاحسن تادیبی۔ مشکوٰۃ شریف، ۲۔ سورہ الاعراف، ۷: ۴۰، ۳۔ حدیث۔ ۴۔ حدیث۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "میری تعلیم و تربیت خود خدا نے کی ہے"۔
اگر زندگی ہے تو علم میں ہے۔ اور اگر راحت ہے تو وہ معرفت میں ہے۔ (پس فقیر کی زندگی بھی علم ہی ہے) اگر شوق و محبت اور ذوق ہے تو وہ ذکر میں ہے اور اگر مشاہدہ حاصل ہوتا ہے تو وہ مجاہدہ سے ہے۔ اور اگر فرحت ہے تو وہ فقر میں ہے۔ اگر کوئی شخص (علم کا) اشتیاق رکھتا ہے اور مشتاق ہے' تو اس کی (کامیابی) اتفاق میں ہے۔ اگر نور ہے تو وہ علم میں ہے۔ اور اگر تاریکی و جہالت ہے تو وہ جہالت میں ہے۔ اگر بزرگی ہے تو وہ معرفت الٰہی میں ہے۔ درویش اہل محبت کو کبھی حضوری کا حق حاصل نہیں ہو سکتا' تاوقتیکہ وہ مخلوق سے خلوت اور عزلت اختیار نہ کرے۔ اور اپنے دوستوں کو دشمن نہ جانے اور اپنے فرزندوں کو یتیم اکبر نہ کرے۔ اس وقت تک وہ مقام حضوری حق تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔
یہ فقیر باہوؒ کہتا ہے کہ طالب اللہ ہمیشہ خلقت کے ساتھ (اچھا) برتاؤ رکھے اور خلق محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا رکھے۔ کیونکہ اگر خلوت و عزلت اور ریاضت سے خدای تعالیٰ کو پانا ممکن ہوتا' تو انڈوں پر کی مرغیاں اس کی زیادہ مستحق ہوا کرتیں۔ جس کسی کو کچھ حاصل ہوا' اسے اہل اللہ کی صحبت (اور محبت) سے حاصل ہوا۔ چونکہ وہ (ہمیشہ) توحید کے دریا میں مستغرق رہے۔ جو کوئی بھی واصل حق ہوا وہ (نیک) آدمی (کی صحبت) سے ہوا نہ کہ جن و فرشتہ کی ملاقات سے۔ (یعنی یہ مرتبہ گوشہ نشینی میں اور جن و ملائکہ کی ملاقات سے کبھی حاصل نہیں ہوا)' کیونکہ راہ خدای تعالیٰ بال سے زیادہ باریک ہے (اور پہاڑوں سے زیادہ مشکل ہے) یہ مرتبہ حاصل کرنے کے لئے طالب کو فنا فی اللہ ذات ہونا پڑتا ہے۔ اسی لئے کافروں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "کافر جنت میں داخل نہیں ہوں گے' یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے گزرے"۔
پس راہ فقر درد و غم سے پر رہنے کا نام ہے۔ ماں اور خالہ کے گھر میں بیٹھ کر حلوہ کھانے اور نرم و چرب لقمے نوالے اڑانے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ فقیری میں شب و روز دل جلانا پڑتا ہے اور آہ و زاری کرنا پڑتی ہے۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں: "ظالم کی شکل دیکھنا وسعت قلب کا ذریعہ ہے"۔
پھر فرمایا: "ہر چیز کی کنجی ہوتی ہے اور جنت کی کنجی فقراء کی محبت ہے"۔

چنانچہ شیخ واجد کرمائیؒ میگوید کہ فردا قیامت درویشان را فرمان شود کہ نزدیک ترازو و پل صراط بروید و نظر کنید ھر کہ در دنیا با ایشان چیزی دادہ و یاری کردہ باشد۔ حق تعالیٰ می فرماید کہ ماشارا اختیار دادہ ایم کہ اوشانرا از (ترازو)(۱) پل صراط بگذرانید و بہ بہشت ببرید(۲)۔ فردای قیامت مردی را بیارند کہ او را از نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و جز آن یعنی ہرچہ طلب بودہ کردہ باشد۔ فرشتگان را فرمان شود کہ برای عذاب این مرد را بدوزخ ببرید۔ آن مرد التماس کند خداوندا! در دین محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بسیار عمل صالح کردہ ام از کدام عمل بارا بدوزخ می برند۔ فرمان آید کہ در دنیا از درویشان روی بگردانیدی۔ من نیز از تو روی میگردانم۔ طاعت تو باز باتو می زنم۔ مردی دیگر بیارند پر عیب و نقصان۔ فرمان شود فرشتگان را کہ آنرا بہ بہشت ببرند۔ مرد را تعجب آید و حیرانی پیدا شود کہ از کجاست کہ مارا بسوی بہشت برند۔ فرمان آید کہ ای فلان! در دنیا ترا چیزی حاصل شدی در محبت درویشان می رفتی و با ایشان خرچ میکردی۔ از برکت دعای ایشان ترا در بہشت میفرستم کہ شب و روز در محبت ایشان بودی۔ رحمتی و نعمتی بالاتر از محبت درویشان نیست یعنی اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ یعنی در خانہء فقیر فاقہ بسیار است۔ الفقر لا یحتاج یا آنکہ فقیر صاحب نظر کیمیا اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ یا آنکہ زر سیم مال ہمہ در راہ خدای تعالیٰ تصرف کردہ تارک شد۔ باز بدنیا احتیاج ندارد اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ یا آنکہ بر دل اسم اللہ جمعیت سکونت گرفت۔ دل غنی گشت۔ اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ یا آنکہ میل بسوی دنیا و اہل دنیا ندارد و از غیر ما سوی اللہ طمع ندارد۔ اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ یا آنکہ زبان او (صاحب(۳) سیف صاحب لفظ باشد۔ آنچہ خواہد خدا کند۔ اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ یا آنکہ بمرتبہء محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رسیدہ باشد۔ اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ۔ فقیر را باید اگر جاہل باشد علم خواند و اگر عالم است صاحب معرفت شود۔ آنگاہ خدای تعالیٰ را بشاسد و داند۔ در فقیری دو مرتبہ است یا علم خوانی قاری یا خداوانی مسی۔ جائیکہ مقام حی و قیوم نہ آنجا رسم رسوم۔

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۵ ۲۔ ایضاً، ص ۵: و برابر خود بہ بہشت ببرید،
۳۔ ایضاً، ص ۶

جیسا کہ شیخ واجد کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ کل قیامت کے روز درویشوں کو حکم ہو گا کہ وہ میزان و پل صراط کے نزدیک جائیں اور جا کر دیکھیں کہ جس شخص نے دنیا میں ان کو کوئی چیز دی ہے اور ان کے ساتھ دوستی کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تم کو اختیار دیا ہے کہ جائیں اور ان کو حساب ترازو اور پل صراط سے بچا کر جنت میں لے جائیں اور ان کو (اپنے پاس برابر) جنت میں جگہ دیں۔

اور کل قیامت کے روز خاص طور پر ایک ایسا شخص بھی لایا جائے گا' جس کے اعمال نامہ میں نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج اور ان کے سوا اور بہت سی نیکیاں یعنی جو کچھ بھی طلب کیا جائے گا موجود ہوں گی۔ فرشتوں کو حکم ہو گا کہ عذاب کے لئے اس شخص کو دوزخ میں لے جاؤ۔ وہ شخص (اس وقت) التماس کرے گا کہ اے میرے آقا! دین محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں میں نے بہت نیک اعمال کئے ہیں' آخر کس عمل کی پاداش میں مجھے دوزخ میں لے جاتے ہیں۔ حکم ہو گا کہ تو دنیا میں درویشوں سے رو گردانی کرتا تھا۔ (آج) میں بھی تجھ سے رو گردانی کرتا ہوں۔ اور تیری عبادت تیرے منہ پر واپس مارتا ہوں۔

اس کے بعد دوسرا شخص لایا جائے گا اور وہ گناہ و معصیت سے پر ہو گا۔ فرشتوں کو حکم ہو گا کہ اس کو جنت میں لے جاؤ۔ وہ شخص تعجب کرے گا اور وہ حیران رہے گا اور کہے گا مجھے کون سی نیکی کے بدلے میں جنت لے جا رہے ہیں۔ فرمان ہو گا کہ اے فلاں شخص! دنیا میں تجھے جو کچھ حاصل ہوتا تھا' تو اسے درویشوں کی محبت میں صرف کرتا تھا اور شب و روز تو ان کی محبت میں رہتا تھا اور وہ تجھے دعا دیتے تھے' اسی لئے میں ان کی دعاؤں کی برکت سے تجھے بہشت میں بھیجتا ہوں' کیونکہ ان کی دعائے نعمت اور رحملی پر ہماری رحمت اور نعمت سبقت رکھتی ہے۔

یعنی فقر کامل اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ یعنی فقیر کے گھر میں فاقہ اور تنگی بہت ہوتی ہے' مگر وہ کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتا۔ یا اس کے معنی یہ بھی ہیں۔ کہ وہ صاحب نظر اور کیمیا ہوتا ہے' اس لئے وہ کسی کا دست نگر نہیں۔ یا اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ وہ اپنے تمام زر و مال خدا تعالیٰ کی راہ میں صرف کر کے تارک الدنیا ہوتا ہے۔ پھر وہ دنیا سے کوئی احتیاج نہیں رکھتا۔ اور الفقر لا یحتاج کے یہ بھی معنی ہیں کہ اس کے دل پر اسم اللہ نے سکونت اختیار کر لی ہے' لہٰذا اس میں دلجمعی پیدا ہو گئی ہے۔ اور اس کا دل غنی ہو گیا ہے۔ لہٰذا اس کو اللہ کے بغیر کسی کی حاجت نہیں رہی۔ یا اس کے یہ بھی معنی ہیں کہ فقیر دنیا اور اہل دنیا کی طرف مطلق میلان و رغبت نہیں رکھتا اور ماسوائے اللہ اور غیر پر حریص ہو کر

اس کا طامع نہیں بنتا۔ لہٰذا وہ کسی کا محتاج نہیں۔ یا اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کی زبان صاحب لفظ اور سیف اللہ ہوتی ہے۔ جو کچھ وہ کہتا ہے' خداوند تعالیٰ اسے پورا کر دیتا ہے۔ اس لئے وہ کسی کا حاجتمند نہیں۔ یا اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ مرتبہء محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر پہنچا ہوا ہے۔ لہٰذا وہ اس وجہ سے اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ کا مصداق بنا ہوا ہے۔

(پس) فقیر کو چاہئے اگر وہ جاہل ہے' تو علم پڑھے۔ اور اگر عالم ہے تو چاہئے کہ معرفت حاصل کرے۔ اس وقت وہ خدا ای تعالیٰ کو پہچان سکے گا۔ اور جان سکے گا۔

فقیری میں دو مرتبے ہیں۔ اول علم خوانی۔ دوم علم خدا دانی۔ اور جس جگہ پر مقام حی و قیوم آ جاتا ہے' تو اس مقام پر رسم و رسوم کچھ نہیں رہتی۔

اگر غافل ہستی ہشیار شو۔ اگر خفتہ ای بیدار شو۔
قال علیہ السلام: یَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ ط(۱)
قال علیہ السلام: رَأَیْتُ فِیْ قَلْبِیْ رَبِّیْ (۲)

بیت باھوؒ

خدا بیدار من بچون خوابم خواب اندر خدای کی یابم(۳)

ہر کرا از علم راہ است آنرا از فقر کلی آگاہ است۔ ہر کرا بر خود نگاہ است' او گمراہ است و ہر کرانہ از علم راہ و نہ از فقر آگاہ' علم براو وبال صد گناہ است۔ فقیر را ہیچ حاصل نشود بجز تزکیہء نفس و تصفیہء قلب و تجلیہء روح۔

قال علیہ السلام: لِکُلِّ شَیْئٍ مِصْقَلَۃٌ وَ مِصْقَلَۃُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی ط(۴)

نفس را در وجود آدمی چہار خانہ است۔ اول خانہء زبان' بہر لہو و لغو۔ دوم خانہء دل' بہر خطرات وسوسہ' سیوم خانہء ناف' بہر ہوا و شہوت۔ چہارم خانہء گرد دل' بہر حرص و حسد و کبر و عجب و ریا و کینہ و بغض۔ این چہار خانہ بہ آتش سوزانند بجز آب ذکر اللہ تعالیٰ ہرگز سرد نشود۔ علماء ازین خانہ بی خبراند' کہ راہ معرفت عشق محبت نور زنند۔ حرص' حسد' کبر در زنند۔ ہر کہ صاحب نظر است ہمیشہ در مطالعہء لوح ضمیر انور است۔

ابیات

گر بمیرم برد ما را زیر خاک — جان تن من خوش بگوید ذکر پاک
گر بپرسند از من آن منکر نکیر — خوش بیا ای طالبان زان ذکر نیر
قبر خلوت خوش ببین وی خفتہ اند — ہمنشین مجلس بشو خود گفتہ اند

۱۔ صحیح بخاری' صحیح مسلم' مشکوۃ' ۲۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' جلد دوم' ص ٦: حدیث رای قلبی ربی۔ صحیح بخاری' صحیح مسلم' ۳۔ ایضاً' ص ٦: خدای من بیدار چون من بخوابم۔ خواب اندر خدا کجا یابم۔ ۴۔ عوارف المعارف۔

(اے طالب!) اگر تو غافل ہے' تو ہوشیار ہو جا' اور اگر تو خفتہ (سویا ہوا) ہے تو بیدار ہو جا۔
(اور ان ذیل کی دو حدیثوں کو اپنا معمول بنا لے اور یہ مقام عالی شان حاصل کر لے)۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں' مگر دل جاگتا رہتا ہے"۔
دوسری حدیث میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: "اپنے رب کو قلبی آنکھ سے کئی مرتبہ دیکھا ہے"۔

بیت باھوؒ

جب میں سو جاتا ہوں میرا خدا جاگتا ہے۔ تو میں نیند میں (بھلا) خدا کو کیسے پا سکتا ہوں؟ (یعنی جب اللہ تعالیٰ ہر حال میں جاگتا ہے اور میں نیند میں ہوں تو پھر بھلا نیند والا شخص جاگتے ہوئے کو کب مل سکتا ہے؟)
جو شخص کہ علم کی راہ پر ہے' وہ فقر سے کلی طور پر آگاہ ہے۔ اور جو شخص کہ اپنے کبر پر ہے وہ گمراہ ہے۔ اور جو شخص کہ نہ علم کی راہ پر ہو اور نہ علم فقر سے آگاہ ہے' علم اس کے لئے صد گناہ و وبال ہے۔ اور فقیر کو بغیر تزکیہء نفس' تصفیہء قلب اور تجلیات روح کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "ہر چیز کے لئے صیقل ہوتی ہے اور قلب کی صیقل ذکر اللہ تعالیٰ ہے"۔
انسان کے وجود میں نفس کے چار خانے ہیں۔
خانہء اول۔ زبان' جس میں لہو و لہب پیدا ہوتا ہے۔
خانہء دوم۔ دل' کہ جس پر خطرات و وسواس ظاہر ہوتے ہیں۔
خانہء سوم۔ ناف' کہ جس میں ہوا و ہوس اور شہوات پیدا ہوتی ہیں۔
خانہء چہارم۔ اطراف دل' کہ جس میں حرص و حسد' کبر و غرور' ریا' کینہ اور بغض و عداوت وغیرہ ظاہر ہوتے ہیں۔ ان چاروں خانوں میں چاہئے کہ محبت الٰہی کی ایسی آگ جلائیں کہ ذکر اللہ تعالیٰ کے پانی کے سوا اس آگ کو ہرگز کوئی ٹھنڈا نہ کر سکے۔ علمائے ظاہرین ان چاروں خانوں سے بے خبر ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ راہ معرفت عشق و محبت اختیار نہیں کرتے۔ بلکہ بجائے اس کے حرص و حسد اور کبر و غرور کو اپنا لیتے ہیں۔ مگر جو کوئی کہ صاحب نظر ہے' وہ ہمیشہ لوح ضمیر کا مطالعہ کرتا رہتا ہے اور انوار تجلیات پر نظر رکھتا ہے۔

ابیات

جب میں مرجاؤں گا تو مجھے (رشتہ دار) زیر خاک لے جائیں گے' مگر میری جان و تن بہت خوشی سے ذکر پاک کرتی رہے گی۔
جب منکر نکیر مجھ سے پوچھیں گے' تو میں ان طالبان کو خوش آمدید کہتے ہوئے ان کو ذکر پاک پیش کروں گا۔
میرے مزار تنہائی کو مستحسن نظر سے دیکھ (اور کوئی شخص اس کو مردہ تصور نہ کرے)' بلکہ دوسرے لوگ (مردہ دل) ہیں جو سوئے ہوئے ہیں (مردہ لیٹے ہوئے ہیں)
(اے طالب!) تو (ہمارا) ہمنشین مجلس ہو جا' کیونکہ بزرگوں نے یہی کہا ہوا ہے (کہ نیک آدمیوں کی صحبت اختیار کرو)۔

بیت باھوؒ

از مردہ دل بہتر بود قبر فقیر ہر چہ داری طلب زان خوشتر بگیر(۱)

قال علیہ السلام: اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ(۲)

قال علیہ السلام:- اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُّوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ(۳)

بیت باھوؒ

مردہ تن دل زندہ آن باحق حبیب زندہ تن دل مردہ از حق بی نصیب

قولہ تعالیٰ: وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ یَھْدِ قَلْبَہٗ(۴)

بیت باھوؒ

این چنین پیغمبر من مصطفیٰؐ جملہ جرمم عفو گردد از اللہ

قولہ تعالیٰ: اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ(۵)

قولہ تعالیٰ: وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ(۶)

پس درویش فقیر آن بود کہ وظیفہء خود را بدیگری نصیب کند۔ درویش فقیر آن بود ہرچہ در عام فتوح و جز آن پیدا شود۔ اگر روز آید برای شب یک فلوس نگاہ ندارد و اگر شب آید برای روز نگاہ ندارد۔ ہمہ در راہ خدای عزوجل تصرف کند۔ فقیر درویش صاحب تصرف باید۔

حاصلیت حق تعالیٰ در دو چیز است۔ یکی فضیلت۔ چنانچہ علم کلیہ۔ دوم فضل اللہ تعالیٰ۔

۱۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶: ہرچہ داری حاجتی زان خوش طلب گیر۔ ۲۔ کتاب برزخ، عین العلم شرح زین الحلم ملا علی قاری" شرح الصدور از علامہ سیوطی، کتاب الروح از ابن قیم۔ ۳۔ حدیث، ۴۔ سورہ التغابن "۶۴: ۱۱"، ۵۔ سورہ المائدہ ۵: ۱۱۸، ۶۔ سورہ البقرہ ۲: ۱۰۵

بیت باھوؒ

مردہ دل سے ایک فقیر کی قبر (ہزار درجہ) بہتر ہے۔ تو اپنی حاجت جو کچھ رکھتا ہو' اس کے توسل سے حاصل کر۔ (سلطان العارفینؒ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص جس حاجت کے لئے میرے مزار پر حاضری دے گا' انشاء اللہ اس کی حاجت پوری ہو گی۔ لہٰذا طالبان کو آگاہ کیا جا رہا ہے کہ مردہ دلوں کی مجلس و ہمنشینی سے اجتناب کریں' چونکہ نہ ان کی مجالس سے کچھ فائدہ ہوتا ہے اور نہ ہی ان کی قبروں سے)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "بے شک اولیاء اللہ مرتے نہیں (اور ہمیشہ زندہ ہوتے ہیں)' بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں۔

دوسری حدیث میں ہے: "مردہ تن زندہ دل خدای تعالیٰ سے واصل ہوتا ہے اور زندہ تن مردہ دل خدای تعالیٰ سے بے نصیب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ہدایت کے لئے کھول دیتا ہے۔ (بہرحال جو شخص کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے' خدا اس کی رہنمائی کرتا ہے اور اس کے گناہ معاف کرتا ہے)

بیت باھوؒ

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جیسے میرے رسول ہیں' (مجھے امید ہے) کہ آپؐ کے طفیل سے خداوند کریم کی طرف سے میرے جملہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے لئے خدای تعالیٰ کی درگاہ میں بروز قیامت کہیں گے: اے پروردگار! "اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کر دے تو بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے"۔ اور دوسری آیت میں ہے: "اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے"۔

پس فقیر درویش وہ ہوتا ہے۔ جو اپنے وظیفے (اور روزینے) دوسروں کے بھی اللہ تعالیٰ سے مقرر کروا لیتا ہے۔ بلکہ درویش فقیر وہ ہوتا ہے کہ جو کچھ فتوحات عالم اور دیگر ہدایہ حاصل ہوں' وہ سب کے سب خرچ کر ڈالے۔ اگر دن کو فتوحات حاصل ہوں تو رات تک ایک کوڑی بھی نہ رکھے اور اگر رات کو فتوحات حاصل ہوں تو صبح تک کچھ نہ رکھے۔ تمام اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دے۔ (پس) فقیر درویش کو صاحب تصرف ہونا چاہئے۔ (طالب کو جاننا چاہئے کہ) حصول خدای تعالیٰ دو چیزوں سے ہے۔ اول فضیلت جیسے علم کلی۔ دوم فضل اللہ تعالیٰ۔

چنانچہ فقر معرفت۔ پس فضیلت امیدوار فضل اللہ تعالیٰ است۔ عالم محتاج فقیر است و فقیر احتیاج عالم ندارد کہ آن را علم فیض است۔

قولہ تعالیٰ: وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا(۱)

علم بنزدیک مرتبہ است نہ بمرادات ذات۔

ابیات

دل بوحدۂ عشق حق پر نور کن	ما سوی اللہ از دل خود دور کن
پا ز سر ہمہ شد تجلی جان و تن	مردہ تن دل زندہ گشتہ جان من
طرفہ زد جلوہ شود حق الیقین	دیدۂ دل بہ بود دیدار بین
تا نگردد یک وجودش در خیال(۲)	کی شود تحصیل از حق اتصال
ہرکرا وحدت نباشد حق وصال	صد فضیلت جاہلی در قیل و قال

بشنو! چون بینی کہ اللہ تعالیٰ غنی بی نیاز است و دیگران مفلس عاجز۔ پس ترا شرم نیاید کہ غنی را بگذاری و پیش مفلس عاجز سوال آری۔ ہرچہ طلبی از خدای تعالیٰ بطلب۔ بشنو! چون بینی کہ اللہ تعالیٰ قوی است و دیگران ضعیف۔ پس اللہ تعالیٰ معین است۔ از ضعیف مترس۔

حدیث

لَا تَتَحَرَّکُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ(۳)

فقر درویش با خدای عز و جل یکتا ہمچنان است کہ بود۔ چون فقیر باللہ مشغول و غرق شود (آسمان میگوید کاش کہ من زمین بودی کہ بر من مشغول شدندی و زمین میگوید الحمد للہ حلاوت یافتم از ذکر اللہ تعالیٰ و چون ہر موی رگ و پوست "مغز دم قلب روح(۴) سر ہر اعضای بندہ ذکر اللہ باسم اللہ بگوید و از ربوبیت حق سبحانہ و تعالیٰ لَبَّیْکَ عَبْدِیْ میفرماید آواز می آید۔ فرشتگان حسد برند کہ مایان تمام عمر در تسبیح سجود و رکوع بودیم۔ گاہی ما را اللہ تعالیٰ لبیک نہ فرمودہ۔ کاشکی ماہم عبد بودمی۔ پس ای بندہ خود را بشناس تا خاص شوی۔

۱۔ سورۂ کہف، ۱۸: ۶۵، ۲۔ عین الفقر، جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۷: ہم خیال، ۳۔ حدیث، ۴۔ عین الفقر، جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۸

اور یہ منصب فقر معرفت کو ہے۔ پس یہ فضیلت اس کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے امیدوار ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ (اس لئے) عالم فقیر (کامل) کا محتاج ہوتا ہے اور فقیر کامل عالم کا (ہرگز) محتاج نہیں ہوتا' کیونکہ اس کو یہ علم فیضان الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور ہم نے اسے (اپنے بندے کو) اپنے پاس سے علم لدنی عطا کیا"۔
علم بھی مرتبہ کے نزدیک ہی ہے' مگر یہ مقصود بالذات نہیں ہے۔

ابیات

ماسوائے اللہ کو تو اپنے دل سے نکال ڈال۔ اور وحدت میں عشق الٰہی سے دل کو پر نور کر۔
اے میرے عزیز! میرا تن مردہ اور دل زندہ ہو گیا۔ اور سر سے پاؤں تک میری جان اور جسم منور ہو گئے۔
دیدۂ دل دیدار بیں سے بہتر ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ دم زدن میں حق الیقین سے جلوہ گر ہو جاتا ہے۔
حق تعالیٰ سے اسے (ہرگز) اتصال نہیں ہو سکتا' تاوقتیکہ اس کے ایک وجود کا ہم خیال نہ ہو جائے۔
ایسے شخص کی سو فضیلتیں بھی محض جہالت اور قیل و قال ہیں' جس کو وحدت حق تعالیٰ میں وصال حاصل نہ ہو۔
(اے طالب! غور سے) سن! جب تو دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ غنی اور بے نیاز ہے اور سب دوسرے (اس کے سوا) عاجز اور مفلس ہیں۔ تو پھر قوی کو چھوڑ کر ضعیف کی طرف رجوع کرتا ہے اور غنی کو چھوڑ کر مفلس و عاجز سے مانگتا ہے۔ پس تجھے شرم آنی چاہئے۔ جو کچھ تو طلب کرے' اللہ تعالیٰ سے طلب کر۔ پس اللہ تعالیٰ (ہر کام میں) مددگار ہے۔ ضعیف اور مفلسوں سے نہ ڈر۔

حدیث

کوئی ذرہ بھی بدون حکم اللہ تعالیٰ کے نہیں ہل سکتا۔
فقیر درویش کو خدائے بزرگ و برتر کی یاد میں اس طرح مشغول ہونا چاہئے' جیسا کہ چاہئے۔
جب فقیر باللہ اللہ کے ذکر میں مشغول و مستغرق ہوتا ہے تو آسمان کہتا ہے کہ افسوس میں زمین ہوتا تو یہ شخص مجھ پر خدا ای تعالیٰ کی یاد کرتا اور یہ فخر مجھ کو حاصل ہوتا۔ اور زمین کہتی ہے کہ اللہ کا شکر ہے کہ میں نے ذکر اللہ کی حلاوت پائی۔ اور اس طرح جب کہ انسان ذکر اللہ کی

حلاوت پائی۔ اور اس طرح جب کہ انسان ذکر اللہ تعالیٰ کا کرتا ہے تو اس کے جسم کا ہر ایک رونگٹا' ہر ایک رگ و ریشہ و پوست و مغز و دم' قلب و روح و سر اور تمام اعضاء اس ذکر سے حلاوت پاتے ہیں اور خود ذاکر بن جاتے ہیں اور پھر ان کو ربوبیت کی طرف سے ایک آواز آتی ہے۔ لَبَّیکَ عَبدِی (ہاں میرے بندے!) فرشتے حسد کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم تمام عمر تسبیح و سجود و رکوع میں رہے ہیں' مگر ہمیں کبھی اللہ تعالیٰ نے لبیک کہہ کر سرفراز نہیں فرمایا۔ کاش! ہم بھی انسان ہوتے۔ پس اے بندے! اپنی حقیقت کو پہچان تاکہ تو اس کا خاص بندہ بن جائے۔

فرد

آسمان سجدہ کند پیش زمینی کہ برو یک دو کس یکدو نفس بہر خدا بنشینند

چنانچہ خون درجان و در رگ و پوست ہمہ اوست بادوست۔ شرط آنکہ دوئی از میان برخیزد۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

این فقیر باہوؒ میگوید کیسکہ مولیٰ و دیدار مولیٰ را خواہد' فقر را اختیار کند۔ چنانچہ ذکر فکر عشق محبت معرفت۔ کسیکہ بہشت و حور و قصور خواہد' اختیار کند عبادت و ریاضت' زہد' تقویٰ' صوم صلوۃ' تلاوت قرآن مجید' حج' مال زکوٰۃ۔ آنچہ بنای اسلام است۔ کسیکہ دوزخ را خواہد آنچہ لذت نفسانی و ہوای حیوانی و معصیت شیطانی اختیار کند۔ آنچہ در دہان سخن آید بگوید و آنچہ پیش آید بخورد۔ درمیان حلال و حرام فرق نکنند۔ اخلاص با کفار دارد۔ آن فاسق و منافق است۔

قال علیہ السلام: مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَھُوَ مِنْھُمْ(۱)

(بشنو!۲) روزی بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ با حق ہمراز بود۔ از حضرت رب العزت آواز رسید کہ ای بایزیدؒ! چندین محنت و مشقت' مجاہدہ و ریاضت کہ میکنی' مگر عرش می خواہی۔ بایزیدؒ جواب داد۔ خداوندا! عرش جای روحانیان است۔ من روحانی نیستم۔ باز ندا آمد کہ ای بایزیدؒ! مگر کرسی می خواہی؟ بایزیدؒ گفت: خداوندا! کرسی جای کروبیان است۔ من کروبی نیستم۔ باز ندا آمد ای بایزیدؒ۔ مگر آسمان میخواہی؟ بایزیدؒ جواب داد خداوندا! آسمان جای فرشتگان است من فرشتہ نیستم۔ باز ندا آمد کہ ای بایزیدؒ! مگر بہشت میخواہی؟ بایزیدؒ جواب داد خداوندا! بہشت جای زاہدان(۳) است من زاہد نیستم۔ باز ندا آمد کہ ای بایزیدؒ!

۱۔ حدیث' ۲۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۳۰۸۔ ایضاً ''مومنان و پرہیزگاران

مگر دوزخ میخواہی؟ بایزیدؒ جواب داد خداوندا! دوزخ جای منکران است من منکر نیستم۔ باز از لطف و کرم ندا آمد کہ ای بایزیدؒ! مگر مرا میخواہی؟ پس اگر مارا نیابی چہ میکنی؟ چون این سخن بایزیدؒ بشنید۔ آہ کشید سر بسجدہ نہادہ، جان بحق دوست سپرد۔

ابیات

خام بودہ خام آہی رفت جان　　عاشقی آن بہ بود سوزش چنان
گر بسوزد جان من اندر سقر　　جز خدا دیگر نہ ای از من خبر
گر زند گردن مزن دم بالضرور(۱)　　سر بپوشد سر دھد عاشق حضور
باھوؒ! بہرہ چہ خواہی از خدا　　بہرہ مزدوری بود طالب رضا

۱۔ عین الفقر حصہ دوم، ص ۹: گر گردن زند تو دم مزن حکمش ضرور

فرد

اس زمین پر ایک دو آدمی ایک دو پل بھی ذکر خدا کے لئے بیٹھیں' تو آسمان اس زمین کے سامنے سر تعظیم کے لئے جھکاتا ہے۔ پس چاہئے کہ تمام جان اور رگ و پوست میں ہمہ اوست کا خون دوڑ جائے (یعنی اس کی جان' رگ و پوست دوست کے ساتھ ہمہ اوست ہو جائے) اور شرط یہ کہ دوئی کا پردہ درمیان سے اٹھ جائے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

یہ فقیر باہوؒ کہتا ہے کہ جس شخص کو مولیٰ اور دیدار مولیٰ کی خواہش ہو تو چاہئے کہ وہ فقر کو اختیار کرے۔ چنانچہ ذکر و فکر اور عشق و محبت میں مشغول ہو کر معرفت الٰہی حاصل کرے اور جس شخص کو بہشت اور حور و قصور کی خواہش ہو تو عبادت و ریاضت' زہد و تقویٰ' صوم و صلوۃ' تلاوت قرآن مجید اور حج' مال زکوۃ جو کچھ بنائے اسلام ہیں' بجالائے۔ اور جسے دوزخ کی آرزو ہو تو وہ لذات نفسانی و خواہشات حیوانی اور معصیت شیطانی اختیار کرے اور جو منہ میں بات آئے کہے اور جو سامنے آئے۔ کھائے۔ حلال و حرام کے درمیان فرق نہ کرے۔ اور کفار و فجار کے ساتھ خلوص رکھے۔ یہی شخص فاسق اور منافق ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص کسی قوم کے ساتھ دوستی رکھے' وہ اسی سے ہو گا"۔ (جیسی انسان کی نیت ہوتی ہے ویسا ہی اس کو اس کا ثمرہ ملتا ہے) (اے طالب! غور سے) سن! ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ حق تعالیٰ کے ساتھ ہمراز تھے (اور راز و نیاز کی باتیں ہو رہی تھیں) یہاں تک کہ رب العزت کی بارگاہ سے آواز پہنچی کہ اے بایزیدؒ! کس قدر تم محنت و مشقت اور مجاہدہ و ریاضت کر رہے ہو۔ کیا تمہیں مقام عرش چاہئے؟ بایزیدؒ نے جواب دیا۔ اے پروردگار! عرش روحانیوں کی جگہ ہے' میں روحانی نہیں ہوں۔ پھر آواز آئی کہ اے بایزیدؒ! شاید تمہیں مقام کرسی چاہئے ہو۔ بایزید نے جواب دیا۔ اے مالک! کرسی کروبیاں کی جگہ ہے' میں کروبی نہیں ہوں۔ پھر ندا آئی۔ اے بایزیدؒ! شاید آسمان چاہتے ہو۔ عرض کی! پروردگارا! آسمان فرشتوں کی جگہ ہے۔ میں فرشتہ نہیں ہوں۔ پھر آواز آئی کہ اے بایزیدؒ! شاید تم بہشت چاہتے ہو؟ بایزیدؒ نے جواب دیا۔ اے خداوندا! بہشت زاہدوں (مومنوں اور پرہیزگاروں) کی جگہ ہے۔ میں زاہد (مومن اور پرہیزگار) نہیں ہوں۔ پھر آواز آئی۔ کہ اے بایزیدؒ! شاید دوزخ چاہتے ہو۔ بایزیدؒ نے جواب دیا۔ اے میرے آقا! دوزخ منکروں کی جگہ ہے۔ میں منکر نہیں ہوں۔ پھر لطف و کرم سے ندا آئی کہ اے بایزیدؒ! شاید تو مجھے چاہتا ہے۔ پس اگر ہمیں نہ پاؤ تو کیا کرو؟ جب یہ بات با

یزیدؒ نے سنی۔ تو ایک آہ سرد کھینچی اور سربسجود ہو کر جان بحق دوست سپرد کر دی۔ (یعنی جان دے دی)۔

ابیات

خام تھے خام کہ ایک آہ سے جان نکل گئی۔ عاشقی یہ ہے کہ جس میں اس قدر سوزش ہو۔ اگر دوزخ کے اندر بھی میری جان جلے' تب بھی خدای تعالیٰ کے سوا مجھے اور کچھ خبر نہ ہوگی۔
اگر وہ تیری گردن بھی اڑا دے جب بھی تو دم مت مار' کیونکہ عاشق سر دے دیتا ہے' مگر وہ اللہ کے راز کو فاش نہیں کرتا۔
اے باھوؒ! تو خدای تعالیٰ سے کیا نفع چاہتا ہے۔ نفع چاہنا تو مزدوری ہے' تو بس طالب رضا رہ۔ (یعنی مزدوری طلب کرنا تو مزدوروں کا کام ہوتا ہے۔ طالب مولیٰ فقط رضائے الٰہی کا طالب ہوتا ہے)۔

فقیر فنافی اللہ آنرا گویند کہ باحق توحید غرق کہ احتیاج اللہ ہم ندارد و احتیاج اللہ تعالیٰ ہر آنکس دارد کہ از خدا جدا باشد۔ باید کہ یکتا و یک وجود شود۔ درمیان خدای تعالیٰ و بندہ وسیلہ چیست؟ مرشد از مرشد چہ چیز حاصل شود۔ محبت و از محبت چہ چیز حاصل شود۔ محرمیت سر اسرار و از محرمیت سر اسرار چہ چیز حاصل شود۔ مقام خوف موت و از مقام خوف موت چہ چیز حاصل شود۔ مقام حیرت و از مقام حیرت چہ چیز حاصل شود مقام فنا و از فنا چہ چیز حاصل شود مقام رجا بقا و از مقام رجا بقا چہ چیز حاصل شود مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا و از مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا چہ چیز حاصل شود مقام اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ۔

فقیر (آن) کہ صاحب رضا، بلکہ خارج از قضا و قدر باشد۔ خوش آمدی مرحبا۔ ترجمہ حدیث نبویؐ بپارسی۔ فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم: آمد نزد من از فرشتگان فرشتہ جبرئیلؑ و گفت: آن فرشتہ کہ میگوید مسلمان۔ شکریست مر خدای را کہ پیدا کرد مرا مسلمان۔ و نیافرید مرا یہودی و میگوید یہودی شکریست مر خدای را کہ بیافرید مرا یہودی و نیافرید مرا نصرانی و میگوید نصرانی شکریست مر خدای را کہ بیافرید مرا نصرانی و نیافرید مرا مجوسی۔ و میگوید مجوسی شکریست مر خدای را کہ بیافرید مرا مجوسی و نیافرید مرا منافق و میگوید منافق شکریست مر خدای را کہ بیافرید مرا منافق و نیافرید مرا شرک آرندہ و میگوید شرک آرندہ شکریست مر خدای را کہ بیافرید مرا شرک آرندہ و نیافرید مرا بیدین و بیدین میگوید کہ شکریست مر خدای را کہ بیافرید مرا بیدین و نیافرید مرا کافر و میگوید کافر شکریست مر خدای را کہ بیافرید مرا کافر و نیافرید مرا سگ و میگوید سگ شکریست مر خدای را کہ بیافرید مرا سگ و نیافرید مرا خوک و میگوید خوک شکریست مر خدای را کہ بیافرید مرا خوک و نیافرید مرا ترک کنندۂ نماز۔

نقل است روزی شیخ جلال الدین تبریزیؒ پیش قاضی بدوان کہ او را نجم الدین سنائی گفتندی میگذشت۔ پرسید کہ قاضی نجم الدین چہ میکند۔ گفتند کہ نماز میگذارد و در نماز است۔ شیخ جلال الدین فرمود کہ قاضی نماز گذاردن میداند؟ این سخن بسمع قاضی رسید۔ برفور قاضی پیش شیخ آمد و گفت: این چہ سخن بود کہ گفتی۔ شیخ فرمود: گفتہ ام زیرا آنچہ نماز علماء دیگر است و نماز فقراء دیگر است۔ بسبب آنکہ تا علماء قبلہ را برابر نہ بینند نماز نگذارند و اگر قبلہ غائب شود در دل تحری کنند۔ ہر طرف کہ دل جای دھد ھمان سمت نماز بگذارند۔ اما فقیر تا آن زمان کہ عرش را برابر خود نہ بیند، نماز نگذارند۔ الغرض قاضی باز گشت۔ در خانہ آمد۔ شب را

فقیر فنا فی اللہ اسے کہتے ہیں کہ توحید میں ایسا غرق ہو جائے کہ اللہ کی احتیاج بھی نہ رہے۔ اور احتیاج اللہ ہر اس شخص کو ہوتی ہے جو اللہ سے جدا ہو۔ پس چاہیئے کہ یکتا اور یک وجود ہو جائے۔

خداوند تعالیٰ اور بندے کے درمیان کیا چیز وسیلہ ہوتی ہے؟ مرشد وسیلہ ہوتا ہے۔ مرشد سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ محبت حاصل ہوتی ہے اور محبت سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ محبت سے محرمیت سرا سرار حاصل ہوتا ہے۔ اور محرمیت سرا سرار سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ محرمیت سرا سرار سے مقام خوف موت حاصل ہوتا ہے۔ اور مقام خوف موت سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقام خوف موت سے مقام حیرت حاصل ہوتا ہے۔ اور مقام حیرت سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقام حیرت سے مقام فنا حاصل ہوتا ہے اور مقام فنا سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقام فنا سے مقام رجا بقا حاصل ہوتا ہے۔ اور مقام رجا بقا سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقام رجا بقا سے مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْتَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مرجاؤ) حاصل ہوتا ہے۔ اور مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْتَمُوْتُوْا سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْتَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مرجاؤ) سے مقام اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ (اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں) حاصل ہوتا ہے۔

پس فقیر وہ ہے جو صاحب رضا ہو' بلکہ وہ قضا و قدر (کے دائرہ) سے بھی باہر ہو۔ ایسے فقیر کے لئے مرحبا اور خوش آمدید ہے۔ حدیث نبویؐ کا فارسی میں ترجمہ (اور اب ذیل میں اردو میں ترجمہ کیا جا رہا ہے)۔

جناب رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ جس کا نام جبرئیلؑ ہے میرے پاس آیا اور کہا کہ مسلمان کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا خصوصی شکر ہے کہ مجھے مسلمان پیدا کیا۔ اور یہودی نہیں پیدا کیا۔ یہودی کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا خصوصی شکر گزار ہوں کہ مجھے یہودی پیدا کیا اور عیسائی نہیں پیدا کیا۔ اور عیسائی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی ممنون ہوں کہ مجھے عیسائی پیدا کیا اور مجوسی پیدا نہیں کیا۔ اور مجوسی کہتا ہے کہ خصوصی شکر گزار ہوں اللہ تعالیٰ کا کہ اس نے مجھے مجوسی پیدا کیا اور مجھے منافق پیدا نہیں کیا اور منافق کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بالخصوص شکر ہے کہ مجھے منافق پیدا کیا اور مشرک پیدا نہیں کیا۔ اور مشرک کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا احسان مند ہوں کہ اس نے مجھے مشرک پیدا کیا اور بے دین نہیں پیدا کیا۔ اور بے دین کہتا ہے کہ میں باری تعالیٰ کا خصوصی سپاس گزار ہوں کہ اس نے مجھے بے

دین پیدا کیا اور کافر پیدا نہیں کیا۔ اور کافر کہتا ہے کہ خداوند کریم کا خصوصاً" شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے کافر پیدا کیا اور کتا نہیں پیدا کیا۔ اور کتا کہتا ہے کہ خداوند تعالٰی کا ہزار بار شکر ہے کہ مجھے کتا پیدا کیا اور سؤر پیدا نہیں کیا۔ اور سؤر کہتا ہے کہ اللہ تعالٰی کا ہزار بار شکر ہے کہ اس نے مجھے سؤر پیدا کیا اور بے نماز نہیں پیدا کیا۔

نقل ہے کہ ایک روز شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ (ملاقات کے لئے) قاضی بدوان کے مکان پر پہنچے، جنہیں قاضی نجم الدین سنائی بھی کہتے تھے۔ شیخ نے پوچھا کہ قاضی نجم الدین کیا کرتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور (حالت) نماز میں ہیں۔ شیخ جلال الدین" نے فرمایا کہ کیا قاضی نجم الدین نماز پڑھنا جانتے ہیں؟ یہ بات قاضی صاحب کے کانوں تک پہنچی۔ اور وہ فورا" شیخ صاحب کے سامنے آئے اور شیخ صاحب سے کہا کہ یہ کیا بات تھی جو آپ نے کہی۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ یہ میں نے کہا ہے۔ اس لئے کہ علماء کی نماز اور ہوتی ہے اور فقراء کی نماز اور ہوتی ہے۔ اس وجہ سے کہ جب تک علماء قبلہ کو برابر نہ دیکھ لیں، نماز نہیں پڑھتے اور اگر انہیں قبلہ نہ معلوم ہو سکے تو وہ تحری(ا) کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اور جس طرف ان کا دل شہادت دے اس وقت اسی سمت نماز پڑھتے ہیں۔ لیکن فقیر کی نماز یہ ہے کہ جب تک عرش کو برابر نہیں دیکھ لیتے، نماز نہیں پڑھتے۔

ا۔ جن صورتوں میں قبلہ نہ معلوم ہو سکے، اس وقت جس طرف دل گواہی دے دے، اس طرف نماز پڑھ لینے کو تحری کہتے ہیں۔ اور اس کی ضرورت اجنبی مقامات میں ہوا کرتی ہے۔ مثلاً" کوئی شخص جنگل میں ہو اور آسمان پر بادل ہوں اور قبلہ نما بھی ہمراہ نہ ہو تو ایسی حالت میں تحری کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔

خواب دید کہ شیخ جلال الدینؒ بالای عرش مصلا انداختہ نمازی گذارد۔ از ہیبت از خواب بیدار شد۔ بر شیخ آمد و گفت معذورم دار۔ معذرت بسیار کرد کہ بخشیدہ باید کرد۔ شیخ فرمود کہ ای نجم الدین! آنچہ دیدی بر عرش مصلی انداختہ نماز میخوانم۔ این کمترین درجۂ درویشان است۔ اما مقام پیشتر ازین است۔ اگر نمودار کنم بر حال نمانی۔ و از بسیاری نور ہلاک شوی۔ درویش چون از درویشان درین مقام نخستین ازین ہفتاد ہزار مقام میرسد۔ ہر روز خمس الاوقات خود را برابر عرش استادہ می بیند باساکنان عرش نماز میگذارد۔ و چون از آنجا باز می آیند خود را در خانۂ کعبہ می بینند۔ چون از آنجا باز میگردند۔ جملگی عالم را درمیان دہ(۱) انگشت خود می بینند۔ پس ای درویش! ماجرای نخستین درویش است کہ بدین مرتبہ رسد۔ چون درویش ازین ہفتاد ہزار مقام بگذرد مکان او لامکان گردد۔ واقف بر وہیچ کس نباشد بجز اللہ تعالیٰ۔

فرد باہوؒ

عاشقان را زہد و تقویٰ خلوتی در کار نیست
کار با غم عشق وحدت بہر منزل می رسد

بجز اللہ تعالیٰ این فقیر باہوؒ میگوید کہ ہمہ مقام شیطان است بجز فنا فی اللہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ۔
نقل است روزی شیخ جنیدؒ بغدادی و شیخ شبلیؒ ہر دو بصحرا از شہر بیرون آمدند۔ وقت نماز در رسید۔ وضو کردہ می خواستند کہ نماز ادا کنند۔ درین بودند کہ یک کس ہیزم کش پشتارۂ ہیزم از سر بر آوردہ وضو ساخت۔ در جماعت شیخ رسید۔ شیخ آن را بفراست بشناخت کہ این ہیزم کش اولیاء اللہ بزرگ است۔ پیشوای امام آن را استادہ کردند۔ آن بزرگ در رکوع و سجود بسیار فرصت کرد۔ چون از نماز فارغ گشتند۔ گفتند در نماز رکوع و سجود این چہ دیر بود۔ آن بزرگ جواب داد۔ من تسبیح گفتم۔ چون پیش (جواب ۲) لَبَّیْکَ عَبْدِیْ نشنیدم سر را نہ برداشتم۔ معطل ہمی بود۔ در نمازیکہ جواب باصواب نیاید۔ پس آن نماز نبود۔ پریشانی دل بود چراکہ خدای عزوجل حی و قیوم است۔ بت پرستی نیست کہ بت خاک و سنگ مردہ را ہمچون سجدۂ کفار بود۔
قال علیہ السلام: لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ(۳) واقع شد۔ نماز یکتائی خدا است۔ نہ

۱۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ص ۱۰: دو انگشت۔ ۲۔ ایضاً" ص ۱۰"
۳۔ کیمیائے سعادت از امام غزالیؒ و مرغوب القلوب تبریزی

الغرض (اتنی بات سنتے ہی) قاضی نجم الدین گھر میں واپس آئے اور سو گئے۔ رات کو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ جلال الدین" عرش پر مصلیٰ بچھائے نماز پڑھ رہے ہیں۔
قاضی نجم الدین خواب کی ہیبت سے بیدار ہو گئے۔ اور شیخ کے پاس آئے اور کہا مجھے معاف کر دیں۔ بہت معذرت کی کہ مجھے معاف کر دیا جائے' میں معذور ہوں۔ شیخ نے فرمایا کہ اے قاضی نجم الدین! تم نے جو مجھے عرش پر مصلیٰ بچھائے نماز پڑھتے دیکھا ہے' یہ مقام درویشوں کے مقامات میں سے ایک کمترین مقام ہے۔ لیکن ان کے مقامات اس سے بھی بڑھ کر ہیں۔ اگر میں تم پر ان مراتب کو ظاہر کروں تو تم اپنے حال پر نہ رہو گے۔ اور بہت زیادہ تجلی نور سے ہلاک ہو جاؤ گے۔ درویش اس مقام اول کے علاوہ درویشوں میں سے ستر ہزار مقامات اور حاصل کرتا ہے۔ اور ہر روز پنج وقتہ اپنے آپ کو عرش کے برابر کھڑا ہوا دیکھتا ہے۔ اور ساکنان عرش کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔ اور جب وہاں سے واپس لوٹتا ہے تو اپنے آپ کو خانہ کعبہ میں دیکھتا ہے اور جب وہاں سے واپس لوٹتا ہے تو تمام عالم کو اپنی دس انگلیوں کے درمیان میں دیکھتا ہے۔ پس اے درویش! (یاد رکھ) کہ یہ ماجرا اسی درویش اول کا ہے جو اس مقام کو طے کرے اور جب درویش ان ستر ہزار مقامات سے گزر جاتا ہے تو پھر اس کا مقام لا مکان میں ہوتا ہے اور اس پر کسی کو سوائے اللہ تعالیٰ کے واقفیت نہیں ہو سکتی۔

فرد

عاشقوں کو زہد و تقویٰ اور خلوت کچھ درکار نہیں ہے۔ عشق وحدت کے غم کے ساتھ واسطہ ہونا چاہئے۔ جو ہر ایک منزل پر پہنچاتا ہے۔
یہ فقیر باہو" کہتا ہے کہ تمام مقامات شیطانی ہیں بجز مقام فنافی اللہ اور حق سبحانہ' و تعالیٰ کے۔
نقل ہے کہ ایک روز شیخ جنید بغدادی اور شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہما دونوں شہر سے باہر صحرا کی طرف جا رہے تھے (کہ راستہ میں) نماز کا وقت ہو گیا۔ دونوں صاحبوں نے وضو کر کے نماز کا ارادہ کیا کہ اسی اثناء میں ایک لکڑھارا نے لکڑیوں کا گٹھا اپنے سر سے اتار کر وضو کیا اور ان کے پاس آ گیا۔ انہوں نے پہچان لیا کہ یہ شخص اولیاء اللہ میں سے ہے۔ اور ان دونوں نے ان کو اپنا امام بنایا۔ (اور خود مقتدی بنے) مگر اس بزرگ نے ہر رکوع و سجود میں بہت دیر لگائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تو ان دونوں نے اس بزرگ سے پوچھا کہ رکوع و سجود میں اس قدر دیر کیوں ہوئی؟ اس بزرگ نے جواب دیا۔ کہ میں (ہر رکوع و سجود میں) تسبیح پڑھتا تھا۔ اور ہر تسبیح کا جواب جب تک لَبَّیْکَ عَبْدِیْ نہ سن لیتا تھا سر نہیں اٹھاتا تھا۔ اس وجہ سے

رکوع و سجود میں دیر ہوتی تھی۔
پس جب نماز میں جواب بصواب نہیں آتا ہے' وہ نماز نہیں ہوتی' بلکہ وہ دل کی پریشانی ہوتی ہے۔ کیونکہ خدائے بزرگ و برتر حی و قیوم ہے اور (نعوذباللہ) وہ بت اور مردہ نہیں ہے اور اس کی عبادت بت پرستوں اور کفار کی عبادت نہیں کہ انہیں بت کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملتا ہے' کیونکہ بت مردہ ہیں اور خداوند تعالیٰ حی و قیوم ہے۔ جب کوئی اسے پکارتا ہے تو وہ اسے جواب دیتا ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے۔ "وہ نماز نماز نہیں' جس میں حضور قلب نہیں"۔ نماز اللہ تعالیٰ کے ساتھ یکجا ہونے کا نام ہے (یعنی کامل یکسوئی اور پوری توجہ سے نماز ادا کرنے کا نام نماز ہے) ورنہ وہ ایک پریشانی اور جدائی ہوتی ہے۔

پریشانی وجدائی۔
این فقیر باھوؒ میگوید کہ اہل نماز را وقت تا وقت لَبَّیْکَ عَبْدِیْ اندر سجدہ شود و عارف باللہ را ہر دم و ہر ساعت و ہر وقت لَبَّیْکَ عَبْدِیْ است۔
قولہ تعالیٰ : فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ(۱) اگر من یک مرتبہ اللہ بگویم، اللہ بیست مرتبہ بما الہام ندا بخشد : لَبَّیْکَ عَبْدِیْ لَبَّیْکَ عَبْدِیْ۔ الہام مراتب سہل است۔ مرد را مقام فنا فی اللہ غرق توحید باید۔

بیت

نبودہ آدم و حوا نہ موسیٰؑ نوحؑ نی کوہ طور
نبودہ انبیاء و اولیاء من عین بودم نور

بیت

ہیچ ہمہ در ہیچ می بودند آن وقتی خدا
خلوت خوش یافتم اندر مقام کبریا

بشنو! خود و خدا در یک خانہ نگنجد، چنانچہ آتش و آب۔

غزل

خدائی و دیو در یک خانہ آمد — چو عاشق دیو شد دیوانہ آمد
ترا خبرش نہ ای با خود خدائی — درونت(۲) کفر خود بیگانہ آمد
چراغ مقبلان دل گشت روشن — کہ ہر یک گرد آن پروانہ آمد
باھوؒ بیچارہ را با جانان جان است — کہ ہر دم بشوق خوش ترانہ آمد

باھوؒ! فقر چیست و حقیقت فقر چیست؟

بیت باھوؒ

حقیقت فقر را از من چہ پرسی — فقر را زیر بالیش عرش و کرسی

دریافتن فقر در دہ چیز است، نہ یک طرف و یک یک طرف۔

ابیات باھوؒ

دہ چیز با ہر آدمی از جان عزیز — یک گرسنہ سیر نہ ای باتمیز
گر شود آن نہ گرسنہ یک بسیر — از سیر سرش باز ماند غرق غیر
گوش و چشم و پاؤ و دست و ہم دہن — شکم نفس بد بلا گردن بزن
باھوؒ شکم پر شیطان سر نفس و ھوا — گر خدا خواہی ازینہا باز آ

۱۔ سورہ البقرہ، ۲: ۱۵۲، ۲۔ عین الفقر جلد دوم، مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰: درونش

یہ فقیر باھوؒ کہتا ہے کہ اہل نماز کے لئے وقتاً فوقتاً (رکوع و) سجود میں خداوند تعالیٰ کی جانب سے لَبَّیکَ عَبدِیُ کا جواب ملتا ہے۔ اور عارف باللہ کے لئے ہر دم ار ہر ساعت اور ہر وقت لَبَّیکَ عَبدِیُ جواب موجود ہے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "سو تم مجھے یاد کرو' میں تمہیں یاد کروں گا"۔ اگر میں ایک بار اللہ کہتا ہوں' تو اللہ تعالیٰ بیس مرتبہ بذریعہ الہام ہمیں ندا دیتا ہے۔ لَبَّیکَ عَبدِیُ لَبَّیکَ عَبدِیُ۔ الہام کے مراتب آسان ہیں' مگر جوان مرد کو مقام فنائی اللہ اور توحید الٰہی میں غرق ہونا چاہئے۔

بیت

نہ حضرت آدمؑ تھے اور نہ حضرت حواؑ' نہ حضرت نوحؑ اور نہ حضرت موسیٰؑ اور نہ کوہ طور تھا۔
نہ انبیاء اور نہ اولیاء تھے۔ میں (ہی صرف) عین نور تھا۔
جس وقت کہ خدائی تعالیٰ کے نور میں تمام چیزیں پیچ در پیچ تھیں' میں اس وقت مقام کبریا میں بہت خوشی کے ساتھ خلوت رکھتا تھا۔
(اے طالب غور سے) سن! کبر و غرور اور خدا ایک خانہ میں سما نہیں سکتے (یعنی کبر و غرور اللہ تعالیٰ کو نہیں بھاتا) جیسے آگ اور پانی۔

غزل

خدا اور دیو ایک خانہ میں آ گئے۔ جب دیو عاشق ہو گیا تو وہ دیوانہ ہو گیا۔
تجھے اس کی کچھ بھی خبر نہیں ہے۔ خدا تیرے ہمراہ ہے' مگر چونکہ دیو کے باطن میں کفر ہے' اس لئے وہ اس سے بیگانہ ہے۔
نصیبے والوں کے دل کا چراغ روشن رہتا ہے۔ اور ہر گردش میں اس پر نثار ہونے کے لئے پروانہ آتا ہے۔
باھوؒ بیچارے کی جان محبوب کے ساتھ ہے۔ کہ وہ ہر دم شوق میں خوش ترانہ رہتا ہے۔
اے باھوؒ فقر کیا ہے؟ اور فقر کی حقیقت کیا ہے؟

بیت باھوؒ

تو حقیقت فقر مجھ سے کیا پوچھتا ہے؟ فقیر کے پاؤں کے نیچے عرش و کرسی ہوتا ہے۔
فقیری دس چیزوں میں ہے۔ نو ایک طرف اور ایک ایک طرف۔

ابیاتِ باھوؒ

دس چیزیں ہیں جو ہر آدمی کو جان سے بھی زیادہ عزیز ہوتی ہیں۔ اگر ان میں سے ایک گرسنہ رہی تو اے باتمیز! باقی نو سیر رہتی ہیں۔

اور جب ایک سیر ہوتی ہے' تو نو گرسنہ رہتی ہیں۔ اور وحدت کے اسرار سے باز رہ کر غیر میں غرق رہتی ہیں۔

وہ دس چیزیں کان اور آنکھ اور ہاتھ اور پاؤں اور منہ اور شکم نفس بد ہیں' تو ان کی گردن اڑا دے۔

اے باھوؒ بھرا ہوا پیٹ شیطان اور نفس و ہوا کا سردار ہے۔ اگر تو خدا کا طالب ہے' تو ان سے باز آ۔

قال علیہ السلام: لِکُلِّ شَیءٍ حِیلَۃٌ وَ حِیلَۃُ الذُّنُوبِ اِستغفارُ اللّٰہِ (۱)
پیغمبر فرمود صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ہر چیز را حیلہ است و حیلہء گناہ استغفر اللہ است۔
قال علیہ السلام: مَنْ اَستغفَرَ بَعدَ الذُّنُوبِ فَقَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ (۲)
پیغمبر فرمود صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم: ہر کہ استغفار کند بعد از گناہ خدای تعالیٰ او را بیامرزد۔ اہل ظلم را شکم شیطان است و اہل اللہ را شکم شوق است کہ نان این جہان می خورند و کار آن جہان میکنند۔ ہمچون شتر کہ بار می کشد و خار میخورد۔
قال علیہ السلام: اَلْمُشَاہِدَۃُ عَنِ الْمُجَاہِدَۃِ (۳)
قولہ تعالیٰ: اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا (۴)
قال علیہ السلام: اَلنَّاسُ صِنفَانِ عَالِمٌ عَامِلٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ وَّ سَائِرُ النَّاسِ کَالْبَہِیْجِ (۵)
حدیث: کُلُّ الْعَامِلُوْنَ مَوْتٰی اِلَّا الْخَالِصُوْنَ (۶)
خاص فقیر آنست کہ دائم خوف خدا دارد۔
قولہ تعالیٰ: اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّہُمْ بِالْغَیْبِ لَہُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ کَبِیْرٌ (۷)
اگر بی عمل علم را فضل بودی ابلیس را بودی کہ بگمراہی راہ ننمودی۔ ہر کہ علم را خواند و در شرک بدعت افتاد۔ او ہمچنان است چنانچہ جن خبیث۔ برو باور نباید داشت کہ شیطان پنجاہ ہزار سال علم آموخت و پنجاہ ہزار سال فرشتگان را علم تحصیل کرد۔
قولہ تعالیٰ: اَبٰی وَ اسْتَکْبَرَ وَ کَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ (۸)

۱- حدیث، ۲- حدیث، ۳- حدیث، ۴- سورۃ النباء، ۷۸: ۳۱، ۵- حدیث، ۶- حدیث،
۷- سورہ ملک، ۶۷: ۱۲، ۸- سورہ البقرہ، ۲: ۳۴

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہر چیز کا حیلہ ہوتا ہے۔ اور گناہ کا حیلہ طلب مغفرت ہے"۔
دوسری حدیث میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: "گناہ کے بعد جو بخشش مانگتا ہے' خداوند تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے"۔
اہل ظلم کے لئے شکم شیطان ہے اور اہل اللہ کے لئے شکم شوق ہے کہ یہ لوگ روٹی اس جہان کی کھاتے ہیں اور کام اس جہان کا کرتے ہیں۔ جیسے اونٹ کہ (محنت تو اتنا کرتا ہے اور) بوجھ اٹھاتا ہے' مگر کھاتا کیا ہے کانٹے۔
حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مشاہدہ مجاہدہ سے حاصل ہوتا ہے"۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: "بے شک پرہیزگاروں کے لئے کامیابی کی جگہ ہے"۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔ ایک عالم' دوسرے عامل اور تیسرے طالب علم اور یہ تمام عمدہ لوگ ہیں۔
دوسری حدیث میں فرمایا: تمام عامل لوگ مخلص لوگوں کے لئے اپنی جان نثار کر دیتے ہیں۔
(پس) فقیر خاص وہ ہے جو ہمیشہ خوف خدا رکھتا ہے۔ (اور اس فرمان الٰہی کا مستحق ٹھہرتا ہے)
"جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں' ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے"۔
اگر بغیر عمل کے علم کو فضیلت حاصل ہوتی' تو شیطان کو حاصل ہوتی' کہ وہ (ہرگز) خود نہ گمراہ ہوتا (اور نہ بنی آدم کو گمراہ کرتا) اور جو شخص کہ باوجود اس کے وہ علم پڑھتا ہے اور شرک و بدعت میں پڑ جاتا ہے۔ وہ (بالکل) ایسا ہی ہے جیسے جن و خبیث۔ ایسے شخص پر (ہرگز) اعتماد نہ کرنا چاہئے' کیونکہ شیطان نے پچاس ہزار سال تک علم حاصل کیا اور پچاس ہزار سال تک فرشتوں کو تعلیم دی۔ (آخر اس کا انجام کیا ہوا)
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اس نے انکار کیا اور غرور کیا اور کافروں میں سے ہو گیا"۔

اگر در جہل فضل اللہ بودی، ابو جہل را جہل راہ تجلی نمودی۔ راہ خدای تعالیٰ در جہل و علم نیست۔ در محبت خالصاً" للہ است۔ ہر کرا توفیق (الٰہی)(۱) رفیق شود، اہل محبت آنرا گویند کہ خدای تعالیٰ و رسول خدای تعالیٰ حاضر ناظر داند۔ اگر خواہی کہ اللہ تعالیٰ بر تو خوشنود شود، در اشتغال توحید معرفت محبت باخلاص مع اللہ باش۔ اگر خواہی کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بر تو خوشنود شود ترک از دنیا بگیر و در متابعت شریعت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بکوش۔ اگر خواہی کہ علماء بر تو خوشنود شوند زر سیم بدہ و خادم شو و در خدمت بکوش و اگر خواہی کہ فقیر اہل اللہ بر تو خوشنود شود بصفای دل باو اتحاد بکن کہ نظر فقراء بر دل است۔ دل بدہ دل بگیر کہ دائم الملک است۔ اگر خواہی کہ تجلی حاصل و باخدا واصل شوم۔ چہار میم جمع بکن۔ اول میم مراد نفس را مدہ۔ دوم میم مرد میدان مردان مردانہ باش۔ سوم میم مبتلا مشتاق دیدار باش۔ چہارم میم محرم اسرار باش و نیز دوازدہ شین بدست آر۔ بجہت فقراء چہار شین۔ بجہت علم چہار شین۔ بجہت اہل دنیا چہار شین۔ چہار شین فقراء اینست۔ اول شین شرم باید کرد از نا فرمودۂ خدای تعالیٰ عزوجل۔ دوم شین شوق شغل اللہ۔ سیوم شین شب بیداری۔ چہارم شین از شہوۃ ہواء نفس را نگہدارد۔ و چہار شین کہ اہل علم را باید (۲) انیست۔ اول شین شرائط دین اسلام بجا آرد۔ دوم شین شریعت نگہدارد۔ سیوم شین شعور دارد۔ چہارم شین شوم طمع را بگذارد۔ چہار شین اہل دنیا اینست۔ اول شین شر شیطان است۔ دوم شین شرم ندارد۔ اہل دنیا بی شرم است۔ سیوم شین شتابی (۳) کار شیطان است۔ چہارم شین شرر آتش اہل دنیا حرص است و اہل محبت از گناہ و معصیت باز ماند۔ محبت بمقدار دانہء خشخاش بہتر است از تمام فضیلت مسائل فقہ، پارسائی عبادت ہفتاد سالہ۔ چرا کہ آدمی با محبت محرم اسرار الٰہی ربوبیت توحید شود۔ باعبادت علم عاری گردد باکبر۔

قولہ، تعالیٰ: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ (۴) اہل ہدایت را با اہل بدعت چہ کار۔

۱۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۲، ۲۔ ایضاً" ص ۱۲: شاید، ۳۔ ایضاً"، ص ۱۲: عجلت، ۴۔ سورۃ البقرہ، ۲:۱۶۵

اور اگر جہالت میں اللہ کا فضل و کرم شامل ہوتا' تو ابوجہل کو اس کی جہالت راہ حق دکھاتی۔ (پس معلوم ہوا) راہ حق جہالت اور علم میں نہیں ہے۔ بلکہ یہ خالصا" اللہ کی محبت میں ہے یا اس شخص کے لئے ہے جس کے ساتھ توفیق الٰہی رفیق بن جائے۔ اہل محبت ▪ لوگ ہیں۔ کہ جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حاضر ناظر جانتے ہیں۔ اگر تو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے خوش ہو جائیں' تو تو توحید و محبت میں مشغول ہو' اس کی معرفت حاصل کر اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوص رکھ۔ اگر تو چاہتا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تجھ سے راضی ہوں' تو دنیا کو ترک کردے اور متابعت شریعت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں کوشاں رہ۔ اور اگر تو چاہتا ہے کہ علماء تجھ سے خوشنود ہوں' تو ان کو زر و سیم دے اور ان کا خادم بن جا (یعنی ان کی خدمت میں پوری کوشش کر) اور اگر تو چاہتا ہے کہ فقیر اہل اللہ تجھ سے راضی ہو تو تجھے چاہئے کہ صفائی دل کے ساتھ ان سے ملے اور اتحاد حاصل کرے' کیونکہ فقراء کی نظر دل پر ہوتی ہے۔ پس اسے دل دے کر اس سے دل لے لے۔ کیونکہ (دل پر قابض ہونا) ایک دائمی سلطنت ہے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تجھے حق حاصل ہو جائے اور تو خدا سے واصل ہو جائے۔ تو پھر تو چار میم جمع کر۔

اول (م) سے مراد مخالفت نفس ہے۔ دوم (م) سے مراد یہ ہے کہ تو مردوں کی طرح مرد میدان بنے۔ سوم (م) سے مراد مشتاق دیدار الٰہی میں مبتلا ہونا ہے۔ چہارم میم سے مراد محرم اسرار کا ہونا ہے۔ اور ایسا ہی بارہ شین حاصل کر۔ چار شین فقراء کے لئے اور چار شین اہل علم کے لئے اور چار شین اہل دنیا کے لئے۔ اور چار شین جو فقراء کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ اول شین سے مراد یہ ہے کہ فقیر کو چاہیے کہ وہ خدائے بزرگ و برتر کی نافرمانی سے (ہمیشہ) شرم رکھے۔ اور دوسرے شین سے مراد یہ ہے کہ شوق و ذکر و فکر اللہ تعالیٰ میں ہمیشہ مشغول رہے۔ شین سوم سے یہ مراد ہے کہ فقیر شب بیداری کیا کرے۔ شین چہارم سے مراد یہ ہے کہ فقیر کو چاہیے کہ وہ شہوت اور نفسانی خواہشات کو ترک کردے۔ اور اہل علم کے لئے جو چار شین ہونے چاہیں وہ یہ ہیں۔ اول شین سے مراد یہ ہے کہ شرائط دین اسلام کو بجا لائے۔ شین دوم سے یہ مراد ہے کہ شریعت کو ملحوظ خاطر رکھے۔ سوم شین سے مراد یہ ہے کہ ▪ عقل و شعور رکھتا ہو۔ شین چہارم سے مراد یہ ہے کہ بخیلی اور طمع کو چھوڑ دے۔ اور اہل دنیا کے چار شینوں سے یہ مراد ہے:۔ اول شین سے مراد اہل دنیا کی شر شیطان ہوتا ہے۔ دوم شین سے مراد یہ ہے کہ وہ شرم (و حیا) کو بالائے طاق رکھ دے۔ اہل دنیا بے شرم ہے۔ سوم

شین سے یہ مراد ہے کہ عجلت کرے جو کہ شیطانی فعل ہے۔ چہارم شین یہ ہے کہ (گویا) اہل دنیا کی حرص کی آگ کا شعلہ ہے۔ اور اہل محبت (تو) گناہ اور معصیت سے باز رہتا ہے۔ اور جس شخص کے دل میں خشخاش کے دانہ کے برابر بھی محبت الٰہی ہو تو اس کی فضیلت مسائل علم فقہ کی تمام فضیلتوں اور پارسائی اور ستر سالہ کی عبادت پر فوقیت رکھتی ہے۔ اس لئے کہ آدمی محبت کے ذریعہ سے محرم اسرار الٰہی ہو جاتا ہے اور مقام ربوبیت اور توحید سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ اور (ظاہری) عبادت اور (کسبی) علم سے (آدمی) متکبر اور (محاسن) سے عاری ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اور کچھ لوگ اللہ کے سوا (اس کے) ہمسر بنا لیتے ہیں کہ انہیں اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں۔ اور جو ایمان والے ہیں وہ تو خدا ہی سے شدید محبت رکھتے ہیں"۔ اہل ہدایت کو (بھلا) اہل بدعت سے کیا کام۔

قولہ تعالیٰ: اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ط(۱)
قولہ تعالیٰ: خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰی سَمْعِهِمْ ط وَ عَلٰی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ط(۲)
قولہ تعالیٰ: صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ط(۳)
قولہ تعالیٰ: اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ط(۴)
قال علیہ السلام: مَنْ تَرَکَ ذَرَّةً بِدْعَةٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ ط(۵)
جاہل کہ در بدعت و گمراہی افتد ہمچنان است چنانچہ ابو جہل از جہل باز نگشت۔ آنرا بیک صلاحیت باز گرداند کہ متابعت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قبول کند۔ بشنو! اگر کسی حیات نبی اللہ تعالیٰ مردہ گوید ایمان او سلب شود۔

بیت باھوؒ

امت خویش را بحق بسپرد   آن حیات النبی حیات ببرد

حیات نفس و حیات دل و حیات روح و حیات سر و حیات عشق و حیات محبت و حیات ذکر فکر و حیات دین و حیات فقر فنا فی اللہ خدای عزوجل راحی و قیوم مع خود واند و حیات نبی اللہ۔
قال علیہ السلام: اَلْاِیْمَانُ عُرْیَانٌ وَ لِبَاسُهُ التَّقْوٰی وَ زِیْنَتُهُ الْحَیَاءُ وَ ثَمْرَتُهُ الْعِلْمُ ط(۶)
فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایمان برہنہ است و پوشش او پرہیز گاریست و

۱- سورہ القصص ۲۸: ۵۶، ۲- سورہ البقرہ ۲: ۷، ۳- سورہ البقرہ ۲: ۱۸، ۴- سورہ النجم ۵۳: ۳۸، ۵- حدیث، ۶- حدیث

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : "اے میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! تم جسے چاہو ہدایت پر نہیں لاسکتے' البتہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے"۔
دوسری جگہ پر فرمایا: خداوند تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر کردی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے سخت عذاب ہے۔
پھر فرمایا: (باطنی طور پر) "(یہ) بہرے' گونگے اور اندھے ہیں۔ سو راہ راست پر نہ آئیں گے"۔
ایک اور جگہ ارشاد ہے: (قیامت کے روز) "کوئی کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا"۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے:۔ "جس نے بدعت کا ایک ذرہ برابر حصہ بھی ترک کردیا' اس کا ثواب دونوں جہانوں کی عبادت سے بہتر ہے"۔
جو جاہل کہ بدعت اور گمراہی میں پڑ جاتا ہے۔ اس کی مثال (بالکل) ابوجہل جیسی ہے کہ (اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کتنا ہی سمجھایا' مگر) وہ اپنی جہالت سے باز نہ آیا۔ اس کو ایک طریق سے ہی لوٹایا جاسکتا تھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شریعت کی پیروی قبول کرتا۔
(اے طالب! غور سے) سن! اگر کوئی شخص نبی علیہ الصلوۃ والسلام (جو کہ زندہ ہیں) کو مردہ کہتا ہے' تو اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

بیت باھوؒ

وہ زندہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خود زندہ اور حیات رہا' مگر اس کے باوجود اس نے اپنی امت کو خدا کے سپرد کردیا۔
بلکہ حیات نفس و حیات دل و حیات روح و حیات سر و حیات عشق و حیات محبت و حیات ذکر و فکر و حیات دین و حیات فقر و حیات خدائے حی و قیوم اور حیات نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو فقیر فنا فی اللہ اپنے ساتھ جانتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ ایمان بغیر عمل کے برہنہ ہوتا ہے۔ اس لئے پرہیزگاری اس کا لباس ہے۔ اور حیا اس کی زینت ہے اور علم اس کا پھل ہے۔

آرائش او شرم است۔ و میوہ او علم است۔ فقیر صلح کل است۔

قال علیہ السلام: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ(۱)

پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمود۔ مومن نباشد از شمایکی تا آنکہ دوست ندارد برادر مومن را۔ چنانچہ دوست میدارد چیزی را برای خود۔

ہر کرا دین ایمان مردہ است، منافقت و کفر و معصیت حب دنیا بردہ است۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا
مشکل کشای ہر دو سرای (۲) این برزخ الف اللہ ھو انیست۔

اللّٰہُ ھُوْ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ

اللہ ھو

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ صحیح بخاری، ۲۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ص ۱۳: دو جہان

فقیر (کامل) صلح کل ہوتا ہے۔ (اور اپنی ذات کے لئے اسے جو کچھ پسند ہوتا ہے وہی دوسرے کے لئے بھی پسند کرتا ہے)
جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "کسی مومن کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک وہ جو کچھ اپنے لئے پسند کرتا ہو' اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہی پسند نہ کرے"۔
اور پھر جس شخص کا ایمان مردہ ہو' وہ (ضرور) منافق ہو گا اور کافر اور معصیت اور حب دنیا میں مبتلا ہو گا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا۔
الغرض ہر دو جہان کا مشکل کشا (اور ہر مشکل میں راہنما) برزخ اسم اللہ ھو ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔

اللہ — ھو

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ — لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوَط

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوَط — اللہ ھو

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوَط

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوَط

باب ششم

ذکر مراقبہ و مشاہدہ و خواب و جواب برزخ و تعبیر و غرق بوحدۃ فنا فی اللہ

مراقبہ کرا گویند و مراقبہ چیست و از مراقبہ چہ حاصل شود۔ مراقبہ رقیب دور کنندہ و بوحدت خدای تعالیٰ رسانندہ را گویند۔ مراقبہ نام محبت خدا است کہ رہنمای استغراق در مقام حی و قیوم لازوال۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْتَمُوْتُوْا۔ صاحب مشاہدہ حضور حال احوال سیر سر اسرار مشرف شدن مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم۔ مراقبہء محرم اسرار مومن معرفت است۔ مراقبہء منافق تحت الثریٰ چنانچہ جس کافر۔

بیت

نہ علم و نہ دانش نہ حقیقت نہ یقین　　چون کافر درویش نہ دنیا و نہ دین

اول مراقبہء عام۔ دوم مراقبہء خاص۔ سیوم مراقبہء خاص الخاص۔ چہارم مراقبہء اخص۔ پنجم مراقبہء عشق۔ ششم مراقبہء محبت۔ ہفتم مراقبہء فناء الفنا فنا فی اللہ بقا باللہ غرق توحید' نہ خبراز خود و نہ خبراز خلق نہ خبراز منزل مقام' غرق در توحید تمام' مراقبہ بمثل روح روحانیت۔ وجود صاحب مراقبہ بمثل قبر است۔ روحانی چشم زد تماشای تمام ارض والسماء بالاتر از عرش و کرسی لوح قلم (سیر) نمودہ باز در وجود صاحب مراقبہ چنان در آید چنانچہ روحانی در قبر در آید۔ پس اہل مراقبہ آنرا گویند کہ بجز ذات اللہ تعالیٰ دیگری نجویند بجز جمال اللہ۔ حُبُّ الْجَمِیْلِ لَحْمُکَ لَحْمِیْ جِسْمُکَ جِسْمِیْ۔ عین در عین عفو عفو عفو۔ اللہ بس ما سوی اللہ ہوس۔

اَصْبَحُوْا مَعَ اللّٰہِ

مراقبہ ہچون باید چنانچہ آفتاب از شب بر آید۔ قاف تا قاف ارض و سماء روشن گردد۔ چنانچہ ماہتاب در کواکب۔ چون صاحب مراقبہ چشم واکند' ہر طرف کہ بیند ہمہ سوختہ گردد۔ بجز ما سوی اللہ چیزی حجاب نماند۔ مراقبہء ذکر فکر' مراقبہء حضور مذکور۔ مراقبہء فنا فی الشیخ مراقبہء فنا فی اللہ۔ مراقبہء فی ہو۔ مراقبہء فنا فی فقر۔ مراقبہء فنا فی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم۔

باب ششم

ذکر مراقبہ و مشاہدہ و خواب و جواب برزخ و تعبیر و غرق بوحدت فنافی اللہ

مراقبہ کس کو کہتے ہیں اور مراقبہ کیا ہے؟ اور مراقبہ سے کیا حاصل ہوتا ہے۔ مراقبہ (وہ چیز ہے جو) رقیب کو دور کرنے والا ہے اور خداوند تعالیٰ کی وحدت میں پہنچانے والا ہے۔ مراقبہ محبت الٰہی کا نام ہے جو مقام حی و قیوم لازوال کے استغراق کا راہنما ہے۔ اور اس مقام سے مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مرجاؤ) حاصل ہوتا ہے اور نیز صاحب مشاہدہ صاحب حضور صاحب حال احوال سیر سراسرار ہوتا ہے۔ اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے۔ مراقبہ سے مومن محرم اسرار ہو جاتا ہے۔ اور معرفت الٰہی حاصل کرلیتا ہے۔ منافق کا مراقبہ تحت الثریٰ میں ہوتا ہے۔ اور کافر شخص کا مراقبہ حبس الدائم ہوتا ہے۔

بیت

منافق فقیر کو نہ علم' نہ دانش' نہ حقیقت اور نہ یقین حاصل ہوتا ہے۔ کافر درویش کی طرح نہ وہ دنیا کا ہوتا ہے اور نہ دین کا۔

اور مراقبہ کی بہت سی قسمیں ہیں۔ قسم اول:۔ مراقبہء عام۔ قسم دوم:۔ مراقبہء خاص۔ قسم سوم:۔ مراقبہء خاص الخاص۔ قسم چہارم:۔ مراقبہء اخص۔ قسم پنجم:۔ مراقبہء عشق۔ قسم ششم:۔ مراقبہء محبت۔ قسم ہفتم:۔ مراقبہء فنافی الفنا' فنافی اللہ' بقاباللہ اور ایسا شخص ہمیشہ غرق فی التوحید رہتا ہے اور وہ خود اپنی نہ خلق اللہ کی کچھ خبر رکھتا ہے۔ بلکہ منزل و مقام بھی اسے یاد نہیں آتا۔ کیونکہ وہ پوری طرح توحید الٰہی میں محو ہوتا ہے۔ مراقبہ روح کی طرح روحانیت کی خاصیت رکھتا ہے۔ صاحب مراقبہ کا وجود مثل قبر زندہ کے ہوتا ہے۔ اور ایسا صاحب مراقبہ پلک جھپکنے کی دیر میں ارض و سماء' عرش و کرسی اور لوح و قلم کے اوپر کی بھی سیر کرلیتا ہے۔ اور صاحب مراقبہ سیر کر کے اپنے وجود میں اس طرح واپس آجاتا ہے' جس طرح روحانی قبر میں واپس آجاتا ہے۔ پس اہل مراقبہ بھی اسی کو کہتے ہیں جو کہ ماسوائے اللہ کسی کو نہ چاہے اور سوائے جمال الٰہی کے کسی کو نہ ڈھونڈے اور وہ لحم اللحم' جسم الجسم اور عین العین ہی ہوتے ہیں۔ ان کا وظیفہ عفو عفو اور عفو ہوتا ہے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

اور اَصْبَحُوْا مَعَ اللّٰہِ (صبح ہوتے ہی اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جاتے ہیں) ان کا مقصود ہوتا

ہے۔

اور مراقبہ ایسا ہونا چاہئے جس طرح آفتاب کہ جب طلوع ہوتا ہے تو اس سرے سے دوسرے سرے تک زمین اور آسمان کو روشن کر دیتا ہے اور ماہتاب کہ اس کی روشنی سے تمام عالم جگمگاتا ہے اور دوسرے ستاروں کی روشنی اس کے سامنے ماند پڑ جاتی ہے۔ صاحب مراقبہ کا بھی یہی حال ہے۔ کہ جب وہ اپنی آنکھیں کھولکر چاروں طرف دیکھتا ہے' تو تمام چیزیں سوختہ ہو جاتی ہیں اور درمیان اس کے سوائے اللہ کے کسی چیز کا حجاب نہیں رہتا۔

اور مراقبہ کے اقسام بہت ہیں' جیسے مراقبہء ذکر و فکر' مراقبہء حضور مذکور' مراقبہء فنائی الشیخ' مراقبہء فنائی اللہ' مراقبہء فی ھو' مراقبہء فنائی فقر' مراقبہء فنائی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

مراقبہء فنائی النفس۔ مراقبہء فنائی نودونہ نام باری تعالیٰ عزوجل۔ مراقبہء چشم واز مراقبہء راز مراقبہء شہباز۔ مراقبہء گربہ بہرزدن موش دغاباز۔ کسیکہ در مراقبہ گاو خرجاہ ومال وسیم وزر بہ بیند بدانکہ این مراقبہء حیوانی ناسوت است۔ ہنوز در بادیہء طلب دنیاء است۔ ذکر اللہ باو تاثیر نکردہ است۔ علاج او آنست کہ کشیدن از طلب دنیا بیرون (از)(۱) لذات جہان است۔ کسیکہ در مراقبہ باغ وبوستان آب دریا سبزۂ بہار خانہ محلات بام بلند حور قصور مثل بہشت بہ بیند، آنرا کثافت و میل بر دل است و زنگار از دل نرود بجز نظر مرشد کامل، ہنوز خناس خرطوم گرد بگرد دل است۔ معلوم شد کہ آنرا نیز ذکر سلطانی اصلی نیست۔ ذکر اصلی خاص راچہ نشان است۔ کسی راکہ ذکر اللہ خاص ذکر زبان است۔ بجز ذکر اللہ قال اللہ، و قال الرسول وجز ذکر اولیاء اللہ کلام دیگرش از زبان نہ بر آید وبا چشم غیر نا محرم نہ بیند۔ از دیدن نا محرم نا فرمودہ شرم آید۔ حیا کند کسی راکہ ذکر قلب خاص باشد۔ آنرا چشم از دل بکشاید۔ بجز اسم اللہ ذکر اللہ دیگری را نہ بیند و دل او غنی گردد و حب دنیا بر دل او نماند و حواس خمسہ بستہ گردد و صاحب کشف القلوب گردد۔ دل صفائی کدورت ہمچون آئینہ روشن شود۔ کسی راکہ ذکر روح باشد و چشم از روح بکشاید و واضح گردد و مجلس روح اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدخل شود مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا گردد۔ کشف القبور گردد۔ و ہمیشہ در خوف خدای تعالیٰ بمقام حیرت شود۔ حسد و غیرت از و برخیزد۔ کسی راکہ ذکر سر باشد و چشم سر بکشاید از ازل تا ابد مشاہدہ بین صاحب اسرار (الٰہی)(۲) گردد۔ از ماہ تا ماہی ہمہ در نظر اوست۔ اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ از عرش تا تحت الثریٰ ہمہ در حکم اوست۔ یا جنباند یا بر حال ماند۔ فقیر صاحب مراقبہ صاحب تصرف مالک الملکی ہمین را گویند (آنکہ)(۳) در ورطہء زر است۔ این مراقبہ نیز بمثل گربہ اہل موش است۔ ہر چہار منزل چہار قسم مراقبہ است۔ مراقبہء شریعت طاعت عبودیت مشاہدۂ ناسوت است۔ آنچہ بہ بیند در مقام ناسوت است دنیا بہ بیند۔ دوم مراقبہ در مقام ملکوت است۔ صاحب ورد وظائف پاکی تن بمثل فرشتہ ملکی صفت۔

۱- عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۵، ۲- ایضاً، ص ۱۵، ۳- ایضاً، ص ۱۵

مراقبہ ءفنافی النفس' مراقبہ ءفنانود ونہ نام باری تعالیٰ عزوجل۔ مراقبہ ء چشم واز مراقبہ ء راز مراقبہ ء شہباز۔ مراقبہ ء گربہ بہرزدن موش دغاباز۔ اور جو شخص مراقبہ میں گاؤخر (دنیاوی معاملات) 'جاہ ومال' زروسیم دیکھے تو جان لے کہ یہ مراقبہ ء حیوانی مقام ناسوت سے ہے۔ اور ابھی محبت دنیا میں مبتلا ہے اور ابھی تک اسی کے بیاباں میں پڑا ہوا ہے۔ اور ذکر اللہ کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ اور اس کا علاج یہ ہے کہ طلب لذات دنیا اپنے دل سے دور کرے اور اس کے خیال کو دل سے نکال ڈالے۔ اور جو شخص (حالت) مراقبہ میں باغ وباغیچہ اور آب ودریا وسبزۂ بہار' مکانات' محلات بلند وبالا اور حورو قصور مثل بہشت کے دیکھے تو سمجھ لیں کہ ابھی تک اس کے دل پر میل وکثافت ہے۔ اور ابھی اس کے دل کا زنگ دور نہیں ہوا۔ اور یہ بجز نظر کرم مرشد کامل صفائی قلب نہیں ہو سکتی۔ اور یہ خرطوم وخناس شیطانی ابھی تک اس کے دل کے ارد گرد موجود ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کو ابھی تک اصل ذکر سلطانی حاصل نہیں ہوا ہے۔ ذکر خاص اصلی کی کیا نشانی ہے؟ اس کی نشانی یہ ہے کہ خاص ذکر اللہ زبان پر جاری ہو اور بجز ذکر قال اللہ اور قال الرسول اور ذکر اولیاء اللہ کے اس کی زبان پر کوئی دوسرا کلام جاری نہ ہو۔ اور آنکھ سے نامحرم کو نہ دیکھے اور نامحرم کو دیکھنے سے اسے شرم وحیا آجائے۔ اور جس شخص کو ذکر قلب خاص حاصل ہوتا ہے' تو اس کے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ اور اس آنکھ سے اسم اللہ اور ذکر اللہ کے سوا کچھ نہیں دیکھتا اور اس کا دل غنی ہو جاتا ہے۔ اور حب دنیا اس کے دل میں (مطلق) نہیں رہتی۔ اور حواس خمسہ ء ظاہری بند ہو جاتے ہیں۔ اور وہ شخص صاحب کشف القلوب ہو جاتا ہے۔ اور اس کا دل آئینہ کی طرح بے کدورت' صاف اور روشن ہو جاتا ہے۔

ذکر روحی اور ذکر سری

اور جس شخص کو ذکر روحی حاصل ہوتا ہے تو اس کی چشم باطن کھل جاتی ہے اور روشن ہو جاتی ہے۔ اور وہ مجلس روح اللہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہو جاتا ہے اور **مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا** (مرنے سے پہلے مرجاؤ) کا مصداق ہو کر صاحب کشف القبور ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ مقام حیرت میں رہ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے۔ حسد وغیرت بیجا اس کے دل سے دور ہو جاتی ہے۔ اور جس شخص کو ذکر سری حاصل ہوتا ہے' اس کی چشم راز کھل جاتی ہے اور وہ شخص از ازل تا ابد مشاہدہ بین اور صاحب اسرار الٰہی ہو جاتا ہے۔ اور ماہ سے لیکر ماہی تک سب اس کی نظر میں ہوتا ہے۔ اور فقیر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوتا کا

مصداق ہو جاتا ہے۔ اور عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک سب مخلوق اس کے زیر حکم ہوتی ہے۔ جنبش کرے یا اپنے حال پر قائم رہے۔ اور فقیر صاحب مراقبہ صاحب تصرف مالک الملکی اسی کو کہتے ہیں۔ اور جو شخص مال و زر کے گرداب میں پڑا ہوا ہے' اس کا مراقبہ مثل گربہ اہل موش کے ہے۔

مراقبہ اور اس کی منزلیں

مراقبہ کی چاروں منزلیں چار اقسام پر ہیں۔

اول۔ مراقبہء شریعت: طاعت و عبودیت' مشاہدہ اور ناسوت ہے۔ اور اس میں طالب جو کچھ دیکھتا ہے وہ مقام ناسوت میں دنیا کو دیکھتا ہے۔

دوم: مراقبہء ملکوت ہے۔ اس مراقبہ والا صاحب وردو ظائف اور صاحب طہارت ہوتا ہے۔ اور فرشتوں کی طرح ملکوتی صفت رکھتا ہے۔

آنچه مشاہدہ بہ بیند در منزل ملکوت است۔ صفت ملائکہ دارد۔ سیوم مراقبہ اہل جبروت است۔ اہل اللہ ذاکر اللہ آنچہ مشاہدہ بہ بیند در مقام جبروت جبرائیلؑ را بہ بیند۔ چہارم مراقبہء لاہوت است (اہل معرفت(۱))۔ آنچہ مشاہدہ بہ بیند در مقام لاہوت بہ بیند۔ پنجم مراقبہء حضور غرق فنا فی اللہ در مقام ربوبیت آنچہ بہ بیند مشاہدہ بجز ربوبیت توحید دیگر ماسوی اللہ نہ بیند۔ پس درین مقام قولہ' تعالیٰ: كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ط(۲) مکان اوست۔

ابیات

خدا از کرم فضلش عبد خوانی ۔۔۔ نہ انصاف است تو در عصیان مانی
خدا با تو ترا بین چشم باید ۔۔۔ بچشم معرفت حق رو نماید
چہ داند مردہ دل طالب بمردار ۔۔۔ ز خود خبری ندارد اہل دیدار
باھوؒ را بس بود آن عشق جانی ۔۔۔ نظر لاہوت ساکن لا مکانی

اہل عبودیت (ناسوتی۳) خدا را در خواب بہ بیند راست است۔ چنانچہ حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ خدای تعالیٰ را در خواب دید اہل شرع درست داشتہ و اہل ربوبیت خدای تعالیٰ را در مشاہدہ مراقبہ از خود بیخود بہ بیند رواست موافق این آیت:
قولہ' تعالیٰ: وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى ط(۴)
و آیت دیگر قولہ' تعالیٰ: وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ ط(۵)
کسیکہ در مراقبہ رفت' از خود بیخود گشت۔ غرق فنا۔ و چشم زدن باز از مراقبہ بیرون آید و آنچہ دید مشاہدہ است۔ آن یاد نماند۔ معلوم شد کہ از الوہیت عین ذات است۔ آن مراتب عاشق دیوانہ از جان خود بیگانہ در آتش پروانہ است۔ این مراقبہ نیز درمیانہ است۔ (مراقبہ۶) نہ باحق یگانہ۔ در وحدت چنانچہ موئی در شانہ ہنوز خام ناتمام است۔ مراقبہ غواص در بحر باید کہ ہردم در باید آورد۔ کسی کہ در مراقبہ رود خواب و بیداری' مستی و ہوشیاری غرق در اختیار اوست۔ کہ در حضور مجلس اولیاء و انبیاء باخاص الخاص اخص سر توحید استغراق شود۔ بیک مراقبہ دوازدہ یا چہل سال در باطن حضوری غرق شود۔ چون از مراقبہ بیرون بر آید گوئی کہ

۱- عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۱۵' ۲- سورہ الرحمٰن' ۵۵: ۲۹' ۳- عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۱۶' ۴- سورہ بنی اسرائیل' ۱۷: ۷۲' ۵- سورۂ کہف' ۱۸: ۲۴'
۶- عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۱۶

اور جو کچھ مشاہدہ میں دیکھتا ہے' مقام ملکوتی سے دیکھتا ہے۔ اور ملائکہ کی صفت رکھتا ہے۔ سوم۔ مراقبہ اہل جبروت و اہل اللہ وذکر اللہ ہے۔ اور اس مراقبہ والا جو کچھ مشاہدہ کرتا ہے وہ مقام جبروت میں جبرائیلؑ کو دیکھتا ہے۔ (اور اس کی صفت بھی جبرائیلؑ جیسی ہوتی ہے) چہارم مراقبہ مقام لاہوت و اہل معرفت کا ہے۔ اور اس مراقبہ والا جو کچھ مشاہدہ کرتا ہے' مقام لاہوت سے ہوتا ہے۔ پنجم مراقبہ حضوری غرق فنافی اللہ کا ہے اور یہ مقام ربوبیت میں حاصل ہوتا ہے۔ اور اس میں جو کچھ مشاہدہ ہوتا ہے بجزذات ربوبیت و توحید الٰہی کے اس مقام میں اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اور جدھر دیکھتا ہے اس کو وہی ذات نظر آتی ہے۔ اور "وہ ہر روز ایک شان میں ہوتا ہے" اس کا یہ مقام ہوتا ہے۔

ابیات

تو خدا کے فضل و کرم سے اس کا بندہ کہلاتا ہے۔ پھر یہ ناانصافی ہے کہ تو گناہ و معصیت میں پڑا رہے۔

خدا تیرے ہمراہ ہے' مگر تجھے اس کے دیکھنے کے لئے آنکھ چاہئے (یعنی چشم بینا چاہئے) معرفت کی آنکھ سے خدا کا دیدار ہو سکتا ہے۔ اس بات کو مردہ دل مردار کا طالب کیا جانے؟ اہل دیدار کو تو خود اپنی خبر بھی اس منزل میں نہیں رہتی۔

باھوؒ کو جو اپنے حقیقی محبوب سے عشق ہے یہی کافی ہے۔ جس سے وہ مقام لامکان میں رہتا ہے اور نظر اس کی مقام لاہوت پر رہتی ہے۔

اور اہل عبودیت ناسوتی خدای تعالیٰ کو خواب میں دیکھتے ہیں اور اس کو درست سمجھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے (کئی بار) خدای تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور اہل شرع نے اسے درست رکھا ہے۔ اور اسی طرح اہل ربوبیت خدای تعالیٰ کو مشاہدہ میں' مراقبہ میں' خودی میں اور بیخودی میں دیکھتے ہیں۔ اور ان کا یہ دیکھنا جائز ہے اور اس آیت کریمہ کے موافق ہے۔ "اور جو شخص اس جہاں میں اندھا رہا' پس قیامت کے روز بھی اندھا رہے گا"۔ اور یہ آیت بھی اسی کی شاہد ہے۔ "اے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! جب خدا کو بھول جاؤ تو یاد آتے ہی اس کا ذکر کرو"۔

اور جو شخص مراقبہ میں گیا' تو وہ (گویا) خود سے بیخود ہو گیا۔ وہ مقام فنا میں غرق ہو جاتا ہے اور چشم زدن میں اس مقام مراقبہ سے پھر باہر آ جاتا ہے۔ اور جو کچھ اس نے دیکھا اور مشاہدہ کیا ہو' اسے یاد نہیں رہتا۔ معلوم ہوا کہ الوہیت عین ذات ہے۔ ان مراتب پر پہنچ کر عاشق

دیوانہ ہو جاتا ہے اور اپنی جان سے بیگانہ رہتا ہے۔ جس طرح آگ میں پروانہ۔ اور یہ مراقبہ بھی درمیانہ ہے۔ اور وحدت میں غیر حق سے یگانہ ہے' جس طرح کنگھی میں بال الجھ جاتے ہیں۔ اس مقام میں بھی فقیر خام اور ناتمام رہتا ہے۔ مراقبہ غواصوں کی طرح چاہئے کہ وہ لوگ جس دم دریا میں غوطہ لگاتے ہیں' تو موتی نکال لاتے ہیں (اسی طرح مراقبہ والے شخص کو بھی ایسے ہی درنایاب نکالنے چاہئیں) اور جو شخص کہ مراقبہ میں جاتا ہے' تو خواب و بیداری' مستی و ہوشیاری اور استغراق اس کے اختیار میں ہوتا ہے۔ کہ جب چاہے انبیاء و اولیاء' خاص الخاص اور اخص کی مجلس میں یا سر توحید میں استغراق حاصل کرے۔ اور ہر ایک مراقبہ میں بارہ برس یا چالیس برس تک باطن حضوری میں غرق رہے۔

بقدر احوال خود طرفہ زد ہم نگذاشتہ باشد۔ آنرا اولیٰ تر آنست از ادب کہ او از ادب محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بجہت (شریعت۱) نماز و روزہ فرض قضا نکند۔ مراقبہ چون پختہ کامل شود' چنانچہ آماج زدن (تیر۲) ہر جا کہ خواہد یکدم ہمان جا رسد۔

بیت

کعبہء مقصود اگر باشد ہزاران سالہ راہ

نیم گامی ہم نباشد شوق چون رہبر شود

در مراقبہ مشاہدہ چہار قسم است۔ ہر کہ ظاہر در عبادت ذکر فکر مراقبہ روز و شب مشغول است۔ و در باطن حب دنیا بدل دارد۔ آنچہ در باطن ظاہر بہ بیند ہمہ ناسوتی فانی کاذب است۔ و ہر کہ ظاہر باطن بذکر فکر عشق محبت الٰہی جان تصرف۔ آنچہ ظاہر باطن بہ بیند آن ہمہ مشاہدہ (است۳) محض توحید باری تعالیٰ است۔ سیوم قسم آنچہ در ظاہر و باطن خوف خدای تعالیٰ دارد۔ آنچہ در مشاہدہ بہ بیند ہمہ جنت است۔ و چہارم قسم آنچہ در ظاہر و باطن تارک الصلوۃ و اہل شرب مشاہدہ بہ بیند ہمہ خواب و خیال و(۴) نفس اظلم زوال شیاطین شیطانی استدراج است۔

حدیث: کُلُّ شَیٍٔ اَصْلُ لَایَخْرُجُ(۵)

ہر کہ تصدیق دل شغل اللہ با خدا مدام است۔ ہر دو جہان آنرا غلام است' بلکہ طالب مولیٰ مولیٰ دارد۔ نہ غم دارد و نہ غلام دارد۔ مراقبہ بمثل آفتاب است۔ چون طلوع آفتاب شود' از قاف تا قاف و از مشرق تا مغرب روشن گردد۔ ہمہ در مد نظرش در و دیوار شہر بازار در تماشای در آید' بلکہ تماشای شش جہات' اہل تفکر ذات نمی بیند۔ آن دیدہ نباشد کہ بجز دوست دیگری را بہ بیند۔ اہل مراقبہ چون بذکر مشغول شود' ذکر و مراقبہ اہل مراقبہ را ملاقات کند' چنانچہ انبیاء و اولیاء۔ ہر کرا ذکر ملاقات بغرق توحید ذات نکند' آن ذکر نیست۔ بہر زر سیم رسم رسوم است۔

مراقبہء شیخ

در مراقبہ صورت شیخ حاضر شود و آن صورت شیخ در مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و سلم ببرد و مطلب شود۔ ہر کرا این احوال نیست' فنافی الشیخ نیست۔ در مراقبہ چون اسم اللہ بہ بیند اسم اللہ (آن را۶)

در مقام عین بہ برد' و مطلب خود عین معائنہ کند۔ و در مراقبہ چنان غرق شود کہ نہ ذکر فکر

۱- عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۱۶' ۲- ایضاً'' ص ۱۶' ۳:- ایضاً'' ص ۱۶'
۴- ایضاً'' ص ۱۶: از' ۵ ایضاً'' ص ۸۸: کُلُّ شَیٍٔ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ۔ رجوع بکنید بہ موضوعات کبیر از ملا علی قاری'' ۶- ایضاً'' ص ۱۷

(اور) جب مراقبہ سے باہر آئے تو اپنی حالت کے لحاظ سے گویا چشم زدن کا بھی وقفہ نہ گذرا ہو۔ اور اس کے لئے زیادہ بہتر یہ ہے کہ وہ آداب محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ملحوظ رکھے اور شریعت کے آداب کے پیش نظر ہر نماز' روزہ اور دیگر فرائض کو قضا نہ ہونے دے۔ جب مراقبہ پختہ اور کامل ہو جاتا ہے' تو اس وقت صاحب مراقبہ جہاں چاہے وہاں آنکھ جھپکنے کی دیر میں پہنچ جاتا ہے۔ جیسے تیر اپنے نشانے پر یکدم جا پہنچتا ہے۔

بیت

کعبہء مقصود دل میں ہو اور اگرچہ ہزار برس کی راہ کیوں نہ ہو' (لیکن) جب شوق تیرا رہبر ہو جائے' تو وہ نصف قدم کے برابر بھی نہیں ہے۔

مراقبہ میں مشاہدہ چار طرح سے ہوتا ہے۔

اول یہ کہ جو شخص بظاہر عبادت و ذکر و فکر و مراقبہ میں روز و شب مشغول رہتا ہے۔ مگر باطن میں حب دنیا رکھتا ہے۔ وہ جو کچھ بظاہر باطن میں دیکھتا ہے' تو اس کا مشاہدہ تمام ناسوتی' فانی اور کاذب ہوتا ہے۔

دوم یہ کہ ظاہر و باطن ذکر و فکر و عشق و محبت الٰہی میں اپنی جان کو صرف کر دیتا ہے' اس مراقبہ والا ظاہر و باطن میں تمام جو کچھ دیکھتا ہے' اس کا مشاہدہ محض توحید باری تعالٰی سے ہوتا ہے۔

سوم قسم یہ کہ ظاہر و باطن میں خوف خدا رکھتا ہو۔ پھر جو کچھ وہ مشاہدہ میں دیکھتا ہے' وہ تمام اشیاء اہل جنت سے ہوتی ہیں۔

اور چہارم قسم یہ کہ صاحب مراقبہ ظاہر و باطن میں تارک الصلوٰۃ اور اہل شرب ہو۔ وہ مشاہدہ میں جو کچھ دیکھتا ہے' وہ تمام خواب و خیال' نفسانیت' سرکشی' شیطانیت' استدراج" بدعت اور تاریکی نفس شیاطین سے ہے۔

حدیث: "ہر ایک چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے"۔ اور جو شخص کہ صدق دل سے ہمیشہ اللہ تعالٰی کے ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ دونوں جہان اس کے غلام ہوتے ہیں' بلکہ طالب مولٰی مولٰی کا مصداق ہو جاتا ہے۔ نہ وہ غم رکھتا ہے اور نہ غلام۔

مراقبہ کی تمثیل

مراقبہ آفتاب کی مثل ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے' تو قاف سے قاف تک اور مشرق سے مغرب تک روشن ہو جاتا ہے۔ تمام اشیاء اس کے پیش نظر ہوتی ہیں۔ در و دیوار' شہر و بازار تمام اس کو دکھائی دیتے ہیں' بلکہ تماشائے شش جہات اس کے رو برو ہوتا ہے۔ اہل

تفکر ذات کو نہیں دیکھتے اور وہ آنکھ آنکھ نہیں ہوتی جو بجز دوست کے کسی اور کو دیکھے۔ اہل مراقبہ جب اس کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں تو ذکر و مراقبہ والا یعنی اہل ذکر و اہل مراقبہ انبیاء و اولیاء سے ملاقات کرتے ہیں۔ اور جس ذکر سے توحید ذات میں غرق ہو کر ملاقات حاصل نہ ہو' وہ ذکر ذکر نہیں ہے' بلکہ حصول سیم و زر کے لئے محض ایک رسم ہے۔ مراقبہ میں شیخ کی صورت حاضر ہوتی ہے۔ اور وہ مرید کا ہاتھ پکڑ کر مجلس آقائے نامدار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں پہنچا دیتی ہے اور اس کا مقصود حاصل ہوتا ہے۔ جس کی یہ حالت نہ ہو' اسے مقام فنافی الشیخ حاصل نہیں ہوا۔ اور مراقبہ میں مراقبہ والا جب اسم اللہ دیکھتا ہے' تو اسم اللہ اس کو مقام عین میں لے جاتا ہے اور وہ اپنے مطلب کو اپنی آنکھوں سے معائنہ کرتا ہے۔ اور مراقبہ میں جب ■ غرق ہو جاتا ہے' اسے ذکر و فکر یاد نہیں رہتا۔ نہ دم قدم' نہ راحت و غم'

یادماند نہ دم قدم' نہ راحت غم یادماند' نہ فقرفاقہ' نہ نفس ذائقہ یادماند' نہ حضور نذکور یادماند' نہ بعد دور یادماند' نہ قدر قضایادماند' نہ حرص ہوا یادماند۔ پس در کدام مقام رسید۔ وچہ یاد ماند' ذوق' شوق' محبت۔ چون عاشق درین مقام رسد' ہر کار او بالکل تمام وذکر فکر برو حرام وہر چہ بہ بیند خاص بہ بیند۔ کسی کہ در خواب یا مراقبہ اہل کفار اہل زنار بہ بیند۔ بدانکہ مقام نفس باو رخ نمودہ است ویا ابتدای کلمہ لا الہ رخ نمودہ است ویا آنکہ شیطان ہر روز باو مجلس کفار می نماید کہ دل طالب اللہ سرد شود و از راہ اللہ تعالیٰ باز ماند۔ باید کہ ورد خود را درود شریف ولاحول کند بوقت خواب یا مراقبہ کہ خطرات ووسوسہء شیطان محو کردد و روشن ضمیر رخ نماید۔

مراتب مراقبہ ہفت قسم است۔ اول مراقبہء جہل (۱) بمثل جعل' دوم مراقبہء اہل بدعت سرود' چنانچہ دجال استدراج' مراقبہ سوم ذکر مراتب ذکر بہ بیند کہ صاحب حال است۔ مراقبہء چہارم صاحب فکر کہ اہل تفکر صاحب احوال۔

قال علیہ السلام: تَفَكُّرُ سَاعَتِهٖ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ ط(۲)

پنجم مراقبہ کامل کمال عارف باللہ عارفان(۳) بہ بیند۔ ششم مراقبہء مکمل کہ معارف بہ بیند اہل روح اللہ۔ ہفتم مراقبہء فقر لازوال۔

قال علیہ السلام: اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ط(۴) فنا فی اللہ را گویند کہ بعین ذات توحید غرق وحدانیت۔ مراقبہ بہتر از تمام مہتر پیغمبران کہ پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فخر پیغمبرانست وفخر پیغمبر علیہ السلام فقر است۔

قال علیہ السلام: اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ ط(۵)

زبان فقیر فنا فی اللہ گوئی کہ زبان قدرت خدای تعالیٰ است۔

قال علیہ السلام: لِسَانُ الْفُقَرَاءِ سَيْفُ الرَّحْمٰنِ ط(۶)

وآنچہ سیاہی از جف قلم باقی ماند' آن سیاہی بر زبان فقراء راند۔

قال علیہ السلام: اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِی الدَّارَیْنِ ط(۷)

سیاہی بروی جبین فقراء تابان ترشد۔

۱۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۱۷: جاہل' ۲۔ عین العلم از ملا علی قاری"
۳۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۱۷: عرفان' ۴۔ انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی" ۵۔ عین العلم از ملا علی قاری" ۶۔ حدیث' ۷۔ حدیث

نہ فقر و فاقہ ' نہ نفس و ذائقہ یاد رہتا ہے۔ نہ حضور مذکور اور نہ بعد و دور ' نہ قضا و قدر اور نہ حرص و ہوا یاد رہتا ہے۔ مگر کیا یاد رہتا ہے اور کس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو وہ شوق ' ذوق اور (محض) محبت رہ جاتی ہے اور جب عاشق اس مقام پر پہنچ جاتا ہے ' تو اس کا ہر کام بالکل مکمل ہو جاتا ہے۔ اور ہر کام کا ذکر و فکر اس پر حرام ہو جاتا ہے۔ اور جو کچھ وہ دیکھتا ہے خاص الخاص ہی دیکھتا ہے۔ اور جو شخص کہ خواب میں یا مراقبہ میں اہل کفار و اہل زنار کو دیکھے ' جان لے کہ اس مقام میں نفس نے اس کی طرف رخ کیا ہے۔ یا ابتدائی کلمہ لَاۤ اِلٰہَ نے رونمائی کی ہے اور یا یہ کہ شیطان ہر روز اسے مجلس کفار کی سیر کراتا ہے ' جس سے طالب اللہ کا دل سرد ہو کر راہ خدای تعالیٰ سے باز رہ جاتا ہے۔ چاہیۓ کہ اس سے نجات پانے کے لئے نیند کے وقت یا مراقبہ کے وقت درود شریف کا ورد کرے اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط پڑھا کرے۔ تاکہ شیطانی وساوس و خطرات اس کے دل سے محو ہو جائیں۔ اور روشن ضمیری اس کی طرف رخ کرے۔

مراتب مراقبہ

مراتب مراقبہ کی سات قسمیں ہیں۔

اول : مراقبہء جہل جو کہ مثل جعل کے ہے۔ دوم : مراقبہء اہل بدعت و سرود ' اور یہ استدراج دجال کے مانند ہوتا ہے۔ سوم : مراقبہء ذکر۔ اس مراقبہ والا ذکر کر کے اپنے مراتب خود دیکھتا ہے اور اپنی صفائی دل کے احوال کا مطالعہ کرتا رہتا ہے۔ چہارم : مراقبہء اہل فکر اور یہ مراقبہ اہل تفکر اور صاحب احوال کا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے : "ایک گھڑی کا تفکر تمام جن و انس کی عبادت سے بہتر ہے"۔

پنجم : مراقبہء کامل کمال عارف باللہ کا ہے ' اس مراقبہ والا عارفوں کو دیکھتا ہے۔ ششم : مراقبہء مکمل جو معارف کو حاصل ہوتا ہے اور وہ اہل روح کو دیکھتا ہے۔ ہفتم : مراقبہء لازوال ہے اور اس مراقبہ والا "جب فقر تمام ہوتا ہے ' تو پس اس کو اللہ تعالیٰ حاصل ہو جاتا ہے"۔ کا مصداق ہوتا ہے۔ اور یہ مقام فنا فی اللہ ہے کہ یہاں اہل مراقبہ عین ذات وحدانیت میں غرق ہو جاتا ہے اور (فقیر کا) یہ مراقبہ ستر پیغمبروں (کے مراقبہ) سے بہتر ہے ' جس کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو تمام بڑے پیغمبروں کے لئے باعث فخر ہیں ' بایں الفاظ (فقر پر) فخر فرمایا ہے۔ (اور جس سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: "فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے یعنی فقر میری سنت ہے"۔ اور ایسے فقر والے شخص کی زبان قدرت الٰہی کی زبان ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:۔ "فقرائے کاملین کی زبان گویا خدای تعالیٰ کی تلوار ہوتی ہے"۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود (مولانا رومیؒ)

اور جو سیاہی قلم قدرت سے خشک ہونے پر باقی رہ گئی' وہ سیاہی فقراء کی زبان پر ڈال دی گئی (جس سے ان کی زبان سیف الرحمٰن بن گئی)

سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "فقراء کی زبان کی سیاہی ان کی پیشانی پر تاباں تر ہو گئی"۔

ہر دو جہان رو سیاہ کرد و طالب مولیٰ نہ ذکر فقراء نہ خدا و نہ از خدا جدا۔

قال علیہ السلام: کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَافِیْہِ(۱)

شیطان ہر چند صورت قدرت ندارد کہ شود صورت خدای تعالیٰ عزوجل و پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و آفتاب و ماہتاب و مدینہ و روضۂ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و کعبہ و بیت اللہ و قرآن مجید کہ این ہمہ ہادی است و صورت ہادی و ہدایت ازو نخواہد شد کہ شیطان و راہ شیطان باطل است۔ تجلی نتواند رسید۔

بیت باھوؒ

گرچہ سر پای ندارم بی سرم ۔۔۔ قالبم اینجا ست جان با حق برم

کسی کہ در مراقبہ یا در خواب بانگ گوید و یا امامت کند و یا تلاوت قرآن مجید کند و یا ذکر (فکر ۲) رحمٰن کند و یا وضو و غسل کند و یا آنکہ در مجلس سروری مدخل کند‘ آن را نفس قلب روح یکی شدہ است بہدایت اللہ تعالیٰ۔

بیت

باھوؒ را ھو برد با آورد برد ۔۔۔ ہر کہ با آن عین بیند او نمرد

قطعہ

ہر کہ دعویٰ کند بدرویشی ۔۔۔ حظ بیزاری از جہان ندھد

در حقیقت بدانکہ مردود است ۔۔۔ رفتہ بدنام کس نشان ندھد

مرشد را باید کہ طالب اللہ را در مراقبہ البتہ ریاضت بکشاند۔ این ریاضت نہ زہد تقویٰ است۔ این ریاضت تصور و با تفکر است۔ در ریاضت تصور مراقبہ یا چہل چلہ‘ یا بیست چلہ یا دہ چلہ یا پنج چلہ‘ و یا دو چلہ‘ یا یک چلہ‘ یا بیست روز‘ یا [illegible] روز چلہ‘ یا پنج روز چلہ‘ یا دو روز چلہ یا یک روز چلہ و اگر عطا لطف کند۔ بعد از نماز فجر تا طلوع آفتاب تمامیت مقصود مطلب رساند کہ پیش خود طالب اللہ را نشاندہ بنظرش کمال مطلوب کل مقامات طی کنانیدہ در حضور مشرف پر نور محفل محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدخل کند۔ قائم مقام ماند با صدق تا ابد الاباد و اگر صدق فاسد شود از مجلس و راہ سلوک سلب گردد نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا و اگر مرشد کامل نباشد طالب را

۱۔ مرغوب القلوب‘ ۲۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی‘ ص ۱۸

اور یہ لوگ دونوں جہان کو روسیاہ کردیتے ہیں۔ اور طالب مولیٰ مذکر ہوتا ہے اور فقراء نہ خدا ہیں اور نہ ہی خدا سے جدا ہیں۔ (اور جو کچھ وہ کہتے ہیں' اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی کہتے ہیں) حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "ہر برتن میں وہی رستا ہے' جو اس میں ہوتا ہے"۔

(اور) شیطان کو ان چند باتوں پر قدرت نہیں ہوتی ہے کہ خدائے بزرگ و برتر کی یا جناب رسول مقبول علیہ الصلواۃ والسلام کی یا آفتاب و ماہتاب کی یا مدینہ منورہ کی یا روضہء پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یا خانہ کعبہ کی یا قرآن مجید کی صورت بن سکے' کیونکہ یہ تمام چیزیں ہادی ہیں اور شیطان ہادی اور ہدایت کی صورت نہیں بن سکتا۔ کیونکہ شیطان اور شیطان کا طریقہ دونوں باطل ہیں اور حق بات (کسی طرح) اس سے ظاہر نہیں ہو سکتی۔

بیت باھوؒ

اگرچہ میں سر پیر نہیں رکھتا اور میں بغیر سر کے ہوں یعنی اگرچہ راہ خدا میں اتنی قدرت نہیں جتنی کہ سر پیر والے کو بظاہر ہوتی ہے۔ تاہم میرا جسم یہاں ہے اور میری جان اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔

اور جو شخص کہ مراقبہ میں یا خواب میں اذان دے اور یا امامت کرے اور یا قرآن مجید تلاوت کرے اور یا اللہ تعالیٰ کا ذکر و فکر کرے اور یا غسل و وضو کرے اور یا یہ کہ مجلس سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں داخل ہووے' تو جان لے کہ ہدایت الٰہی کی وجہ سے اس کا نفس' قلب اور روح ایک ہو گیا ہے۔

بیت

باھوؒ کو ھو کامیابی کے ساتھ لے گیا۔ جو شخص کہ ھو کو عین کے ساتھ دیکھتا ہے' وہ مرتا نہیں ہے۔

قطعہ

جو شخص کہ درویشی کا دعویٰ کرے' مگر دنیا کی لذات سے بیزار نہیں ہے۔ تو در حقیقت جان لے کہ وہ مردود ہے۔

وہ شخص دراصل بدعت و استدراج میں پڑا ہوا ہے' حقیقت حال سے وہ واقف نہیں (وہ بدنام ہو کر رہے گا اور پھر اس کا نام و نشان نہ رہے گا)

مرشد کو چاہئے کہ طالب اللہ کے لئے مراقبہ میں البتہ ریاضت کا دروازہ کھول دے۔ اور یہ ریاضت صرف زہد و تقویٰ سے حاصل نہیں ہوتی' بلکہ یہ ریاضت تصور و تفکر سے حاصل ہوتی ہے۔ ریاضت میں مراقبہء تصور کے چالیس چلے یا بیس چلے یا دس چلے یا پانچ چلے یا دو چلے یا ایک چلہ کرا دے۔ یا یہ کہ بیس روز یا دس روز یا پانچ روز یا دو روز یا ایک ہی روز چلہ کشی کرائے۔ لیکن سب سے بہتر یہی ہے کہ اپنے لطف و کرم سے طالب اللہ کو نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اپنے سامنے بٹھا کر ایک توجہء کامل سے اسے کل مقامات طے کرا دے اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں پہنچا دے۔ اور طالب جو کہ مرشد کا قائم مقام ہوتا ہے' اسے اپنے مرشد کے ساتھ ہمیشہ صدق ارادت رکھنی چاہئے۔ اگر طالب سے یہ صدق ارادت فاسد ہو جائے' تو نعوذ باللہ وہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے محروم ہو جائے گا اور راہ سلوک اس سے سلب ہو جائے گی۔ اور اگر مرشد کامل نہ ہو' تو طالب کو یقین کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ یقین کیا کر سکتا ہے؟ کیونکہ یقین تو بینائے چشم کا نام ہے نہ کہ مرشد گاؤ عصاء حشم (یعنی جب بینائی ہی نہیں تو چشم کیا کرے گی)

یقین چه کند که یقین نام بینای چشم است۔ نه مرشد گاؤ عصاء تشم۔

مرشد چار حروف است۔ از حرف میم مردان خدا از خود جدا۔ خادم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اصفیاء و از حرف ر روا ندارد غیر ما سوی اللہ بجز توحید اللہ تعالیٰ و از حرف ش شوق ریزد' قلب خیزد با عشق محبت عارف باللہ بوحدت و از حرف د دائم حضور غرق فنا فی اللہ و طالب نیز چہار حروف است۔ از حرف ط طلاق دھد جمیع غیر ما سوی اللہ را و حرف (الف) الوہیت ربوبیت رسد۔ اللہ بس و ما سوی اللہ ہوس۔ و از حرف ل لایق درگاہ بی(۱) علایق خلایق۔ از حرف ب بدی بدکاری بگذارد۔ باادب بامداد تاشام رساند۔ وشام تا صبح بر آرد۔ بی ریا گو خدا جو و از غیر ما سوی اللہ دل بشو۔ با مرشد اخلاص' چنانچه اخلاص آب با آبجو۔ ہر کہ این احوال ندارد' نہ مرشد و نہ طالب۔ بر ہوای نفس غالب۔ مرشد کامل مکمل آنرا گویند کہ بیک نظر طالب اللہ را ہمچنان شناسد' چنانچه محک ذہب را' چنانچه صراف زر را' چنانچه کار سوار اسپ را' چنانچه آفتاب سنگ لعل را' چنانچه عالم علم صرف را' مرشد کامل مکمل بمثل کعبہ است۔ بمجرد داخل شدن در حرم' نیک نیک' بد بد۔ بیک نظرش مرشد کامل صالح صالح شود و مقبول و طالح طالح شود' د مردود و در صراف ہیچ تقصیر نیست۔ اگر در ہزار مہر یا روپیہ یک راست باشد و دیگرش دروغ۔ صراف ہمون یک را بدست گیرد و دیگر ہمہ را بر تابد۔ تا آنکہ در دکان صراف زر نیاید و در آتش نیفتد' ہرگز تحقیق ہیچ کس نتواند کرد۔ مرشد صاحب تحقیقات است اہل صفات و اہل ذات را۔ چنانچه عالم در کتاب صرف غلط نگذارد۔ ہمچنان فقیر طالب اللہ را از غیر ما سوی اللہ می بر آرد۔ چون نسخہ صحیح شود و دل طالب اللہ بذکر اللہ جاری صاحب تسبیح شود۔

ابیات باھُوؒ

مردمان را شد حجابش(۲) خلوتش گوشہ نشین
از چہل چلہ بہتر است یک نظر مرشد عین بین
ہر کہ خواہد طالبش خود مدعا
نیست زان بہتر کہ مرشد پیشوا

قال علیہ السلام: لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوْقِ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ ط(۳)

۱۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۱۹: قاطع' ۲۔ ایضا'' ص ۱۹: حجابش
۳۔ تفسیر فاتحہ و مشکوٰۃ

(اور) مرشد میں چار حروف ہیں۔ اول میم سے مراد مردان خدا ہونا اور اپنے سے جدا ہو کر یہ مقام حاصل کرنا کہ خادم آقای نامدار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہو جانا۔ اور ر سے مراد ما سوائے اللہ تعالیٰ کے سب سے روگردان ہو کر اس کے حکم کے تابع ہو جائے۔ اور صرف اللہ تعالیٰ کی توحید کو جائز رکھے اور حرف ش سے مراد شوق قلب با عشق و محبت اور اللہ کے عشق میں محو ہو کر فنافی اللہ ہو جانا اور اس کی توحید میں عارف باللہ ہو جانا۔ اور د سے مراد دائم اس کے عشق حضوری میں فنافی اللہ ہونا اور اس کی وحدت میں غرق رہنا۔ اور (اسی طرح) طالب کے بھی چار حروف ہیں۔ حرف (ط) سے مراد یہ ہے کہ طالب وہ ہے جو کہ ما سوائے اللہ تعالیٰ کے تمام تعلقات کو ترک کر دے اور (الف) سے مراد الوہیت و ربوبیت میں پہنچنا۔ اللہ بس ما سوائے اللہ ہوس۔ اور حرف ل سے مراد اس کی درگاہ کے لائق ہونا اور مخلوق کے تمام علائق سے الگ ہو جانا۔ اور ب سے مراد بدی اور بدکاری سے بچنا۔ اور صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک با ادب رہنا۔ اور ہر وقت بے ریا ہو کر خدای تعالیٰ کی طلب میں رہنا اور ما سوائے اللہ سب سے ہاتھ دھونا اور مرشد کے ساتھ اخلاص سے رہنا جس طرح پانی کو آب جو کے ساتھ اخلاص ہوتا ہے۔ جو شخص یہ احوال (اوصاف) نہیں رکھتا' وہ نہ مرشد ہے اور نہ طالب' بلکہ اس پر نفس و ہوس غالب ہے۔

مرشد کامل مکمل اس کو کہتے ہیں کہ طالب اللہ کو ایک نظر میں اس طرح پہچانے جس طرح کسوٹی سے سونا پہچانا جاتا ہے۔ اور جس طرح صراف سونے کو اور ایک چابک سوار گھوڑے کو پہچانتا ہے اور جس طرح آفتاب سنگ لعل کو اور عالم علم صرف و نحو کو پہچانتا ہے۔

مرشد کامل مکمل کی مثال کعبہ کی ہے۔ جس طرح حرم میں داخل ہونے والا نیک نیک رہتا ہے اور بد بد رہتا ہے' اسی طرح مرشد کامل کی ایک نظر سے صالح صالح اور مقبول اور طالح طالح ہو جاتا ہے اور مردود۔ اگر ہزار اشرفیوں یا ہزار روپوں میں سے ایک اشرفی یا ایک روپیہ کھرا ہو اور باقی سب کھوٹے نکلیں تو اس میں صراف کا کوئی قصور نہیں ہے۔ صراف اسی کھرے روپیہ یا اشرفی کو لے کر دوسرے تمام کھوٹے سکوں کو واپس کر دیگا (اور یہی حال مرشد و طالب کا ہوتا ہے)

اور تاوقتیکہ صراف کی دکان میں سونا نہیں آتا ہے اور اس کو آگ پر نہیں ڈالتا ہے' کوئی آدمی ہرگز تحقیق نہیں کر سکتا۔ کہ وہ کھرا ہے یا کھوٹا۔ اسی طرح مرشد بھی صاحب تحقیقات ہوتا ہے۔ اور وہ اہل صفات اور اہل ذات کو پہچان سکتا ہے۔ اور جس طرح سے کہ عالم اپنی کتاب

صرف و نحو میں غلطی نہیں رہنے دیتا' اسی طرح مرشد کامل طالب کے دل میں ماسوائے اللہ نہیں رہنے دیتا اور جب طالب کا دل صاف ہو جاتا ہے' اور اس کا دل ذکر اللہ میں مشغول ہو جاتا ہے اور قلب اس کا جاری ہو جاتا ہے تو وہ صاحب شیخ ہو جاتا ہے۔

ابیات باھوؒ

(اللہ تک پہنچنے کے لئے) بعض لوگ حجاب میں چلے گئے' بعض خلوت نشین ہو گئے اور بعض گوشہ نشین ہو گئے۔ لیکن ان چہل چلوں سے مرشد کی ایک نظر بہتر ہے جو عین بین ہوتا ہے۔

جو طالب اپنے مقصود کو پہنچنا چاہتا ہے' تو پھر اس کے لئے مرشد اور پیشوا سے بہتر اور کوئی چیز نہیں۔

(مرشد کی ہر حال میں تابعداری کرنی چاہئے' لیکن خلاف شرع ہو کر کسی کی پیروی ہرگز جائز نہیں)

(اور باوجود اس کے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی طاعت کرنے کا کسی کو حق نہیں"۔ یعنی معصیت میں مخلوق کی طاعت ناجائز اور حرام ہے۔

حدیث: خُذْ مَا صَفَا وَ دَعْ مَا کَدَرَ (۱)

خبردار باش با شریعت یار باش۔ از بدعت بیزار باش۔ طالب اللہ صاحب صدق باید۔

قولہ تعالیٰ: اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (۲)

ولی صدق کہ در دل حب دنیا داشتہ باشد۔

قولہ تعالیٰ: قَالُوْآ اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ (۳)

یک دنیا کہ از خدا عزیز تر دارند۔ دوم فرزند کہ مہتر حضرت ابراہیم علیہ السلام قربانی داد و سیوم خدا را دانند و نہ داد ستانند' احمق نادان اند کہ عاقبت کار بہ خدای تعالیٰ خواہد افتاد و خدای تعالیٰ با بندہ ہمراہ و بندہ از خدای تعالیٰ گمراہ۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔

ابیات باھوؒ

باھوا! بردار پردہ وعدۂ فردا چہ کار
رَبِّ اَرِنِیْ لَنْ تَرَانِیْ را ببین ای یار غار
اولش دیدار اللہ خوش بہ بیند مصطفیٰؐ
انبیاء و اولیاء نی (۴) بعد ازان بیند اللہ
آنچہ دیدم کس نگویم سر راز
لایقی کس نیست سرش جان بباز

مراقبہ پیغام حضور است و اہل مراقبہ خاص مغفور است۔

قال علیہ السلام: اَغْمِضْ عَیْنَیْکَ وَاسْمَعْ فِیْ قَلْبِکَ یَا عَلِیُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (۵)

کسی کہ در مراقبہ کمالیت رسد' احتیاج چشم پوشی نماند' چنانچہ غواص در آب غوطہ زند' در آب ہمہ آب بہ بیند۔

ابیات باھوؒ

گر توحیدش (۶) گشت توحید خدا — خود نماندہ درمیان وحدت صفا (۷)
نقر بکس ورثہ ہفت کرسی نیست — در گفتگوی حقیقت پرسی نیست

۱۔ حدیث' ۲۔ سورہ النساء' ۴: ۱۷۱' ۳۔ سورہ مائدہ' ۵: ۷۳' ۴۔ عین الفقر جلد دوم ص ۲۰: ہم' ۵۔ حدیث' ۶۔ عین الفقر جلد دوم ص ۲۰: توحیدش' ۷۔ ایضاً' ص ۲۰: وحدت خدا

حدیث

"جو صاف ہے لے لے اور جو میلا ہے' اسے چھوڑ دے"۔

اے طالب اللہ! خبردار ہو جا' شریعت کو یار بنا اور بدعت سے بیزار ہو جا۔ اور طریقہء صدق کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اللہ ایک ہے' اس کے سوا کوئی معبود نہیں"۔

اور محبت دنیا کی رکھ کر بے صدق نہ بن۔ (اور یوں اعتقاد مت رکھ)۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: یعنی یہود اور نصاریٰ نے کہا کہ "اللہ تین خداؤں میں کا تیسرا ہے"۔ ایک اہل دنیا جو دنیا کو خدا سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں' دوسرے جناب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھو جو اپنے فرزند کو راہ خدا میں قربان کرنے کو تیار ہو گئے۔ تیسرا ایک ایسا گروہ ہے کہ خدا کو خدا بھی نہیں جانتے اور نہ اس سے انصاف کے خواہاں ہیں۔ مگر احمق و نادان یہ نہیں سمجھتے کہ آخر کار واسطہ اسی سے پڑے گا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ بندے کے ساتھ ہے' مگر بندہ اس سے گمراہ ہے۔ نَعُوْذُبِاللہِ مِنْہَا۔

ابیات باھوؒ

اے باھوؒ! پردہ اٹھا (اور دیدار کر) کل (قیامت) کے وعدے کا کیا فائدہ؟

اے گہرے دوست! موسیٰ علیہ السلام کا رَبِّ اَرِنِیْ لَنْ تَرَانِیْ والا قصہ یاد کر کہ انہوں نے دیدار چاہا' مگر نہ کر سکے۔ سب سے پہلے اللہ کا دیدار حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اچھی طرح کیا' بعد میں باقی انبیاء و اولیاء نے اللہ کا دیدار کیا۔

میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کا بھید کسی سے نہ کہوں گا۔ کیونکہ اس قابل کوئی نہیں' جو دیدار کے لئے سر اور جان کی بازی لگائے۔

مراقبہ پیغام (مقام) حضوری ہے اور اہل مراقبہ خاصان خدا ہیں جو کہ بخشے ہوئے ہیں۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہ' سے فرمایا: اے علیؓ! تو اپنی آنکھیں بند کر کے ذکر قلبی کیا کر۔ تمہیں لا الٰہ الا اللہ کی آواز سنائی دے گی۔

(پھر) جو شخص کمال مراقبہ کو پہنچتا ہے' اسے آنکھ بند کرنے کی بھی حاجت نہیں رہتی' جس طرح کہ جب غوطہ خور پانی میں غوطہ لگاتا ہے' تو دریا میں اسے سب پانی ہی پانی نظر آتا ہے۔

ابیات باھوؒ

اگر کسی کے لئے اللہ کی وحدانیت حقیقی توحید بن جائے' تو وہ خود درمیان میں نہیں رہتا' بلکہ

صرف وحدت رہ جاتی ہے۔

فقیری کسی کی ورثہ نہیں ہے۔ جسے چاہے اللہ عطا کرے اور یہ ایک ایسا مرتبہ ہے کہ جس کی حقیقت گفتگو سے ہرگز دریافت نہیں ہو سکتی۔

یک عطا است، چنانچہ موج دریا۔ منتظر فقیران برای آن موج نشستہ اند بہر کہ اللہ تعالیٰ بخشد۔

بیت

مرا ز پیر طریقت نصیحتی یاد است
کہ غیر یاد خدا ہر چہ ہست برباد است

بیت

دولت بسگان داوند نعمت بخران ما امن امانیم تماشا نگران

دنیا ہر دو قسم بد است، ہم حلال و ہم حرام۔ حلال را حساب و حرام را عذاب۔ اہل حلال را بر صراط استادہ کنند و بگویند کہ بشمار کہ کدام کدام جای تصرف کردہ ای؟ ہر کہ بدام دنیا بدست کرد و حب دوستی بہ آن درم آورد۔ شیطان میگوید کہ آن بندۂ من شدہ کہ دنیا متاع من است۔ اہل دنیا را سہ نشان است۔ اول حرص کہ بمثل آتش دوزخ است۔ دوم: درم جمع کند بمثل ہیزم و از آن چیزی تصرف نکند بی نصیب یا نصیب خاک بدیگران۔ سیوم آنکہ حسرت برد از آن درم کہ آن درم دشمن بود۔ بعد از مردن او شود مار کژدم و گوشت او خورند۔ نَعُوْذُ بِاللہِ مِنْھَا۔

پس یقین است کہ اہل دنیا اہل شیطان اند۔ اہل شیطان و ذکر رحمٰن چہ نسبت دارد۔ دنیا دروغ و ذکر راستی۔

قال علیہ السلام: اَلدُّنْیَا زُوْرٌ وَّلَا یُحَصِّلُھَا اِلَّا بِزُوْرٍ(۱)

اہل حضور از و دور باید۔ ایمان اقرار کردی لا الٰہ الا اللہ یعنی نیست کسی بجز خدای عز و جل۔ چرا بدیگرش طلب سوال کنی و التماس و التجاء بدیگرش می بری، مشرک شوی نعوذ باللہ منہا۔

بر اہل دنیا عقبیٰ حرام و بر اہل عقبیٰ دنیا حرام و بر اہل دیدار ہر دو حرام۔ ہمان قدر کسی کہ دنیا را دوست دارد، ہمونقدر از قرب خدای تعالیٰ بعید افتد۔ میان بندہ و مولیٰ کہ حجاب است، ہمین دنیا است۔

قال علیہ السلام: اَصْلُ کُلِّ فِتْنَۃٍ دُنْیَا وَّحِجَابٌ بَیْنَ اللہِ وَبَیْنَ الْعَبْدِ(۲)

ہر کہ دنیا را محبت کند، دنیا آن را بر خود مبتلا گرداند و در بلا چنان اندازد کہ باز از دنیا بیرون نہ بر آید۔ اہل اللہ و حبیب اللہ دوست خدای تعالیٰ از برای این قبول نکردند۔

۱۔ کتاب انیس الواعظین، ۲:۔ حدیث۔

یہ اللہ کی محض دین اور اس کا لطف و کرم ہے، جس طرح موج دریا۔ (فقر بھی ایک ایسی موج ہے، جس کے فقراء منتظر رہتے ہیں کہ کب اللہ تعالیٰ ہم پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے)۔

بیت

مجھے پیر طریقت کی ایک نصیحت یاد ہے کہ خدای تعالیٰ کی یاد کے سوا جو کچھ ہے سب برباد اور فانی ہے۔

بیت

دولت (دنیا) کتوں کو دے دی گئی اور دنیاوی نعمتیں گدھوں کو دے دی گئیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم امن و امان میں ہیں اور تماشا دیکھ رہے ہیں۔

دنیا کی دو قسمیں ہیں اور دونوں بری ہیں۔ ایک حلال اور دوسری حرام۔ حلال کو حساب ہے اور حرام کو عذاب (لازم) ہے۔ اہل حلال کو پل صراط پر ٹھہرا کر ہر ایک سے دریافت کیا جائے گا کہ بتلاؤ کہ تم نے اس کو کہاں کہاں صرف کیا؟ پھر جو شخص کہ دنیا کے دام (تزویر) میں آکر درم و دینار کی محبت میں گرفتار ہوتا ہے، تو شیطان کہتا ہے کہ یہ میرا بندہ اور غلام ہو گیا ہے، کیونکہ دنیا میری متاع ہے (اور اس کا طالب میرا بندہ اور غلام ہے)

اہل دنیا کے تین نشان ہیں۔ اول حرص ہے جو دوزخ کی آگ کی مانند ہے۔ دوسرا جو شخص درہم و دینار کو ایندھن کی طرح جمع کرتا ہے (جو اس کے لئے دراصل دوزخ کا ایندھن ہے) کیونکہ مال کا جمع کرنے والا اس سے محروم رہتا ہے اور وہ دوسرے لوگوں کا یا زمین کا حصہ ہوتا ہے۔

سوم یہ کہ مال و زر کی وجہ سے جو اس کا دشمن تھا اور (جو اس نے مکر و فریب سے جمع کیا) رنج و حسرت اٹھاتا جو اس کے مرنے کے بعد قبر میں سانپ بچھو ہو کر اس کو ڈسیں گے اور کھائیں گے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا۔ (اس سے اللہ کی پناہ)

پس ثابت ہوا کہ اہل دنیا یقیناً" شیطان ہیں۔ اہل شیطان کو ذکر رحمٰن سے کیا نسبت ہے؟ کیونکہ دنیا محض دروغ اور ذکر ہمہ تن صدق و راستی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے: دنیا (محض) مکر و فریب ہے۔ یہ مکر و فریب کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

اس لئے اہل اللہ کو اس سے دور رہنا چاہئے۔ پھر جبکہ تو نے صدق دل سے ایمان لا کر اقرار

کیا۔ لا الٰہ الا اللہ (۱) یعنی بجز خدائے بزرگ و برتر کے کوئی معبود نہیں' تو پھر تو کیوں کسی سے سوال' التماس اور التجا کرتا ہے؟ اس طرح سے تو مشرک ہو جائے گا۔ نعوذُ باللہِ منہا (اس سے اللہ کی پناہ)

اہل دنیا پر عقبیٰ اور اہل عقبیٰ پر دنیا حرام ہے اور اہل دیدار پر دونوں حرام ہیں۔ جو شخص کہ جس قدر دنیا کو دوست رکھتا ہے' اسی قدر قرب خداوندی سے وہ دور جا پڑتا ہے۔ بندے اور مولیٰ کے درمیان میں جو حجاب ہے' وہ یہی دنیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "دنیا ہر ایک فتنہ و فساد کی جڑ ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان یہی حجاب ہے"۔

جو شخص دنیا کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ تو دنیا اس کو اپنے اوپر ایسا مبتلا کرتی ہے اور اس کو اس بلا میں ایسے گرفتار کرتی ہے کہ پھر اس کا اس سے نجات پانا دشوار ہو جاتا ہے۔ اس لئے اہل اللہ اور اللہ کے محبوب لوگ اس کو ہرگز قبول نہیں کرتے۔

۱۔ علامہ اقبال نے خوب کہا ہے: چون بگویم مسلمانم بلرزم   کہ دانم مشکلات لا الٰہ را

بیت

زر کہ زردی می زنداز بہر چیست　　زانکہ پیش اہل ہمت زرد روست

طالب مولیٰ مذکر آنست کہ از دنیا وضو کند و از آخرت غسل (کذا) ہر چیزی کہ باشد مال فرزند خانہ دل و جان از خدای تعالیٰ دریغ ندارد۔ پس ذکر قلب آن را گویند کہ در قلب غیر ما سوی اللہ طلب ندارد و الا نہ کلب است۔

بیت

باھوؒ! بہر از خدا باید چہ کرد　　جان عزیزش نیست جانم خود سپرد

و در وجود آدمی چنانچہ چہار ذکر است۔ زبان، قلب، روح، سر ہر چہار ذکر صورت دارد و در مراقبہ ہریک صورت ملاقات کند و تابع شود۔ گوئیکہ ہر چہار نفس تابع شود۔ وجود آدمی اربع عناصر است۔ صورت باد دیگر است و صورت خاک دیگر است و صورت آب دیگر است و صورت آتش دیگر است۔ از ہریک صورت ہفتاد ہزار صورت پیدا شود۔ ظاہر باطن با فقراء ملاقات کند۔

اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ وَ کُلُّ شَیْءٍ مُحتاج اوست۔ دو لکھ ہشتاد ہزار صورت از وجود فقیر بر آید و ظاہر ہم مجلس شود۔ بعد ازان بمراتب فقر برسد و ہم اینہا صاحب توحید اہل ذکر اللہ۔

حدیث: اَلسَّلَامَتُہٗ فِی الْوَحْدَۃِ وَ الْاٰفَاتُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ(۲)

چون فقیر باین مراتب رسد، تنہا باشد و ہیچ وقت نماز قضا نکند، خود امام شود و صورت پنہان مقتدی و ہم صاحب سنت جماعت۔

بیت باھوؒ

خود امامش مقتدی با خود نماز　　این چنین فقرش بود باحق نیاز(۳)

گرچہ باین مراتب رسد۔ از شریعت یکذرہ خلاف نکند کہ ظاہر عام و باطن خاص۔

قال علیہ السلام: اَلنَّاسُ عَلَی اللِّبَاسِ(۴)

۱۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۱، ۲۔ حدیث، ۳۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۱: نماز، ۴۔ ایضاً، ص ۲۱: علی تحت اللباس

بیت

(اے طالب!) کیا تجھے معلوم ہے کہ سونا جو زرد نظر آتا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اہل ہمت کے نزدیک اس کی کوئی قدر نہیں۔
طالب مولیٰ مذکر تو وہ ہوتا ہے جو دنیا اور آخرت دونوں سے وضو کر لیتا ہے یعنی ہاتھ صاف کر لیتا ہے اور جو کچھ کہ اس کے پاس ہو' مال و زر' اولاد' گھربار اور دل و جان سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتا ہے۔ اور کسی چیز سے دریغ نہیں کرتا۔ پس ذکر قلب اس کو کہتے ہیں کہ اس کے قلب میں ماسوائے اللہ کے کسی چیز کی مطلق طلب نہ رہے۔ ورنہ اس کا دل قلب نہیں' بلکہ کلب (کتا) ہے۔

بیت

اے باھوؒ! خدا کو راضی کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ جان تو اتنی عزیز نہیں ہے' یہ جان تو میں پہلے ہی اس کے سپرد کر چکا ہوں۔
چنانچہ انسان کے وجود میں ذکر کے مقامات چار ہیں (۱) زبان (۲) قلب (۳) روح (۴) سر۔ ان چاروں ذکروں کی مراقبہ میں صورتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور مراقبہ میں ہر ایک صورت اہل مراقبہ سے ملاقات کرتی ہے اور صاحب مراقبہ کے تابع ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ انسان کا وجود بھی اربعہ عناصر ہے' اس لئے گویا چاروں نفس بھی اس کے تابع ہو جاتے ہیں۔ اور اربعہ عناصر میں سے ہر ایک کی صورت جدا ہے۔ مثلاً" ہوا کی صورت علیحدہ ہے اور خاک کی صورت جدا ہے۔ اور آگ اور پانی کی صورت بھی علیحدہ ہے۔ مگر ان چاروں میں سے ہر ایک کی ستر ستر ہزار صورتیں ظاہر و باطن میں فقیر پر ظاہر ہوتی ہیں۔ اور دو لاکھ اسی ہزار صورتیں فقیر کے وجود سے ظاہر ہو کر اس کی ہم جلیس ہوتی ہیں' جن سے فقیر نکل کر "اللہ کے سوا فقیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا اور تمام چیزیں اس کی محتاج ہوتی ہیں" کے مصداق بنتا ہے۔ اس کے بعد وہ مراتب فقر پر پہنچتا ہے۔ اہل توحید اور اہل ذکر اللہ کے بھی یہی مراتب ہیں۔
حدیث: "سلامتی تنہائی میں ہے اور آفتیں مجمع میں ہیں"۔
جب فقیر ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے' تو وہ تنہا رہ جاتا ہے (پھر اس کی کیفیت یہ ہو جاتی ہے) کہ وہ کسی وقت بھی نماز قضا نہیں کرتا۔ خود امام ہو جاتا ہے۔ اور باطنی صورت کو چھپا کر خود کو مقتدی بنا کر اہل سنت بن کر جماعت سے نماز ادا کرتا ہے۔

بیت باھوؒ

(انتہائے فقر کا حال بیان کیا ہے کہ اس وقت نماز میں) خود امام خود مقتدی ہو کر فقیر نماز پڑھتا ہے۔ ایسے فقر میں خدا ای تعالٰی سے راز و نیاز ہوتے ہیں۔

اگرچہ فقیر ان (انتہائی) مراتب پر پہنچ جائے' مگر چاہیے یہ کہ ذرہ برابر شریعت سے خلاف نہ ہو۔ کیونکہ وہ ظاہر عام اور باطن خاص کا حکم رکھتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں کا ظاہری لباس ان کے باطن کی دلیل ہوا کرتا ہے"۔

خاکی آدمی است و آبی فرشتگان اند و بادی شہیدان اند و آتشی جن است۔ پس مراقبہ نام یک دلی را گویند۔ دو دلی منافق است۔ مراقبہ و اہل دنیا چہ نسبت دارد کہ بادشاہان دنیا ، بادشاہی و خانمان خود بہر مراقبہ و فقر ترک دادہ اند۔ و در فقر غریبی و یتیمی قدم نہادہ اند۔ مرکب نفس در میدان توحید راندہ اند۔ ہرگز از عشق محبت شوق الٰہی نماندہ اند۔ عاقبت گو بردہ اند خود را بخدای خود سپردہ اند۔ اگرچہ مردہ اند نمردہ اند۔ اہل اللہ اہل حاجی اند بی حجاب اللہ۔ بعضی بزرگ بر خود دہ سال احرام بستہ اند و بعضی چہل سال و بعضی تمام عمر خود شب و روز در مراقبہ غرق۔

بیت باھُوؒ

روی ما با سوی کعبہ' کعبہ را با سوی من
کعبہ قبلہ گشت در دل آنچہ دارم جان تن

احرام نام کم آزاریست و دل بیداریست۔ شب بیداریست۔ احرام بمثل پوشیدن کفن است۔ احرام مراتب مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا است۔

ابیات

بیا در عشق جانی خوش بدہ خویش کہ ہر دم می برآید جان درویش
فقیر درویش را ہفتاد جان است بہر جانی ہزاران جاودان است
نہ مذہب عاشقی درویش دانی چرا در پیش درویشی بخوانی
باھُوؒ لانی مزن فقرش عظیم است بما اللہ معین ما را چہ بیم است

ابیات

علم و دانش(۱) باطن طلب کن
سجدہ با دیدار سنگ دیوار نیست
جملہء علمش در آید یک سخن
کی روا دیدار باشد آنکہ دل بیدار نیست(۲)

۱- عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ص ۲۲: علم و دانش از اہل باطن طلب کن'
۲- ایضاً" ص ۲۲: دیدارش کی روا باشد کہ دل بیدار نیست

انسان خاکی ہے اور فرشتے آبی ہیں۔ اور شہید بادی ہیں اور جن آتشی ہے۔ پس مراقبہ یکدلی کا نام ہے۔ (یعنی وہ اپنے اصل کے مطابق یک رنگ ہو) دو دلی منافقت ہے (یعنی دوئی کو چھوڑ دے، کیونکہ دو رنگی یا دوئی منافقوں کا کام ہوتا ہے) اور اہل دنیا کو مراقبہ (اہل فقر) سے کیا واسطہ ہے؟ کیونکہ دنیا کے (عظیم) بادشاہوں نے بادشاہت (کو ٹھکرا کر) اور اپنے کنبے کو چھوڑ کر فقر میں جس میں غریبی اور یتیمی ہے قدم رکھا ہے۔ اور توحید کے میدان میں اسپ نفس کو دوڑایا ہے۔ وہ ہرگز عشق و محبت اور شوق الٰہی میں نہیں تھکے ہیں۔ آخر کو اپنے مقصود کو پہنچے ہیں اور اپنے آپ کو اپنے خدا کے سپرد کیا ہے۔ اگرچہ وہ (بظاہر) مر گئے ہیں، مگر وہ زندہ ہیں۔ یہ لوگ اہل اللہ اور حاجی بے حجاب ہیں۔

بعض بزرگوں نے اپنے نفس پر دس سال کا احرام باندھا ہے اور بعض نے چالیس سال کا اور بعضے تمام عمر شب و روز مراقبے میں غرق رہتے ہیں۔

بیت باھوؒ

میرا منہ قبلہ کی طرف ہے اور قبلہ کا میری طرف۔ کعبہ نے میرے دل میں آ کر جان و تن کو آ کر قبلہ بنایا۔

احرام کم آزاری، دل بیداری اور شب بیداری کا نام ہے۔ احرام مثل کفن پہننے کے ہے۔ احرام مراتب ہے "تم مرنے سے پہلے مرجاؤ"۔

ابیات

اپنے محبوب کی یاد میں اپنی زندگی کو خوشی خوشی دے دے، کیونکہ درویش کی جان ہر دم نکلتی رہتی ہے۔ فقیر درویش ہزارہا جانیں رکھتا ہے۔ اور ہر جان میں ہزارہا پائندہ زندگیاں ہیں۔

اے درویش! جبکہ تو مذہب عاشقی سے بے خبر ہے، تو لوگوں کے روبرو پھر کیوں درویش بنتا ہے۔

اے باھوؒ! (فقیری میں) لاف زنی نہ کر۔ فقیری بہت عظیم مقام ہے۔ ہاں اللہ ہمارا مددگار ہو تو پھر ہمیں کوئی خوف نہیں ہے۔

ابیات

علم و دانش اہل باطن سے طلب کر۔ سجدہ دیوار کے پتھر کو دیکھنا نہیں۔

تمام علم باطن اس ایک بات میں آ جاتا ہے۔ کہ جس (مرشد) کا دل بیدار نہیں، اس (مرشد) کا دیکھنا کب روا ہو سکتا ہے؟

فقر آنست کہ در دل وی نکتہء ہر دو جہان است۔

بیت باھُوؒ

تراز و وزن کردم جاودانی　　فنا فی اللہ شدم با یار جانی

ابیات

باھُوؒ ازل ابد دو چشمہ در چشم بر بنی ببین
عین را با عین دیدم سجدہ کردم بر جبین
چشم با چشم است سخنش با سخن
این مراتب گر بخواہی نفس را گردن بزن

فقر منتہی باید۔

بیت باھُوؒ

ہر کہ با معروف یکتا معرفت بر وی حرام　　معرفت را فخر کردن عارفی آن نا تمام

معرفت مقام میان است۔ پیشتر مقام لا مکان است۔ در وجود تو دو خدای جانی، بخدای واحد لاشریک رسیدن کی توانی۔

ابیات باھُوؒ

عاشقان را راز محرم نی کسی جز آن خدا　　دو خدا در خویش کشتم یافتم آن یک خدا
یک خدای دو خدای سہ خدای آن رجیم　　دو خدا را قطع کردم یافتم آن رب رحیم

در خلوۃ خلل شیطانی پیدا می شود۔

بیت باھُوؒ

یار در بغل کنار است بخلوۃ تو نشین　　زخلوۃ توبہ ہزار است یار پیش ببین

قرب وصال حضوری حجاب است۔

بیت باھُوؒ

قرب غفلت حضوری حق ز دوری　　بنورش نور گشتہ عین نوری

خلوت مکر عظیم است۔

فقر وہ ہے جس کے دل میں دونوں جہان کا ما حصل ہے۔

بیت باھوؒ

جب میں نے (اس بات کو) میزان کے پلڑے میں رکھ کر وزن کر لیا۔ تو میں فنا فی اللہ ہو کر یار جانی کے ساتھ ہمیشہ کے لئے واصل ہو گیا۔

ابیات

اے باھوؒ! ازل اور ابد دو چشمے آنکھ میں ہیں' ناک سے اوپر کے مقام پر نظر کر (یعنی اے باھوؒ! تو ازلی ابدی چشمہ ہے۔ اپنی پیشانی کی آنکھوں سے دیکھ)

میں نے اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور پیشانی کے بل سجدہ میں گر پڑا۔ جیسے آنکھوں کو آنکھوں سے رابطہ ہے' ویسے ہی اس کے کلام کو کلام سے ربط ہے۔ اور اگر تو ان مراتب کو حاصل کرنا چاہتا ہے' تو تو اپنے نفس کی گردن مار دے۔

فقر کو منتہی ہونا چاہیے۔

بیت باھوؒ

جو شخص کہ معرفت میں یکتا ہو جاتا ہے۔ تو معرفت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ اور معرفت پر فخر کرنا ایک عارف ناتمام کا طریقہ ہے۔

معرفت درمیانی مقام ہے اور اس کے آگے مقام لامکان ہے۔

اے میری جان! تیرے وجود میں دو خدا ہیں۔ بھلا ان کے ہوتے ہوئے تو خدائے وحدہ' لا شریک تک کس طرح پہنچ سکتا ہے؟

ابیات باھوؒ

عاشقوں کے راز کا محرم سوائے اس اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں ہے۔ دو خداؤں یعنی نفس اور دنیا کو میں نے قتل کر دیا اور اس ایک خدا کو پالیا (یعنی میں اس خدائے واحد سے واصل ہو گیا)

ایک خدا یعنی نفس' دوسرا خدا یعنی دنیا اور تیسرا خدا وہ شیطان رجیم بنا بیٹھا ہے۔ میں نے دو خداؤں سے قطع تعلق کیا' تو اس رب رحیم کو پالیا۔

خلوت میں شیطانی خلل پیدا ہوتا ہے۔

بیت باھوؒ

یار تو بغل میں تجھ سے ملا ہوا ہے اور تو خلوت نشینی میں پڑا ہے۔ اس خلوت سے ہزار بار توبہ کر اور یار کو اپنے سامنے بیٹھا ہوا دیکھ۔

قرب تو وصال کا نام ہے اور حضوری حجاب کا نام ہے۔

بیت باھوؒ

قرب غفلت ہے۔ اور جسے حضوری کہتے ہیں وہ (دراصل) حق سے دوری ہے۔ جب تو اس کے نور میں مل کر نور ہو جائے گا' تو عین نور ہو گا۔

خلوت ایک بڑا مکر ہے۔

بیت باھوؒ

باھوؒ خلوت چیست دانی راہزن　　صد ہزاران خلوتش بستہ دھن

بیت

پیشوای یار ساقی یافتی　　دیگران فانی تو باقی یافتی

بیت باھوؒ

دلا خوش باش با خوش نوش بادہ　　کہ ساغر ساقیت از شوق دادہ

بشنو! علم از علم حاصل شود۔ ہمچنان فقر بجز مراقبہ غرق واصل نگردد و از علم عقل حاصل شود و از عقل نیز دو چیز یک اکل، دوم مسائل مطالعہ کتاب نقل و از مراقبہ موت حاصل شود و از موت مراتب اولیاء۔ فقیر را در حیات مردگی و در مردگی حیات۔ این مراتب صاحب ذات عالم(۱) صفات در مراقبہء ذات۔ فقیر را در مراقبہ دو حال است۔ اگر فقیر در وصال فنانی اللہ اغراق است، خوش وقت باشوق مشتاق است۔ بمقام لِی مَعَ اللّٰہِ ہیچ کس نگنجد و اگر جدا فراق است، پریشان ہلاک است۔ بجہت استغراق ہیچ چیز خوش نیاید۔ این مقام قبض بسط است، نہ دائم وصال نہ دائم فراق۔

قولہ تعالیٰ: وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ط(۲)

بیت باھوؒ

مشرک مشو کافر مشو رہ راست گیر　　جز شریعت نیست نبویؐ رہ فقیر

مردم کہ مشرک و کافری شوند از بسیاری دنیا، چراکہ مفلس کسی دعویٰ خدائی نکردہ، ہر کہ کرد اہل دنیا کرد۔

بیت

ترا مقصود و معبود است دنیا　　بنظر عاشقان دود است دنیا

قال علیہ السلام: اَلدُّنْیَا سَاعَۃٌ فَاجْعَلْ فِیْھَا طَاعَۃً ط(۳)

قطعہ

بدنیا مزرعہء آخر زراعت　　تصرف راہ مولیٰ ہر بساعت

کسی دارد فلوسی را نگاہی　　ہزاران پردہ افتد صد گناہی

۱۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۳: علم صفات۔ ۲۔ سورہ البقرہ، ۲: ۲۴۵،
۳۔ زین الحلم از ملا علی قاریؒ

بیت باھوؒ

اے باھوؒ! کیا تو جانتا ہے کہ خلوت کیا ہے؟ خلوت راہزن ہے۔ لاکھوں خلوتوں نے اس کے منہ کو باندھ رکھا ہے۔

بیت

اے ساقی! تو نے دوست کی پیشوائی حاصل کر لی۔ دوسرے فانی ہیں' لیکن تو نے بقا حاصل کر لی۔

بیت باھوؒ

اے دل خوش رہ اور خوشی سے محبت کی بادہ نوشی کر' کیونکہ ساقی نے اپنے شوق سے تجھے محبت کا جام دیا ہے۔

(اے طالب! غور سے) سن! جس طرح علم' علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح فقر بھی بجز مراقبہ توحید میں غرق ہونے کے حاصل نہیں ہوتا۔ اور علم سے عقل حاصل ہوتی ہے۔ اور عقل سے بھی دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک کھانے پینے کا طریق اور دوسرا مسائل علم دین و طریقہ مطالعہ علم کتاب و نقل۔ اور مراقبہ سے موت کا خیال جنم لیتا ہے۔ اور موت سے مراتب اولیائی حاصل ہوتے ہیں۔ فقیر کو حیات میں مردگی اور مردگی میں حیات (ابدی) ملتی ہے۔ اور یہ مراتب مراقبہء ذات میں صاحب ذات عالم کی صفات سے حاصل ہوتے ہیں۔ (اور اسی صفت والا شخص صاحب حیات ابدی کا ہوتا ہے)

فقیر کے مراقبہ کی بھی دو حالتیں ہوا کرتی ہیں۔ اگر فقیر کو مراقبہ میں وصال اور غرق فنا فی اللہ حاصل ہے' تو اس کے لئے خوشنودی کا مقام ہے۔ اور یہ مقام شوق و اشتیاق لِیْ مَعَ اللّٰہِ کا ہے اور اسی مقام میں کسی شخص بلکہ مقرب فرشتہ کی بھی گنجائش نہیں ہوتی۔ اور اگر اس میں جدائی اور فراق حاصل ہو تو پریشانی اور ہلاکت کا مقام ہے۔ اور ایسے استغراق کے سبب سے اس کو کوئی چیز اچھی نہیں لگتی ہے۔ اور یہی مقام قبض و بسط کا ہے۔ جس میں نہ ہمیشہ وصال ہوتا ہے اور نہ ہمیشہ فراق رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور اللہ ہی تنگی کرتا ہے اور وہی کشائش کرتا ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے"۔

بیت باھوؒ

مشرک نہ بن اور نہ کافر ہو' سیدھا راستہ اختیار کر۔ کیونکہ بجز اتباع شریعت سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کوئی فقیر نہیں بنا اور نہ بن سکتا ہے۔
جتنے بھی لوگ مشرک اور کافر ہوتے ہیں' وہ دنیا کا مال و زر زیادہ رکھنے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔
کیونکہ کسی مفلس آدمی نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا' اہل دنیا نے ہی کیا۔

بیت

دنیا تیرا مقصود و معبود ہے۔ مگر عاشقوں کی نظر میں دنیا دھواں ہے۔

حدیث

دنیا ایک گھڑی ہے' تجھے اس میں عبادت ہی کرنی چاہئے (اور خواب غفلت سے بیدار ہونا چاہئے)

قطعہ

دنیا کی مثال آخرت کی کھیتی کی ایک زراعت کی ہے۔ تجھے اس زراعت کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر گھڑی صرف کرنا چاہئے۔
ایک آدمی ایک کوڑی کی بھی حفاظت کرتا ہے۔ یعنی لوگ معمولی روپے پیسے کی حفاظت کرتے ہیں' حالانکہ اس سے ہزاروں پردے اور گناہ سرزد ہوتے ہیں۔

فقیر چہار قسم است۔ اول فقیر صاحب آگاہ۔ دوم فقیر صاحب نگاہ۔ سیوم فقیر صاحب راہ۔
چہارم فقیر صاحب ہمراہ۔ و ہمراہ باھوؒ چیست؟
مَنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَ مَنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ ط (۱)
فقیر آنست کہ ہر دو را (اختیار نکند۲) رد کرد بر خود ہم دنیا و ہم عقبیٰ۔ بشنو! ای سوختۂ عشق جانباز۔ کار خود را در فقر فنا فی اللہ راسخ استوار بساز۔ دنیا و عقبیٰ ہر دو بر پشت انداز' تا ترا دست گیرد فقیر رہبر دین حق الیقین۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔
صاحب زمان لامکان طریقۂ قادری است۔ قادری نیز دو طریق۔ یکی قادری زاہدی۔ دوم قادری سروری۔ قادری سروری چیست؟ قادری زاہدی چیست؟ قادری سروری انیست' چنانچہ این فقیر بحضور پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم مشرف شد فقیر را دست بیعت نمودند۔ خندیدہ فرمودند کہ با خلق خدا ہمت بکن۔ بعد از تلقین صلوٰۃ اللہ دست گرفتہ بدست حضرت پیر دستگیر شاہ محی الدین قدس اللہ سرہ' العزیز سپردہ و حضرت پیر صاحب قدس سرہ' نیز سرفراز کردند و حکم تلقین فرمودند۔ بعد ازان بنظر ظاہر باطن ہر طالبی را کہ از راہ برزخ اسم اللہ و یا اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نمودہ۔ بحضور مجلس ہر دم بی ذکر بی مشقت و طالبان اللہ ہر طرف کہ نظر کردند اسم اللہ جَلَّ جَلَالَہ' اسم ذات بدیدند و ہیچ پردہ حجاب نماندہ۔ راہ فیض است سروری قادری حوصلہ کم نبود۔ مردم طالبان را بعضی بہ آتش اسم اللہ گرمی مردہ (کردہ) و بعضی اسم اللہ را بار نبرداشتند' عاجز شدند و بعضی مردود و مرتد گشتند۔

ابیات

آدم چو صراحی بود و روح چو می | قالب چو نی بود صدای در وی
دانی چہ بود آدم خاکی و خام | فانوس خالی و چراغی در وی

و بعضی ہمیشہ حضور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بر حال ماندند و مرا روز بروز ترقی و درجات یوم فیوم ساعت فساعت انشاء اللہ تعالیٰ تا ابدالاباد خواہد ماند کہ حکم سروری سرمدیست محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم عربی را و مرا علم ظاہر ہیچ نبود۔ از علم حضور است و ظاہر باطن علم چندین واردات فتوحات کشادہ است کہ دفترہا باید' لیکن بزرگان مَاقَلَّ وَ دَلَّ فرمودہ اند۔ بیت

۱۔ حدیث' ۲۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۲۳

فقیر بھی چار قسم کے ہوتے ہیں۔ اول: فقیر صاحب آگاہ۔ دوم: فقیر صاحب نگاہ۔ سوم: فقیر صاحب راہ اور چہارم: فقیر صاحب ہمراہ۔ اے باھوؒ! فقیر صاحب ہمراہ کیا ہے؟

مَنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَ مَنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَۃِ ط

"کون دنیا کا ارادہ کرتا ہے اور کون آخرت کا ارادہ کرتا ہے"۔

فقیر وہ ہے جو ہر دو کو اختیار نہیں کرتا اور جو اپنے لئے دنیا بھی اور عاقبت بھی ٹھکراتا ہے۔ اے جانباز سوختہء عشق! (غور سے) سن! تو فقر فنا فی اللہ میں اپنے معاملات کو استوار اور راسخ بنا۔ اور دنیا اور عقبیٰ کو پس پشت ڈال دے۔ تاکہ رہبر دین حق الیقین فقیر تیری دستگیری کرے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

قادری طریق والا شخص صاحب لامکان و صاحب زمان ہوتا ہے۔ اور طریقہء قادری بھی دو طریق پر ہے۔ ایک قادری زاہدی' دوم قادری سروری۔ قادری سروری کیا ہے؟ قادری زاہدی کیا ہے؟ قادری سروری یہ ہے جیسا کہ یہ خود فقیر (باھوؒ) ہے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مجلس سے مشرف ہوا۔ اور جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود ہاتھ پکڑ کر فقیر کو بیعت کیا۔ اور خندہ رو ہو کر فرمایا: کہ خلق خدا کے ساتھ ہمت کر اور صلوٰۃ اللہ کی تلقین کے بعد آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فقیر کا ہاتھ حضرت پیر دستگیر شاہ محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ' العزیز کے ہاتھ میں دیا۔ حضرت پیر دستگیرؒ نے بھی سرفراز فرمایا اور حکم و تلقین کی اور اس کے بعد ان کی ظاہری اور باطنی توجہ سے فقیر ہر ایک طالب کو طریقہ برزخ اسم اللہ و اسم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بغیر ذکر و فکر و مشقت یکدم مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں لے گیا۔ اور پھر جس طرف بھی انہوں نے نظر اٹھائی' انہیں اسم اللہ جل جلالہ' اور اسم ذات ہی نظر آیا اور کوئی حجاب و پردہ ان پر نہ رہا۔ یہ (قادری سروری طریقہ ہے) راہ فیض ہے۔ (پس جو لوگ سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ کے مرید ہوتے ہیں وہ قادری سروری کہلاتے ہیں) قادری سروری کم حوصلہ ہرگز نہیں ہوتا۔ بہت لوگ بعض طالبوں کو تصور اسم اللہ ذات کی طرف لے گئے ہیں' لیکن وہ اس کی تپش اور گرمی آتش کو ضبط نہیں کر سکے' اس کے سبب سے انہوں نے جان دے دی اور بعض اسم اللہ کا بوجھ برداشت نہ کر سکے' عاجز ہو گئے اور بعض مردود اور مرتد ہو گئے۔

ابیات

انسان کامل کی مثال صراحی کی ہے اور روح کی مثال شراب کی۔ اور قالب کی مثال بانسری کی

ہے' جس سے آواز نکلتی ہے۔ کیا تو جانتا ہے کہ انسان خاکی اور خام کیا ہوتا ہے؟ اس کی مثال اس فانوس کی ہے جس میں چراغ خالی رکھا ہو اور روشنی نہ ہو۔
اور بعض لوگ ہمیشہ حضور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سرفراز رہتے ہیں۔ اور مجھ فقیر (حضرت سلطان باھوؒ) کے درجات میں (بھی) روز بروز ساعت بساعت انشاء اللہ ابدالاباد تک اضافہ ہوتا رہے گا' کیونکہ حکم قادری سروری کو حکم سرمدی ہے جو کہ طریق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عربی کا ہے۔ اور مجھ کو علم ظاہری مطلق نہ تھا' بلکہ یہ علوم ظاہری اور باطنی آپ کی ذات والا صفات کی ارادت سے حاصل ہوئے ہیں اور جس قدر واردات و فتوحات فقیر پر کھلے ہیں یہ سب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ قلبی ارادت کی وجہ سے ہیں اور یہ فتوحات و واردات اس قدر ہیں کہ ان کے لکھنے کے لئے کئی دفتر درکار ہیں' لیکن بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ پسندیدہ کلام وہی ہے جو مختصر ہو اور بادلیل ہو۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را کہ از باطن از پیغمبر صاحب صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پردہ حجاب پارہ شود۔ راہ فقر فی اللہ کشاید۔ بر سر او مراتب اویس برآید۔ این را اویس نیز گویند کہ ہم ظاہر ہم باطن اشتغل اللہ و با خلاص درست تصدیق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

و طریقہء زاہدی قادری آنست کہ طالب اللہ با زہد ریاضت رنج بسیار کشد۔ بعد ازان دوازدہ سال یا سی سال بحضور مشرف حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرہ' العزیز شود۔ حضرت پیر قدس سرہ' آن را دست بدست بہ پیغمبر صلوٰۃ اللہ تعالیٰ رساند و بحضور مشرف و سرفراز گرداند۔ این طریقہ زاہدی قادریست مبتدی قادری منتہی دیگر خانوادہ(۱) است و منتہی قادری را مرتبہء محبوبیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دارد یعنی فنا فی اللہ بقا باللہ۔ کسی کہ با ایشان یا با طالب مرید ایشان دعویٰ(۲) کند سلب گردد (و بمراتب ابلیس رسد۳) نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا۔ ہر کہ شک آرد و در شک افتد' کافر گردد۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا۔ کہ نائب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و وارث محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ کلید ہر دو جہان بدست محبوب سبحانی شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ' العزیز۔ ہر کہ باین اعتقاد نیارد' آن طایفہء شیطانی راندہ ہر دو جہانی سرگردانی پریشانی است۔

اہل مراقبہ را انتہا بدریای ژرف است۔ دریای ژرف چیست؟ دریای ژرف دریای توحید است کہ ہمیشہ مد نظر پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ کسیکہ بحکم خدای تعالیٰ و رسول خدای تعالیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در آن دریای ژرف غوطہ خورد' تارک دنیا فقیر فنا فی اللہ شود۔ دریای ژرف دریای فقر است۔ فقیر لایحتاج ہمونست کہ بدریای ژرف غوطہ خورد و از غیر ما سوی اللہ پاک شود۔ اللہ بس ما سوی اللہ ہوس۔ کلیہ حق رخ نماید۔ در وجود او باطل نماند۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

۱۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۲۴: خانوادہ ھا' ۲۔ ایضاً' ص ۲۵: عداوت'

۳۔ ایضاً' ص ۲۵

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

برزخ

فقر

برزخ

زنام محمدؐ شود دل صفا ۔ زنام محمدؐ مشرف لقا حدیث انت انا و انا انت

زنام محمدؐ شود دل صفا　　زنام محمدؐ مشرف لقا

حدیث

انت وانا انت

طالب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجاب پیغمبر خدا جناب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باطن سے پارہ پارہ ہو جاتے ہیں۔ اور فقر فنائی اللہ کی راہ کھل جاتی ہے۔ اور مراتب اویسی اس پر ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اس کو اویسؓ (۱) بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کا ظاہر و باطن اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہتا ہے۔ اور درست اخلاص کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (رسالت کی) تصدیق کرتا ہے۔

اور طریقہء زاہدی قادری یہ ہے کہ طالب اللہ زہد و تقویٰ میں بہت رنج و محنت اٹھائے۔ اور بارہ سال یا تیس سال کے بعد حضرت پیر دستگیر قدس سرہ العزیز کی مجلس میں حاضر ہو کر مشرف ہوتا ہے اور وہ اس کے ہاتھ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں دے کر بیعت کراتے ہیں۔ اسی طرح وہ اس کو حضورؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف و سرفراز کرواتے ہیں۔ یہ طریقہ زاہدی قادری مبتدی ہے۔ اور قادری منتہی اور ہے اور ان کا خانوادہ علیحدہ ہے۔ اور قادری منتہی کا مرتبہ محبوبیت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھتا ہے۔ یعنی فنا فی اللہ بقا باللہ۔ جو شخص ایسے لوگوں سے یا ان کے کسی مرید سے لڑائی کرتا ہے یا عداوت رکھتا ہے' تو وہ اپنے مراتب فقر کو سلب کرتا ہے اور ابلیس کے مراتب کو پہنچتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللہِ مِنْھَا۔ اور جو شخص اس میں شک لائے یا شک میں پڑ جائے' تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللہِ مِنْھَا۔ کیونکہ یہ لوگ نائب و وارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں' خاص کر جیسا کہ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ ہیں۔ اور جو لوگ ایسے لوگوں سے بد اعتقاد رہتے ہیں' وہ شیطانی گروہ سے ہیں۔ اور دونوں جہان میں سرگرداں و پریشان رہتے ہیں۔

اہل مراقبہ کے لئے مراقبہ ایک بڑا بھاری اور بیکراں دریا ہے۔ گہرا اور بھاری دریا کیا ہے؟ وہ گہرا دریا توحید و معرفت ہے' اور یہی دریائے معرفت ہمیشہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مد نظر رہا۔ جو شخص کہ خدای تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اس گہرے دریا میں غوطہ لگاتا ہے' وہ شخص تارک الدنیا فقیر فنافی اللہ ہو جاتا ہے۔ گہرا

۱۔ حضرت اویس قرنیؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گہری عقیدت تھی۔ جب انہیں رسول مقبولؐ کے دو دندان مبارک شہید ہونے کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے تمام دانت نکلوا دیئے تھے۔ (راقم الحروف نے ۱۹۹۰ء میں آپؓ کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر زیارت کی سعادت حاصل کی)

اور بے پایاں دریا (گویا) دریائے فقر ہے۔ فقیر لا یحتاج وہی ہے جو اس گہرے دریا میں غوطہ لگاتا ہے۔ اور غیر ماسوائے اللہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔ وہ کامل طور پر حق رونما ہو جاتا ہے اور اس کے وجود میں باطل نہیں رہتا۔

لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کلمہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کا عامل مکمل ہو گیا۔ فقیر فنا فی اللہ کا یہ طریق ہے کہ طالب مولیٰ کلمہ شریف کے ذکر میں یہ تصور کرے لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوَ یعنی لاالہ الااللہ پس فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوَ اور یہ ذکر عالم برزخ کا ہے اور دوسرا اسم برزخ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور وہ اس طریق سے کیا جاتا ہے کہ طالب مراقبہ میں باتصور یا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے اور آپ کی ذات کا حلیہ شریف بھی دل میں جمائے۔ اور ہر دو اسم کو تختی یا کاغذ پر سنہری رنگ یا سفیدی سے تحریر کرالے۔ پس ان ہر دو اسم مبارک سے انسان کا دل صاف و روشن ہو جاتا ہے۔ اور خاص کر آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم شریف پکارنے سے انسان مشرف بالقا ہو کر اس کی ذات میں فنا اور محویت ہونے کے مراتب حاصل کر لیتا ہے۔ چنانچہ حدیث حالی اس پر شاہد ہے۔

فقیر آن است کہ آن را ہفت ذکر با ہفت فکر باشد۔ اول ذکر فکر موت۔ پس خواب غفلت را ترک دہد۔ دوم ذکر فکر منکر و نکیر با خدای تعالیٰ یگانہ و از خلق غیر ماسوی اللہ بیگانہ شود۔ سیوم ذکر فکر قبر۔ نفس کبر را با عذاب محنت عذابی کند کہ مسلمان شود۔ چہارم ذکر فکر دفتر اعمال نامہ۔ زبان خود را از بد گوئی نگہدارد۔ پنجم ذکر فکر جزای حشر نفسی نفسی باشتغال اللہ مشغول شود۔ ششم ذکر فکر پلصراط‘ از صراط دنیا بسلامتی ایمان بگذرد و گذر آن صراط آسان گردد۔ یعنی با حب دنیا دل نہ بندد۔ ہفتم ذکر فکر طلب مولیٰ لذۃ بہشت و بیم دوزخ نسیان کند۔ بعد ازان در تفکر فنا فی اللہ غرق چنان شود کہ ازین ہفت ذکر فکر بگذرد۔ اللہ بس وماسوی اللہ ہوس۔

فقیر کہ این ہفت ذکر فکر نداند‘ بروی فقیری حرام است۔ چون روز بر آید فقیر روز حشر داند و ہژدہ ہزار عالم بحساب (نیکی و بدی ا) و خدا را قاضی داند‘ و با نفس خود محاسب باشد و چون شب بر آید‘ شب را قبر داند تنہا و بی خواب سرا“ و جہرا” لیل و نہار باخبر باشد۔

ا۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی‘ ص ۴۶

فقیر (کامل) وہ ہے جو کہ سات ذکرو سات فکر سے ذکر کرتا رہے۔ اول: ذکرو فکر موت کرے۔ پس (اس طرح) خواب غفلت ترک کرے۔
دوم: ذکرو فکر منکر نکیر کرتا رہے تاکہ خدای تعالیٰ سے یگانہ اور خلق غیر ماسوائے اللہ سے بیگانہ ہو جائے۔
سوم: ذکرو فکر قبر کرے تاکہ سرکش نفس عذاب عظیم کے خوف سے مسلمان ہو جائے۔
چہارم: اپنے اعمال نامہ کا ذکرو فکر کرتا رہے' تاکہ اپنی زبان کو بدگوئی سے محفوظ رکھے۔
پنجم: قیامت کے دن کی ہولناک مصیبتوں اور اس دن کی نفسا نفسی پر خیال رکھے کہ وہاں کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ لہٰذا اس فکر سے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھے۔
ششم: پلصراط کا بھی ذکرو فکر کرتا رہے' تاکہ دنیا سے سلامتی ایمان کے ساتھ خاتمہ ہو۔ اور اس پلصراط پر گذرنے کا راستہ بھی آسان ہو جائے۔ یعنی محبت دنیا سے دل نفرت کھا جائے۔
ہفتم: طالب مولیٰ کو چاہئے کہ وہ ایسا ذکرو فکر کرے کہ امید بہشت اور خوف دوزخ دونوں چیزیں اس کے دل سے فراموش ہو جائیں۔ اور اس کے بعد وہ ہمہ تن فکر فنافی اللہ میں ایسا غرق ہو جائے کہ ان ساتوں فکروں ذکروں سے بقا باللہ کی منزل پر پہنچ جائے۔ اور اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس ثابت ہو جائے۔
جو فقیر ان ساتوں ذکرو فکر سے بے خبر ہے۔ اس پر فقیری حرام ہے۔ جب دن نکلتا ہے' تو فقیر جانتا ہے کہ گویا قیامت قائم ہو گئی۔ اور ہژدہ ہزار عالم خدائے قدوس جس کو وہ قاضی سمجھتا ہے' کے سامنے نیکی و بدی کے حساب و کتاب میں مصروف ہے۔ اور خود وہ اپنے نفس کے ساتھ محاسبہ کرتا رہے۔ اور جب رات آتی ہے' تو وہ اس رات کو قبر تصور کرتے ہوئے تنہا بے خواب ہو کر اپنے ظاہر و باطن پر رات دن خبردار رہتا ہے۔

باب ہفتم

ذکر اللہ تعالیٰ زبان قلب روح سر و جہر خفیہ

کلمہء طیبہ (فی افضل الذکر)(۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکر ربہ مثل الحی والمیت روی حدیث المسلم وقال علیہ السلام ان الملئکۃ یطوفون فی الطرق یلتمسون اھل الذکر فاذا وجدوا قوما" یذکرون اللہ تنادوا واھلموا الی حاجتکم فیحفونھم باجنحتھم الی السماء الدنیا روی حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم وجامع قال علیہ السلام وقال معاذ اخر کلام فارقت علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت ای الاعمال احب الی اللہ قال ان تموت ولسانک رطب من ذکر اللہ روی حدیث ابی بکر معجم الطبرانی وعنہ قلت یا رسول اللہ اوصنی قال علیک بتقوی اللہ تعالی ما استطعت واذکر اللہ عند کل حجر و شجر معجم الطبرانی مصنف ابی شیبۃ قال علیہ السلام الا اخبرکم بخیر اعمالکم وازکاھا عند ملیککم وارفعھا فی درجاتکم وخیر (من انفاق الذھب والفضۃ والورق و خیر لکم ۲) من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقھم ویضربوا اعناقکم

۱۔ عین الفقر جلد دوم، مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۶، ۲۔ ایضاً ص ۲۶

باب ہفتم

ذکر لسانی و ذکر قلبی و ذکر روحی و ذکر سری و جہری و خفی کے بیان میں

یاد رہے کہ کلمہء طیب افضل ذکر ہے(۱)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا ہے۔ "اس شخص کی مثال جو خدای تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو خدای تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا' زندہ اور مردہ جیسی ہے"(۲)۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے فرشتے ہیں اور وہ راہوں میں پھرتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کے راستے ڈھونڈتے ہیں۔ پس جس وقت وہ ایک جماعت کو کہ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے پاتے ہیں' تو پھر وہ فرشتے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ تم جلدی اپنے مطلب کی طرف آؤ۔ پھر فرشتے ان کو آسمان تک ڈھانپ لیتے ہیں(۳)۔

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کا بوقت رحلت آخری کلام وہی تھا جو حضور علیہ السلام نے میرے سوال کے جواب میں فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور! خدای تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل زیادہ مرغوب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ارشاد فرمایا: کہ سب اعمال سے محبوب ترین عمل یہ ہے کہ جب تیری موت کا وقت آئے' تو تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر و تازہ ہو(۴)۔

ایک اور حدیث میں "حضرت معاذؓ سے یوں بھی آیا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم! آپ مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا: کہ جسب توفیق پرہیزگاری کو اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ کے ذکر پر ہمیشہ قائم رہو' کیونکہ ہر شجر و حجر اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے(۵)۔

ایک اور روایت میں یوں مذکور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک کام سب سے عمدہ نہ بتادوں' جو خدای تعالیٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہو اور جس سے خدای تعالیٰ کے نزدیک تمہارے مراتب بہت بلند ہو جائیں اور جو سونا چاندی خرچ کرنے سے کہیں بہتر ہو اور جس پر عمل کرتے ہوئے اگر تم اپنے دشمنوں پر حملہ کرو تو تم بھی ان کی گردنیں کاٹو اور وہ خود بھی اپنی گردنیں کاٹنے لگیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ

۱-جامع الترمذی' ۲-حدیث مسلم' ۳-حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم' ۴-حدیث ابوبکر معجم طبرانی'
۵-ابوبکر معجم طبرانی و مصنف ابی شبہ

قالوبلی قال ذکر اللہ تعالیٰ فی ترمذی وابن حبان و صحیح المستدرک و سنن ابی ماجہ۔ قال علیہ السلام بما صَدَقَتہ افضل مِن ذِکرِ اللّٰہِ تعالیٰ فِی مُعجمِ الطّبرانی وَسُنَن اَبِی دَاوُد و ذکر ہچون باید چنانچہ سنمتر۔ سنمتر نام مرغیست کہ در بر ہیزم چیدہ جمع کند بمثل قلعہ۔ چون قلعہء ہیزم تیار کند و خود در آن قلعہء ہیزم بہ نشیند و باذکر اللہ ذکر ھو مشغول شود۔ در شروع کردن ذکر کہ دم با "ھو" کشد' اول حال از وجودش گرمی ذکر اللہ ذکر ھو آتش از وجود چنان بر آید کہ آتش با ہیزم چسپیدہ شود و مرغ سوختہ خاکستر گردد۔ بعد از ان باران رحمت بر آن خاکستر بارد و از آن خاکستر یک بیضہ پیدا شود و از آن بیضہ یک بچہ بر آید و چون بچہ بجای پدر رسید' باز ہمون طور کار پدر کند و سوختہ و خاکستر گردد تا ابد الاباد۔

پس فقیر ذاکر نیز ہر دم مُوْتُوا قَبلَ اَن تَمُوْتُوا است۔

فقر چیست؟ فقر خانہء ویران را گویند۔ چنانچہ پیغمبر صاحب صلوٰۃ اللہ تعالیٰ ویران کردند در راہ خداوند تعالیٰ تصرف و سہ طلاق دنیار اداو کہ نہ بہر روغن چراغ درم ماند۔ و بوریا بہر فرش نماند

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ضرور۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے اعلیٰ ہے(۱)

معجم طبرانی اور سنن ابن داؤد میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: "کہ ذکر اللہ پر کوئی صدقہ بھی سبقت نہیں لے جاسکتا"۔

اور ذاکر کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر مثل ققنس (آتش زن پرندہ) کے کرے۔ اس پرندے کا یہ حال ہے کہ یہ لکڑیوں کا انبار جمع کرتا ہے اور اس کے درمیان بیٹھ کر ذکر اللہ تعالیٰ شروع کرتا ہے اور ذکر ھو میں مشغول ہو کر ھو کے ساتھ سانس نکالتا ہے۔ اور اسی طرح ذکر کرتا رہتا ہے اور ذکر اللہ کے سبب سے اس کو گرمی حاصل ہوتی ہے اور اس گرمی سے ہی ان لکڑیوں کو آگ لگ جاتی ہے۔ اور وہ بھی جل کر خاکستر ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں اس خاکستر پر باران رحمت برستی ہے 'تو اس خاکستر سے ایک انڈا پیدا ہوتا ہے اور اس انڈے سے ایک بچہ نکلتا ہے اور جب بچہ باپ کی جگہ پہنچتا ہے (یعنی بچہ جب بڑا ہو جاتا ہے) تو وہ بھی اسی طرح سے ذکر ھو شروع کرتا ہے 'اور جل کر خاکستر ہو جاتا ہے اور یہ سلسلہ ابدالاباد تک جاری رہتا ہے۔ پس اسی طرح فقیر (کامل) ذاکر کو بھی ہردم مقام **مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا** (مرنے سے پہلے مرجاؤ) حاصل ہوتا رہتا ہے۔

فقر کیا چیز ہے؟ فقر خانہ ویرانی کا نام ہے۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے گھر کو مال دنیا سے کبھی آباد نہیں کیا۔ (جو کچھ آتا) سب خدا کی راہ میں صرف کردیتے۔ اور دنیا کو تین طلاق دیدی ہوئی تھیں۔ بعض اوقات ان کے گھر میں چراغ روشن کرنے کے لئے

۱۔ نقل از مشکوۃ و موطا امام مالک و احمد و ترمذی و ابن حبان و مستدرک و سنن ابن ماجہ و معجم طبرانی اور ابوداؤد۔

فقیر ہمین را گویند کہ آنچہ خدا دہد بخدا او آنچہ خدا دہاند بخدا دہد قَالَ عَلَیۡہِ السَّلَامُ مَا عَمِلَ اٰدَمِیٌّ عَمَلاً اَفۡضَلَ مِنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ تَعَالٰی ط مُعۡجَمُ الطَّبۡرَانِی وَسُنَنِ اَبِیۡ دَاوٗدَ قَالُوۡا اَوَلَا الۡجِهَادُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اِلَّا اَنۡ یَضۡرِبَ بِسَیۡفِہٖ حَتّٰی یَنۡقَطِعَ ط مسند ابی بکر قَالَ عَلَیۡہِ السَّلَامُ لَوۡ اَنَّ رَجُلاً فِیۡ حَجۡرِہٖ دَرَاہِمُ یَقۡسِمُهَا وَاٰخَرُ یَذۡکُرُ اللّٰہَ کَانَ الذَّاکِرُ اَفۡضَلُ ط فِیۡ مُعۡجَمِ الطَّبۡرَانِی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ سَیَعۡلَمُ اَهۡلُ الۡجَمۡعِ الۡیَوۡمَ مَنۡ اَهۡلُ الۡکَرَمِ قِیۡلَ مَنۡ اَهۡلُ الۡکَرَمِ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ قَالَ اَهۡلُ الۡمَجَالِسِ الذِّکۡرِ مِنَ الۡمَسَاجِدِ قَالَ عَلَیۡہِ السَّلَامُ مَا مِنۡ اٰدَمِیٍّ اِلَّا فِیۡ قَلۡبِہٖ بَیۡتَانِ فِیۡ اَحَدِهِمَا الۡمَلَکُ وَفِی الۡاٰخَرِ الشَّیۡطٰنُ فَاِذَا ذَکَرَ اللّٰہَ خَنَسَ اَیۡ تَاَخَّرَ وَتَنَحّٰی وَاِذَا لَمۡ یَذۡکُرِ اللّٰہَ وَضَعَ الشَّیۡطَانُ مِنۡقَارَہٗ فِیۡ قَلۡبِہٖ وَوَسۡوَسَ لَہٗ مسند ابی یعلی الۡمُوۡصَلِیۡ قَالَ عَلَیۡہِ السَّلَامُ اِذَا مَرَرۡتُمۡ بِرِیَاضِ الۡجَنَّۃِ فَارۡتَعُوۡا قَالُوۡا یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ وَمَا رِیَاضُ الۡجَنَّۃِ قَالَ حِلَقُ الذِّکۡرِ ط مِنۡ ترمذی قَالَ عَلَیۡہِ السَّلَامُ مَا مِنۡ قَوۡمٍ جَلَسُوۡا مَجۡلِسًا وَتَفَرَّقُوۡا

روغن تک نہ رہتا' اور کبھی فرش کے لئے بوریا بھی نہ ہوتا (سبحان اللہ) فقیر اسی کو کہتے ہیں۔ جو کچھ خدا دے' خدا ہی کو دے دے۔ اور جو کچھ کہ خدا دلا دے' وہ بھی خدا ہی کو دے دے۔ اور ہر حال میں اسی کے ذکر میں مشغول رہے۔ بلا ذکر کسی دم کسی حال میں غافل نہ رہے۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: کہ بلا ذکر اللہ تعالیٰ کے کسی عمل سے نجات حاصل نہیں (۱) اور اللہ تعالیٰ کا ذکر جہاد فی سبیل اللہ سے بہتر و اعلیٰ و افضل ہے (۲) اور صدقات سے بھی افضل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ اور یہی لوگ اہل ذکر صاحب کرم ہیں' جن کا رتبہ ساجدین سے بھی افضل اور اعلیٰ ہے۔ اور حدیث میں آتا ہے کہ جس قلب میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے' اس قلب میں خناس کو جگہ نہیں' اور جس قلب میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا' وہاں شیطان گھس جاتا ہے۔ اور اپنا تسلط جما لیتا ہے۔ اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب باغ جنت سے گذرو' تو اس سے میوہ کھاؤ۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ ریاض الجنتہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ذکر اللہ تعالیٰ سے حلاوت اٹھایا کرو۔ یعنی اہل اللہ کی مجلس سے یہ لذت حاصل کیا کرو (۳) اور جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور خداوند تعالیٰ

۱۔ معجم الطبرانی و سنن ابی داؤد' ۲۔ مسند ابی بکر' ۳۔ ابن ترمذی

مِنْهُ وَلَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهِ اِلَّا كَاَنَّمَا تَفَرَّقُوْا عَنْ جِيْفَةِ حِمَارٍ وَكَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ سُنَنُ اَبِیْ مَاجَہ۔ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا مَشٰى اَحَدُكُمْ تَمْشِيًا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ فِيْهِ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً وَمَا اَوٰى اَحَدٌ اِلٰى فِرَاشِهٖ وَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ فِيْهِ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً سُنَنُ اَبِیْ مَاجَہ۔ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْسَ يَتَحَسَّرُ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَّا عَلٰى سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهَا ط مُعْجَمُ الطَّبْرَانِیْ اَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى يَقُوْلُوا الْمُنٰفِقُوْنَ اَنَّهُ مَجْنُوْنٌ ط سُنَنُ اَبِیْ مَاجَہ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ الْجَبَلَ يُنَادِي الْجَبَلَ بِاسْمِهٖ اَىْ فُلَانُ هَلْ مَرَّ بِكَ اَحَدٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فَاِذَا قَالَ نَعَمْ اسْتَبْشَرَ ط فِیْ مُعْجَمِ الطَّبْرَانِیْ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قَوْمٌ فِی الدُّنْيَا عَلٰى فُرُشِ الْمُمَهَّدَةِ يُدْخِلُهُمُ الْجَنَّاتِ الْعُلٰى ط قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَزَالُ اَلْسِنَتُهُمْ رَطْبَةً مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَهُمْ يَضْحَكُوْنَ ط حدیث قدسی اَنَا مَعَ عَبْدِیْ يَذْكُرُنِیْ تَحَرَّكَ

کا ذکر کیے بغیر وہاں سے اٹھ جائیں، تو یہ سمجھو کہ وہ لوگ جہان کے مردار گدھے بیٹھے ہیں۔ گویا وہاں سے اٹھے اور قیامت کے دن ان کو اپنے اس کام سے بڑی ندامت اور حسرت ہوگی(۱)

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کہ جو شخص زمین پر چلے اور خداوند تعالیٰ کے ذکر سے غافل رہے تو اس کو روز قیامت روسیاہی کی ندامت اٹھانا پڑے گی۔ اور جو شخص اپنے فرش پر سوتے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کرے، تو اس پر شیطان قابض ہو جاتا ہے(۲)

اور ایک حدیث میں مسطور ہے کہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا کرو، یہاں تک کہ لوگ تم کو مجنوں پکار اٹھیں(۳)۔

ایک اور حدیث میں مذکور ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: کہ جس پہاڑ پر کوئی صاحب ذکر کرتا ہے، تو وہ پہاڑ دوسرے پہاڑ پر خوشی مناتا ہے(۴)۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو لوگ فرش زمین پر خداوند تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، وہ بڑی خوشی سے جنت میں جائیں گے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کہ جن لوگوں کی زبان پر ہمیشہ ذکر الٰہی جاری رہتا ہے، یہ لوگ ہنستے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔

اور ایک حدیث قدسی میں ہے کہ جب ذاکر ذکر کرتا ہے اور اپنے لبوں کو ہلاتا ہے۔

۱۔ سنن ابن ماجہ، ۲۔ ایضاً، ۳۔ ایضاً، ۴۔ معجم الطبرانی

الشفتان۔ حدیث قدسی اَنَا عِندَ ظنِّ عَبدِی وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَکَرَنِی فَاِنْ ذَکَرَنِی فِی نَفسِہٖ ذَکَرتُہٗ فِی نَفسِہٖ وَاِنْ ذَکَرَنِی فِی الْمَلَاءِ ذَکَرتُہٗ فِی الْمَلَاءِ خَیرٌ مِّنہُم۔ عَنْ اَبِی ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَقُولُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشرُ اَمْثَالِہَا وَاَزِیْدُ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَلَہٗ مِثْلُہَا اَوْ اَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّی شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْہُ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْہِ بَاعًا وَمَنْ اَتَانِی یَمْشِی اَتَیْتُہٗ ہَرْوَلَۃً۔ بشنو اگر کسی تمام عمر روزہ دارد و نماز خواند و حج کند و در تلاوت قرآن روز شب مشغول باشد و اَفْضَلُ الْعِبَادَۃِ تِلَاوَۃُ الْقُرْاٰنِ و کلمہء طیب بر زبان نراند ہرگز مسلمان نشود و عبادت او ہیچ قبول نیست چنانچہ عبادت کافر استدراج اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

عبادۃ محتاج ذکر است و اہل ذکر و اہل فقر لا یحتاج۔ پس ہر کرا تصدیق دل نیست او ذاکر ہم نیست۔ خدا نخواستہ باشد کہ او را مومن مسلمان گویند و خدا ترسی و صفائی و تصدیق دل از ذکر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں' اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اپنے دل میں اس کو یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس کی مجلس سے بہتر مجلس (فرشتوں) میں یاد کرتا ہوں(۱)

اور ابوذرؓ نے روایت کی ہے کہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص ایک نیکی کرے تو اس کا ثواب اس سے دس حصہ دوں گا اور اس سے بھی زیادہ دے سکتا ہوں۔ اور جو شخص ایک بدی کرے تو اس کے ایک کے ہی برابر سزا دوں گا۔ اور میں اسے معاف بھی کر سکتا ہوں۔ اور جو شخص میری طرف ایک بالشت آئے' تو میں اس کی طرف گز بھر آتا ہوں۔ اور اگر میری طرف ایک گز بھر آئے تو میں اس کی طرف دو گز آتا ہوں۔ اور جو میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں(۲)

(اے طالب! غور سے) سن! اگر کوئی شخص تمام عمر روزہ رکھے۔ نماز پڑھے اور حج کرے' زکوٰۃ دے اور شب و روز تلاوت قرآن کرنے میں مشغول رہے۔ کیونکہ تلاوت قرآن افضل عبادت ہے' لیکن کلمہء طیب کو زبان پر جاری نہ کرے (اور اس سے انحراف کرے) تو وہ شخص مسلمان ہرگز نہیں ہو گا۔ اور اس کی عبادت ہرگز قبول نہیں ہو گی۔ جیسے کہ کافر و اہل بدعت اور استدراج کی تمام عبادت رائگان ہوتی ہے۔ کیونکہ افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ آیا ہے۔ عبادت ذکر کی محتاج ہے۔ اور اہل ذکر اور اہل فقر غیر محتاج ہیں۔ پس جس شخص کے دل میں تصدیق ایمان نہیں' وہ اہل ذکر بھی نہیں ہے۔ اور نہ ہی قبولیت رکھتا ہے اور ایسے شخص کو مومن و مسلمان بھی نہیں کہا جا سکتا۔ اور خدا ترسی اور دل کی صفائی اور تصدیق ایمان

۱:۔ بخاری' مسلم' ابن ماجہ' ترمذی' نسائی' ۲:۔ بخاری' بیہقی

پیدا شود قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِکُلِّ شَیْءٍ مَصْقَلَۃٌ وَ مَصْقَلَۃُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی ط قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ مَلٰئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ ط(۱) خدا ترس با شد۔ قولہٗ تعالٰی قَدْ قَصَصْنٰھُمْ(۲) قولہٗ تعالٰی وَ کَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا (۳) حدیث وَمَنْ لَقِیَنِیْ بِقُرَابِ خَطِیْئَۃٍ لَا یُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا لَقِیْتُہٗ بِمِثْلِھَا مَغْفِرَۃً رواہ مسلم۔ حدیث قدسی اِذَا رَأَیْتَ عَبْدِیْ لَا یَذْکُرُنِیْ فَاَنَا اُحْجُبُہٗ عَنْ ذٰلِکَ حدیث اَفْضَلُ الْعِبَادِ عِنْدَ اللّٰہِ الذَّاکِرُوْنَ ط قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلَامَۃُ حُبِّ اللّٰہِ ذِکْرُہٗ وَ عَلَامَۃُ بُغْضِ اللّٰہِ عَدَمُ ذِکْرِہٖ ط قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَمُ الْاِیْمَانِ وَ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ وَ حِصْنٌ مِّنَ الشَّیْطَانِ ط قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَفْضَلُ الذِّکْرِ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ لِیْ ذِکْرِ الْجَلِیِّ عَشَرَ فَوَائِدَ صَفَاءُ الْقُلُوْبِ وَ تَنْبِیْہُ الْغَافِلِیْنَ وَ صِحَّۃُ الْاَبْدَانِ وَ مُحَارَبَۃٌ بِاَعْدَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ اِظْھَارُ الدِّیْنِ وَ نَفْیُ خَوَاطِرِ الشَّیْطَانِ وَ النَّفْسَانِیَّۃِ وَ التَّوَجُّہِ

۱۔ سورہ البقرہ ۲: ۲۸۵، ۲۔ سورہ النساء ۴: ۱۶۴، ۳۔ ایضاً، ص ۱۶۴

ذکر سے حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر ایک چیز کے لئے صیقل ہوتی ہے اور قلب کی صیقل ذکر اللہ ہے(۱)
اور ایماندار شخص وہی ہوتا ہے جو خداوند تعالیٰ کو واحدہ' لاشریک تصور کرے اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور تمام رسولوں کو برحق مانے اور اس کے رسولوں میں فرق نہ ڈالے۔ اور خدا ترس ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے پیغمبرؐ! ہم نے ایسے رسول بھیجے کہ جن کا احوال ہم نے تجھ کو سنایا اس سے پہلے...... اور اللہ نے فرمایا اور اللہ نے موسیٰؑ سے بول کر باتیں کیں اور تمام انبیاء کرامؑ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں اور تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے پاک و صاف ہوتے ہیں۔ خداوند کریم کی وحدانیت میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہئے اور شرک کے ماسوائے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے اور شرک نہیں بخشا جائے گا اور ایمان کی نشانی بھی یہی ہے کہ ان تمام امور اور احکام کی تصدیق کے بعد ذاکر رہنا۔
ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ کہ تمام لوگوں میں بہتر وہی ہیں جو ذکر اللہ کیا کرتے ہیں(۲)۔
ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے: خداوند تعالیٰ کی محبت کی نشانی اس کا ذکر کرنا ہے اور اس سے بغض کی علامت اس کا ذکر نہ کرنا ہے(۳)۔
ایک اور حدیث میں ہے۔ ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا نفاق سے بری کر دیتا ہے اور شیطان کے فریبوں سے نجات رکھتا ہے۔(۴)
ایک اور حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے افضل ذکر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے(۵)۔
ایک اور حدیث میں ہے کہ ذکر جہری میں دس فائدے ہیں۔ (۱) دل کی صفائی۔ (۲) غفلت سے تنبیہہ (۳) جسم کی صحت (۴) خدا کی تعالیٰ کے دشمنوں سے محاربہ (۵) اظہار دین (۶/۷) علاج خواطر شیطانی و نفسانی (۸/۹) توجہ الی اللہ' غیر اللہ سے نفرت (۱۰) خدا کے اور بندے

۱۔ حدیث' ۲۔ ایضاً'' ۳۔ ایضاً'' ۴۔ ایضاً'' ۵۔ جامع الترمذی

الیٰ اللہ تعالیٰ والا عراض عن غیر اللہ تعالیٰ وفیہ رفع حجاب بینہ وبین اللہ تعالیٰ ط

این فقیر باھوؒ میگوید کہ ذکر چیست و ذکر کرا گویند و از ذکر چہ چیز حاصل شود و ذاکر را چہ مراتب مقام است۔ ذکر نام زکیا است۔ چنانچہ از مال زکوٰۃ مال حلال و پاک شود۔ ہمچنان آدمی را در وجود ذکر است' چنانچہ پارچہ را صابون' ہمچنان آدمی را ذکر است' چنانچہ آتش ہیزم را خورد' ہمچنان ذکر گناہ را دور کند' چنانچہ باران گیاہ پژمردہ را سبز و حیات کند' ہمچنان ایمان آدمی را آراستہ کند' چنانچہ میوہ یا درخت' ہمچنان آدمی را ذکر اللہ تعالیٰ' چنانچہ تاریکی را روشنائی' ہمچنان آدمی را ذکر اللہ تعالیٰ' چنانچہ باگل خوشبو' ہمچنان آدمی را ذکر اللہ تعالیٰ' چنانچہ نمک در طعام' ہمچنان آدمی را ذکر اللہ تعالیٰ' چنانچہ حیوان را تکبیر حلال و ذبح کند' ہمچنان آدمی را ذکر اللہ تعالیٰ است۔ اول ذکر اللہ تعالیٰ۔ بعد ازان نماز وقت' چنانچہ اول پاک ذکر اللہ تعالیٰ است۔ دوم اولیٰ تکبیر تحریمہ ذکر اللہ و بعد ازان در نماز نیز ذکر اللہ تعالیٰ است۔

قال علیہ السلام: اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ط(۱)

اول ذکر اللہ بعد ازان تلاوت قرآن مجید است بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

پس بسم اللہ اسم اللہ ذکر اللہ است۔ قولہ' تعالیٰ: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ط(۲)

اول قران مجید کہ نزول شد باسم اللہ ذکر اللہ۔ وقت جان کندن نیز ذکر اللہ تعالیٰ۔ باید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باسم اللہ بگوید یا شہادت کلمہ بگوید۔ این ہمہ ذکر اللہ است و در قبر فرشتہ ہم نام اللہ پرسند۔ آن نیز ذکر اللہ است و بر اعمال نامہ بر سر نام اسم اللہ باشد۔ آن اعمال نامہ بدست راست دھند و بر ترازو وزن کنند۔ طرفیکہ اسم اللہ باشد گران تر گردد و بر صراط کسیکہ اسم اللہ بگوید' دوزخ ازو بترسد و بسلامت بگذرد و بر در بہشت کسیکہ نام اللہ تعالیٰ بگوید دروازۂ بہشت کشادہ گردد۔ وقت دیدار کسیکہ نام اللہ تعالیٰ بگوید مست گردد

۱۔ جامع الترمذی' ۲۔ سورۃ العلق' ۹۶:۱

کے درمیان سے حجاب اٹھ جانا۔

یہ فقیر باھوؒ کہتا ہے کہ ذکر کیا ہے اور ذکر کسے کہتے ہیں اور ذکر سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے۔ اور ذاکر کے کتنے مراتب اور کتنے مقامات ہیں۔ ذکر پاکیزگی (کا نام) ہے۔ (اور انسان اس سے پاک صاف ہو جاتا ہے) جس طرح مال کی زکوٰۃ نکالنے سے مال پاک و حلال ہو جاتا ہے۔ اسی طرح آدمی کا وجود ذکر اللہ سے کفر و شرک کی نجاست سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ جس طرح کپڑا صابن سے صاف ہو جاتا ہے۔ یہی حال انسان اور ذکر کا ہے۔ جس طرح آگ خشک لکڑی کو کھاتی ہے' اسی طرح ذکر گناہ و معصیت کو دور کرتا ہے اور جس طرح کہ بارش مرجھائے ہوئے گھاس کو سرسبز کرتی ہے اور حیات بخشتی ہے' اسی طرح ذکر اللہ آدمی کے (مردہ) ایمان (اور دل) کو آراستہ کر دیتا ہے۔ اور جس طرح کہ پھل درخت کے لئے زینت ہوتا ہے' اسی طرح ذکر اللہ انسان کے ایمان کی زینت ہے۔ اور جیسا کہ تاریکی کو روشنی مٹا دیتی ہے' ایسا ہی اللہ تعالیٰ کا ذکر ضلالت اور گمراہی کو مٹا دیتا ہے۔ چنانچہ جو تعلق پھول کا خوشبو کے ساتھ ہے' وہی تعلق آدمی کا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ہے یا جس طرح کا تعلق نمک اور طعام کا آپس میں ہے' ایسا ہی تعلق انسان کا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ہے۔ اور جیسا کہ حیوان کو ذبح اور حلال کرنے کے لئے تکبیر ضروری ہے' ایسا ہی آدمی کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی ضروری ہے۔

ذکر ہر ایک بات کی اصل ہے۔ نماز بھی بدون ذکر اللہ کے نہیں ہو سکتی' بلکہ وہ بہمہ وجوہ ذکر اللہ ہے۔ اس کے اول بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ چنانچہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور اللہ اکبر ہے۔ جس کو تکبیر اولیٰ و تکبیر تحریمہ بولتے ہیں۔ بعد ازاں خود نماز میں بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور اس کے اول و آخر سب ذکر اللہ ہی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ افضل ذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اور قرآن شریف کی تلاوت کرو تو پہلے ذکر اللہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

پس بسم اللہ میں اسم اللہ بھی ذکر اللہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر وحی اتری تو سب سے پہلے یہ کہا گیا: "اے رسول! پڑھ اپنے رب کے نام سے کہ جس نے پیدا کیا (انسان کو خون کی پھٹک سے)

جان نکلنے کے وقت بھی ذکر ہی کرنا چاہئے۔ یا اسم اللہ یا کلمہ شہادت پڑھنا چاہئے۔ یہ سب اللہ کا ذکر ہے۔ اور قبر میں فرشتے اللہ کا نام پوچھتے ہیں۔ وہ بھی ذکر اللہ ہے۔ اور اعمال نامہ کے اول سرے پر اسم اللہ ہو گا۔ اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور ترازو پر اس کا وزن کیا

جائے گا۔ جس طرف اسم اللہ ہو گا' وہ پلڑا گراں تر ہو جائے گا۔ اور جو شخص پل صراط پر اسم اللہ کہے گا' دوزخ اس سے خوف زدہ ہو گی۔ اور وہ پل صراط پر سے سلامتی سے گزر جائے گا۔ اسی اسم اللہ سے بہشت کا دروازہ کھل جائے گا۔ اور دیدار کے وقت جو شخص اسم اللہ تعالیٰ کہے

با تجلی تمام' دوام۔ پس کسیکہ بر ذکر اللہ تعالیٰ بخندد و یا خشم کند و یا دشمنی دارد' لعین است۔ ہر آن کس از سہ حکمت خالی نباشد یا کافر یا منافق یا فاسق' چنانچہ در وقت صاحب سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر سہ قوم بودند۔ کافران' منافقان' و فاسقان۔ ہر کہ از ذکر مانع شود از آن قوم باشد۔ ذکر بناء اسلام است و استواری دین است۔ رسولؐ خدا و اصحابانؓ کہ با کفار جنگ کردند' اول شروع نعرہ ذکر اللہ تعالیٰ کردند۔ دوم در باطن با نفس جنگ نیز با ذکر اللہ است۔

ابیات

ہر بموی را زبانش ذاکران را بر بدن
قلب قلقل وجد آید استخوان رگ پوست تن
دل بمثل دیگ جوشد زیر آتش عشق سوز
گاہ گرمی گاہ سردی ذاکران را شب و روز
سلک باید سالکی را راہ ہادی پیشوا
با سیر سرش میرساند با محمد مصطفیٰؐ
باھوؒ عشق را بام بلند است اسم اللہ نردبان
ہر مکانی با بی نشانی می برد در لا مکان

ذکر جاری قلب بیداری را چہ نشان است کہ بعد از مردن قلب زندہ با جان است۔ دل زندہ ہرگز نمیرد و خاک و کرم گوشت او نخواہد خورد' اگرچہ ہزار سال ہا افتادہ باشد۔ این نہ قلب است کہ ترا معلوم شود۔ جنبش دل در شکم طرف چپ در بلندی از راہ قلب خدانخواستہ باشد این کلب است چنانچہ کفار منافق۔ مومن مسلمان کو دارد۔ قلب سہ قسم است۔ یکی قلب اہل اللہ پر نور ذکر اللہ عشق محبت آتش شوق۔ این قلب است کہ بجز اللہ تعالیٰ طلب دیگر ندارد۔ دوم قلب اہل زنار کفار حب دنیا ظلمت' چنانچہ ظاہر مومن و باطن کافر و صاحب ریا تابع ملوک اہل دنیا۔ سیوم اہل سلب بی معرفت اہل خوار کہ از باطن بی خبر و بار بردار' چنانچہ خر۔ پیر مرید رجوعات خلق استخوان آباؤ اجداد فروش۔ و در قلبی کہ نار اللہ تعالیٰ است' از سر تا پای استیلای شوق و تعطش چنان لذت دھد' چنانچہ آتش زمستان خوش آید۔

قال علیہ السلام: لَذَّۃُ الْاَفْکَارِ خَیْرٌ مِّنْ لَذَّۃِ الْاَذْکَارِ (۱)

۱- حدیث

گا' مست ہو جائے گا اور تجلی کامل ہو گی اور ہمیشہ باقی رہے گی۔
پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام پر ہنستا اور مذاق کرتا ہے اور یا اسے اس پر غصہ آتا ہے اور یا اس سے دشمنی رکھتا ہے' وہ لعین ہے۔ ایسا شخص تین حکمتوں سے خالی نہیں ہو گا۔ (یقینی بات ہے کہ وہ) یا کافر۔ یا منافق یا فاسق ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں تینوں قسم کے لوگ موجود تھے۔ کافر' منافق اور فاسق۔ جو کوئی ذکر اللہ سے مانع ہوا وہ انہیں لوگوں میں سے ہو گا۔ ذکر اسلام کی بنیاد ہے۔ اور دین اسی ذکر سے قائم ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ کفار کے ساتھ جنگ کرتے تو پہلے نعرہ اسم اللہ تعالیٰ کا بلند کرتے۔ اور اللہ اکبر کہتے۔ دوم ایسا ہی جبکہ نفس کے ساتھ جہاد کرتا ہو' تب بھی اسی اسم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

ابیات

ذاکروں کے جسم کا ہر بال زبان بن جاتا ہے۔ قلب' ہڈیاں' رگیں' چمڑا اور سارا جسم وجد کرنے لگتا ہے۔
سوز عشق کی تیز آگ سے دل دیگ کی طرح ابلنے لگتا ہے۔ اور شب و روز ذاکروں کے بدن میں کبھی گرمی جوش مارتی ہے اور کبھی اس سے ٹھنڈک اور اطمینان پیدا ہوتا ہے۔
سالک کو کسی پیشوا کی سلک میں منسلک ہونا چاہئے۔ وہ اپنی سیر کے ساتھ دید کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مجلس میں پہنچا دیتا ہے۔
اے باھوؒ! عشق (کے محل) کی چھت بہت بلند ہے۔ اور اسم اللہ اس (چھت) کی سیڑھی ہے۔ اور اس کے ذریعے ہر مکان کو بے نشاں کر کے لامکان میں پہنچا دیا جاتا ہے۔
ذکر جاری اور ایک قلب بیدار کی کیا نشانی ہوتی ہے؟ ذکر جاری کی یہ علامت ہوتی ہے کہ انسان کا قلب ایسا زندہ ہوتا ہے کہ وہ روح کے ساتھ مل جاتا ہے۔ اور جس کا دل زندہ ہوتا ہے' وہ ہرگز نہیں مرتا۔ اس کے وجود کے گوشت کو مٹی اور کیڑے (ہرگز) نہیں کھائیں گے' اگرچہ وہ ہزاروں سال مٹی میں پڑا رہے۔ اور یہ (ذکر) قلب نہیں ہے جس کو تم لوگ شکم میں بائیں طرف بلندی پر راہ قلب سے حرکت کرتے ہوئے دیکھتے ہو اور نہ صاحب دل اس کو دل کہتے ہیں' بلکہ ان کے نزدیک یہ خدانخواستہ کلب (کتا) ہے۔ خصوصاً" جبکہ اس میں حرص و ہوا بھری ہو تو یہ دل کافر و منافق اور مومن مسلمان سب رکھتے ہیں۔
قلب کی تین قسمیں ہیں۔ اول قلب اہل اللہ کا ہے۔ جو کہ ذکر اللہ سے پر نور ہوتا ہے اور جس

میں عشق و شوق و محبت کی آگ بھری ہوتی ہے۔ ایسا قلب سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور کچھ طلب نہیں رکھتا۔ اور دوسرا قلب اہل زنار اور کفار کا ہے' اس میں ظلمات و محبت دنیا کی بھری ہوئی ہوتی ہے۔ اس کا بظاہر حال گو مومن' مگر باطن میں کافر ہوتا ہے۔ یہ قلب نہیں' بلکہ کلب (کتا) ہے اور ایسا قلب ریاکار اور اہل دنیا کا تابعدار ہوتا ہے۔ اور تیسرا قلب اہل سلب یعنی بے معرفت اہل خوار کا ہے' جو باطن سے بے خبر اور گدھے کی طرح بار بردار ہیں۔ پیر مرید بنے بیٹھے ہیں۔ رجوعات خلق میں مبتلا ہیں اور استخوان فروش ہیں کہ خود تو کچھ بھی نہیں' صرف آباؤ اجداد کی بزرگیاں بیان کر کے لوگوں کو فریب دیتے ہیں اور جس کا دل خدا ای تعالیٰ سے لو لگائے ہے' اس کا کیا پوچھنا' وہ سر سے پاؤں تک شوق و اشتیاق سے بھرا ہوا ہے۔ اسے اپنے شوق کی تپش اور سوزش ایسی معلوم ہوتی ہے' جیسے سردی میں آگ ہر ایک

ذکر با فکر آنست کہ فکر حب دنیا و حب علم و حب قیل و قال سر و ردی ندارد۔ بموافق آیت قولہ تعالیٰ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ (۱)

حدیث

اَلذِّكْرُ بِلَا فِكْرٍ كَصَوْتِ الْكَلْبِ (۲)

پس ذکر قلب آنست کہ بر ذاکر موکل باشد۔ اگرچہ ذاکر از فکر ذکر غفلت کند۔ ذاکر ازو غافل نباشد۔ چون ذاکر را ذکر قلبی یا روحی یا سری یا زبانی یا حبس یا پاس انفاس ہر کرا ذکر باشد۔ ذکر چیست؟ یگانہء خدا و روح و قلب یگانہء مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم۔ ہر انبیاء و اولیاء و اصفیاء و شریعت متابعت نبویؐ و بیگانہء نفس شیطان معصیت گناہ حب الدنیا و اہل دنیا۔ چون ذاکر ذکر شروع کند ذکر آنرا (گویند کہ ۳) بتوحید ببرد و یا در مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم یا در مجلس اصحاب کرامؓ اولیاء اللہ یا بامشاہدہ ہر مقامات از عرش تا کرسی معلوم کند۔ چون از استغراق بر آید خوی نیک گردد کہ آنرا سیری و گرسنگی برابر خواب و بیداری برابر مستی و ہوشیاری برابر ہر کہ این احوال ندارد اگرچہ وقت حال از خود بیخود شود بدانکہ آنرا شیطان یا دیو تمانچہ زدہ است۔ چنانچہ وقت شروع کردن ذکر شیطان زمین آسمان ہر مقام عرش و کرسی ہفت طبق زمین و ہفت طبق آسمان (ہر مقام ۴) از خود پیدا کند۔ در آنچہ استدراج شود و پیش ذاکر بیارد۔ چون بینی کہ شخصی اہل بدعت است یا اہل فسق است یا اہل گمراہ است۔ پس اہل بدعت و اہل فسق و گمراہ را چیزی مگو۔ کسیکہ این را در بدعت انداختہ است بہ آن جنگ بکن (۵)۔ کسیکہ این را در فسق انداختہ است بہ آن جنگ باید کرد۔ کسیکہ این را گمراہ کردہ است بہ آن نصیحت باید کرد۔ قال اللہ تعالیٰ: اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (۶)

قولہ تعالیٰ: تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ (۷)

قولہ تعالیٰ: يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ (۸) وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ (۹)

۱۔ سورۂ کہف، ۱۸: ۲۴۔ ۲۔ حدیث، ۳۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۳۰، ۴۔ ایضاً، ۵۔ ایضاً، ص ۳۰: باید کرد، ۶۔ سورہ القصص، ۲۸: ۵۶، ۷۔ سورۂ آل عمران، ۳: ۲۶، ۸۔ سورہ ابراہیم، ۱۴: ۲۷، ۹۔ سورہ مائدہ، ۵: ۱

کو بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اسی لئے "فکر کی لذت ذکر کی لذت سے بہتر ہے" حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے:۔ ذکر با فکر وہ ہے کہ فکر حب دنیا اور حب علم اور حب قیل و قال کی سردردی نہیں رکھتا۔ (اور صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر باقی رہتا ہے) موافق اس آیت کے: " اے پیغمبر! جب خدا کو بھول جاؤ تو یاد آتے ہی اس کا ذکر کرو"۔

حدیث

"ذکر بلا فکر گویا کتے کی آواز ہے"۔

پس ذکر قلبی وہ ہے جو ذاکر پر متوکل ہو۔ اگرچہ ذاکر ذکر و فکر سے کچھ غفلت بھی کرے۔ مگر ذکر اس سے غافل نہ ہو جبکہ ذاکر صاحب ذکر قلبی یا روحی یا سری یا زبانی یا صاحب حبس یا پاس انفاس کا ہو (اس پر ہر حال میں وہ ذاکر غافل نہیں ہو گا) ذکر کیا ہے؟ ذکر وہ چیز ہے کہ ذاکر کو خداوند تعالیٰ سے یگانہ بنا دیتا ہے۔ اور روح و قلب کو ایک بنا کر مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم میں پہنچا دیتا ہے۔ اور صاحب ذکر مجلس انبیائے علیہم السلام و اولیائے عظام اور اصفیائے کرام میں جس جگہ اور جس مجلس میں چاہے چلا جائے۔ وہ ذاکر کو شریعت نبویؐ کا تابعدار اور نفس و شیطان سے بیگانہ اور حب الدنیا اور اہل دنیا اور گناہ و معصیت سے دور کر دیتا ہے (اور ذاکر کامل کی یہ نشانی ہے) کہ جب وہ ذکر شروع کرے تو ذکر اس کو (اپنے مشاہدہ میں) مقام توحید یا مجلس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یا مجلس اصحابؓ کرام یا مجلس اولیاء اللہ میں لے جائے۔ یا ہر مقام کا مشاہدہ عرش سے کرسی تک معلوم کرا دے۔ اور جب استغراق و مشاہدہ سے باہر آ جائے' تو اس کی عادتیں نیک ہو جائیں۔ اور شکم سیری و بھوک' خواب و بیداری' مستی و ہوشیاری اس پر سب برابر ہو جائیں۔ (پس) جو کوئی یہ احوال (و خصائل) نہیں رکھتا۔ اگرچہ کسی وقت بیخود ہو جائے' تو سمجھ لیں کہ اس کو شیطان یا دیو نے دیوانہ کر رکھا ہے۔ (اور شیطان کے طمانچہ سے اس کا ایسا حال ہو رہا ہے) چنانچہ شیطان ذکر و اذکار کے شروع ہونے کے وقت زمین و آسمان اور عرش و کرسی' ہفت طبق زمین و ہفت طبق آسمان کے ہر مقام کو بقوت استدراج و بدعت کے پیدا کر کے ذاکر کو دکھا سکتا ہے۔ اور جب کوئی کسی اہل بدعت یا اہل فسق یا گمراہ کو دیکھے تو اس سے کچھ نہ کہے' بلکہ وہ شخص جس نے اس کو بدعت اور فسق و فجور میں ڈال رکھا ہے' اس کے ساتھ جنگ کرنی چاہیئے اور جس (مرشد بدعت و بیدین) نے اس کو گمراہ کر رکھا ہے اس کو نصیحت کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ہدایت کرنا اور نیک راہ بتانا خدا ہی کا کام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "ہر کسی کو ہدایت کرنا اے پیغمبر! تمہارا کام نہیں ہے' یہ

خدا کا کام ہے جسے چاہے ہدایت نصیب کرے"۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اور جسے (اللہ) چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے"۔

قرآن حکیم میں ایک اور جگہ فرمایا گیا: "باری تعالیٰ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے' اسی کا حکم دیتا ہے"۔

جاہل بمثل زمین خشک است کہ ہیچ از آن تخم بر نیاید و عالم زمین بہ آب تر۔ در آن تخم عمل ذکر اللہ است و گاو معرفت۔ قلبہ تفکر و شریعت خار بندی و طریقت علف زاری سبزی است و حقیقت خوشہ است و معرفت غلہ ءپاک است و آتش عشق نان پختن است۔ فقر فاقہ محبت الٰہی قوت است۔ نہ قدم انداختن کار مردم ناسوت است۔ خرد آنست کہ بخدا برد و علم آنست کہ ازان معرفت وحدت بمعلوم برسد۔ اگر ذاکر خبردار است' ذکر اللہ کند ہمہ مقامات شیطان و خطرات ہوای نفسانی غایب شود۔ بیشتر سیر اصلی فلک ملک گردد۔ در مشاہدہ آنچہ چیزی صاحب ہدایت بہ بیند' راہ اصلی معراج است و در بدعت آنچہ بہ بیند استدراج است۔

ابیات

بذکرش آن بود در سیر سرور ۔۔۔ کہ ذکر و فکر جاری یار در بر
کسی در ذکر نبویؐ رلہ نہ بیند ۔۔۔ سیاہی دل بمجلس بد نشیند
کہ ذکر خاص باشد پاس انفاس ۔۔۔ نہ ذاکر دلق پوشان مکر و لباس
باہوؒ بذکرش ذاکران را کی حجاب است ۔۔۔ فنا فی اللہ گشتہ این جواب است

وجود باید کہ در وذکر معبود قرار و آرام گیرد و نہ کم حوصلہ سبک وجود۔ معلوم شد کہ جامہ ء اہل محبت ذاکران و عارفان است کہ آن غریب اند با خدا حبیب اند۔ غریب چیست؟ کہ از و غیر برخیزد و اہل محبت مسکین اند۔ مسکین چیست؟ ساکن مع اللہ۔ پس ساکن مع اللہ چیست؟ فقر و فقیر چیست؟ ذاکر ذکر چیست؟

حدیث قدسی

اَنَاجَلِیْسٌ مَعَ مَنْ ذَکَرَنِیْ ط(۱)

اہل محبت یتیم است۔ یتیم آنست کہ مادر و پدر او مردہ۔ بجز امید خدا دیگر ندارد۔ نزدیک خدای تعالیٰ یوم فیوم مرتبہ ء او در ترقی گردد۔ پس اہل ذکر را وجود کم حوصلہ نباید' پاک باشد کہ اسم اللہ پاک است و در جای پاک قرار گیرد۔ کسیکہ ذکر کند بارشاد مرشد و جامہ ء او پلید است با حب دنیا' چند روز اسم اللہ درون تاثیر نکند۔ بالایش و پلیدی حب دنیا کدورت و زنگاری سیاہ دل گردد۔ چنانچہ بود ہمچنان تاریکی دل گردد۔ پس مرشد چہ کند۔

۱۔ حدیث

ذاکر جاہل کی مثال خشک زمین کی ہے کہ اس میں سے کچھ بیج نہیں نکلتا اور ذاکر عالم کی مثال تر زمین کی ہے کہ اس میں ضائع نہیں ہوتا۔ اس (زمین) میں عمل کا بیج اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ اور بیل (گویا) معرفت ہے۔ اور ہل (گویا) تفکر ہے اور شریعت (گویا) ایک کانٹوں کی دیوار ہے۔ اور طریقت (گویا) ایک سبز میدان ہے اور حقیقت مثل خوشہ کے ہے اور معرفت غلہء پاک کی مانند ہے۔ اور آتش عشق نان پختہ ہے اور فقر فاقہ محبت الٰہی سے قوت روزی حاصل کرنے کا نام ہے۔ اور اس میں قدم رکھنا اہل ناسوت کا کام نہیں ہے۔ دانش و عقل اسی کا نام ہے جو خدا تک پہنچا دے اور علم وہی ہے جس سے معرفت اور وحدت الٰہی حاصل ہو۔ اگر ذاکر اللہ تعالیٰ کا ذکر (ہمیشہ) خبردار ہو کر کرے' تو اس سے تمام مقامات شیطانی و خطرات نفسانی غائب ہو جاتے ہیں۔ ایسا شخص اکثر سیر افلاک ملائکی کرتا ہے۔ صاحب ہدایت اپنے مشاہدہ میں جو کچھ دیکھتا ہے' وہ حقیقتاً اس کے لئے معراج کے طریق سے ہوتا ہے۔ اور جو کچھ اہل بدعت دیکھتا ہے' گمراہی اور استدراج ہوتا ہے۔

ابیات

ذکر الٰہی سے مقامات الٰہیہ اسے حاصل ہوتے ہیں کہ جس کو ذکر و فکر حاصل ہو کر وصال دوست حاصل ہو۔

اور جسے ذکر نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے نیک راہ حاصل نہ ہو' وہ شخص سیاہ دل ہو گا اور بری مجلس میں اٹھے بیٹھے گا۔

کیونکہ پاس انفاس خاص ذکر ہوتا ہے۔ مکرو فریب کا لباس پہنے ہوئے گدڑی پوش ذاکر نہیں ہیں۔

اے باھوؒ! خدای تعالیٰ کے ذکر میں اہل ذکر کو حجاب کب رہتا ہے' بلکہ وہ تو مقام فنافی اللہ میں (مست) رہتے ہیں اور یہی اس کا جواب ہے۔

پس وجود وہی ہے کہ اپنے معبود کے ذکر سے قرار اور آرام پکڑے۔ نہ کہ کم حوصلہ اور اس کا وجود ہلکا معلوم ہو۔ معلوم ہوا کہ وہ اہل محبت و عرفان کا لباس ہوتا ہے۔ گو بظاہر غریب ہوتے ہیں' مگر در حقیقت خدا کے پیارے ہوتے ہیں۔ غریب کون ہیں؟ غریب سے مراد ماسوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی محبت و خیال وجود میں نہ رکھنے کا نام ہے۔ اور اہل محبت مسکین ہیں۔ مسکین کون ہیں؟ مسکین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی معیت و سکونت ہر وقت اللہ کے ساتھ ہو۔ اور ساکن مع اللہ سے مراد فقیر ہیں اور فقیر سے مراد ذاکر لوگ ہیں۔ اور ذاکر کیا ہیں' ذاکر وہ ہیں جو ہر وقت ذکر کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

حدیث قدسی

جو میرا (ہر وقت) ذکر کرتا ہے' میں اس کا ہم نشین ہوتا ہوں۔

اہل محبت و عشق یتیم ہوتے ہیں۔ یتیم وہ ہوتا ہے کہ اس کے ماں باپ مر گئے ہوں اور بجز امید خدا کے اور کوئی اس کا سہارا نہیں ہوتا (اسی طرح اہل محبت یتیم ہوتے ہیں کہ وہ محبت وامید وصال و قرب خداوند کریم میں ماں باپ اور دیگر تمام اقربا کو چھوڑ کر اسی کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں) خداوند تعالیٰ کے نزدیک ان کا مرتبہ دن بدن ترقی کرتا ہے۔ پس اہل ذکر کا وجود کم حوصلہ نہیں ہونا چاہئے۔ ان کا وجود پاک ہو' کیونکہ اسم اللہ پاک ہے۔ اور پاک جگہ قرار پکڑتا ہے۔ اور جو شخص کہ مرشد کی ہدایت پر ذکر کرتا ہو' مگر دنیائے فانی کی محبت اس کے وجود سے نہ نکلی ہو' اسی طرح پلید کپڑوں میں لگا ہوا ہے تو سمجھ لیں کہ ابھی اسم اللہ نے اثر اس کے قلب میں مطلقاً" نہیں کیا۔ اور محبت دنیا کی پلیدی اور اس کی کثافت سے اس کا دل سیاہ ہو رہا ہے اور ابھی اس کی کدورت جیسی کہ تھی ویسی ہی موجود ہے۔ پس (اس کا) مرشد کیا کر سکتا ہے۔

ذکر بمثل صابون است و وجود طالب بمثل پارچہء پلید۔ باید کہ بہ آب خوف و صابون ذکر شب و روز بشوید والانہ مرشد چہ کند۔ بشنو! اہل علم کہ اسم اعظم را در قرآن نمی یابند بجہت آنکہ اسم اعظم در وجود اعظم قرار بگیرد۔ کسی را کہ اسم اعظم معلوم می شود و میخواند ہرگز تاثیر نکند' چراکہ وجود بی اعظم را اسم اعظم چہ کند۔ ذکر جاری بغیر از اسم اعظم نمی شود و اسم اعظم در وجود قرار گیرد یک فقیر کامل مکمل۔

دوم علماء عامل و علماء۔ عامل آنست کہ فقیر کامل۔ کسی کہ بر اسم اعظم اعتقاد دارد و از خدای عزو جل اعتقاد بر دارد' احمق است۔ اسم اعظم آنرا حاصل شود کہ صاحب مسی و صاحب اسم اعظم است۔ در شکم علماء عامل و فقیر کامل لقمہء حرام ہرگز نیفتد۔ اگرچہ ظاہر باطن درمیان زمین آسمان کلیہ حرام شود' چراکہ ایشان والی ولایت اند۔ تمام عالم از مشرق تا مغرب بہ برکت ایشان قائم است۔ آنچہ بخورند از گردنش اہل ملک حق ساقط شود۔ چنانچہ حق پیغمبر برامت است' حق علماء عامل و فقرای کامل بر خلق اللہ است۔ فقیر کامل آنست کسی را کہ ذکر سلطانی ذکر حامل جاری باشد۔ ذکر حامل کرا گویند کہ بی گمان و بی فکر جاری گردد و در استخوان مغز رگ قلب روح سر موی پوست ہمہ اوست۔

قولہ' تعالیٰ: فَاذْكُرُوْنِىْٓ اَذْكُرْكُمْ ط(۱)

نزدیک فقراء این مراتب نیز سہل است۔ ذکر بگذار۔ مذکور را طالب شو۔ بشنو ای صاحب قلب۔

بیت

دل کعبہء اعظم است بکن خالی از بتان
بیت المقدس است مکن جای بتگران

قلب سہ قسم است۔

قال علیہ السلام: اَلْقَلْبُ ثَلٰثٌ قَلْبٌ سَلِيْمٌ وَّ قَلْبٌ مُّنِيْبٌ وَّ قَلْبٌ شَهِيْدٌ اَمَّا قَلْبٌ سَلِيْمٌ فَهُوَ الَّذِىْ لَيْسَ فِيْهِ بِغَيْرِ مَعْرِفَتِهِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَمَّا قَلْبُ الْمُنِيْبِ فَهُوَ الَّذِىْ اَلْمَآبَ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ اِلَى اللّٰهِ اَمَّا قَلْبُ الشَّهِيْدِ فَهُوَ الَّذِىْ كَانَ فِىْ مُشَاهَدَةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهٖ فِىْ كُلِّ شَىْءٍ ط(۲)

بیت باھُوؒ

نماز و روزہ و بسیار طاعت ازان بہتر بود دل ذکر ساعت

۱۔ سورہ البقرہ' ۲: ۱۵۲' ۲۔ حدیث۔

(اور اس کا علاج وہی ذکر ہے' بشرطیکہ خلوص اور توجہ سے اس میں مشغول ہو)
ذکر مثل صابن کے ہے اور طالب کا وجود بمنزلہ پلید کپڑے کے ہے۔ چاہیئے کہ خوف کے پانی اور ذکر کے صابن سے اسے دن رات خوب دھوئے (یہاں تک کہ پاک صاف ہو جائے) ورنہ مرشد کیا کر سکتا ہے؟ (جبکہ طالب کی خود ذکر کی طرف توجہ نہ ہو)
(اے طالب! غور سے) سن! اہل علم اسم اعظم کو قرآن مجید میں نہیں پاتے۔ اس لئے کہ اسم اعظم وجود اعظم میں قرار پکڑتا ہے اور اگر کسی کو اسم اعظم معلوم ہو جائے اور وہ اسے پڑھتا رہے' لیکن اسم اعظم اس میں ہرگز اثر نہیں کرتا' کیونکہ وجود اعظم نہیں' اس لئے اسم اعظم کیا کرے گا۔ ذکر بغیر اسم اعظم کے جاری نہیں ہوتا۔ اور اسم اعظم دو وجودوں میں قرار پکڑ سکتا ہے۔ ایک فقیر کامل مکمل فقیر کے وجود میں قرار پکڑتا ہے۔ یا دوسرے علمائے عامل و علماء کے وجود میں قرار پکڑتا ہے۔ اور علمائے عامل وہی فقرائے کامل ہیں اور جو شخص کہ اسم اعظم پر اعتقاد رکھتا ہے' مگر خدائے بزرگ و برتر پر اعتقاد نہیں رکھتا' ایسا شخص احمق ہے۔ اسم اعظم اسی کو حاصل ہوتا ہے' جو کہ صاحب مسمّٰی ہے اور صاحب اسم اعظم ہے۔ علمائے عامل و فقرائے کامل کے پیٹ میں لقمہء حرام ہرگز نہیں جا سکتا۔ اگرچہ تمام زمین و آسمان کے درمیان ظاہرا" و باطنا" حرام ہی حرام پھیل جائے۔ اس لئے کہ وہ لوگ صاحب ولایت ہیں۔ اور ان کی برکت سے تمام عالم مشرق سے مغرب تک قائم ہے۔ جو کچھ وہ کھاتے ہیں' اہل ملک کی گردن سے کھاتے ہیں تاکہ ان کا حق ساقط ہو جائے۔ جس طرح کہ پیغمبر علیہ الصّلوٰۃ والسلام کا حق امت پر ہے' اسی طرح سے علمائے عامل اور فقرائے کامل کا حق بھی خلق خدا پر ہے۔
فقیر کامل وہی ہے کہ جس کو ذکر سلطانی حاصل ہو اور صاحب ذکر سلطانی ہوتا ہے' جس سے بلا گمان و فکر ذکر جاری رہے اور تمام ہڈیوں' مغز و پوست' قلب' روح' سر و بال اور ہر رگ و ریشہ میں ذکر سرایت کر جائے۔
اور وہ اس آیت کریمہ "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا" کا مصداق بن جائے۔ فقراء کے نزدیک یہ مراتب بھی آسان ہیں۔ چاہیئے کہ اس سے گزر کر طالب خود نذکور ہو جائے۔ اے صاحب قلب (غور سے) سن!

بیت

دل کعبہء اعظم ہے اسے بتوں سے خالی کر۔ یہ بیت المقدس ہے' اسے بت گروں کا گھر نہ بنا۔

قلب تین قسم کے ہیں۔ (۱) قلب سلیم' (۲) قلب منیب (۳) اور قلب شہید۔ قلب سلیم معرفت سے حاصل ہوتا ہے۔ اور قلب منیب وہ دل جو تمام چیزوں سے منہ موڑ کر خدا کی طرف متوجہ ہو اور قلب شہید وہ دل ہے کہ جو ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرے۔

بیت باھوؒ

نماز اور روزہ اور بہت زیادہ اطاعت۔ ان سب سے گھڑی بھر کا ذکر قلبی بہتر ہوتا ہے۔

نماز روزہ نفل نہ فرض: قال علیہ السلام: فِیْ فُؤَادِ الْمُحِبِّ نَارٌ هُوَ اَحَرُّ نَارِ الْجَحِیْمِ اَبَرُدُهٗ(۱) بدلیکہ محبت خدای تعالیٰ نباشد، تحقیق آندل در دوزخ خواہد سوخت۔ آتش دوزخ بر آنکس افروخت کہ بہ آتش عشق نسوخت۔ نشنیدہ ای کہ اَلنَّارُ تَرْحَمُ لِمَنْ فِیْ قَلْبِہٖ نَارٌ

بیت

چو در آتش عشق شد منزلم　　دل دوزخ آتش گرفت از دلم

نیز

بیت

دل کہ ز اسرار خدا غافل است　　دل نتوان گفت کہ مشت گل است

بیت

دل یکی خانہ ایست ربانی　　خانہء دیو را چہ دل خوانی

بیت

دل کعبہء اعظم است ازان کعبہ آب و گل　　آن صد ہزار کعبہ بود درمیان دل

این فقیر میگوید کہ دل صورت گل نیلو فر دارد و گرد پہلو چار خانہ است و در ہر خانہ ولایت است وسیع از چاردہ طبق زمین و آسمان و خانہء پائین در نشیب دل است۔ در آن سر لامکان است و در ہر خانہ خزانہء الٰہی است و بر ہر خانہ پردہ است و بر ہر پردہ مؤکل است از شیطان۔ اول پردہ غفلت است نسیان الموۃ و بر پردہ دوم مؤکل حرص است و بر پردہ سیوم مؤکل حسد است و بر پردہ چہارم مؤکل کبر است و باہر یک متفق اند خناس، خرطوم، خطرات وسوسہ و در ہر خانہ خزانہ الٰہی است۔ اول علم، دوم ذکر، سیوم معرفت، چہارم فقر فنافی اللہ بقا باللہ۔ قولہ، تعالیٰ: خَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ(۲)

و دفع ہر چہار مؤکل شیطانی اینست۔ اول علم شریعت۔ دوم ذکر طریقت۔ سیوم فکر معرفت قطع النفس، چہارم ترک معصیت حب الدنیا و سراپردہ دل نکشاید، مگر نظر مرشد کہ قلب گنجینہء اسرار معرفت وحدانیت الٰہی است کہ از میان دل الوہیت ربوبیت خیزد۔ وانا و آگاہ باش۔

۱۔ حدیث، ۲۔ سورۃ الناس، ۱۱۴: ۴-۶

ہاں اگر فرائض و نوافل مل جائیں' تو قرب الٰہی ضرور حاصل ہوتا ہے (لیکن محویت و ہویت کا مقام حاصل نہیں ہو سکتا)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "عاشق کے دل میں آگ ہوتی ہے جو دوزخ کی آگ سے کہیں زیادہ تیز ہے"۔

جس دل میں کہ خدا کی محبت نہیں ہے' وہ دل یقیناً" دوزخ میں جلے گا۔ ایسے شخص پر دوزخ کی آگ تیز ہو گی' جو آتش عشق (الٰہی) میں جلا نہیں ہو گا۔ (اے طالب!) کیا تو نے سنا نہیں ہے؟ کہ "دوزخ کی آگ اس دل پر رحم کرے گی جس کے دل میں محبت کی آگ ہو گی"۔

بیت

جب عشق کی آگ میں میرا ٹھکانا بن گیا۔ تو دوزخ کے دل نے میرے دل سے آگ (مستعار) لی۔

اس کے علاوہ:۔

بیت

جو دل کہ اسرار خداوندی سے بے خبر ہے' اسے دل نہیں کہنا چاہئے' بلکہ وہ (فقط) مشت خاک ہے۔

بیت

دل تو خداوند تعالیٰ کا ایک گھر ہے۔ جس دل میں شیطان نے بسیرا کر رکھا ہو' اسے دل کیوں کہتے ہو؟

بیت

دل اس آب و گل سے بنے ہوئے کعبہ کے مقابلہ میں کعبہء اعظم ہے۔ دل میں ویسے لاکھوں کعبے آجاتے ہیں۔

یہ فقیر (باھُوؒ) کہتا ہے کہ دل گل نیلوفر کی صورت رکھتا ہے اور اس کے چاروں پہلوؤں کے گرد چار خانے ہیں اور ہر خانہ میں زمین و آسمان کے چودہ طبقات سے بھی وسیع ایک ولایت ہے اور نیچے نشیب میں دل کا ایک خانہ ہے۔ اس خانہ میں سرلامکان کا مقام ہے اور پھر ہر خانہ میں خزانہء الٰہی ہے اور ہر خانہ پر پردہ ہے اور ہر پردہ پر شیطان کا ایک مؤکل ہے۔

پہلا پردہ غفلت ہے جس سے موت بھول جاتی ہے اور دوسرے پردہ پر حرص مؤکل ہے۔ اور تیسرے پر[illegible] پر حسد مؤکل ہے اور چوتھے پردے پر غرور مؤکل ہے اور ہر ایک کے ساتھ خناس' خرطوم و خطرات وسوسہ متفق ہیں۔ اور ہر خانہ میں خزانہء الٰہی یہ ہیں۔ خزانہء اول

میں علم' دوم میں ذکر' سوم میں معرفت' چہارم میں فقر فنافی اللہ بقاباللہ۔
ارشاد خداوندی ہے: "وہ خناس جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں جنوں میں سے اور آدمیوں میں سے"۔
اور ان موکل شیطانی کے لئے یہ چار علاج ہیں' جن سے یہ دفع ہو جاتے ہیں۔ اول علم شریعت' دوم ذکر طریقت' سوم فکر معرفت اور نفس کشی' چہارم ترک معصیت و حب الدنیا' مگر یہ پردۂ دل اٹھ نہیں سکتا' مگر مرشد کامل کی نظر سے' اس لئے کہ دل اسرار معرفت اور وحدانیت الٰہی کا خزانہ ہے کہ دل کے درمیان الوہیت و ربوبیت پیدا ہوتی ہے۔

قولہ تعالیٰ: مَاجَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ (۱)

بیت

علم نحو و صرف خوانی یا اصول جز وصالش (۲) نیست زان چیزی وصول

بیت باھوؒ

درمیان علم فقرش گفتگو ہر چہ دانی جز خدا زان دل بشو

حدیث

اِذَاذَکَرْتَنِیْ شَکَرْتَنِیْ وَاِذَانَسِیْتَنِیْ کَفَرْتَنِیْ (۳)

ابیات

دل دم روح در یک فکر باید کہ ذکر خاص از دل می بر آید
ترا شعور باید زان شعوری دمی غافل مباش از حق حضوری
حضوری صد خطر آن بیم جانی کہ واصل در حضورش لا مکانی
باھوؒ حضوری شرک کبر و گشت آنی فنا فی اللہ بشو از خویش فانی

چون از علم عالم رانورانی اسرار و انوار الٰہی نازل شود و چون زبان بادل مومن موافق میباشد ' دل بازبان یکی میگردد۔ آنگاہ انوار عشق آنجا مسکن میسازند۔ اگر دل و جان بایکدیگر موافق نہ اند ' انوار محبت از آنجامی گردند۔ در عشق ثابت کیست کہ از قدم استقامت باز نگردد۔

بیت

عاشقان را راز انیست ذکر ھو گوید دوام
دمبدم ھو ذکر گوید کار او گردد تمام

۱۔ سورہ احزاب ' ۳۳: ۴ ' ۲۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ' ص ۱۳۳ وصال حق تعالیٰ '

۳۔ حدیث۔

(اے طالب!) تو یاد رکھ اور آگاہ ہو کہ خداوند تعالیٰ نے کسی کے وجود میں دو دل نہیں بنائے۔ (پھر جب دل ایک ہے تو کئی چیزوں کی طلب فضول ہے)

بیت

اے باھوؒ! تم علم صرف و نحو یا اصول پڑھو' ان سے کچھ بھی وصال حق حاصل نہیں (یعنی علم صرف و نحو و اصول وغیرہ پڑھنے سے تمہیں کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے' اگر حق تعالیٰ کا وصال نہیں)

بیت باھوؒ

ان علوم میں تو علم اور فقر کی کوئی گفتگو نہیں ہے' اس لئے (ذکر) خدا کے سوا تو جو کچھ جانتا ہے اس کو دل سے دھو ڈال (یعنی پاک صاف کر ڈال)

حدیث

جب بندہ خدای تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو (گویا) اس کی شکر گزاری کرتا ہے اور جب اسے بھول جاتا ہے تو اس کا کفران نعمت کرتا ہے۔

ابیات

ذاکر کا دل' دم اور روح (سب) ایک ذکر و فکر میں رہنے چاہئیں۔ کیونکہ ذکر خاص اسی دل سے حاصل ہوتا ہے۔

تجھے اس شعور سے آگاہ ہونا چاہئے۔ (اور شعور تو یہ چاہتا ہے) کہ تو ایک دم بھی اس مالک حقیقی کے ذکر سے غافل نہ رہے۔

حضوری میں سینکڑوں جانی خطرات ہیں' کیونکہ لامکان میں اس کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔

اے باھوؒ! حضوری کو ترک کر دے' اس لئے کہ یہ کبر و انانیت کا شرک ہے۔ اپنے آپ سے فانی ہو کر فنا فی اللہ ہو جا۔

جب علم (دین) سے عالم باعمل پر اسرار نورانی اور انوار الٰہی نازل ہوتے ہیں۔ اور جب زبان دل مومن کے ساتھ موافق ہو جاتی ہے' تو دل اور زبان ایک ہو جاتے ہیں۔ اور پھر اس وقت انوار عشق حقانی اس جگہ (یعنی دل میں) پیدا ہوتے ہیں۔ اور اگر دل اور زبان ایک دوسرے کے ساتھ موافق نہ ہوں' تو انوار محبت وہاں سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ مقام عشق میں ثابت قدم کون ہے؟ مقام عشق میں ثابت قدم وہی رہتا ہے جو صاحب استقامت ہو۔

بیت

عاشقوں کا تو راز یہی ہے کہ وہ ہر دم ذکر ھو میں مشغول رہتے ہیں۔ جو شخص ہر دم ھو کا ذکر کرتا رہتا ہے' اس کا کام سنور جاتا ہے اور اس کو کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

و دل نیز سہ قسم است۔ دل بمثل کوہ است کہ از جای جنبیدن نتواند' آن دل محبان است۔ دوم دل بمثل درخت است بیخ ثابت۔ سیوم دل بمثل برگ است کہ باد ہر سوی برد' ہرگز از میان خود متفرق نشوند۔ ہمچنان اصل آدمی از حق تعالیٰ است۔ ہر آفتی کہ افتد از حق تعالیٰ متفرق نمی شوند' باحق استغراق۔
پس طالب اللہ مرید کمال آنست کہ بر قول و فعل پیرو مرشد ظاہر باطن بدظن نبرد' چنانچہ مریدان بد اعتقاد شدند و شیخ فرید الدین عطار ثابت قدم با شیخ صنعان بماند۔ طالب مرید کمال کم است۔
این فقیر باھوؒ میگوید کہ سی سال در طلب مرشد و سالہا شد کہ در طلب طالبم' طالب اللہ بدست نمی آید۔

رباعی

کس نہ پرسد زمن خدا پرسی   تا رسانم بعرش آن کرسی
ہیچ پردہ نماند راہ خدا   گشتہ یکتا شوی ز غیر خدا
عاشقانی کہ وصل برد نمرد   جان خود را بخوش خدای سپرد
باھوؒ این چنین راہنما بباید مرد   فقر فی اللہ فنا و صاحب درد

ذکر از حرارت گرمی آتش باشد۔ یک ذرہ از محبت عشق سوزش تپ لرزہ است کہ از و گرمی سکر پیدا شود۔ ذکر آتش لذت زمستان است۔ ذوق از آنست۔ در آتش تپ نہ قرار و نہ آرام' بلکہ حیرت و سردردی و پریشانی ہلاکت تمام است۔ راہ مذکور حضور وصال محبت فقر بیشتر بیشتر۔ جدائی از خلق و خویش تر۔ تا آنکہ فنا الفنا نشوی' ہرگز بخدا نرسی۔ چنانچہ قند و شکر در آب افتد و در آتش پختہ کند آن را حلوا گویند نہ نام آن قند و شکر ماند و نہ نام آن آب۔ پس قند و شکر بمثل توحید است و آب مثل بندہ عبد است و حلوا بمثل معرفت۔ صاحب وصال فنا فی اللہ بقا باللہ فقیر فنا فی اللہ را دوزخ بمثل خانہء حمام۔ لذت زمستان گرم تمام آرام۔ و مقام جنت بر ایشان حرام۔ بجز دیدار مولیٰ' مشرف کدام است۔ طالب نفس مطلوب بسیار و طالب مولیٰ دیدار صاحب غم کم۔

اور دل بھی تین قسم کے ہوتے ہیں۔
قسم اول: دل پہاڑ کی مانند ہے کہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتا' وہ دل اہل محبت کا ہے۔
قسم دوم: دل مثل درخت کے ہے' کہ جس کی جڑ مضبوط ہوتی ہے۔
قسم سوم: دل بمنزلہ درخت کے پتوں کے جنہیں ہوا ہر طرف اڑاتی پھرتی ہے' مگر وہ ہرگز (ہوا کی وجہ سے) اپنے سے متفرق اور منتشر نہیں ہوتے۔
یہی حال اہل اللہ کا (بھی) ہے۔ ہر وہ آفت جو ان پر پڑتی ہے' وہ (ہرگز) راہ خدا سے الگ نہیں ہوتے' بلکہ وہ اللہ کے ذکر میں ہر دم مستغرق رہتے ہیں۔
پس طالب اللہ و مرید کامل وہ ہے جو پیرو مرشد کے قول و فعل پر (ثابت قدم رہے) اور اس سے ظاہر و باطن کسی حال میں بدظن نہ ہو' جیسا کہ (بعض) مرید بدظن ہو جاتے ہیں اور شیخ فرید الدین عطار اپنے پیرو مرشد شیخ صنعان کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ مرید طالب کمال (دراصل دنیا میں) کم ہوتے ہیں۔
یہ فقیر باھوؒ فرماتے ہیں کہ میں بھی برابر تیس سال تک مرشد (کامل) کی تلاش میں پھرتا رہا ہوں اور (اسی طرح) برسوں گذر گئے ہیں کہ طالب صادق کی جستجو میں ہوں اور اب تک نہیں ملا ہے۔

رباعی

(مقام افسوس ہے کہ) کوئی طالب مجھ سے خدا کے ملنے کا طریقہ نہیں پوچھتا۔ تاکہ میں اسے (ایک نظر سے) عرش و کرسی تک پہنچادوں۔
اور اس کے سامنے راہ خدا کا کوئی پردہ باقی نہ رہے اور وہ ماسوائے اللہ سے بے پرواہ ہو کر اللہ کے ساتھ یکتا ہو جائے۔
جن عاشقوں نے (اپنے مالک حقیقی کا) وصل حاصل کر لیا' وہ مرتے نہیں یعنی بقاباللہ ہو جاتے ہیں اور خوشی خوشی اپنی جان اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں۔
اے باھوؒ! راہنما ایسا ہونا چاہیئے جو فقیر فنافی اللہ اور صاحب درد ہو۔
ذکر میں بہت تیز حرارت اور آگ کی سی گرمی ہوتی ہے۔ عشق و محبت کا ایک ذرہ بھی تپ لرزہ سے زیادہ سوزش رکھتا ہے۔ اور اس گرمی سے سکر پیدا ہوتا ہے۔ ذکر کی حرارت اور اس کی گرمی فقیر کے لئے ایسی لذت بخش ہے جیسے سردیوں میں آگ ہوتی ہے۔ فقیر کا ذوق اسی وجہ سے ہے۔ تپ لرزہ کی حرارت میں بے چینی اور بے آرامی رہتی ہے' بلکہ حیرانگی و سردردی

اور پریشانی اور ہلاکت تمام کا اندیشہ ہوتا ہے۔ یہی حال مقام مذکورہ حضور و وصال و محبت فقیر کا ہے کہ اکثر اس کو خلق سے اور خود اپنی ذات سے جدائی رہتی ہے۔ جب تک تو فنانی الفنانہ ہو جائے' تو ہرگز خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ (طالب کے دائمی استغراق کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنی ذات کی نفی کردے اور اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا کردے) جس طرح کہ شکر اور قند کو پانی میں ملا کر آگ پر رکھتے ہیں اور وہ آگ پر پک جانے کے بعد حلوا کہلاتا ہے۔ اس وقت نہ قند و شکر کا نام رہتا ہے اور نہ اس پانی کا نام۔ پس گویا قند و شکر مثل توحید کے ہیں اور پانی مثل بندہ کے ہے اور حلوا بمنزلہ معرفت کے ہے۔

صاحب وصال فنانی اللہ بقاباللہ فقیر کے لئے دوزخ مثل ایک حمام خانہ کے ہے اور وہ موسم سرما میں بھی گرمی کی لذت کی کیفیت پاتا اور راحت کامل حاصل کرتا ہے۔ اور جنت کا مقام ایسے لوگوں پر حرام ہے' وہ صرف دیدار الٰہی کے طالب ہیں۔ طالب صاحب شرف (آج کل) کہاں؟ نفس و خواہشات کے طالب کثرت سے ملیں گے اور طالب مولیٰ صاحب دیدار اہل غم بہت کم ہیں۔

بیت

طواف کعبہ کجا میروی صفا اینجا است
سر بسنگ می زنی چرا بیا خدا اینجا است

بیت باھوؒ

ساغر از توحید وحدت نوش کن دنیا و عقبیٰ ہر دو را فراموش کن

فقر چیست خاکی بیختہ و آبی ذرو آمیختہ۔ نہ پہلو پشت پای را گردی و نہ کف پای را دردی۔ فقر چیست کہ طمع نکنی۔ اگر بیابی منع نہ کنی و اگر بگیری جمع نکنی۔ باھوؒ فقیر شو۔ ظاہر با خلق باش۔ قال علیہ السلام:۔ تخلقوا باخلاق اللہ تعالیٰ (۱) و اگر پنہان شوی، باطن بمثل حضرت خضر علیہ السلام باش و اگر با خوف باشی، ہمچون حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باش۔

قال علیہ السلام: یارب محمد لم یخلق محمدًا (۲)

پس دیگری چہ باشد۔ معلوم شد کہ اہل انا ابلیس است و صاحب دعویٰ اہل دکان۔ یقین دانید کہ اہل شیطان است۔

قال علیہ السلام: من سکت عن الحق فھو شیطان اخرس (۳)

طالب آنست کہ اول آدمی باادب صاحب شعور پر خطر (۴) حلقہ بگوش۔ طوق بندگی در گردنش خاموش۔ دائم در تصور برزخ فنافی الشیخ مع برزخ فنافی اللہ جل جلالہ، باشد۔

لا الہ الا اللہ	اللہ	برزخ این است برزخ للہ فی قلب فی
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم		دماغ ذکر آن روح

بیت

اسم اللہ بس گران است بی بہا این حقیقت را بداند مصطفیٰؐ

۱۔ حدیث، نقل از انیس العارفین، ۲۔ حدیث، ۳۔ حدیث، ۴۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۳۵: پر حذر

بیت

(اے طالب!) طواف کعبہ کے لئے کہاں جاتے ہو؟ (یعنی طواف کعبہ کے لئے جانے سے کیا حاصل) سب کچھ تو یہاں دل کی صفائی میں ہے۔
تو پتھروں پر کیوں سجدے کرتا پھرتا ہے۔ تو آ۔ خدا یہاں ہے۔
اے طالب فقیر! نفس کافر (کے مکر) سے باخبر رہ۔ وہ ہر حیلہ بہانہ سے تجھے کسی نہ کسی بلا میں مبتلا کر دے گا۔

بیت باھوؒ

توحید وحدت کا پیالہ پی اور اس کی مستی سے دنیا و عقبیٰ دونوں کو بھلا دے۔
فقر کیا ہے؟ (یوں سمجھو کہ) فقر ایک چھنی ہوئی مٹی ہے اور پانی اس میں ملا دیا گیا ہے (یعنی پانی سے گوندھی ہوئی مٹی ہے) جس سے نہ پاؤں کی پشت اور پہلو پر گرد پڑتی ہے' نہ پاؤں کی تلی کو درد۔ یعنی وہ کسی کو ایذا و تکلیف نہیں پہنچاتی۔
فقر کیا ہے۔ فقیر کو چاہئے کہ وہ ہرگز طمع نہ کرے۔ اگر کوئی (خوشی) سے دے' تو لے لے' اس کو رد نہ کرے اور جو کچھ ملے اسے جمع نہ کرے (اور راہ مولیٰ میں خرچ کر دے)
اے باھوؒ! صحیح معنوں میں فقیر بن۔ اور اپنا باطن ہر ساعت اور ہر دم خدا کے ساتھ رکھ۔ اور ظاہر میں خلق خدا کے ساتھ تعلق اور خلق رکھ۔ اور اس حدیث کا مصداق بن۔ "اپنے میں اللہ تعالیٰ کے اخلاق پیدا کرو"۔ اور اگر تو پنہاں ہو جائے تو باطن میں حضرت خضر علیہ السلام کی طرح ہو جا اور اگر باخوف ہو تو ظاہر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تابع رہ۔ (یعنی تو اپنے ظاہر کو تابع آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے رکھ)
فقیر کو چاہئے کہ وہ ہر حال میں کبر و تکبر سے بچے' کیونکہ شیطان نے ہی پہلے کہا تھا:-

حدیث

"اے میرے رب! محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کیوں پیدا کرتا ہے؟" پس دوسرے کی کیا حیثیت ہے؟
پس معلوم ہوا کہ اہل انا ابلیس ہیں۔ اور جو شخص ناحق دعویٰ کرے تو یقین سے جان لیں کہ وہ شیطان ہے۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: اور وہ بھی شیطان ہے جو حق بات کہنے

سے سکوت اختیار کرے"۔

طالب (صادق) ▪ ہے جس میں اول تو آدمیت ہو۔ دوم: باادب ہو۔ سیوم: صاحب شعور پر حذر حلقہ بگوش ہو۔ چہارم: اس کی گردن میں بندگی کا طوق ہو اور خاموشی کو پسند کرے۔ اور ہمیشہ تصور برزخ فنافی الشیخ مع برزخ فنافی اللہ بقا باللہ میں رہے۔

اور وظیفہ مقام برزخ کا یہ ہے: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور برزخ مع فنافی اللہ یہ ہے (اور طالب کو چاہئے کہ اس اسم کو کسی تختی یا کاغذ پر لکھ کر اپنے دل میں اس کا تصور جمائے) اسم یہ ہے:-

لا الٰہ الا اللہ
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ

برزخ این است برزخ اللہ فی
قلب فی دماغ ذکر آں روح

بیت

اسم اللہ بہت گراں اور بے بہا ہے۔ اس کی حقیقت کو سوائے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور کوئی نہیں جانتا۔

(برزخ اسم جس شخص کے قلب و دماغ میں سرایت کر جاتا ہے' اسے ذکر سری و ذکر روحی حاصل ہو جاتا ہے)۔

باب ہشتم

در ذکر محبت عشق فقر فنافی اللہ وصال حال احوال

دانی ذکر عشق در بلندی پرواز۔ مگس اگر دست مالد سر زند ہزار بپرد نرسد ہمنصب مراتب پرواز شہباز۔ اگرچہ زاہد در ریاضت نہ صاحب راز۔ دانی عشق در مدرسہ ہیچ امامی نگفت' از برای آنکہ بار گرانست۔ روایت عشق بیگانگی جہانست۔ دانی عشق طالب مرگ جان است' از برای اینکہ مراتب لامکان است و مرگ عاشق مطلب وصال است۔ چنانچہ دہقان خوش وقت بجہت زراعت فصل است۔ عاشق فقیر است۔ فقیر مذہب و ملت چہ دارد؟ مذہب دہقانیان۔ مذہب دہقانی چیست؟ گفت: آنچہ از تخم زراعت بکارند' ہمون بدروند۔

حدیث

اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ(۱)

عشق ہمچنان است' چنانچہ صراف زر قلب را قلب کند و راس را راس۔

ترانہ (رباعی)

ہر منتہی آغاز من کس نیست محرم راز من مگسی کجا شہباز من در عشق او پروانہ ام

از جان خود بیگانہ ام کونین واصل یک قدم اللہ بس ما را چہ غم این نفس را گردن زنم

در عشق او پروانہ ام از جان خود بیگانہ ام زاہد کجالیش(۲) دور تر از وصل عاشق بیخبر

در وحدتش ہمخانہ(۳) ام از جان خود بیگانہ ام

۱۔ مشکوٰۃ شریف' ۲۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۳۶: کجا بس'

۳۔ ایضاً'' ص ۳۶: پروانہ

باب ہشتم

عشق و محبت و فقر فنافی اللہ و وصال و حال و احوال کے بیان میں

عشق و محبت

(اے طالب!) کیا تو جانتا ہے؟ کہ عشق کا ذکر بلندی میں پرواز کرتا ہے۔ (یعنی عشق و محبت کے مراتب بہت عالی ہیں۔ اور اس کی کٹھن اور دشوار منازل طے کرنا ہر ایک کا کام نہیں)

(ہر کسی را بہر کاری ساختند میل او اندر دلش انداختند)

قدرت نے ہر ایک کو کسی خاص غرض اور مقصد کے لئے بنایا ہے اور اس کے دل میں اسی نام کی رغبت اور خواہش پیدا کر دی ہے۔ اور جو اس کا اہل نہیں' وہ کتنی ہی کوشش و سعی کرے' اس کے مراتب نہیں پا سکتا۔)

اگر مکھی کئی بار ہاتھ ملتی رہے' سر مارے اور ہزاروں بار اڑے' وہ ہرگز پرواز میں شہباز کے مناصب و مراتب کو نہیں پہنچ سکتی۔ ایسا ہی نا اہل کتنی ہی ریاضت و زھد کرتا رہے' وہ (ہرگز) صاحب راز نہیں بن سکتا۔ کیا تو جانتا ہے؟ عشق نے کسی مدرسہ میں کسی معلم سے نہیں پڑھا؟ اس لئے کہ عشق (کی منزل) بہت گراں ہے۔ (پس معلوم ہوا کہ صاحب دل مثل شہباز کے ہے اور اہل نفس مثل مکھی کے ہے۔ اور یہ دفتر عشق پڑھنے پڑھانے سے حاصل نہیں ہوتا) حکایت عشق جہاں سے علیحدہ اور بیگانی ہے۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ عاشق مرگ جان کا طالب ہوتا ہے۔ اس لئے کہ عشق کے مراتب لامکان سے ہیں۔ اور مرگ عاشق کا مقصد صرف وصل خداوندی ہے۔ جس طرح دہقان کا مقصد فصل حاصل کرنے کا ہوتا ہے' اس لئے وہ زراعت کے لئے مناسب وقت کا منتظر رہتا ہے۔ وہ بیج بوتا ہے اور خوشہ اور فصل کی امید رکھتا ہے۔ اور جیسی نیت رکھتا ہے' ویسا ہی ثمرہ حاصل ہو جاتا ہے۔

عاشق فقیر ہے اور فقیر مذہب و ملت کیا رکھتا ہے؟ اس کی مثال بھی دہقان جیسی ہے۔ جس طرح کسان جو کچھ بوتا ہے' اسی کے کاٹنے کی امید رکھتا ہے' اسی طرح فقیر اپنے ہر کام سے خدا کی رضامندی اور اس کے دیدار کا امیدوار رہتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے "کہ ہر ایک کام کا دارومدار اس کی نیت پر رہتا ہے"۔

عشق بمنزلہ صراف کے ہے' کھوٹے کو کھوٹا اور کھرے کو کھرا کر دیتا ہے۔

ترانہ (رباعی)

ہر منتہی میرا آغاز ہے۔ میرے راز کا کوئی محرم نہیں۔
کہاں میرا راز جو مثل شہباز کے ہے اور کہاں مکھی اس کے مقابلہ میں۔ میں اس کے عشق میں پروانہ ہوں۔
میں اپنی جان سے بیگانہ ہوں۔ واصل کے لئے دونوں جہان ایک قدم ہیں۔ اللہ میرے لئے کافی ہے۔ مجھے کیا غم ہے۔ میں اس نفس کی گردن اڑا دیتا ہوں۔
میں اس کے عشق میں پروانہ ہوں۔ اپنی جان سے بیگانہ ہوں۔ زاہد بیچارہ جو عاشق کے وصل سے بے خبر ہے' اس کی کیا بساط۔
وہ تو وصل سے بہت دور ہے۔ میں اس کی وحدت کا ہم خانہ ہوں۔ میں اپنی جان سے بیگانہ ہوں۔

از عرش بالا جاہ من　شد وحدت اندر راہ من ای بشنوی دلخواہ من　در آتش پروانہ ام
از جان خود بیگانہ ام
این علم را از دل بشو　باشوق اسم اللہ بگو　در وحدتش شو آبجو　ہم جان باجانانہ ام
از جان خود بیگانہ ام
ای عالمان علمش بحر　ای جاہلان گاو خر　جز عشق حق دیگر مبر　در عشق او پروانہ ام
از جان خود بیگانہ ام
باھوؒ مرا ھو یار شد　این بخت من بیدار شد باہمنشین دلدار شد　در عشق او پروانہ ام
گر سوختم دم کی زنم　نی بلبلم نعرہ کشم
از جان خود بیگانہ ام

فقیر عاشق سر خدا است۔ ہر کہ صاحب سر شود۔ ہر آنکس سر شناسد و سر با سراست۔ ہر کہ طمع سر نکند، ہر آن کس صاحب سر گردد۔ سر سرا گیرد۔ بدانکہ چہار ہزار اسم اللہ در آیات ام الکتاب غیر متشابہات در قرآن است۔

فقیر یکہ اقرار باللسان و تصدیق بالقلب باشوق نام اللہ بگوید باشتغال اللہ پاس انفاس۔ بہر دم چہار ہزار ختم قرآن مجید میکند۔ ہم حافظ رحمانی وہم حافظ قرآنی، ساکن لا مکانی، زندہ جاودانی۔ ایشان حافظ یحب اللہ است یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ، تمامیت قرآن در اسم اللہ است۔ چنانچہ تمام قرآن بسم اللہ است کہ سرابتدا (ا) قرآن حرف س آمد مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ط
فقیر صاحب تحصیل است و عالم صاحب تفصیل است۔ فقیر را طبع اللہ است۔ و علماء را طبع رسول محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم است۔ و ظل اللہ بادشاہ او لوالامر است۔ و طبع رسول و اولوالامر ہر دو طالع و طبع اللہ فقر است۔ فقراء فنا فی اللہ از غیر ما سوی اللہ فنا است۔

ا۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۷۔ ۳: آخر انتہا

میرا مقام عرش معلیٰ ہے۔ میری راہ میں وحدت ہی وحدت ہے۔ میں تجھے اپنے دل کا حال بتاؤں۔ میں اس کی آگ کا پروانہ ہوں۔ میں اپنے حال سے بیگانہ ہوں۔
علم اپنے دل سے دھو ڈال۔ شوق سے اسم اللہ کا ذکر کر۔ اس کے وحدت کے دریا کی مچھلی بن جا۔ میں اپنے محبوب کا ہم جان ہوں۔ میں اپنے جان سے بیگانہ ہوں۔
اے عالم لوگو! میں اس کے علم کا سمندر ہوں۔ اے جاہلو! تم دنیا کے مال و منال پر فریفتہ ہو۔ عشق حق کے سوا کچھ اختیار نہ کر۔
میں اس کے عشق کا پروانہ ہوں میں اپنی جان سے بیگانہ ہوں
اے باھوؒ! جب ھو (اللہ) میرا یار بن گیا۔ تو سمجھ کہ میرے بھاگ جاگ اٹھے۔ میں اپنے دلدار کا ہم نشین ہو گیا۔

میں اس کے عشق کا پروانہ ہوں

اگر میں (اس کے عشق میں) جل گیا ہوں' تو جل کر کس طرح اس کے سامنے دم ماروں۔ نہ ہی میں بلبل ہوں کہ چہچہاؤں۔
فقر عاشق سر الٰہی ہے۔ جو شخص کہ صاحب سر ہوتا ہے' تو وہ سر سر کے ساتھ دے کر سر کو پہچانتا ہے اور جو شخص (اس منزل پر پہنچ کر) اپنے سر کا طمع نہیں کرتا' وہ (ضرور) صاحب سر ہو جاتا ہے۔ (اور جو شخص اس سر کو کسی پر ظاہر کر دیتا ہے) تو وہ سر سر لے جاتا ہے یعنی جاں بحق ہو جاتا ہے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے چار ہزار اسم آیات محکمات غیر متشابہات میں درج ہیں۔ اور جو فقیر کہ زبان سے اور دل سے ان کی تصدیق کر کے شوق و ذوق سے اسم اللہ میں مشغول ہوتا ہے اور چار ہزار ختم قرآن مجید بطریق پاس انفاس کے ہر دم اور ہر یوم کرتا رہتا ہے' وہ حافظ اسم رحمٰن و حافظ قرآن اور ساکن لامکان ہو کر حیات جاودانی حاصل کرتا ہے۔ یہ لوگ حافظ یحب اللہ کہلاتے ہیں اور یہ "اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں" کے مصداق ہوتے ہیں۔ تمامیت قرآن بسم اللہ میں ہے۔ قرآن مجید کی ابتدا حرف (ب) سے ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس کی انتہا لفظ س پر ہے۔
مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ط
فقیر صاحب تحصیل ہے اور عالم صاحب تفصیل۔ فقیر تبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو کر تابع حکم اللہ تعالیٰ میں قائم ہو جاتا ہے۔ اور علماء صرف حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع رہتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بادشاہ ظل خدا اور اولوالامر ہیں۔ اور فقیر ہر دونوں کا تابع ہو کر فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ اور بجز ایسا کرنے کے وصال خداوندی محال ہے۔

بیت باھوؒ

ترا گر بیم ہم اندر وصال است فنا فی اللہ گشتن بس محال است

چون فقیر از خدا جدا فقیر محتاج است۔ چون بمراتب اِذَاتَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ(۱) شد۔ قولہ تعالیٰ: وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ(۲) گشت۔ مراتب او قولہ تعالیٰ: اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ط(۳) رخ نمودہ شد۔ بمطلب مقصود۔ جدا گشت از نفس و دنیا مردود۔ خلوت شد خلوات مبارکباد۔ نہ خدا و نہ از خدا جدا۔ چنانچہ رو در آئینہ و یا آئینہ در رو، ہمچنان است ہر آئینہ روبرو۔ چنانچہ قطرۂ باران در دریا افتد۔ آن قطرہ در نظرش نیاید ہمہ دریا شود۔

حدیث قدسی

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ ط(۴)

فقر چیست۔ فقر ورثۂ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اصل ابتدای او در شریعت و انتہا نیز در شریعت مرد پختہ کامل است۔ ہر سری اسراری احوال حال سکر مستی قبض بسط وقت از الست، شوق عشق پیوست، ہرگز قدم از شریعت بیرون نکشد و اگر کشد از مراتب خاص دور و سلب شود۔ اگرچہ از سکر سرگردان بگردد۔

بیت

رزق چون مقدر است گردیدن چیست رازق بگرداند پس پرسیدن چیست

رزق در طلب آدمی ہمچنان است، چنانچہ مرگ در طلب جان۔ مرگ ہیچ جا آدمی را نمی گذارد۔ پس رزق نیز ہمچنان است۔ در فقر قدم نہادن سہ منزل مقام مشکل است۔ اول مقام دنیا کہ رجوعہای خلق و اہل دنیا این مقام ناسوت است۔ اگر درین مقام ماند، ناسوتی شد۔ دوم مقام عقبیٰ۔ اگر در مشاہدات باطن باغ بام چنانچہ بمثل بہشت در خواب مراقبہ پسندیدہ آمد، اہل ملکوتی جبروتی شد و ہر مقامش را کہ بہ بیند بر آن اعتقاد نکند و بر آن ساکن شود و نہ نشیند۔ در مقام لاہوتی رسد چون بلاہوتی رسد۔ طالب مولیٰ مذکر شود۔ مَنْ لَّہُ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

۱۔ نقل از مرغوب القلوب، ۲۔ سورہ الفتح ۴۸:۳۸، ۳۔ سورہ البقرہ ۲:۲۰،

۴۔ نقل از ملفوظات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

بیت باھوؒ

(اے طالب!) اگر تجھے وصال خداوندی میں خوف (لاحق) ہے' تو پھر تیرے لئے فنا فی اللہ ہونا بہت مشکل ہے۔

(اور) جب فقیر خدا سے جدا ہوتا ہے' تو محتاج ہوتا ہے۔ اور جب کہ تمام مراتب طے کر کے اِذَا اَتَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ کے مرتبہ پر پہنچتا ہے' تو لایحتاج ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "خدای تعالیٰ غنی ہے اور تم اس کے محتاج ہو" اور "خدای تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے" اس کی طرف رخ کرتا ہے اور اب وہ منزل مقصود کو پہنچ کر نفس و دنیائے مردود سے الگ ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ خلوت مبارکباد میں رہتا ہے۔ نہ خدا ہوتا ہے اور نہ خدا سے جدا ہوتا ہے۔ جیساکہ آئنہ میں صورت یا صورت میں آئینہ دکھائی دیتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے ہر آئنہ روبرو ہو۔ یا جس طرح سے بارش کا قطرہ جب دریا میں مل جاتا ہے' تو وہ قطرہ نظر نہیں آتا' تمام پانی دریا ہی دریا نظر آتا ہے۔ اس امر پر یہ حدیث قدسی شاہد ہے۔

حدیث قدسی

"انسان میرا سر ہے اور میں اس کا سر ہوں"۔

فقر کیا ہے؟ فقر میراث محمدیؐ ہے' اس لئے فقیر کی ابتدا شریعت ہے اور اس کی انتہا بھی شریعت ہے۔ یہی فقیر کامل و پختہ ہے۔ ہر سر و اسرار' حال و احوال' سکر و مستی' قبض و بسط' عشق و محبت کسی وقت میں اور کسی حال میں وہ ہرگز شریعت سے باہر قدم نہیں رکھتا۔ اور اگر (کسی وقت بھی) شریعت سے باہر ہو جائے' تو مراتب خاص اس سے دور اور سلب ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ حالت مستی میں وہ کتنا ہی سرگرداں پھرتا رہے۔ (فقیر کو چاہئے کہ وہ اپنی روزی کے لئے پریشان نہ ہو' خدا رازق ہے وہ روزی ضرور پہنچائے گا)

بیت

رزق جب مقدر ہو چکا ہے تو پھر رزق کے لئے سرگرداں ہونا کس لئے ہے (یعنی جب اللہ نے رزق مقدر کر دیا اور اس کا ذمہ لے لیا' تو پھر مارے مارے پھرنے سے کیا فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ پہنچا ہی دیگا۔) ہاں اگر رازق پھراتا ہے تو پھر استفسار کا کیا فائدہ؟

رزق انسان کی تلاش میں اس طرح رہتا ہے' جس طرح موت اس کی جان کی تلاش میں رہتی ہے۔ موت انسان کو کسی جگہ نہیں چھوڑتی' اسی طرح اس کی روزی بھی اسے کہیں نہیں

چھوڑتی(۱)۔
فقر کی راہ میں قدم رکھنے میں تین منزلیں اور مقام سخت مشکل ہیں۔
اول مقام دنیا: کیونکہ رجوعات خلق واہل دنیا مقام ناسوت ہی ہے' اور اگر انسان اسی مقام پر رہا تو سمجھ لیں کہ ابھی تک ناسوتی ہے۔
دوم مقام عقبیٰ: اگر (طالب) مشاہدات باطن میں باغ و بہشت و محل و حور و قصور کو دیکھے اور یہ چیزیں اس کو خواب و مراقبہ میں پسند آئیں' تو یہ سمجھ لے کہ یہ مقام ملکوتی ہے اور اس کے بعد مقام جبروتی آتا ہے۔ اور طالب اس طرح جو مقام کہ دیکھتا جائے' اس پر بھروسہ کرکے ساکن نہ ہو بیٹھے' تاوقتیکہ کہ مقام لاہوتی میں نہ پہنچ جائے اور جب وہ لاہوتی ہو جائے گا تو طالب المولیٰ مذکر اور من لہ المولیٰ فلہ الکل کا مصداق بن جائے گا۔
اللہ بس ماسوای اللہ ہوس۔

۱۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ فقیر وہ ہے کہ جس کو اپنے خدا سے بھی کوئی طلب و حاجت نہ ہو۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کے متعلق وہ صدق و یقین رکھتا ہے اور خوب جانتا ہے کہ اگر وہ نہ مانگے گا' تب بھی اللہ تعالیٰ اس کی روزی اس کو بالضرور پہنچائے گا۔ اسی موقع کے لئے کہا گیا ہے:
روزی تو باز نہ گردد ز در کار خدا کن غم روزی مخور
(تیری روزی تیرے گھر کے دروازے سے واپس نہیں لوٹ سکتی۔ تو خدا کا کام کئے جا۔ روزی کا غم نہ کر) مولانا جلال الدین رومیؒ نے بھی یہی کہا:
کار ساز ما بفکر کار ما فکر ما در کار ما آزار ما

فقر چیست؟ فقر ہمچنان است کہ بجہت مراتب فقر مخدوم جہانیان باسیر طیر تماشای چہار دہ طبقات دید، لیکن بمراتب فقر نرسید۔ اگر در فقر انصرام بودی گمنام بودی و بجہت فقر سلطان ابراہیم ادھمؒ ترک بادشاہی کرد، سرگردان گردید، بکشتن فرزند۔ بعد ازان بمراتب فقر رسید۔ وانی سلطان بایزیدؒ تمام عمر ریاضت کشید و نفس دوست را از پوست بر آورد، ہرگز بمراتب فقر نرسید و اگرچہ شیخ بہاؤالدینؒ و شاہ رکن عالمؒ از جان خود برخیزید، ہرگز بمراتب فقر نرسید و حضرت رابعہ بصریؒ بخواب دید خوش خسپید بواسطہ بمراتب فقر رسید و حضرت شاہ محی الدین قدس اللہ سرہ العزیز در شکم مادر بمراتب فقر رسید و اہل فقر قائم مقام قدم بر شریعت محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم محبوبیت شد کہ نام خطاب یافت یا فقیر محی الدین۔

پس فقیر مالک الملکی است۔ در غوثی و قطبی کشف و کرامات نیست۔ در عین ذات است۔ فقر عطای الٰہی است۔ ہر کرا اللہ تعالیٰ بخشد ہر آنکس خواہ خوردن در سیر باشد خواہ در گرسنگی۔

بیت باھوؒ

فقر را با خوش رسیدم خوش بدیدم در کنار
فقر بودم فقر ہستم عاقبت با فقر کار

قال علیہ السلام: اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ (۱)

فقر بزر خرید فروخت خود فروشی در گویای خاموشی دلق پوشی نیست۔ فقر در شریعت طریقت حقیقت معرفت در سکر بیہوشی نیست۔ فقر در بدعت گمراہی چرم پوشی شرب نوشی نیست۔ فقر در رسم رسوم سہو سکرات منزل مقامات نیست۔ فقر در جہل و علم و شش جہات نیست۔ فقر در ذکر فکر حضور وصال در عبادت نیک خصال در وقت حال احوال نیست۔ فقر در مراقبہ محاسبہ در حساب کتاب نیست۔ فقر از خود فنا و باخدا بقا۔ ہر کرا بخشد و باکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

بیت باھوؒ

بردل من شد تجلی صد ہزاران حق بنور — موسیٰؑ کجا بیگانہ گردد رَبِّ اَرِنِیْ کوہ طور

۱۔ نقل از عین العلم

فقر کیا ہے؟ فقر اس طرح ہے کہ فقر کے مراتب کے لئے حضرت مخدوم جہانیاںؒ نے چودہ طبق کا سیر و تماشا دیکھا، لیکن مراتب فقر کو پھر بھی نہ پہنچے۔ اگر فقر میں کامل ہوتے تو وہ گمنام ہوتے۔ فقیری کے لئے سلطان ابراہیم ادہمؒ نے اپنی بادشاہت کو ترک کر دیا۔ اور اپنے بیٹے کے قتل ہو جانے کے سبب سے سرگرداں پھرتے رہے، اس کے بعد مراتب فقر کو پہنچے۔ کیا تو جانتا ہے کہ حضرت سلطان بایزیدؒ (بسطامی) تمام عمر ریاضتیں کرتے رہے، اور انہوں نے آخر کو اپنے نفس کی کھال بھی کھینچ ڈالی، تب بھی ہرگز مراتب فقر پر نہیں پہنچے۔ اگرچہ شیخ بہاؤالدینؒ (زکریا) اور شاہ رکن عالمؒ اپنی جان سے نکل گئے، مگر ہرگز مراتب فقر پر نہیں پہنچے۔ (صرف مقام ملکوت جبروت سے تجاوز کیا) اور حضرتؓ رابعہ بصریؒ بہت اچھی سوئیں اور خواب میں فقر کو دیکھا اور بے واسطہ مراتب فقر پر پہنچیں۔ اور جناب حضرت شیخ شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر ہی میں مراتب فقر پر پہنچ گئے۔ اور پھر شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قدم بہ قدم چل کر محبوبیت کا مرتبہ حاصل کیا اور فقیر محی الدین کا خطاب پایا۔

پس فقر مالک الملکی کا نام ہے اور مقامات غوثی و قطبی میں کشف و کرامات کی حاجت نہیں ہوتی، اس لئے کہ وہ عین ذات میں ہوتا ہے۔ فقر ایک عطیۂ خداوندی ہے۔ جس کو چاہے اللہ بخش دے، چاہے وہ شخص سیری میں ہو یا گرسنگی میں ہو۔

بیت باہوؒ

(اس) فقر کو میں نے خوشی سے حاصل کیا اور اپنے پہلو میں اسے اچھی طرح دیکھا۔ میں (شروع ہی سے) فقیر تھا اور (اب بھی) ہوں، اور آخر کار فقر سے ہی میرا واسطہ رہے گا۔ اب میری یہ دعا ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے:

"اے اللہ مجھے مسکین رکھ اور دنیا سے مسکین ہی اٹھا اور قیامت کے دن بھی مسکینوں کے ساتھ ہی میرا حساب کتاب ہو"۔

فقیری خرید و فروخت، زر و مال، خود فروشی، خاموشی، یا دلق پوشی یا شریعت، طریقت، حقیقت و معرفت کا نام نہیں ہے۔ فقر مستی اور بیہوشی بھی نہیں ہے اور فقر بدعت و گمراہی، چرم پوشی اور شراب نوشی بھی نہیں ہے۔ فقر رسم و رسوم، سہو سکر یا منزل و مقام نہیں ہے اور نہ فقر جہل و علم اور شش جہات میں ہے۔ اور نہ وہ ذکر و فکر، حضور و وصال، زہد و عبادت اور نیک خصائل میں ہے اور نہ ہی فقر کسی وقت میں اور نہ ہی حال و احوال، مراقبہ، محاسبہ اور

حساب و کتاب میں ہے۔ فقر صرف اپنے سے فنا ہو کر فنا فی اللہ بقا باللہ میں ہے۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ بخشے گا' وہ اپنے حبیب پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم کے طفیل ہی بخشے گا۔

بیت باھوؒ

یہ تجلیات الٰہیہ نور حق سے لاکھوں بار میرے دل پر نازل ہوتی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو اس تجلی کے دیدار کے لئے کوہ طور پر گئے اور اس تجلی کا جا کر مشاہدہ کیا۔

حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ بر کوہ طور است و ما اہل فقر امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم را حق در کنار حضور است۔

بیت باھوؒ

در کناری یافتم با حق حضور　　موسیٰؑ سر بر سنگ زدہ بر کوہ طور

بیت

چہ حاجت رَبِّ اَرِنِی رویت اللہ　　کہ ظاہر باطنم شد غرق فی اللہ

قولہ تعالیٰ: کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ(۱)

قولہ تعالیٰ: وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ(۲)

ابتدای فقر اشتیاق و مشتاق است و انتہی فقر فنا فی اللہ استغراق۔ ابتدای فقر علم است انتہای فقر بر سیدن قولہ تعالیٰ: عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ(۳)

ابتدای فقر فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ(۴) است و انتہای فقر قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ(۵)

ابتدای فقر ازل است و انتہای فقر ابد۔ ابتدای فقر خاموشی است و انتہای فقر خون جگر نوشی است۔ ابتدای فقر جامہء کثیف است و انتہای فقر جامہء لطیف است۔ ابتدای فقر ولایت است و انتہای فقر لا نہایت است۔ ابتدای فقر ترک است۔ متوسط فقر فرق است و انتہای فقر بتوحید غرق است۔ ابتدای فقر طلب است طالب۔ متوسط فقر مطلب است مطالب۔ در انتہای فقر قلب می شود قالب، بر نفس غالب۔ ابتدای فقر محجوب است۔ متوسط فقر مجذوب است۔ منتہی فقر محبوب است۔ حقیقت سر اسرار از فقر بکتاب نسخہء اول است۔ بجز مرشد دریافتن مشکل۔ نہ در کتاب سطر حرف ورق، نہ در ذکر فکر مستی حال غرق۔ ابتدای فقر فناء است۔ متوسط فقر راہ از ہر دو جہان جدا است و انتہای فقر یکتا بخدا عزوجل است۔

تمام عالم سہ قسم است۔ اہل دنیا خبر دنیا دھد۔ دوم علماء اہل عقبیٰ خبر حور و قصور، میوہ لذت بہشت دھد۔ سیوم فقراء خبر از مولیٰ دھد۔ حرص دنیا آخر عذاب۔ منتہی فقر را عقبیٰ تمام حجاب۔ ہر دو را ترک بدہ۔ این است جواب باصواب۔

۱۔ سورہ آل عمران، ۳: ۱۱۰، ۲۔ سورہ ق، ۵۰: ۱۶، ۳۔ سورہ حشر، ۵۹: ۲۲، ۴۔ سورہ الذاریت، ۵۱: ۵۰،

۵۔ سورہ اخلاص، ۱۱۲: ۱

حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ کو کوہ طور پر تجلی ہوئی اور ہم امت محمدیہ علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے فقراء کو ہردم حق تعالیٰ (کی تجلیات) حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بغل و کنار سے حاصل ہوتی ہیں۔ (یعنی تجلیات الٰہیہ، ہم فقراء کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اتباع سے ہر دم حاصل رہتی ہیں)

بیت باھوؒ

موسیٰ علیہ السلام تو کوہ طور کے پتھروں پر دیدار خداوندی کے لئے مارے مارے پھرتے رہے' مگر میں نے کنارے پر ہی اللہ تعالیٰ کی حضوری حاصل کرلی۔

بیت

جب میرا ظاہر و باطن فنانی اللہ ہو گیا ہے' تو پھر مجھے اللہ تعالیٰ کے دیدار کے لئے رَبِّ اَرِنِیْ رَبِّ اَرِنِیْ کہنے کی کیا ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "تم بہترین امت ہو ان سب امتوں میں۔"

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ پر فرماتا ہے: "ہم اپنے بندے سے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں"۔

ابتدائے فقر اشتیاق و مشتاق ہے اور انتہائے فقر غرق و استغراق فنانی اللہ ہے۔ فقر کی ابتدا علم ہے اور انتہائے فقر پر پہنچنے کی "خدای تعالیٰ ظاہر اور پوشیدہ سب کو جانتا ہے اور وہ مہربان اور رحیم ہے۔" پر ہے۔ فقر کی ابتدا فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ (پس ہر چیز سے منہ موڑ کر خدا کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرو) ہے۔ اور فقر کی انتہا قل ھو اللہ احد (کہو اللہ ایک ہے) ہے۔

ابتدائے فقر ازل ہے اور انتہائے فقر ابد ہے۔ ابتدائے فقر خاموشی اور انتہائے فقر خون جگر نوشی ہے۔ ابتدائے فقر لباس کثیف ہے اور انتہائے فقر لباس لطیف ہے۔ اور ابتدائے فقر ولایت ہے اور انتہائے فقر لا نہایت ہے۔ ابتدائے فقر ترک ہے اور اس کا توسط فراق ہے اور اس کی انتہا غرق فی التوحید ہے۔ ابتدائے فقر طالب کی طلب ہے اور فقر کا متوسط مطلب و مطالب ہے۔ اور انتہائے فقر میں قلب قالب ہو جاتا ہے اور نفس پر غالب رہتا ہے۔

ابتدائے فقر محجوبیت ہے اور متوسط فقر مجذوبیت ہے اور انتہا محبوبیت۔ فقر کے سر اسرار کی حقیقت نسخہء اول کی کتاب میں مذکور ہے جو بجز مرشد کامل کے دریافت نہیں ہو سکتی' نہ کتاب اور نہ اس کے اوراق' سطر و حروف سے نہ ذکر و فکر' مستی و حال و احوال سے نہ استغراق سے۔

ابتدائے فقر فنا ہے اور اس کا توسط ایسی راہ ہے جو دونوں جہان سے جدا کرتی ہے۔ اور اس کا انتہا خدائے بزرگ و برتر سے یکتائی ہے۔

تمام عالم تین طرح پر ہیں۔

اول: اہل دنیا' جو دنیا کے حالات کی خبر دیتے ہیں اور شب و روز اسی میں مشغول رہتے ہیں۔

دوم: اہل عقبیٰ' جو حور و قصور' میوہ ولذات بہشت کی خبر دیتے ہیں۔

سوم: فقراء' جو صرف اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کرتے ہیں۔ دنیا کی حرص آخر کو عذاب میں ڈالے گی۔ اور منتہائے فقر عقبیٰ کے لئے حجاب کامل ہے۔ اس لئے دونوں کو ترک کر دے۔ اور طالب راہ کو ایسا ہی چاہئے اور یہی اس کے لئے جواب باصواب ہے۔

اول قطع خلایق علایق باید' بعدہ' دریافتن بحق۔ حقائق یکدم فقراء غرق بتوحید بہتر است۔ از مراتب ہزار مہتر موسیٰؑ کلیم اللہ محرم کلام۔ دوم غرق توحید مراتب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ فقر معراج تمام۔ دنیا و عقبیٰ ہر دو بر من حرام۔ ابتدای فقر عبودیت است و انتہای فقر ربوبیت است۔

بیت

چار بودم سہ شدم اکنون دویم و ز دوئی بگذشتم و یکتا شدم

ابتدای فقر اشک و انتہای فقر عشق است۔ ابتدای فقر تصور است و انتہای فقر تصرف است۔

حدیث

عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ الْفَقْرُ کُفْرًا(۱)

فقر آنست کہ در وجودش شریعت پنہان است۔ اگرچہ مست الست و مکان او در لا مکان است۔ ابتدای فقر علم الیقین و توسط عین الیقین و انتہای فقر حق الیقین است۔ ابتدای فقر بینا است و انتہای فقر فنا است۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا(۲)

پس ہر کہ مرد بر آن ہمہ چیز ساقط شد۔ فقیر آنست کہ در فرض نقصان نکند۔ فرض دائمی' فرض وقتی' فرض ماہی' فرض فصلی' فرض سالی' از ہمہ فرضہا بالاتر افضل فرض خدای تعالیٰ را حاضر دانستن و سنت کلان خانہ تصرف کردن فی سبیل اللہ۔ ابتدای فقر صدق و یقین است و انتہاء با خدای تعالیٰ ہمنشین است۔ نقل است کہ روزی حضرت رابعہ بصریؒ رسولؐ خدا را در خواب دید۔ رسولؐ خدا پرسید یا رابعہؒ! مرا دوست می داری؟ گفت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ باشد کہ ترا دوست نمیدارد' لیکن در محبت خدای تعالیٰ چنان دل فرو رفتہ است و در توحید فنا فی اللہ غرق ام کہ خبر دوستی و دشمنی در دلم نماندہ (شود۳) بشنو! وجود فقراء قدرت خدای عز و جل۔ قولہ تعالیٰ شانہ الوجوہ۔ سر سر فقرا با سدرۃ المنتہیٰ است۔ بدانکہ مقام فقر فنا فی اللہ است منفرد از مقام اتقیا' عقبا' نجبا' ابدال' اوتاد' اخیار' غوث' قطب' غوث' شیخ' مشائخ' عابد و زاہد' متقی بالاتر است کہ فقیر والی ولایت وحدت است منفرد نہ کہ مرد تابع در حکم۔ صاحب قَابَ قَوْسَیْنِ است اَوْ اَدْنٰی(۴) اعلیٰ بکرم حق تعالیٰ و نام منفرد نور الہدیٰ است۔

۱۔ عین العلم شرح برزخ' ۲۔ نقل از عین العلم و شرح برزخ' ۳۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۴۰' ۴۔ سورہ النجم' ۹:۵۳

(طالب کو چاہیئے) کہ وہ پہلے خلق سے قطع تعلق کرلے اور اس کے بعد حق کا راستہ دریافت کرے اور حقائق معلوم کر کے ایک دم فقراء کا غرق توحید ہونا ہزار مراتب محرم کلام کلیم اللہ حضرت موسیٰؑ سے بہتر ہے۔ اور دوم توحید الٰہی میں غرق ہو کر مراتب محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک پہنچے اور یہ فقر کی معراج کامل ہے۔ اور دنیا و عقبیٰ کو اپنے پر حرام سمجھے۔ فقر کی ابتداء عبودیت ہے اور فقر کی انتہاء ربوبیت ہے۔

بیت

میں چار تھا' پھر تین ہوا اور اب دو ہوں اور جب میں دوئی سے گذر جاؤں گا تو یکتا ہو جاؤں گا۔

ابتدائے فقر آنسو ہیں اور انتہائے فقر عشق ہے۔ ابتدائے فقر تصور ہے اور انتہائے فقر تصرف ہے۔

حدیث

خدا نہ کرے کہ کوئی فقر سے کفر تک پہنچے۔

فقر وہی ہے کہ جس کا وجود شریعت میں پنہاں ہو۔ اگرچہ مقام الست میں مست ہو اور اس کا مکان لامکان میں ہو۔ ابتدای فقر علم الیقین ہے۔ اور توسط عین الیقین اور انتہای فقر حق الیقین ہے۔ ابتدای فقر بینا ہے اور انتہای فقر فنا ہے۔

"مرنے سے پہلے مرجاؤ"۔

پھر جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس سے تمام چیزیں ساقط ہو جاتی ہیں (پس طالب کو چاہیئے کہ تمام چیزوں سے قطع تعلق کر کے خدای تعالیٰ کی طرف کامل توجہ کرے اور اسی سے لو لگائے رکھے) فقیر وہ ہے کہ اپنے فرائض مقررہ میں کوئی نقصان نہ آنے دے' خواہ وہ فرض وقتی ہو یا فرض دائمی ہو یا فرض ایک ماہی یا فرض فصلی یا سالانہ۔ اور تمام فرائض سے بالاتر اور افضل فرض یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کو ہر لمحہ اور ہر گھڑی حاضر و ناظر جانے اور پھر بطریق شریعت مطہرہ اپنے گھر میں جو کچھ ہو' اس کو راہ مولیٰ میں خرچ کردے۔ ابتدای فقر صدق و یقین ہے اور انتہای فقر خدای تعالیٰ کے ساتھ ہم نشینی ہے۔

حکایت

کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت رابعہ بصریؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ رسولؐ خدا نے پوچھا اے رابعہؒ! کیا تو مجھے دوست رکھتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا

یا رسولؐ اللہ! کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جو آپؐ کو دوست نہ رکھتا ہو؟ لیکن خدای تعالیٰ کی محبت و عشق میں میرا دل ایسا مستغرق ہے اور توحید میں ایسا فنانی اللہ ہو گیا ہے کہ میرے دل میں دوستی و دشمنی کسی چیز کی خبر نہیں رہی ہے۔

(اے طالب! غور سے) سن! فقراء کا وجود قدرت الٰہی ہے۔ اور ان کا مقام سدرۃ المنتہیٰ سے بھی بالاتر ہے۔ اے طالب! تو جان لے کہ فقر کا مقام فنانی اللہ ہے۔ اور یہ مقام اتقیاء' عقبا' نجبا' ابدال' اوتاد' اخیار' غوث' قطب' غوث شیخ' مشائخ' عابد و زاہد اور متقی سے منفرد اور بالاتر ہے' کیونکہ فقیر والی ولایت وحدت منفرد مذکر ہے اور مقام منفرد نور الہدیٰ ہے۔ اور یہ صاحب حکم قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (وہ (تاجدار انبیاء) دو کمان یا اس سے کم فاصلے پر تھا) پر حق تعالیٰ کے کرم سے ہوتا ہے۔

بیت باھوؒ

یار در کنارم من عین آن بدیدم جائیکہ بود مشکل آنجا بخوش رسیدم

قولہ تعالیٰ: یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ(۱)

ابیات باھوؒ

بہ باھوؒ ھو میان دو حرف بردار چو باؤ الف رفتہ ھو تو بشمار
نماندہ پردہ باھوؒ گشت یاھوؒ کہ ذکرش روز و شب ھو گشت باھوؒ
کسی بس ذکر گوید ھو ھویدا وجودش می شود زان نور پیدا
رسد در لا مکانی در نہانی تجلّی نور گردد جسم جانی
کسی خواھد کہ با حق یار باشد نماز دائمی ہشیار باشد
تن جدا و سر جدا و دل جدا بہر تسبیحش بخواند با خدا
بردہ است در راز ما را آن نماز در حضوری غرق گشتم جان بباز

اگرچہ با این مراتب رسد۔ وقت تا وقت نماز وقتی را منتظر باشد والا مراتب او سلب گردد و استدراج شود۔ نعوذ باللہ منہا۔ بدانکہ محبت شوق اللہ بمثل چراغ است و رجوعات خلق کشف کرامات بمثل باد است۔ کسیکہ چراغ را در خانہء شریعت نپوشد' تاریک گردد۔ باد کشد' روشنائی برباد رفت۔ اہل ایمان را پنج چیز زوال۔ ہر کہ این پنج رہ نہ بندد' راہ نہ کشاید۔ آن پنج چیز کدام است۔ حواس خمسہ۔ این پنج دزد است در وجود رفیق نفس' سامعہ' باصرہ' ذائقہ' لامسہ' شامعہ' از ہر یکی توبہ باید کرد' چنانچہ توبہء گوش و توبہء چشم و توبہء زبان و توبہء دست و توبہء پای۔ توبہء گوش اینست آنچہ ناشنیدنی باشد نشنود و توبہء چشم این است آنچہ نادیدنی باشد نہ بیند و توبہء زبان اینست آنچہ ناگفتنی باشد نگوید و توبہء دست آنست آنچہ ناگرفتنی باشد نگیرد و توبہء پای انیست کہ آنچہ نارفتنی باشد نرود۔

۱۔ سورہ الحشر' ۵۹: ۲۴

بیت باھوؒ

یار میرے پہلو میں ہے' میں نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس کی برکت سے جو مقامات (اوروں کے لئے) مشکل تھے' میں وہاں آسانی سے پہنچ گیا۔
ارشاد خداوندی ہے: "آسمانوں اور زمین کی کل چیزیں خدا کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ غالب اور حکمت والا ہے"۔

ابیات باھوؒ

دو حرفوں کے درمیان ھو باھوؒ میں موجود ہے۔ جب ب اور الف کو ہٹا دو تو ھو شمار کرلو۔ (یعنی ب اور الف کو ہٹا کر دیکھو تو ھو رہ جاتا ہے)
جب یہ پردہ اٹھ جائے تو باھوؒ ھو ہو جاتا ہے۔ کیونکہ روز و شب اس کا ذکر کرنے سے ھو باھوؒ ہو گیا تھا۔
جو شخص کہ ذکر کثیر کرتا ہے تو ھو ظاہر ہو جاتا ہے اور اس نور سے ھو کا وجود پیدا ہو جاتا ہے۔
وہ پوشیدہ طور پر مقام لامکان میں پہنچ جاتا ہے اور اس کا جسم اور جان یعنی وہ سراپا نور کی تجلی بن جاتا ہے۔
جو چاہے کہ اللہ تعالیٰ کا یار بن جائے' تو اس کو نماز دائمی کے لئے ہوشیار ہونا چاہئے۔
اس کا جسم' اس کا سر اور اس کا دل سب کے سب اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔
اے باھوؒ! وہ نماز ہم کو راز الٰہی میں لے گئی ہے۔ میں جان دے کر حضوری میں غرق ہو گیا ہوں۔
(یہ مراتب حضرت سلطان باھوؒ کے حسب حال ہیں)
اگرچہ ان مراتب کو طے کرلے۔ تاہم ہر وقت ایک وقت سے دوسرے وقت تک نماز وقتی کا منتظر رہے۔ ورنہ اس کے مراتب سلب ہو جائیں گے اور مقام استدراج میں رہ جائے گا۔
اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔
(اے طالب!) جان لے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت و عشق بمنزلہ چراغ کے ہے۔ اور رجوعات خلق اور کشف و کرامات بمثل ہوا کے ہیں اور جو شخص اس چراغ کو شریعت کے گھر میں نہیں چھپائے گا' تو وہ عشق و محبت کا چراغ روشن نہ رہے گا۔ کیونکہ کشف و کرامات کی وہ ہوا اس کو بجھا دے گی۔ اہل ایمان کے لئے پانچ چیزیں ہیں جو اس کے لئے باعث زوال ہیں۔ تاوقتیکہ فقیر ان پانچ چیزوں کا راستہ بند نہ کرے تو اس پر راہ فقر کشادہ نہیں ہو سکتی۔ وہ پانچ چیزیں کون

سی ہیں؟ وہ پانچ چیزیں حواس خمسہ ء ظاہری ہیں۔ یہ پانچوں حواس اس کے وجود میں جس میں اس کا رفیق نفس بھی موجود ہے' راہزن ہیں۔

اول سامعہ۔ دوم باصرہ۔ سوم ذائقہ۔ چہارم شامہ۔ پنجم لامسہ۔ ان تمام میں سے ہر ایک قوت سے جو گناہ ہو سکتے ہیں' توبہ کرنی چاہئے۔ مثلاً "توبہ ء گوش' توبہ ء چشم' توبہ ء زبان' توبہ ء دست اور توبہ ء پاؤں۔ توبہ ء کان یہ ہے کہ جو باتیں کہ سننے کے قابل نہیں ہیں (اور شریعت ان سے ممانعت کرتی ہے) انہیں نہ سنے۔ اسی طرح توبہ ء آنکھ یہ ہے کہ جن چیزوں کے دیکھنے کی ممانعت ہے انہیں نہ دیکھے۔ اور توبہ ء زبان یہ ہے کہ جو باتیں شریعت کے لحاظ سے نہ کہنے کے لائق ہیں انہیں زبان سے نہ نکالے اور توبہ ء ہاتھ یہ ہے کہ جو چیزیں خلاف شرع ہوں نہ پکڑے۔ اور نامحرم کو ہاتھ نہ لگائے۔ اور توبہ ء پاؤں یہ ہے۔ کہ جس جگہ شرع جانے کی اجازت نہیں دیتی' وہاں نہ جائے۔

عالم فاضل قاضی مفتی بادشاہ ہزار تفحص موافق شرع شریف میکند' لیکن یک تفحص بانفس خویش تمام عمر نتوانند کرد۔ پس فقراء شب و روز در تفحص نفس محاسبہ و تفحص است۔ قاضی عشق بر نفس حکم کشتن مفو ماید و مفتی محبت گردن زدن نفس را و حاکم ذکر و فکر حکم قید بہ زنجیر اخلاص اللہ تعالیٰ فرمودہ و طوق بندگی شریعت متابعت محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اشارت بشارت شد۔ مرا ازان مردم عجب می آید کہ بانفس دیگر تفحص قید عذاب و بانفس خود بی تفحص خراب۔

قال علیہ السلام: سَیَاْتِیْ زَمَانٌ عَلٰی اُمَّتِیْ یَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ وَیُصَلُّوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ وَلَیْسَ فِیْھِمْ اِیْمَانٌ ط(۱)

ہم پارسائی و علم بسیار خواندن فرض نیست و علم باعمل حاصل کردن و از گناہان باز آمدن فرض است و طاعت بسیار کردن فرض نیست۔ پارسائی و علم ہر آنکس دارد کہ خود را از گناہان باز دارد فرض است۔ اگر نہ کسیکہ تمام شب نماز کند و ہر روز روزہ دارد و از یک گناہ باز نیاید۔ سر معصیتہا دوست دارد' ہیچ فائدہ نیست۔ پس معلوم (باد(۲) کہ از استاد طالب دنیا علم نخواند(۳) کہ اَلصُّحْبَۃُ مُؤَثِّرَۃٌ واقع است۔ قولہ' تعالیٰ: اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ ط(۴) و از مرشد طالب دنیا آشنای بادشاہ و یا امراء ملوک باشد از و تلقین نباید گرفت کہ عاقبت در وجود او تاثیر خواھد شد۔

قال علیہ السلام: حُبُّ الدُّنْیَا ظُلْمَۃٌ(۵) وَزِیْنَتُھَا ط

و زینت مراد دنیا ہر آنکس جوید کہ بی شرم باشد۔ اگر کسی طالب اللہ را گوید کہ دنیا قبول کن یا ترا گردن زنم۔ پس بہتر است کہ مرگ قبول کند اما دنیا قبول نکند' چراکہ دنیا مغضوبہء خدا است یعنی دشمن خدا۔ ہر روز دنیا را ہزار بار حکم شود از اللہ تعالیٰ کہ ای دنیا! نزد دوستان من مرو و مباش و روی خود باشان زشت و قبیح و سیاہ و بدی نمائی۔ تو از وی پرہیز باش تا از تو دل ترش و قطع باشند تا ترا نجویند و از تو تائب شوند و باتو جتلا نباشند کہ ای دنیا! من دوستان ترا نمی خواہم' تو دوستان مرا مخواہ۔ پس اہل علم کہ فائدہ دنیا گرفت' فائدہ دین از و برفت' زیراکہ اگر کسی حیلہ کند کہ من برای مسلمانان و مستحقان و مسکینان درم نگاھداشتہ ام' این ہمہ مکر و فریب است۔ یعنی بافریب بسیار جمع شود۔ اہل دنیا از اطاعت ذکر فکر حلاوت نیابد۔

۱۔ امام بخاری و مشکوۃ' ۲۔ عین الفقر جلد دوم ص ۱۴۱: شد' ۳۔ ایضاً'' ص ۱۴۱: نباید خواند' ۴۔ سورہ النحل ۱۶: ۱۲۵' ۵۔ حدیث

(مقام تاسف ہے) عالم' فاضل' قاضی' مفتی' بادشاہ ہزاروں کام شریعت کے مطابق کرتے ہیں' لیکن اپنے ایک نفس سے محاسبہ کرنا اور اسے مارنا تمام عمر نہیں کر سکے۔ (پس جس نے یہ کام کر لیا تو گویا اس نے فقر کا میدان جیت لیا) اسی لئے فقراء شب و روز اپنے نفس پر تفحص اور محاسبہ کرتے رہتے ہیں۔ قاضیء عشق اس پر قتل کا حکم دیتا ہے اور حاکم ذکر و فکر اللہ تعالیٰ کے اخلاص کی زنجیر میں باندھ کر اس کو قید کا حکم دیتا ہے اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بندگی اور متابعت کا طوق اس کی گردن میں ڈالتی ہے۔

مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جنہوں نے اپنے نفس کو بے لگام چھوڑ رکھا ہے اور اسے محاسبہ سے آزاد کر رکھا ہے اور دوسروں کو نفس کشی و محافظت کا حکم دیتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: کہ میری امت پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہوں گے اور تلاوت قرآن مجید بھی کریں گے' مگر ان کے دل ایمان سے خالی ہوں گے۔

بہت زیادہ پارسائی اور بہت زیادہ علم پڑھنا بھی فرض نہیں ہے' بلکہ علم باعمل حاصل کرنا اور گناہوں سے باز آنا فرض ہے۔ اور زیادہ عبادت کرنا کوئی فرض نہیں ہے۔ پارسائی اور علم اس شخص پر فرض ہے جو گناہوں سے اپنے آپ کو بچائے۔ ورنہ اگر کوئی شخص تمام رات نمازیں پڑھتا رہے اور ہر روز روزہ رکھتا رہے اور ایک گناہ سے بھی باز نہ آئے' اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ گناہوں کو دوست رکھتا ہے۔ پس اتنی عبادت کی ہوئی اسے کچھ فائدہ نہ دیگی۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ استاد اہل دنیا سے طالب کو علم حاصل نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ "صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے"۔ آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ موعظت کے ساتھ دعوت دو"۔ اور اسی طرح مرشد طالب دنیا و آشنائے بادشاہ یا بادشاہوں کے امراء سے تلقین نہ لینی چاہئے' کیونکہ آخر کو وجود میں اس کا اثر پڑے گا۔ چنانچہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے:

"حب دنیا ظلمت اور زینت ہے"۔

اور زینت سے مراد دنیا ہے۔ جو شخص اس کی طلب رکھتا ہے' وہ بے شرم ہے۔ اگر کوئی شخص طالب اللہ سے کہے کہ تو دنیا قبول کر یا موت" پس اس کے لئے بہتر ہے کہ موت قبول کر لے' مگر وہ دنیا قبول نہ کرے' کیونکہ دنیا پر خدا کی طرف سے غضب ڈالا گیا ہے یعنی دشمن خدا ہے۔

دنیا کو خدای تعالیٰ کی طرف سے ہر روز ہزار بار خطاب ہوتا ہے کہ اے دنیا! تو میرے دوستوں کے نزدیک مت جا' انہیں تو اپنا منہ نہ دکھا۔ ان کے سامنے سیاہ' بری اور بد صورت بن جا۔ تو ان سے پرہیز کر تاکہ وہ تجھ سے ترش رو ہو کر تجھے نہ چاہیں اور تجھ سے قطع تعلق کرتے ہوئے تجھ سے تائب ہو جائیں اور تیرے فریب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

اور اے دنیا! جس طرح میں تیرے دوستوں کو نہیں چاہتا' تو میرے دوستوں کو نہ چاہ۔ پس اہل علم دنیا دار جو دنیا سے فائدہ اٹھاتے ہیں' دین کا فائدہ ان سے چلا جاتا ہے۔ کیونکہ جو شخص دنیا جمع کرنے کے لئے یہ حیلہ بنائے کہ مسلمانوں و مستحقوں' فقیروں اور مسکینوں کے لئے اس نے روپیہ پیسہ جمع کر رکھا ہے' تو یہ سب مکر و فریب ہے' کیونکہ مکر و فریب کے ساتھ دنیا بہت جمع ہو جاتی ہے۔ (ایسے) اہل دنیا عبادت ذکر و فکر سے کچھ حلاوت نہیں پاتے۔

نظم

سہ طلاقش داد دنیا را رسولؐ   کی کند با سہ طلاقش زن قبول
یک طلاقش دو طلاقش سہ طلاق   ہر کہ دنیا نیک دارد در نفاق

بدانکہ سوال دو قسم است' بہر حرام و بہر حلال۔

قال علیہ السلام: اَلسُّوَالُ حَرَامٌط(۱)

سوال شیطانی و سوال نفس ہوای شرب لذت دنیای فانی مانند این حرام است۔ سوال حلال حلال است بطلب حلال۔ سوال کہ از خدای تعالیٰ کند و سوالیکہ از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم و اولیاء اللہ عارف باللہ بجہت حسبتہ اللہ کند و اگر سوال حرام بودی وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْط(۲) چرا خدای عز و جل فرمودی۔ سوال فقیر اشتغل اللہ است و خواندن کلام اللہ حلال است اَلدَّالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖط(۳)

بدانکہ فقیر چہ صفت دارد۔ دائم بانفس جنگ جہاد غزا بانفس کافر و نفس او جزع فزع عاشق غازی باخدا راضی۔ صاحب تفحص بانفس محاسبہ مفتی قاضی۔ عاشق روز ازل قدر قضا طالب خدا با پاس انفاس ذکر اللہ' از خدا یکدم نیست جدا' آن را لازم است دریوزہ گدای بادل صفا رہنما است۔ کسیکہ این احوال ندارد' گدائی برو حرام است۔ حرام زادہ نفس پرست است۔

بیت باھُوؒ

ہر دری با نفس خود رسوا کنم   نفس دشمن ما بما او دشمنم

گدائی بران طالب اللہ روا است کہ از برای طلب دنیا علم نخواند' برای اللہ خواند و بر وجود او ظاہر و باطن باشد۔ ہر کہ علم را از برای دنیا روزگار خواند' بروی گدائی حرام است و سوال قولہ تعالیٰ: قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌط(۴) و طالب او بخیل۔ برزخ نود و نو نام باری تعالیٰ طالب اللہ تصور کند کہ بردل طالب دنیا نماند۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ' لا شریک لہ' و اشہدان محمداً" عبدہ' و رسولہ'۔ ہر نام باری تعالیٰ نود و نو نام برزخ بہ بیند' صاحب محبت گردد صاحب شوق۔ قولہ' تعالیٰ:

۱۔ حدیث' ۲۔ سورۃ الضحی' ۹۳:۱۰' ۳۔ نقل از جامع الصغیر و کبیر و التشرف' ۴۔ سورہ النساء' ۴:۷۷

نظم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دنیا کو تین طلاقیں دیں' اور جس کو تین طلاقیں مل جائیں' وہ اس عورت کو بحیثیت بیوی کب قبول کرے گا؟

اور جس شخص نے اپنی سہ طلاق والی عورت کو پسند کر کے قبول کرلیا۔ تو سمجھ لیں کہ وہ دنیا کو اچھا خیال کرتا ہے اور اس کے دل میں نفاق ہے۔

(اے طالب!) جان لے کہ سوال کی دو قسمیں ہیں۔

سوال کرنا حلال بھی ہے اور حرام بھی ہے۔ سوال حرام کاری کے لئے حرام ہے۔ جس پر یہ حدیث شاہد ہے: حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: "سوال کرنا حرام ہے"۔

سوال شیطانی اور سوال نفسانی حرام ہیں' کیونکہ یہ محض کھانے پینے اور لذت دنیائے فانی کے لئے ہیں' چنانچہ یہ سوال حرام ہے۔ اور سوال حلال کاموں کے لئے کرنا حلال ہے۔ مثلاً" جو سوال کہ خدای تعالیٰ سے یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یا اولیاء اللہ و عارف باللہ سے محض لوجہ اللہ ہو جائز ہے۔ اگر سوال کرنا (مطلقاً") حرام ہوتا تو خدائے بزرگ و برتر قرآن مجید میں یہ نہ فرماتے "اور سائل کو نہ جھڑکیں"۔

اہل اللہ فقیر کا سوال اس لئے بھی حلال ہے کہ اس کا شغل ذکر اللہ تعالیٰ و تلاوت کلام اللہ ہر وقت رہتا ہے۔ اور اس کے سوال کرنے پر یہ حدیث شاہد ہے۔

"نیک کام کا راہ بتانے والا بھی گویا اس کا کرنے والا ہے"۔

(اے طالب!) تو یہ جان لے کہ فقیر میں کیا صفات ہونی چاہئیں۔ وہ ہمیشہ اپنے نفس کافر سے جنگ اور جہاد اور جدال کرنے والا ہو۔ اپنے نفس کی گریہ و زاری کی کوئی پرواہ نہ کرنے والا ہو۔ وہ عاشق' غازی اور خدا سے راضی رہنے والا ہو۔ وہ مفتی' قاضی بن کر نفس کا محاسبہ کرنے والا ہو۔ طالب خدا روز ازل سے مقررہ شدہ قضاو قدر کا ماننے والا ہو اور ایکدم بھی پاس نفاس کے ذکر سے غافل نہ ہو۔ ایسے شخص کے لئے جو صاحب صفائی قلب ہو گدائی کرنا جائز ہے۔ اور جو شخص کہ یہ حال و احوال نہیں رکھتا' ایسے شخص (فقیر) کے لئے گدائی حرام ہے' بلکہ وہ نفس پرست حرام زادہ ہے۔

بیت باھُوؒ

مجھے میرا نفس لوگوں کے دروازے پر ذلیل کرنے کے لئے پھراتا ہے۔ میں نفس کا دشمن ہوں

اور وہ میرا دشمن ہے۔ فقیری اس طالب اللہ کے لئے روا ہے کہ جو دنیا کے حصول کے لئے علم نہ پڑھے' بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے لئے علم حاصل کرے' ایسے فقیر کے وجود پر ظاہر و باطن روشن ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص دنیا کے روزگار کے لئے علم پڑھتا ہے' اس پر گدائی (فقیری) و سوال کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے پیغمبرؐ! لوگوں سے فرمادیں کہ دنیا کی متاع چند روزہ ہے"۔ (اور علم دین بھی محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے پڑھنا چاہئے' دنیا کے لئے نہ پڑھنا چاہئے) جو شخص دنیا کے لئے علم پڑھے گا وہ ضرور بخیل (اور شوم اور سخت دل) ہوگا (اور طالب صادق کو چاہئے) کہ اسمائے الٰہیہ عالم برزخ کے ننانوے ناموں کا تصور ہمیشہ دل پر کیا کرے' تاکہ ان کے اثر سے اس کے دل سے دنیا کی محبت نہ رہے (اور مٹ جائے)

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اشھدان لا الٰہ الا اللہ وحدہ' لا شریک لہ' واشھدان محمدا عبدہ' و رسولہ'۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ان ننانوے ناموں کو بخیال و تصور عالم برزخ کے پڑھتا ہے' وہ صاحب محبت و شوق و اشتیاق ہو جاتا ہے۔

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ط(۱)

بیت

باھُوؔ الف اللہ کافی بس بود بی راجو ہرچہ خوانی غیر ھو زان دل بشو
برزخ الف۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

ابیات

باھواؔ ذکر خدا ایمان ما ذکر حاصل میشود از مصطفیٰؐ
میخواستم کہ رفتہ کنم کعبہ را طواف کعبہ دوام حاضراست آن راکہ قلب صاف
کعبہ جواب داد بما دل بیار صاف آنست صاف دل کہ کند نفس را خلاف

قولہ تعالیٰ: عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ط(۲) شرح بہ تعلیم تعلیم شرح کلمہ ء طیبہ۔
قال علیہ السلام: اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ(۳)
پیغمبر فرمود صلی اللہ علیہ وسلم ہرکہ بعد از نماز بامداد بلند بہ کشد کلمہ ء طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حرام شود براو آتش دوزخ۔ قال علیہ السلام: ہرکہ بگوید کلمہ ء طیبہ مر(۴) بہشت بہای اوست(۵)۔ پیغمبر فرمود صلی اللہ علیہ وسلم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بیست و چہار حرف است و شب و روز بیست و چہار ساعت است۔ چون بندہ بگوید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بہر حرف گناہ ہر ساعتی بسوزد، چنانچہ می سوزد آتش ہیزم را۔ پیغمبر علیہ السلام فرمود کہ رب العزت میگوید کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ حصار من است۔ ہرکہ در حصار من در آید، ایمن گردد از عذاب من۔ پیغمبر علیہ السلام فرمود ہرکہ بگوید در یک مجلس چہل بار لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ آمرزیدہ شود۔ گناہان او ہفتاد سال۔ کہ کلمہ ء طیبہ ہمین است کہ علم ابتداء و انتہاء تمامی بدین است ہمہ درین است و دیگر کتب ہمہ شرح اوست۔ دوست تو بتو از آئینہ ء دل بخواہ و بجو آئینہ ای کہ زنگاری کدورت آلودگی روسیاہ باشد، ازان ہیچ تجلی انوار نمودار رو ننماید۔ پس بی کدورت دل صفا باید۔ در دل صفا بد خطرات نیاید۔

۱۔ سورہ البقرہ، ۲:۲۵۵، ۲۔ سورہ العلق ۹۶:۵، ۳۔ بحرالاسرار، جامع الترمذی، ۴۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۳: ہر، ۵۔ حدیث (متفق الیہ)

باری تعالیٰ فرماتا ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ زندہ اور قائم ہے۔

بیت

اے باھوؒ! اسم اللہ کا الف ہی کافی ہوتا ہے۔ ب یعنی اس کے علاوہ اور کسی چیز کی خواہش نہ کر اور اللہ کے سوا جو کچھ تو پڑھتا ہے' اسے دل سے دھو ڈال یعنی مٹا دے۔
برزخ اسم اللہ دونوں جہان کا راہنما ہے۔ (اور یہی عین معرفت ہے کہ دنیا سے دل سرد ہو جاتا ہے)

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

ابیات

اے باھوؒ! اللہ کا ذکر ہمارا ایمان ہے۔ اور ذکر خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے حاصل ہوتا ہے۔
میں نے چاہا کہ (مکہ معظمہ) جا کر کعبہ کا طواف کروں' مگر کعبہ تو ہمیشہ اس دل میں حاضر ہے' جس کا کہ دل صاف ہے۔ کعبہ نے مجھے جواب دیا کہ صاف دل لا۔ اور صاف دل وہ ہے جو کہ نفس کی مخالفت کرے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا"۔
انسان کو علوم کے تمام رموز کلمہء طیبہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ تمام علوم کلمہء طیبہ کی شرح ہیں۔
حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو افضل ذکر فرمایا ہے۔ اور جو شخص کہ صبح کی نماز کے بعد کلمہء طیبہ کو بہ آواز بلند جذبہ و خلوص کے ساتھ پڑھتا ہے' اس پر آتش دوزخ حرام ہو جاتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا ارشاد گرامی ہے جو کوئی کلمۂ طیبہ پڑھتا ہے بالخصوص بہشت اس کی جزا ہے۔
نیز آپؐ نے فرمایا کہ کلمہء طیبہ کے چوبیس حروف ہیں اور شب و روز کی ساعتیں بھی چوبیس ہیں۔ جب بندہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے' تو ہر حرف کے بدلے ایک ساعت کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ جس طرح کہ آگ خشک لکڑی کو جلا دیتی ہے۔ نیز آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کلمہء طیبہ میرا قلعہ ہے جو کوئی میرے قلعہ میں آ جاتا ہے وہ میرے عذاب سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ نیز آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی ایک نشست میں کلمہء

طیبہ چالیس بار پڑھتا ہے' اس کے ستر برس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔
کلمہء طیبہ پر تمام علوم کی ابتداء ہے اور اسی کلمہء طیبہ پر سب علوم کی انتہاء ہے۔ اور اسی پر دین و ایمان کی ابتدا و انتہا ہے اور دیگر تمام کتابیں (فقیر کے نزدیک) اسی کلمہء طیبہ کی شرح ہیں۔ دوست تیرے ہمراہ ہے' تو دل کا آئینہ چاہ اور تلاش کر' کیونکہ جس کے دل کے آئینہ میں زنگار و کدورت ہوگی' اس دل سے کبھی تجلیات و انوار رونما نہیں ہو سکتے۔ پس دل بے کدورت اور صاف رہنا چاہئے۔ اور صاف و بے کدورت دل میں بد خطرات پیدا نہیں ہوتے۔

ہر کہ صد بار بخواند لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم در مدت عمر خود' حق تعالیٰ ہفت اندام او را بر آتش دوزخ حرام گرداند۔ چون بندہ کلمہء طیبہ اعظم بگوید' کلمہ رفتہ ستون عرش را بجنباند' فرمان شود یا ستون ساکن شو۔ ستون گوید خداوندا! چگونہ ساکن شوم کہ گویندہ این کلمہ را نیامرز۔ فرمان شود کہ آمرزیدہ ام۔ کلمہ کلید بہشت است فرمود پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ ہر کہ بسیار بگوید کلمہء طیبہ آتش دوزخ او را انسوزد۔

قال علیہ السلام: قَائِلُوْنَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کَثِیْرُوْا لْمُخْلِصُوْنَ قَلِیْلٌ وَمَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خَالِصًا مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ بِلَا حِسَابٍ وَّبِلَا عَذَابٍ (۱)

بدانکہ اگر کسی را تصدیق دل نباشد' اقرار زبان بہ ہیچ کار نیاید۔

حدیث

اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ (۲)

چنانچہ ضرب بر مہر (روپیہ ۳) درست نوشتہ است لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و اندرون کذب زر سیم (باشد ۴) آن را در آتش اندازند و باز از آتش بیرون کنند و اگر اندرون راستی است' در آب فریاد کند و اگر دروغی است شرمندہ و خاموش رنگ سیاہ شود۔ پس مدار ھمہ گویندہ بر تصدیق قلب و تصدیق قلب از کجا حاصل شود (از فکر قلب ذکر قلب از کجا حاصل شود ۵) از شیخ مرشد واصل شیخ کرا گویند:

اَلشَّیْخُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ یُحْیِیْ الْقَلْبَ وَیُمِیْتُ النَّفْسَ ط

یحي القلب چہ طور معلوم شود۔ چنانچہ لقمہء گوشت زبان است۔ ہمچنان قلب نیز لقمہء گوشت است۔ چنانچہ زبان بگوید بہ آواز بلند اسم اللہ۔ قلب نیز ہمچنان بگوید۔ بگوش خود بشنود و ہمہ یاران او بشنوند۔ اما شیخ (باین شرط ۶) باشد یحی السنت و یمیت البدعت۔ ولیکہ ہنوز حب دنیا شغل شہوات بلذات نفس آلودہ باشد' از مردار دنیا باز نگردد و صیقل ذکر اللہ بر آن دل

۱۔ حدیث: نقل از مرضیہ' ۲۔ حدیث' ۳۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۴۴' ۴۔ ایضاً' ۵۔ ایضاً' ۶۔ ایضاً۔

جو شخص کہ عمر بھر میں صرف سو دفعہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھے' حق تعالیٰ اس کے جسم کے سات حصوں پر دوزخ کی آگ حرام کردیگا۔ جب کوئی کلمہ شریف پڑھتا ہے تو وہ اوپر جا کر عرش کے ستونوں کو ہلاتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے ستون! ساکن ہو جا۔ ستون عرض کرتا ہے۔ اے پروردگار! میں کس طرح ساکن ہو جاؤں' اس کلمہ کے پڑھنے والے کو بخش دے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ میں نے بخش دیا ہے۔

کلمہ شریف بہشت کی کنجی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کلمۂ طیبہ کا ورد بہت زیادہ کرتا ہے' دوزخ کی آگ اسے نہیں جلائے گی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: لا الٰہ الا اللہ کہنے والے بہت زیادہ ہیں اور مخلص تھوڑے ہیں۔ اور جنہوں نے لا الٰہ الا اللہ اخلاص و صدق دل سے پڑھا' وہ بغیر حساب اور بغیر عذاب کے بہشت میں داخل ہوں گے۔

(اے طالب!) جان لے اگر کوئی شخص صرف زبانی کلمہ پڑھتا ہے اور دل میں تصدیق نہیں کرتا' تو اس کو یہ کلمہ شریف کچھ فائدہ نہیں دے گا۔ (تصدیق دل اور زبان سے اقرار کرنا دونوں لازمی ہیں' چونکہ ایمان کا دارومدار انہی پر ہے)

حدیث شریف میں "زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنی چاہئے" آیا ہے (اگر ایسا نہیں تو کچھ نہیں)۔

مثلاً" روپیہ کی مہر پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی ضرب صحیح اور درست لکھی ہو' مگر اندر سونا چاندی جھوٹا اور کھوٹا ہو' تو اس کو آگ میں ڈالتے ہیں اور پھر آگ سے باہر نکالتے ہیں اور اگر اندر راستی ہے تو وہ پانی میں فریاد کرے گا اور اگر جھوٹ ہوا تو خاموش ہو کر روسیاہ اور شرمسار رہے گا۔ (ایسا ہی اگر کوئی شخص کتنی مرتبہ ہی کلمہ شریف کو ظاہری زبان سے پڑھتا رہے اور اندرونی حالت کو خراب و دروغ پر رکھے تو اس کو بروز حشر مالک حقیقی کے سامنے بجز ندامت اور روسیاہی کے کیا حاصل ہو گا۔ اور اگر روپیہ سونا چاندی کا اندرونی حال ٹھیک ہوتا ہے تو پانی کی برداشت بھی نہیں کر سکتا۔ اور اگر وہ ایسا نہیں تو جب اس کو آگ سے نکالو تو پھر اس کو پانی میں ڈالو تو بجز خاموشی و سیاہ رنگت کے اس سے کچھ نظر نہیں آئے گا) غرضیکہ تمام امور کی بنیاد تصدیق قلب پر ہے اور تصدیق قلب کہاں سے حاصل ہوتی ہے۔ تصدیق قلبی فکر و ذکر قلبی سے حاصل ہوتا ہے اور ذکر و فکر قلبی شیخ و مرشد سے حاصل ہوتا ہے۔ واصل (باللہ) اور شیخ (کامل) کس کو کہتے ہیں۔ (اس کی صفت یہ ہوتی ہے): "جو دل زندہ کرے اور نفس کو مارے۔"

یحیی القلب کس طرح معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح زبان گوشت کا ایک عضو ہے' یہی حال دل کا ہے۔ دل بھی (اعضائے جسمانی میں سے) گوشت کا ایک عضو ہے۔ جس طرح زبان بلند آواز سے کلمۂ طیبہ پڑھتی ہے۔ دل بھی اسی طرح آواز سے کلمۂ طیبہ کہنے لگتا ہے۔ اور خود سنتا ہے اور اس کے پاس کے تمام لوگ بھی' مگر بشرطیکہ یہ صفت شیخ کی بھی ہو: "سنت نبوی کو زندہ کرے اور بدعت کو مٹادے"۔

وہ دل جو اب بھی حب دنیا اور شغل شہوات ولذات نفسانی میں آلودہ ہوا ہو اور مردار دنیا سے باز نہ آتا ہو تو اس دل کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر صیقل ہے' بشرطیکہ طالب مولیٰ ہو'

کہ طالب مولیٰ باشد و مرشد نیز صفت مولیٰ دارد۔

قال حضرت علی رضی اللہ عنہ: مَنْ تَعَلَّمَنِیْ حَرْفًا فَهُوَ مَوْلٰی(۱)

پس آن حرف علیحدہ در قرآن کتاب تحریر نیست۔ کسی کہ آن حرف داند' درمیان بندہ و خدا ہیچ پردہ و حجاب نماند۔ اما صاحب علم قدر دان باشد کہ موافق نص و حدیث متابعت راہ پیغمبری رود۔ مرد آنست کسی کہ در مقام لاہوت باطن تمام گردد و در شریعت تمام باشد۔ چنانچہ یک موی خلاف شریعت نورزد۔ برزخ طرفتہ العین صاحب برزخ ہادی رہبر شناسد۔ اینست کسی را کہ شوق تاثیر اسم اللہ شود آن را خوش نیاید غیر ماسوی اللہ (کسی را کہ تاثیر ذکر اسم ھو شود انس گرفت باھو از مردم غیر ماسوی اللہ وحشت گیرد۲) چنانچہ آھو ہم محبت(۳) آھو' باھو ہم جلیس باھو بدانکہ دوست خدا اہل ذکر اللہ فقر فنا فی اللہ اہل عیال و خانمان و فرزند و (مادر پدر خویش۴) آشنا برادر خویش مونس جان است از مال درم دنیا فانی این ہمہ در نظرش مقام تماشگاہ است کہ آنرا بر عرصات نگاہ است۔ ہیچ خوش نیاید مراتب جاہ۔ فقر (لازوال۵) لا مراتب و لا ملک است۔

قولہ' تعالیٰ: لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا(۶)

فقیر بجز اللہ تعالیٰ چیزی را کہ ملک خود (گوید۷) و جای نشست و آرامگاہ خویش داند' مطلق کافر گردد(۸) و بہرہ از درویشی و فقر نیابد۔ ای (ولد۹) آدم از سگ کمتر باش کہ سگ ملک و ساکنت ندارد۔

قال علیہ السلام: اَلْوَقْفُ لَا يُمْلَكُ(۱۰)

پس سجدہ(۱۱) گاہ لا ملک و فقیر اہل اللہ لا ملک سجدہ(۱۲) خاص خدا است۔

قولہ' تعالیٰ: اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا هُوَ(۱۳)

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اللہ جَلَّ جَلَالُہ'

۱۔ نقل از شامی' ۲۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۴۴' ۳۔ ایضاً'' ص ۴۵: صحبت' ۴۔ ایضاً'' ۵۔ ایضاً'' ۶۔ سورہ النباء ۷۸: ۳۷' ۷۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' ص ۴۵' ۸۔ ایضاً'' ۹۔ ایضاً'' ۱۰۔ حدیث' ۱۱۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ نظام الدین ملتانی' ص ۴۵' ۱۲۔ ایضاً'' سجدہ گاہ۔ ۱۳۔ سورہ البقرہ' ۲: ۳۰

اور مرشد بھی خدائی صفات رکھتا ہو۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "جس نے مجھے ایک حرف بھی پڑھایا ہو' وہ میرا آقا ہے"۔ (اس سے یہی تلقین مراد ہے)۔
پس وہ حرف (تلقین) علیحدہ قرآن اور کسی کتاب میں نہیں لکھا ہے (یہ تلقین خاص مرشد سے ہی حاصل ہوتی ہے)
جو شخص کہ وہ حرف جان لیتا ہے' تو پھر خدا اور بندے کے درمیان سے پردہ و حجاب اٹھ جاتا ہے۔ مگر صاحب علم قدر دان ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث کے مطابق راہ پیغمبری کی متابعت میں چلتا ہے۔ مگر جوانمرد وہ ہے کہ باطنی مقامات کو طے کر کے مقام لاہوت کو حاصل کر لیتا ہے اور شریعت محمدیؐ کو تمام کرتا ہے' چنانچہ سر مو شریعت کی خلاف ورزی نہیں کرتا ہے' چونکہ اس کی خاص نظر ہر وقت عالم برزخ پر ہوتی ہے۔ برزخ اسم اللہ اس شخص کے لئے ہادی ہے کہ جسے ذکر اسم اللہ تعالیٰ سے شوق و اشتیاق ہو۔ جب ذکر اسم اللہ کی تاثیر ہو جاتی ہے تو ماسوائے اللہ اسے خوش نہیں آتا۔ صرف ذات الٰہی سے مانوس اور ماسوائے سے وحشتناک ہوتا ہے۔ جیسا کہ آھو (ہرن) کی محبت اور صحبت ہرن سے ہوتی ہے اور ھو کی ھو سے یا باھو کی مجلس ھو سے ہوتی ہے۔ یعنی اس کے ساتھ کند ہم جنس باہم جنس پرواز والا معاملہ بن جاتا ہے۔
(اے طالب!) جان لے کہ خدا کے دوست اہل ذکر اللہ اور فقیران فنافی اللہ ہیں۔ اور یہ لوگ اپنے اہل و عیال' خاندان' اولاد' والدین' آشنا' بھائی جو کہ اس کے مونس جان ہیں" اور مال و اسباب' درم و دینار و دنیائے فانی' ان سب کو بہ نظر تماشہ دیکھتے ہیں۔ اور یہ چیزیں ان کے لئے تماشہ گاہ ہیں اور ان اشیاء میں سے کسی چیز کو محبت اور خوشی کی نگاہ سے نہیں دیکھتے" انہیں یہ چیزیں بالکل نہیں بھاتیں۔ ان کو مراتب و جاہ سے کوئی لگاؤ نہیں ہوتا۔ فقر لازوال دولت ہے۔ نہ انہیں مراتب پسند ہیں اور نہ ہی ان لوگوں کو کوئی ملکیت حاصل ہونے سے خوشی ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کی نظر میں صرف اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور کسی کی ملکیت نہیں ہے۔
ارشاد خداوندی ہے: "قیامت کے دن بڑے بڑوں کو بھی مخاطب ہونے کی جرات نہ ہو گی۔"
(پس) فقیر اگر اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی چیز کو (باوجود فقیر ہونے کے) اپنی ملکیت کہتا ہے' اور اسے اپنی نشستگاہ اور آرامگاہ سمجھتا ہے' تو وہ (ایسا کہنے سے) پورا کافر ہو جاتا ہے۔ اور وہ فقر و درویشی سے کچھ حصہ نہیں پاتا ہے۔ اے ابن آدم! کتے سے بھی کمتر ہو جا' کیونکہ کتا (جو ایک

ادنیٰ درجہ کا جانور ہے) کوئی ملکیت اور سکونت نہیں رکھتا۔ (یعنی طالب مولیٰ کو چاہیے کہ وہ ایک ادنیٰ جانور سے ہی اس کی یہ خصلت حاصل کرے اور اپنے آپ کو اس حدیث کا مصداق بنائے):۔

حدیث

"وقف (جائداد) کسی کی ملکیت نہیں ہوتی"۔

اور جیسا کہ مسجد کسی کی ملکیت نہیں ہوتی' ویسا ہی فقیر بھی ہر ایک چیز کی ملکیت سے آزاد ہوتا ہے اور سجدہ گاہ و خانۂ خدا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "بیشک مجھ کو معلوم ہے' جو تم نہیں جانتے۔" دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کچھ نہیں۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اَللّٰہُ جَلَّ جَلَالُہٗ'

باب نہم

در ذکر شرب و حقائق اولیاء اللہ و ترک ماسوی اللہ

قولہ' تعالیٰ: لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى ط(۱) بدانکہ اہل شرب با شیطان اہل قرب است۔ ہر کہ نوشد ام الخبائث۔ در ہر دو جہان خراب۔ می محبت حق تعالیٰ باید و ساقی کوثر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم۔ اہل شرب از آن محروم۔ ہر کہ نوشد پنج بار در خانہ کعبہ با مادر خود زنا کردہ باشد۔ لعنت اللہ است بر او ہفتاد و پنج بار۔ ہر کہ خورد بھنگ مرد احمق نافہیم۔ ہر کہ شرب کند پوست خدا را دشمن و یار ابلیس دوست۔ ہر کہ کشد تمباکو دود' رسم کفاران یہود۔ آن نیز بمراتب نمرود۔ ہر کہ شرب کند بوزہ' از و بیزار نماز و روزہ۔ دنیا کفر سرود است و اہل شرب را سرود بسیار خوش آید و کافران پیش بتان (سجدہ ۲) سرود کنند۔ این ہمہ کذاب و دروغی و اہل استدراج اند۔

قال علیہ السلام: اَلْكَذَّابُ لَا اُمَّتِیْ ط(۳)

قال علیہ السلام: اِنِّیْ مَا اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِیْ اِلَّا مِنْ ضُعْفِ الْیَقِیْنِ (۴)

ابیات باھوؒ

با سرودی اہل شربان لعنتی برباد او

فاسقان ہم بی نمازان خوک و خر آن را بگو

بدان با اہل شیطان ہمنشین مباش۔ بدانکہ سرود رقص ہر دو بر عکس اند۔ رقص (روا۵) برای آن فقراء کہ فنا از نفس و ہوا۔ غرق بتوحید خدا۔ مستی سرود شیطان ہر دو بی سرود یا رقص مستی ذکر اللہ بعشق محبت حاصل شود۔ رقص بر آن (فقیر۶) لازم است۔ اول کسی کہ سماع شروع کند و درویش فقیر در رقص در آید۔ اول از گرمی ذکر اللہ آنرا تاثیر تپ شود۔

۱۔ سورہ النساء' ۴: ۴۳' ۲۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' جلد دوم' ص ۴۶' ۳۔ حدیث' ۴۔ حدیث' ۵۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' جلد دوم' ص ۴۶' ۶۔ ایضاً"۔

باب نہم

شراب کے ذکر اور حقائق اولیاء اللہ اور ترک ماسوای اللہ کے بیان میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "نہ جاؤ قریب نماز کے جب کہ تم نشے کی حالت میں ہو"۔
جاننا چاہئے کہ جو لوگ شراب پیتے ہیں وہ شیطان کے قریب ہیں (اور) جو کوئی ام الخبائث کو پیتا ہے وہ دونوں جہاں میں ذلیل و خراب ہوتا ہے (اس لئے کہ یہ شراب تمام گناہوں کی جڑ ہے' اسی لئے اس کو ام الخبائث کہا جاتا ہے) (اور طالب کو) چاہئے کہ شراب محبت و عشق الٰہی پیا کرے اور یہ شراب ساقی کوثر آقائے نامدار احمد کبریا محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے لے کر نوش کیا کرے۔ اور جس شخص نے شراب محبت و عشق پی' اس کو بروز حشر نبی علیہ السلام حوض کوثر سے شراب طہوریٰ پلائیں گے اور جس شخص نے دنیا کی شراب پی' وہ اس شراب حوض کوثر سے محروم رہیں گے) اس دنیا کے شراب پینے والے شراب طہوریٰ سے محروم ہیں۔ جو شخص (اس دنیا کی) شراب پیتا ہے وہ سمجھ لے کہ میں نے اپنی والدہ کے ساتھ خانہ کعبہ میں پانچ دفعہ زنا کیا ہے۔ ایسے شخص پر اللہ کی ہزار بار لعنت ہے۔ اور جو کوئی افیون استعمال کرتا ہے۔ وہ بے عقل اور احمق ہے۔ اور جو کوئی پوست استعمال کرتا ہے' وہ خدا کا دشمن اور شیطان کا دوست ہے اور جو کوئی تمباکو پیتا ہے جو یہود کفار کی رسم ہے۔ وہ بھی نمرود مردود کے درجے میں ہے۔ اور جو کوئی جو کی شراب پیتا ہے' اس سے نماز اور روزہ بیزار ہے۔ (یعنی جو لوگ نشہ دار چیزیں استعمال کرتے ہیں' ان سے اکثر اوقات نماز و روزہ وغیرہ (احکام شرعیہ) ترک ہو جاتے ہیں اور گناہوں کے کام میں مبتلا ہو جاتے ہیں) دنیا کفر و سرود کی جگہ ہے اور شرابیوں کو گانا بجانا بہت پسند آتا ہے اور کافر لوگ بتوں کے سامنے سجدہ کرتے اور ناچتے گاتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں کذب' جھوٹ اور استدراج ہیں۔ حدیث میں آیا ہے:۔
"جھوٹا شخص میری امت میں سے نہیں"۔
دوسری حدیث میں آتا ہے: "میں نہیں خوف کرتا اپنی امت پر مگر یقین کی کمزوری کا"۔

ابیات باھُوؒ

شراب پینے والوں اور گانے بجانے والوں پر لعنت ہو۔ فاسقوں اور بے نمازوں کو سؤر اور گدھے کہنا چاہئے۔

(اے طالب!) جان لے کہ ان شیطان سیرت لوگوں کے ساتھ ہمنشینی نہ کر اور جان لے کہ

رقص و سرود ہردو (ایمان) کے برعکس ہیں۔ رقص و سرود ان فقراء کے لئے روا ہے جو نفس و ہوا سے گذر کر مقام فنا میں پہنچے ہوں۔ اور توحید خدا میں غرق ہو گئے۔ مستی و سرود ہردو شیطانی فعل ہیں۔ ذکر اللہ بغیر سرود یا رقص و مستی کے عشق و محبت سے حاصل ہوتا ہے۔ رقص اس فقیر پر لازم ہے جس کی یہ تین حالتیں ہوں۔ اول وہ شخص جو سماع شروع کرے اور درویش فقیر رقص میں آجائے اور تاثیر ذکر اسم اللہ اور اس کی گرمی سے فقیر کے وجود

اگر وقت اصلی است باہمون تپ ہمان دم بیفتد و بمیرد و اگر وقت خاص است' ہیچ در جنبش نیاید۔ بیفتد و جان بدن او سرد گردد۔ گوئیکہ مردہ باز باشعور شود و اگر وقت کترین است' اول از دھن او دود بر آید' چنانچہ از آتش۔ بعد ازان نار اللہ بر خیزد۔ چنانچہ آتش نیز تمام وجود او بسوزد و خاکستر شود و در آن خاکستر یک لقمہء گوشت پیدا شود۔ باز ہمون گوشت در جنبش ذکر اللہ در آید و باز صورت درست شود' چنانچہ بود یا آنکہ وقت رقص ذکر اللہ پارچہء بدن ہمہ سوختہ گردد و پارچہء دیگر بپوشد۔ ہر کرا از اہل اللہ رقص این احوال نیست۔ در با دیہء ضلال(۱) است۔ شر شیطان است۔ نعوذ باللہ منھا۔ دیگر باقی کسی راکہ سکر مستی الٰہی است' آنرا مستی دیگر چہ در کار۔ پس معلوم شد کہ اہل شرب از مستی (حق ۲) بی نصیب اند۔ جرعہ ای ازان مستی الست نچشیدہ اند و بحقیقت حق نرسیدہ اند۔ ناتراشیدہ اند و آتش دوزخ برای خود بدست خود خریدہ اند و از دین محمدیؐ خود را بخود بریدہ اند کہ نظارہ بازی طفلان فحش۔

قال علیہ السلام: اِنِّیْ اَخَافُ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ(۳) کہ اہل بدعت بی نماز را ذکر فکر قبول نیست۔

قال اللہ تعالیٰ: قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ(۴)

باقی مراتب طیر سیر۔ اگر بر روی آب روی خسی دا گر پری مگسی۔ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم را رضامند بکن۔ آنگاہ کسی اللہ بس ما سوی اللہ ہوس ہمہ ہوی (بشنو!۵) بدانکہ از حاصلت دنیا (نصیب۶) دو نان است و دنیا ذلت جاودان است کہ دنیا درم ملک شیطان است و اہل دنیا از برای دنیا چہ پریشان است۔ پس اہل فقر را باخدا عزوجل ہمچنان است اخلاص۔

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' جلد دوم' ص ۴۶ : زوال' ۲ : ۔ ایضاً'' ۳ :۔ حدیث' ۴ :۔ سورہ آل عمران' ۳ : ۳۱' ۵ :۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' جلد دوم' ص ۴۷' ۶ :۔ ایضاً''

میں تپ پیدا ہوتا ہے۔ اگر تو وقت اصلی ہے' تو اسی تپ سے اسی وقت گر کر مرجاتا ہے اور اگر وقت خاص ہے تو وہ مطلق جنبش نہیں کرتا اور گرتے ہی اس کا بدن و جان سرد ہو جاتی ہیں۔ اور ایسا ہو جاتا ہے گویا کہ جان نجی ہو چکا ہے (اور کچھ دیر بعد) پھر باشعور ہو جاتا ہے۔ اور بعض وقت اس کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ پہلے اس کے منہ سے دھواں نکلتا ہے' جس طرح کہ آگ سے نکلتا ہے۔ اس کے بعد ذکر اللہ کی آگ اس کے وجود میں پیدا ہوتی ہے' جس سے وہ جل کر خاک ہو جاتا ہے اور اسی خاک میں ایک لقمہء گوشت پیدا ہوتا ہے۔ پھر وہی گوشت ذکر اللہ کی وجہ سے جنبش میں آتا ہے اور پھر اپنی پہلی صورت میں آجاتا ہے' جیسا کہ تھا۔ یا یہ کہ رقص کے وقت اسم اللہ کی گرمی سے جسم کے کپڑے تمام جل جاتے ہیں اور پھر وہ دوسرے کپڑے پہنتا ہے۔ جس کسی (فقیر) کو رقص میں یہ حال احوال حاصل نہیں ہیں' وہ ابھی تک گمراہی کے بیابان میں ہے اور نفس شیطان کے مکرو فریب میں پھنسا ہوا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللہِ مِنْھَا۔ پھر جس شخص کو سکر و مستی ذکر الٰہی سے حاصل ہو' اس کو دوسری مستی حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ پس معلوم ہوا کہ اہل شرب و مستی ذکر اللہ سے بے نصیب ہیں۔ انہوں نے مست الست کی شراب سے ایک گھونٹ بھی نہیں پی ہے۔ اور حقیقت حق تک نہیں پہنچے ہیں۔ وہ ناہنجار ہیں۔ اور انہوں نے اپنے لئے دوزخ کی آگ اپنے ہاتھوں سے خریدی ہے۔ اور اپنے آپ کو دین محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے دور لے گئے ہیں۔ اور فحش طفل بازی کے حال میں پڑ گئے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا ارشاد گرامی ہے:

"میں نہیں خوف کرتا اپنی امت پر مگر یہ کہ قوم لوط کا عمل یہ نہ شروع کردے"۔ کیونکہ اہل بدعت و بے نمازوں کا ذکر فکر قبول نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے حبیب! "لوگوں کو کہہ دیجئے کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو' تو میری پیروی کرو۔ خدا تمہیں دوست رکھے گا"۔

بغیر اتباع شرع محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے کوئی مشقت اور ریاضت کسی کام کی نہیں ہے۔ اگر ایسا فقیر پانی پر چلتا ہو تو جان لو کہ وہ خس و خاشاک ہے اور اگر ہوا میں اڑتا ہو تو سمجھ لو کہ گویا وہ مکھی ہے۔ (اس سے زیادہ اس کی وقعت نہیں) اے طالب فقیر! اللہ اور رسول ؐ کو راضی کر اور دنیائے دوں کو چھوڑ دے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

اے طالب مولیٰ! غور سے سن اور جان لے کہ دنیائے دوں کم ہمت لوگوں کا حصہ ہے۔ اور

دنیا ہمیشہ کی ذلت ہے' کیونکہ درہم دنیا شیطان کی ملکیت ہے۔ اور جس طرح اہل دنیا مال و دولت کے لئے پریشان رہتے ہیں' اسی طرح فقیر لوگ خدائے بزرگ و برتر کے دیدار کے لئے پریشان حال رہتے ہیں۔ اس راستہ کو طے کرنے کے لئے طالب کو اخلاص نیت چاہئے۔ اور جیسا کہ اہل دنیا شیطان کی پیروی میں اپنی جان کو جلاتے ہیں۔ ایسا ہی کم از کم فقیر طالب کو چاہئے کہ وہ باری تعالیٰ کے حکم کے آگے اپنی جان کو قربان کر دے اور نفسانی و شیطانی خواہشات کو مطلقاً" اپنے اوپر حرام سمجھے۔

چنانچہ اہل دنیا را با شیطان است۔
قولہ تعالیٰ: یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّیۡطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ۙ(۱)
عجب است کہ با خدا دشمن و با دنیا و شیطان (دوست ۲) یقین۔ نعوذ باللہ منہا۔ کہ دنیا نام تمام پریشان است و دوستان خود را نیز پریشان کند و شیطان نام شر است و دوستان خود را در بلای شر اندازد و اسم اللہ نام تمام جمعیت است و دوستان خود را در ہر دو جہان جمعیت بخشد۔ سبحان اللہ! مردم از دوست بگریزند و با وسوسہ خطرات آمیزند و در خواب غفلت و با حرص می خیزند۔ گرد بندہ ہر ذرہ حساب است (۳) و مردم در قصاب (۴) است۔ حرص دنیا آخر عذاب است و اہل خراب است۔ باھوؒ! اہل دنیا بی خرد است کہ شب و روز (درم) دنیا بایشان (تسبیح و ۵) ورد است۔ درم دنیا با اہل دنیا ہمچنان است چنانچہ کسی را مطلوب مقصود معبود اہل دنیا طالب دنیا مردود و اہل دنیا را لذت احتلام است و بر مردان خدای تعالیٰ لذت دنیا حرام است۔ دنیا زن بی حیا است و طالب دنیا زن بی وفا است۔

ابیات باھوؒ

زن ساجدہ یا ذاکرہ صاحب سجود　　از زنان پرہیز باشی نیست سود
باھوؒ اگرچہ دنیا زر نقش و نگار است　　ہمچون زیبا چنانچہ پوست مار است

باھوؒ اگرچہ دنیا نقد زر است۔ طالب دنیا سگ گاو خر است۔ طالب مولیٰ از ان بی خبر است۔ بدانکہ فقیری و درویشی نام بزرگیست۔ خدای تعالیٰ فقیری و درویشی ہیچ کس را ندھد بجز پیغمبران و اولیاء و بزرگان و اہل دین صاحب صدق خاص یقین۔

۱۔ سورۂ یٰسین، ۳۶: ۶۰، ۲۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانیؒ، جلد دوم، ص ۴۷، ۳۔ ایضاً": گرد بندہ ہر ذرہ حساب است، ۴۔ ایضاً": کذاب، ۵۔ ایضاً"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے بنی آدم! تم ہرگز شیطان کی پیروی نہ کرنا' وہ تمہارا صریح دشمن ہے"۔

ان لوگوں پر بڑا تعجب ہے' جو کہ خدا اور رسولؐ سے تو یقیناً" دشمنی رکھتے ہیں اور نفس و شیطان اور دنیا کو از حد دوست رکھتے ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا۔ حالانکہ دنیا نام ہی تمام پریشانیوں کا ہے۔ اور یہ (دنیا) اپنے دوستوں کو بھی پریشان کرتی ہے۔ اور شر شیطان لعین کا نام ہے اور یہ اپنے دوستوں کو بلائے شر میں مبتلا کرتا ہے۔ اور اسم اللہ مکمل دلجمعی کا نام ہے اور اپنے دوستوں یعنی اہل ذکر کو دونوں جہان میں دلجمعی بخشتا ہے۔ تعجب ہے کہ لوگ دوست (اللہ تعالیٰ کے نام) سے گریز کرتے ہیں اور خطرات و وسوسہ شیطانی میں پڑ جاتے ہیں اور خواب غفلت و حرص میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ (ان کو معلوم نہیں) کہ قیامت کے روز ذرہ ذرہ کا حساب ہو گا اور لوگ دروغ گوئی میں لگے ہوئے ہیں۔ حرص دنیا کا انجام عذاب ہے اور ذلت ہے۔

اے باھوؒ! اہل دنیا بیوقوف ہیں کہ شب و روز مال و دولت دنیا ان کی تسبیح و ورد ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ دنیا دار لوگ دنیا ہی کو اپنا مقصود و معبود سمجھتے ہیں۔ اہل دنیا اور طالب دنیا مردود ہے اور اہل دنیا کے لئے یہ درم دنیا احتلام کی لذت رکھتی ہے' مگر اہل اللہ کے نزدیک دنیا کی لذات حرام ہیں۔ دنیا کی مثال ایک بے حیا عورت کی ہے اور طالب دنیا کی مثال ایک بے وفا عورت کی ہے۔

ابیات

اے باھوؒ! عورت سجدہ کرنے والی یا ذکر کرنے والی صاحب سجود یعنی عابدہ اور زاہدہ ہی کیوں نہ ہو' تجھے چاہئے کہ عورتوں (کی صحبت) سے پرہیز کرے۔ اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔

باھوؒ! اگرچہ دنیا بڑی خوبصورت اور زیبا ہے' مگر اس کی خوبصورتی ایسی ہی ہے جیسے سانپ کی کھال پر نقش و نگار ہوتے ہیں۔

باھوؒ! اگرچہ دنیا نقد و زر ہے' لیکن اس کا طالب گائے' گدھا اور کتا ہے۔ اور طالب مولیٰ اس کو کچھ جانتا ہی نہیں۔ (یعنی طالب مولیٰ دنیا کو کوئی وقعت ہی نہیں دیتا)

(اے طالب مولیٰ! اچھی طرح) جان لے کہ فقیری و درویشی ایک بہت بڑی چیز ہے (یعنی فقیری و درویشی کا رتبہ بہت اعلیٰ ہے) اللہ تعالیٰ پیغمبروں' اولیاؤں' بزرگوں' اہل دین' اہل صدق و خاص الیقین کے سوا کسی شخص کو فقیری و درویشی عنایت نہیں کرتا۔

قال علیہ السلام: اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ ط(۱)
بدانکہ دنیا چیست؟ و کرا گویند۔ دنیا آنست کہ بندہ را از خدای تعالیٰ باز دارد۔ پس درم غنایت است۔ اگرچہ با قناعت است۔ مفلس کسی دعویٰ خدائی نکردہ۔ ہر کہ کرد اہل دنیا کرد۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم از برای این قبول نکرد و نگاہ نداشت کہ مبادا روز قیامت از اہل دنیا شوم۔ چنانچہ امام المسلمین حضرت امام اعظم قضای یک روز قبول نکرد کہ مبادا روز قیامت از سلک قاضیان استادہ شوم۔ پس دنیا را ہمہ کس بد داند۔ بد را با خود نیک گرداند و خدا را ہمہ کس نیک و پیدا کنندہ داند۔ از خدای تعالیٰ عزوجل مردم روی خود را بگردانند۔ یقین است کہ با اہل دنیا و دنیا اخلاص دارد و اہل دنیا دو دل دو روی زرد روانند۔

بیت

گر زمین زر می شود سیری نگردد زرد روی
زرد رو یا رو سیاہ است رو نیارد حق بسوی

دنیا ہمہ ذلت است و اہل دنیا بی ملت است۔

بیت باھوؒ

دنیا دانی کفر کافر را نصیب ہر کرا حق رہبر است آن حق حبیب

بشنو! کسیکہ نام اللہ بلند گیرد و مردم با او جنگ کنند و کسیکہ نام دنیا و یا نام شیطان گیرد، با وی ہیچ نمی گویند۔ اگرچہ فرض کفایت است۔ پس جل جلالہ، ترا گفتن گناہ نیست۔ معلوم شد کسیکہ بگرفتن نام اللہ آزردہ شود۔ ہر آنکس طالب دنیا است یا اہل شیطان یا متکبر ہوای نفسانی ازین سہ حکمت خالی نباشد نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔
کسی کہ دوستی با کسی دارد۔ نام دوست ظاہر و باطن لذت و حلاوت دھد۔ کسی کہ نام دشمنی گیرد، دل بسیار آزردہ شود۔ پس اہل فقر را نام گرفتن دنیا و شیطان بسیار آزردہ شود و اہل علماء را نام گرفتن روز معاش زمین فرمان صدای امراء بادشاہ خوش وقتی پیدا شود۔ از علماء طالب دنیا صاحب حرص (ہوا۲) خدا پناہ بخشد۔ گفتار ایشان نشود و بر عمل بد ایشان مرو کہ ورثۂ عبارت

۱۔ نقل از حدیث اربعین۔ ابن ماجہ، ۲۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۴۸،

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:
"ایک مومن دوسرے مومن کا عکس ہے"۔
کیا تو جانتا ہے دنیا کیا ہے؟ اور دنیا کسے کہتے ہیں؟ دنیا وہ ہے جو بندے کو خدای تعالیٰ سے باز رکھتی ہے۔ پس ایک درم بھی غنایت ہے' بشرطیکہ اس پر قناعت ہو۔ کسی مفلس شخص نے (اب تک) خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ جس کسی نے کیا ہے" اہل دنیا نے کیا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسی لئے درم دنیا کو قبول نہیں کیا اور اپنے پاس کچھ نہیں رکھا' مبادا میں اہل دنیا میں شمار ہو جاؤں۔ چنانچہ امام المسلمین حضرت امام اعظمؒ (باوجود بادشاہ وقت کے تشدد کے) منصب قضا کو ایک روز کے لئے بھی قبول نہیں کیا (اور نہ ہی اس کو پسند کیا ہے) کہ مبادا قیامت کے روز قاضیوں کی صف میں کھڑا کیا جاؤں۔ پس تمام لوگ دنیا کو برا جانتے ہیں۔ چاہئے کہ برے کو اپنے ساتھ نیک بنالے ارو تمام لوگ خدای تعالیٰ کو مہربان اور (ہر چیز کا) پیدا کرنے والا جانیں اور کسی طرح (بھی) خدائے بزرگ و برتر (کے احکام) سے لوگ روگردانی نہ کریں۔
یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل دنیا اور دنیا کے ساتھ اخلاص رکھتا ہے' مگر اہل دنیا طلب دنیا میں دو دلی کرتے ہیں اور اس کا غم اٹھا کر زرد رو رہتے ہیں (لیکن پھر بھی ان کو کچھ حاصل نہیں ہوتا)

بیت

اگر (تمام) زمین (دنیا) (سرتا پا) سونا بن جائے' تو لالچی پھر بھی سیر نہیں ہوتا۔ دنیا زرد رو ہو یا روسیاہ' اہل حق اس کی طرف رخ بھی نہیں کرتے۔
دنیا تمام کی تمام ذلت ہے اور اہل دنیا رسوا اور بے آبرو ہیں۔

بیت باھوؒ

دنیا کو کافر جانو اور یہ کافروں کو ملا کرتی ہے۔ جس کا راہنما اللہ تعالیٰ ہے' وہ خدا سے ہی لو لگاتا ہے۔
(اے طالب! غور سے) سن! جو کوئی اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر بلند کرتا ہے' تو (بجائے خوش ہونے کے) لوگ اس سے جنگ کرتے ہیں۔ اور جو کوئی دنیا یا شیطان کا نام لیتا ہے' اس کو لوگ کچھ نہیں کہتے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا نام سن کر جل جلالہ' کہنا فرض کفایہ ہوتا ہے۔ پس تیرا

جل جلالہ' کہنا گناہ نہیں ہے۔ (بلکہ ثواب ہی ملتا ہے) جو شخص خدای تعالیٰ کا نام لینے سے آزردہ ہوتا ہے تو سمجھ لیں کہ وہ طالب دنیا اور اہل شیطان ہے یا متکبر اور خواہشات نفسانی کا پیرو ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے۔ اور یہ امور بھی تین حکمتوں سے خالی نہیں ہوتے۔ اول تو یہ ہے کہ جو شخص جس آدمی کو دوست رکھتا ہے' اس دوست کے نام کے ذکر سے ہی ظاہری و باطنی لذت و حلاوت حاصل کرتا ہے۔ اور جو شخص جس کو دشمن رکھتا ہے' اس کا نام سنتے ہی اس کا دل بہت رنجیدہ ہو جاتا ہے۔ پس فقراء کو اہل دنیا و شیطان کا نام بہت برا معلوم ہوتا ہے۔ اور علماء کو روزی و معاش اور امیری و بادشاہت کے نام سے بہت فرحت ہوتی ہے۔

و سعادت از دست ایشان رفتہ است۔ پریشان بر در اہل دنیا و ملوک و خان رفتہ اند۔ علماء آنزمان صاحب ہلاکت و پریشانی خراب شود کہ اعتقاد از خدای عزو جل بردارد و روی بسوی اہل دنیا آرد نعوذ باللہ منہا۔ خدا پناہ دھد از علماء بی عمل و فقیری بی توکل و بی صبر۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔ فقیر اگرچہ دوازدہ سال برگ درختان و گیاہ خوردہ اند و باگرسنگی مردہ اند۔ قدم بر در ملوک و اہل دنیا نبردہ اند۔ علماء کہ عامل اند در فقر و فاقہ کامل اند۔ علماء عامل فقیر کامل است کہ فاقہ فقیر را قوت است و ہمنشین حی قیوم است و فقیر را اگر شکم پر است' چنانچہ دیگ و آب چندانکہ باشد ہمہ نوشد چنانچہ ریگ و زبان فقیران ہمچنان است' چنانچہ تیغ تیز' ہرچند کہ بخواند بساز کرکنند۔ نفس را بکشند یا در فقر در مکان جلالی و جمالی دم از خدای تعالیٰ خالی نباشد و خوردن فقیر ہمچنان است' چنانچہ ہیزم بتور شکم ایشان پر شعلہ آتش عشق نور' نہ دائم وصال حضور' نہ ہمیشہ بعد دور' گاہ گرم گاہ سرو' ہمچنان باید مرد۔ باید باخبر حرف نکتہ (زیر زبر)(۱)

بیت

زیر و زبر و مد و شد و تحت و فوق — عاشقان را می نماید ذوق شوق

قال علیہ السلام: اَلْاٰدَمُ بِنَاءُ الرَّبِّ(۲)

علماء میگویند:

ابیات

مردم فقیری زشت را این زر چو دادند(۳) — زبہرش آنکہ اسم اللہ بخوانند
منم دانم منم خوانم مسائل — چو تو تش فعل بر خود نیست قائل
درم درویش بر خود گشت مائل — تو علم خویش را خود کردہ زائل
درم درویش را در حق بہ بندد — درویش آنکہ بر درمش بخندد

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' جلد دوم' ص ۲٬۴۹۔ حدیث' ۳۔ متن: فقیری مرد را از چون بدادند۔

طالب دنیا اور صاحب حرص و ہوا علماء سے خدا پناہ دے۔ ایسے علماء کی باتوں کو نہ سنا جائے۔ اور ان کے اعمال بد کی پیروی نہ کی جائے' کیونکہ ان کے ہاتھوں سے عبادت و سعادت کا ورثہ چلا گیا ہے۔ وہ پریشانی کے عالم میں (اور کلام اللہ سے بد اعتقاد ہو کر) اہل دنیا' اور امراو سلاطین کے دروازوں پر پھرنے لگے ہیں۔ علماء پر ہلاکت و پریشانی اور خرابی اس وقت ہوتی ہے کہ جب خدا ای تعالیٰ سے بد اعتقاد ہو کر اہل دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے پناہ میں رکھے۔

عالم بے عمل اور فقیر بے توکل و بے صبر سے خدا محفوظ رکھے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔ فقرائے کاملین نے بارہ سال تک درختوں اور گھاس کے پتے کھا کر اپنی عمر بسر کی اور بھوک کی وجہ سے مر گئے ہیں مگر (مرتے دم تک) (امراء و) سلاطین و اہل دنیا کے دروازے پر قدم نہیں رکھا ہے۔ وہ عالم کہ عامل ہیں' وہ فقر و فاقہ میں کامل ہیں۔ عامل علماء فقرائے کامل ہوتے ہیں' کیونکہ (در حقیقت) فاقہ فقیر کو تقویت دیتا اور حی و قیوم کا ہم نشین بناتا ہے۔ نیز اگرچہ فقیر کامل اپنا شکم طعام سے اس طرح بھرتا ہے' جس طرح دیگ اور پانی اس قدر پیتا ہے جس طرح کہ ریت پیتی ہے اور زبان اس طرح چلاتا ہے جس طرح تیز تلوار۔ مگر ایسے فقیر جس قدر کھاتے ہیں' اسی قدر زیادہ ذکر الٰہی بھی کرتے ہیں۔ وہ نفس کو مارتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جس قدر بھی وہ فقیر صاحب مقام جلالی و جمالی ہو گا' اسی قدر اس کا ایک دم بھی ذکر خداوندی سے خالی نہ ہو گا۔ فقیر کا طعام گویا تنور (نفس) کا ایندھن اور ان کا شکم عشق کی آگ کے شعلوں سے پر نور ہوتا ہے۔ نہ ہر وقت وصال حضور اور نہ ہمیشہ بعد و دور۔ گاہے گرم' گاہے سرد کا مضمون ہوتا ہے۔ مرد (فقیر) کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔ اسے منازل و مراتب فقر کے ہر نکتہ سے واقف و باخبر ہونا چاہئے۔

بیت

زیر' زبر' شد' مد' نیچے اور اوپر غرض تمام حالات سے عاشقوں کو ذوق و شوق حاصل ہوتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے: آدمؑ کی بنیاد ترکیب پر ہے۔

علماء کہتے ہیں:

ابیات

لوگوں نے برے فقیروں کو روپے پیسے اس لئے دیئے کہ وہ اللہ کا نام لیتے تھے۔

میں پڑھتا ہوں اور مسائل جانتا ہوں۔ یعنی فقیر اپنے حق میں فیصلہ کرنے کی قوت کا قائل نہیں ہے۔

درویش مالدار ہو کر اپنے اوپر مائل ہو گیا۔ اس نے اپنے علم کو خود ہی زائل کر دیا۔

دولت درویش کے لئے حق کا دروازہ بند کر دیتی ہے۔ درویش تو وہ ہے جو روپے پیسے سے نفرت کرتا ہے۔

ــــوروریشی درویشی را گویند نه در پیشی درویشی۔

بیت باھوؒ

کسی پرسد فقیری تو چہ نام است برو از حق بپرسی لا مکان است

برلوح ببین شرف کدام است۔ فقیری تمام است۔ باھوؒ فقیری درویشی نہ در گفتگوی نہ در خواندن و نوشتن مسئلہ مسائل حکایت خوانی۔ فقیر دریافت معرفت محو شدن در توحید رحمانی و گشتن از خویش فانی و بیزار شدن از ہوای نفسانی و معصیت شیطانی و بستن دھن لب باادب دھانی(۱) و کردن غیر نسیانی و نگہداشتن جوہر ذکر پاس انفاس جسمانی جانی' صاحب شریعت بیش بہادر کانی' غوطہ خوردن در لاہوت لامکانی و توبہ کردن بدیدن روی اہل دنیا ظلمانی۔ پیغمبر فرمود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کہ روی بہ بیند اہل دنیا ظالم را از برای دنیا بدید نش سیوم حصہ دین ازوی برود(۲) خداوندا! دریای شہوت در وجود نہادی و گفتی خبردار باش۔ الٰہی بجز رفاقت تو بستہ کشادہ نشود و نفس و شیطان دشمن جانی کردی و بفرمودی کہ باایشان جنگ بکن و من ہر دو دشمنان را بچشم ظاہری نمی بینم۔ الٰہی! چشم بینائی بخش کہ ظاہر و باطن دشمنان را بہ بینم و بہ آنہا جنگ کنم۔ الٰہی! رفیق توفیق تو باید۔ وجود را تمام با حرص ہوا طمع بستی و فرمودی کہ بی طمع باش۔ بجز کرم تو ازان خلاص نشوم۔

بیت باھوؒ

جز خدای نیست با ما جان عزیز طالبان این بس بود عقلش تمیز

در شریعت شوق است خلاف شر شیطانی' شرط اسلام (آنچہ امر معروف شرم ۳) از نا فرمودۂ خدای تعالیٰ حلال خوردن و راست گفتن' گناہ صغیرہ و کبیرہ دانستن' علم دانش آموختن' فرض واجب سنت مستحب۔ ہر چہار حصار برگرد خود استادہ کردن و در میان قلعۂ عبادت توفیق رفیق بعون اللہ تعالیٰ در طریقت شرط شطاری است۔

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' جلد دوم' ص ۴۹: زبانی' ۲۔ حدیث نقل از فنائی ثمر اناشی'
۳۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' جلد دوم' ص ۴۹

درویشی درویشی کو کہتے ہیں نہ کی درپیشی درویشی ہوتی ہے۔

بیت باھوؒ

اگر کوئی پوچھے تو فقیر ہے تو بتا کہ فقیری کیا چیز ہوتی ہے۔ تو اسے کہہ دے کہ چلا جا اور اللہ تعالیٰ سے پوچھ! جو لامکان میں رہتا ہے۔

(اے طالب!) لوح محفوظ پر نگاہ ڈال کہ بزرگی کسے کہتے ہیں۔ فقیری باھوؒ پر ختم ہے۔ فقیری درویشی نہ گفتگو میں ہے اور نہ پڑھنے لکھنے میں اور نہ مسئلہ مسائل میں اور نہ حکایات خوانی میں ہے۔ بلکہ فقیری معرفت اور غرق توحید وحدانیت اور اپنی خودی میں محو ہونے اور ہوائے نفسانی اور معصیت شیطانی سے بیزار ہو جانے اور زبان بند کرنے' باادب رہنے' اور جہری اور خفیہ ذکر اذکار جاری رکھنے اور متشرع رہنے میں ہے۔ اور فقیری معرفت کے دریا میں غوطہ لگانے اور مقام لاہوت میں پہنچنے' دنیائے دوں سے توبہ کرنے اور ظالم اہل دنیا سے بیزار رہنے میں ہے۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ظالم اہل دنیا کا منہ دیکھتا ہے تو اس کے دین کا تیسرا حصہ سلب ہو جاتا ہے۔

یا رب العالمین! خواہشات نفسانی کا دریا تو نے انسان کے وجود میں بھر دیا ہے اور فرمایا ہے خبردار! یا الٰہی! تیری توفیق کے بغیر اس پر بند نہیں باندھا جا سکتا۔ خداوندا! تو نے نفس و شیطان کو انسان کا جانی دشمن بنا دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ ان سے جنگ کرو۔ یا الٰہی! میں ان دونوں دشمنوں کو ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ مجھے باطنی آنکھیں عطا فرما کہ میں ان ظاہری اور باطنی دشمنوں کو دیکھوں اور ان کے ساتھ جنگ کروں۔ الٰہی! تیری توفیق کی رفاقت درکار ہے۔ خداوندا! تو نے خود انسان کے وجود میں حرص و ہوا و طمع ڈال دیا ہے اور خود ہی فرمایا ہے کہ طمع ہرگز نہ کرنا۔ اے میرے مالک! تیرے فضل و کرم کے بغیر میں اس سے خلاصی نہیں پا سکتا۔

بیت باھوؒ

خداوند کریم کی ذات کے سوا ہمارے لئے کوئی چیز عزیز نہیں۔ طالبان حق اہل عقل و تمیز کو یہی کافی ہے۔

شریعت میں شوق و اشتیاق ہے' جو کہ شر شیطان کے سخت خلاف ہے اور یہ منزل طے کرنے کے لئے شرط اسلام ہے۔ اور اسلام نے نیک کام کرنے کا حکم دیا ہے اور برے کاموں سے

منع کیا ہے۔ اور حلال کھانے کا حکم دیا ہے۔ (اور حرام کھانے سے منع فرمایا ہے) اور سچ بولنے کا حکم فرمایا ہے (اور کذب بیانی سے منع فرمایا ہے) اور حکم دیا ہے کہ کبیرہ و صغیرہ گناہوں سے بچے۔ علم و دانش سیکھے' فرض' واجب' سنت' مستحب پہچانے۔ اور گرد اگر دان چاروں باتوں کی دیوار بنا کر توفیق اور مدد الٰہی کے ساتھ قلعہء عبادت کے درمیان میں بیٹھے۔ اور طریقت میں غفلت دور کر کے ہوشیاری اور چالاکی حاصل کرے۔

چنانچہ پریدن شہباز پریدہ در مقام مطلب رسید و حقیقت دلداریست۔ ہمہ اوست و ہرچہ بشود ہمہ از وست۔ دم مزن ای دوست۔ خَیْرِہٖ وَ شَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی خَمِرْ خَلْقِ اللّٰہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (و شر شیطان است تو کرا خواہی ۱) و در معرفت غمخواری است۔ ہر کہ عارف تراست عاجز ترست۔ ہر کہ حقیقت این چہار مقام نداند گاؤ خراست۔ از سلک سلوک تصوف (فقیر ۲) بی خبراست۔

بیت

ہر چہ بینی بد ازان من بدترم در غریبی بد تری حق یافتم

بدانکہ در ہریک مقام قبض بسط سکر است و در مقام طریقت سکر است۔ خدا پناہ بخشد۔ چنانچہ سکرات الموت مرگ مفاجات۔ عبد مبتدی و متوسط و منتہی علی الفور در طریقت در آید۔ احوال خود را بشناسد و بر خود نگہبان شود کہ در مستی درود خواند' سلامت بماند کہ شریعت بمثل دم و طریقت بمثل قدم و قدم آن زمان بردارد کہ نیت سیر سفر باشد۔ طریقت طریق راہ راگویند و در راہ تمام آب از غرقہ باید والانہ جان از لب بر آید (شریعت بمثل کشتی است و طریقت بمثل دریا ۳) ہمچون طوفان نوح زیر و بالا گرد بگرد موج بموج است۔ درین وقت مرشد دستگیر باید بمثل باد موافق شرطہ باید کہ از طغیانی موج مستی آب کشد۔ کشتی غرق خراب نگردد۔ و ہر طالبیکہ خراب شد' در ورطہء طریقت سکری عظیم پیدا شود در طریقت ہر کرا کشف و کرامات پیدا شود راہ زند در طریقت و ہر کرا طیر سیر پیدا شود در طریقت و ہر کرا حیرت سکر پیدا شود' در طریقت از گرمی ذکر سوختہ گردد مجذوب شود۔ در طریقت ہر کرا وسوسہ و خطرات خناس خرطوم پیدا شود' در طریقت ہر کرا دیوانگی و بی ہوشی و بی زاری از خانمان تارک الصّلوٰۃ پیدا شود' در طریقت ہر کرا جذب جلالی و جمالی پیدا شود' در طریقت و بعضی جذب طریقت زدہ دیوانہ شدہ در آب دریا غرق شدہ مردہ اند۔

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' جلد دوم' ص ۵۰' ۲۔ ایضاً'' ۳۔ ایضاً''

اور شہباز کی طرح اڑ کر مقام حقیقت میں پہنچے۔ اور حقیقت دلداری (کا مقام) ہے اور جو کچھ ہے' وہی ہے اور جو کچھ ہوتا ہے' اسی سے ہوتا ہے۔ اے دوست! اس راہ میں دم نہ مار۔ (اور صبر و شکر سے رہے) خیرو شر سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے' پر ایمان رکھے۔
خیر الخلائق جناب محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شر الخلائق شیطان لعین ہے۔ تو (ان دونوں میں سے) کس کو چاہتا ہے؟ اور معرفت میں غمخواری ہے۔ جو (طالب) جتنا زیادہ عارف ہوتا جاتا ہے' اتنا ہی زیادہ عاجز ہوتا جاتا ہے۔ اور جو شخص ان چہار مقامات کی حقیقت نہیں جانتا' گاؤ خر اور سلک سلوک و تصوف و فقر سے بے خبر ہے۔

بیت

تو جو بری چیز دیکھتا ہے' میں ان سب سے برا ہوں۔ اس بدترین غریبی میں میں نے حق کو پالیا ہے۔ (اے طالب!) جان لے کہ ہر ایک مقام (فقر) میں قبض' بسط و سکر ہے۔ اور مقام طریقت میں سکر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ فرمائے' کیونکہ اس کا سکر سکرات موت یا مرگ مفاجات سے کم نہیں۔ بندہ طالب خواہ مبتدی ہو' یا متوسط یا منتہی فی الفور مقام طریقت میں آجاتا ہے۔ اور اپنے حال احوال کو پہچان جاتا ہے اور اپنے آپ پر نگہبان ہو جاتا ہے اور مستی کی حالت میں بھی وہ درود شریف پڑھتا رہتا ہے۔ اس مقام سے سلامتی کے ساتھ گذر جاتا ہے' کیونکہ شریعت بمنزلہ جان کے اور طریقت بمنزلہ قدم کے ہے۔ اور قدم اس وقت اٹھاتا ہے جب کہ نیت سیرو سفر کی ہو۔ طریقت طریق راہ کو کہتے ہیں (یعنی طریقت ایک طریق راہ کا نام ہے) اور اس تمام راستہ کو پانی کے بغیر طے نہیں کر سکتے۔ راستہ میں مسافر کو پانی کا گھونٹ نہ ملے' تو مسافر کی جان نکل جائے گی۔ شریعت گویا کشتی ہے اور طریقت بمثل دریا کے ہے۔ اور گویا کہ کشتی طوفان نوحؑ میں پڑی ہوئی ہے۔ اوپر اور نیچے گرد بگرد موج اندر موج میں پڑی ہے۔ اس لئے اس وقت مرشد کامل کی ضرورت ہے جو مثل باد موافق کے راہبر ثابت ہو اور کشتی کو بتوفیق الٰہی طوفان سے باسلامت کنارے پر لے آئے۔ اور کشتی غرق و خراب نہ ہو جائے۔ ہر وہ طالب جو اس راہ طریقت میں پھنس گیا' تو پھر اس گرداب طریقت میں عظیم سکر پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کسی کو کشف و کرامات پیدا ہو جاتی ہے' تو پھر وہی طریقت میں اس کے لئے سد راہ بن جاتی ہے۔ کسی کو طریقت میں طیر و سیر حاصل ہوتی ہے اور کسی کو حیرت و سکر۔ اور کوئی طریقت میں حالت سکر سے سوختہ ہو کر مجذوب ہو جاتا ہے۔ طریقت میں کسی کے دل میں وسوسے و خطرات و خرطوم شیطان پیدا ہو جاتے ہیں۔ طریقت میں کوئی دیوانہ و بیہوش ہو

کر گھر بار اور خاندان سے بیزار ہو جاتا ہے اور تارک الصّلوٰۃ بن جاتا ہے۔ طریقت میں کوئی جذبۂ جلالی و جمالی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اور بعض جذب طریقت سے دیوانہ ہو کر دریا کے پانی میں غرق ہو کر مر گئے ہیں۔

و بعضی جذب طریقت خورده در طریقت خفه بدرخت گرفته مرده اند و بعضی روی بصحرا در آورده بی طعام و آب مرده اند۔ آتش سکر طریقت شب و روز طالب اللہ را چنان سوزد که نه شب خواب و قرار و نه روز آرام۔ خاکساری و چرم پوشی ذکر قلب خروشی در طریقت و سکرو مشرکی در طریقت۔
قسم طریقت دو شود یا طوق در گردنش لعنت یا طوق بندگی عبودیت ربوبیت و شرب از وصال بعد قرب در طریقت و در طریقت طمع لذت مدار۔ در مقام طریقت طالب چہل سال می باشد و اگر مرشد کامل مکمل است بطرفه زد احوال بیرون از طریقت بکشد۔ بمنزل مقام حقیقت و در حقیقت ادب است۔ خدای تعالیٰ را حضور دائم۔ وصال انیست نیک خصال با جمعیت باشد و پیش بکرم اللہ تعالیٰ مقامهای پیشین خود کشاده گردد و احتیاج هرگز نماند۔ اللہ بس ما سوی اللہ هوس۔ اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَالْکُفْرُ بَاطِلٌ۔

ابیات باھوؒ

خاکساری به بود آن خاکسار　　فرض واجب سنت او هم نگهدار
فرض دائم که با او سی و پنج　　فقر را این ره بود با پنج گنج

در طریقت ہر جوعات کلیه شود۔ چنانچه جن و ملائک و انس (زروا) مال' بلکه در حقیقت (۲) این رجوعات نیست۔ امتحان از باری تعالیٰ ہزاران ہزار طالبان بی شمار درین ورطہ طریقت خراب شده اند۔ از ہزاران (ہزار ۳) کس سلامت بساحل رسیده (۴) اند' بکرم خدای تعالیٰ و برکت کامل فقراء مرشد مہر بخش بمثل صلوٰۃ اللہ علیه سرور عالم که باین غریب بخشد' به برکت پیر که بهر ساعت دستگیر است۔ پیر که ناقص خود در مانده در طریقت مردار طلب دنیای دون زشت دست طالب کی تواند گرفت۔

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' جلد دوم' ص ۵۱' ۲۔ ایضاً": طریقت' ۳۔ ایضاً"' ۴۔ ایضاً": رسد

اور بعض جذب طریقت سے مغلوب ہو کر درختوں کے نیچے سوتے سوتے ہی مر گئے ہیں۔ اور بعض جنگل و صحرا میں جا کر فاقہ سے مر گئے ہیں۔ اور سکر طریقت کی آگ طالب کو اس طرح جلاتی ہے کہ نہ اسے رات کو نیند آتی ہے اور نہ دن میں اس کو قرار آتا ہے۔ راہ طریقت میں خاکساری' دلق پوشی اور ذکر قلبی وغیرہ حاصل ہوتی ہے۔ طریقت میں سکر اور شرک کا بھی عمل دخل ہے۔

اور طریقت میں دو باتیں ضرور ہوتی ہیں (یا تو شرک میں پڑ کر) طوق لعنت اپنی گردن میں ڈال لیتا ہے یا پھر مقام عبودیت و ربوبیت میں پہنچ کر طوق بندگی کے ساتھ وصال و استغراق حاصل کر لیتا ہے۔ اور طالب کو طریقت میں قرب خداوندی کے بعد عیش و عشرت اور لذات کا طمع نہ رکھنا چاہئے۔ اگرچہ مقام طریقت میں طالب چالیس سالوں تک یعنی مدتوں تک محنت و مشقت اٹھاتا رہے۔ ہاں البتہ اگر مرشد کامل و مکمل ہو' تو چشم زدن میں حال و احوال اور طریقت کی تمام منزلوں سے نکال دیتا ہے۔ اور مقام حقیقت میں داخل کر دیتا ہے۔ اور مقام حقیقت ہی دراصل ادب ہے۔

خداوند تعالیٰ کو حاضر ناظر جانے۔ یہی وصال ہے۔ اور طالب کو چاہئے کہ وہ نیک خصال اور دلجمعی کا مالک ہو اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی ہر وقت توقع رکھے۔ اس کے فضل و کرم سے تمام مقامات خود بخود کشادہ اور سہل ہو جاتے ہیں۔ اور پھر کسی چیز کی بھی احتیاج نہیں رہتی۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔ اسلام حق ہے اور کفر باطل ہے' کا سبق یاد رکھے۔

ابیات باھوؒ

خاکسار وہی اچھا ہے' جو ہمیشہ فرض و سنت یعنی احکام شریعت پر کاربند رہے۔

فرض بہتر وہی ہے جو پانچ نمازوں اور تیس روزوں کی صورت میں ہے۔ فقیر کو اس راہ میں یعنی شریعت پر عمل کرنے سے پانچ خزانے (یعنی کلمہء توحید' نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ) حاصل ہوتے ہیں۔ طریقت میں رجوعات کلی ہوتی ہیں' جیسے ملائک و انس و جن اور زر و مال۔ مگر در حقیقت یہ رجوعات نہیں ہیں۔ محض باری تعالیٰ کا اس میں امتحان ہوتا ہے۔ اس لئے ہزاروں طالب طریقت کی گرداب میں آکر خراب و خستہ حال ہو گئے ہیں۔ اور ہزارہا طالب اس منزل سے بفضل خداوند تعالیٰ اور فقرائے کاملین کی برکت سے سلامتی کے کنارے پر پہنچ گئے ہیں۔ مرشد (کامل) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح شفیق ہوتا ہے' وہ ہر وقت اس غریب کا معین و مددگار رہتا ہے اور مرشد ناقص جو خود راہ طریقت میں درماندہ ہے اور مردار دنیائے دوں زشت کے درپے ہر وقت رہتا ہے' وہ کس طرح سے طالب کی مدد کر سکتا ہے۔

بیت باھوؒ

او رہبر شود حق رہنما　　می رساند در ہمجلس مصطفیٰؐ

بدانکہ فقیر بی ریا و عالم بی طمع و غنی باسخا۔ فقیر را صبر مشکل و علماء را سخاوت مشکل و بادشاہ را عدل مشکل و قاضی را بی رشوت شدن مشکل' چنانچہ عام را کار خاصان مشکل۔ خاصان را کار عام مشکل۔ خاص فقیر۔ عام دنیادار(۱) اگر خاص را (زر مال ۲) تمام عالم بدھی' اختیار نکندو اگر عام را فقر (فاقہ ۳) مراتب غوثی قطبی بدھی اختیار نکند۔

قولہ' تعالیٰ: فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ (۴)

قولہ' تعالیٰ: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (۵)

ای لیعرفوا اہل یعبلون اہل عالم است و اہل یعرفون اہل عارف است۔ پس عابد مبتدی و عارف منتہی۔ پس مبتدی احوال منتہی چہ داند و شریعت نیز دو قسم است۔ شریعت اول اسلام است۔

قولہ' تعالیٰ: قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ (۶)

و شریعت انتہا احکام است۔ قولہ' تعالیٰ: وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ (۷)

اول طریقت طریق طی است' چون بحقیقت حق رسد حضور بادشاہ مجازی رو برو است۔ منتظر ہمہ کس روی بسوی ادب لب برلب بستہ خاموش۔ و پیش از معرفت شریعت احکام است کہ شریعت مقام الہام است۔ آواز ظاہر چنانچہ پیغام بیک کس دھد۔ این مراتب پیغمبرانست و پیش از شریعت پیغام طریقت انعام است مقام خاص الخاص نہ عام نہ آن طریقت بس است بیابانی عشق توحید الٰہی۔ ہر کہ درین طریقت است' عارف باللہ شود و عاشق اللہ واصل فی اللہ معارف صاحب عفو۔ این طریق طریقت وحدانیت است (لانہایت ۸)۔

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' جلد دوم' ص ۵۱: دنیا زر' ۲۔ ایضاً'' ۳۔ ایضاً'' ۴۔ سورہ الشوریٰ' ۴۲: ۷' ۵۔ سورہ الذاریت' ۵۱: ۵۶' ۶۔ سورہ الکہف' ۱۸: ۱۱۰' ۷۔ سورہ النجم' ۵۳: ۳' ۸۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' جلد دوم' ص ۵۲

بیت باھوؒ

اگر رہبر حق کی رہنمائی کرنے والا یعنی کامل و مکمل ہو' تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مجلس میں پہنچادیتا ہے۔

(اے طالب!) جان لے کہ فقیر کو بے ریا اور عالم کو بے طمع اور غنی باسخا ہونا چاہئے۔ فقیر کے لئے صبر' علماء کے لئے سخاوت اور بادشاہ کے لئے عدل اور قاضی (حاکم) کے لئے رشوت سے بچنا مشکل ہے۔ جیسا کہ عوام کو خاص لوگوں کا کام اور خاص کو عوام کا کام مشکل ہے۔ خاص کیا چیز ہے۔ فقیر ہے اور عام کیا چیز ہے' وہ دنیا دار ہے۔ اگر خاص کو تمام دنیا کا زر و مال دے دیا جائے' تو وہ ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ اور اگر عام کو فقر فاقہ سے مراتب غوثی و قطبی دیئے جائیں' تو وہ بھی اختیار نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ کہ ایک فرقہ جنت میں اور ایک فرقہ دوزخ میں ہے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سب کو بلا کسی خصوصیت کے اپنی عبادت و معرفت حاصل کرنے کے لئے پیدا کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ہم نے جن و انس کو پیدا نہیں کیا' مگر صرف اس لئے کہ وہ ہماری عبادت کریں"۔ اہل عبادت علمائے دین کے زمرہ سے مراد ہے۔ یعنی عالم عابد اور اہل معرفت عارفوں کے زمرہ سے مراد ہے۔ یعنی عارف باللہ۔ پس عابد مبتدی ہوتا ہے اور عارف باللہ منتہی ہوتا ہے۔ پس مبتدی منتہی کے احوال سے کیونکر واقف ہو سکتا ہے؟

اور اسی طرح شریعت کی بھی دو حالتیں ہیں۔ اول اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "تو کہہ کہ میں بھی تمہاری طرح انسان ہی ہوں' مگر مجھے یہ خصوصیت ہے کہ خدا کی طرف سے میرے پاس وحی آتی ہے"۔

دوسرا حکم شریعت انتہائے احکام ہے' یعنی جو اہل شریعت حکم دے' اس کی تعمیل پورے طور پر کی جائے۔ اور صاحب حکم کے احکام پر بایں معنی اعتقاد رکھا جائے:۔ "ہمارا پیغمبرؐ اپنے جی سے کچھ نہیں کہتا' بلکہ وہ صرف ہماری وحی ہوتی ہے"۔

یہی حال طریقت کا ہے کہ اول طریقہ طے مراتب ہے۔ جب فقیر حقیقت کو پہنچ جاتا ہے' تو بادشاہ مجازی کے روبرو اس کو حضوری حاصل ہوتی ہے۔ (اس مقام مشاہدہ میں) تمام لوگ اس بات کے منتظر ہوتے ہیں کہ وہ فقیر ادب سے دست بدستہ خاموش رہے اور جب معرفت حاصل کرلے' تو پھر بھی شریعت کے احکام کو قائم رکھے' کیونکہ شریعت الہامات کا ذریعہ ہے۔ اور اس مقام میں ہاتف سے آواز آتی ہے اور گویا کہ یہ الہام پیغام ہے' جیسا کہ ایک کا پیغام دوسرے کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ اور یہ مراتب پیغمبروں کے ہوتے ہیں۔ پس جب کہ وہ ان مراتب

کو پہلے طے کرلیتا ہے' تو پھر اس کو یہ انعام حاصل ہوتے ہیں۔ چونکہ شریعت کی تعمیل کے بعد یہ فضل اور انعام حاصل ہونا لازم ہے اور یہ مقام خاص الخاص کا ہے۔ نہ عام کا اور مرتبۂ طریقت نہایت بلند ہے۔ اس کے بعد عشق توحید الٰہی ہے۔ جو اس مقام پر پہنچتا ہے' عارف باللہ' واصل الی اللہ معارف صاحب عفو ہوتا ہے۔ یہ طریقہ طریقت وحدانیت کا ہے' جس کے انتہا کی انتہا نہیں۔

بیت

وحدت اندر وحدت اندر وحدت است　　　ہر کہ بیند غیر وحدت آن بت است(۱)

قال علیہ السلام: مَاشَغَلَکَ عَنِ اللّٰہِ وَ ھُوَ صَنَمُکَ(۲)

فقر شریعت فقر طریقت فقر حقیقت فقر معرفت۔ نیز منتہی فقر شریعت فقر طریقت عاشق اللہ فقیر لاسوی اللہ۔ باھُوؒ فقر یک بحر است و آن پر قاتل زہر است۔ ہر کہ باین بحر رسید۔ ساغر از آن بحر چشید۔ بہ چشیدن مرد شہادت یافت نمرد (مقام ۳) مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا بردو خود را بخدای خود سپرد۔ قولہ تعالیٰ: وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ(۴)

بدانکہ حضرت ابابکر صدیقؓ شریعت است و حضرت عمر خطابؓ طریقت است، حضرت عثمانؓ حقیقت است و حضرت علی کرم اللہ وجہہ معرفت است و حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر است۔ و حضرت ابابکر صدیقؓ صدق است و حضرت عمر خطابؓ عدل است بانفس و حضرت عثمانؓ حیا است و حضرت علیؓ جودو کرم است و حضرت پیغمبرؐ صاحب فقر است و حضرت ابابکر صدیقؓ باد است و حضرت عمر خطابؓ آب است و حضرت عثمانؓ آتش است و حضرت علیؓ خاک است و حضرت پیغمبرؐ صاحب عناصر جان است انسان است۔ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَ اَنَا سِرُّہٗ (۵) انسان پیغمبر علیہ السلام صاحب دیگر ہمہ مراتب بمراتب۔

بیت باھُوؒ

صدیقؓ صدق و عدل عمرؓ پر حیا عثمانؓ بود　　　گوئی فقرش از پیغمبر شاہ مردان می ربود

رسید بمطلب خود(۶) رسید کہ از ہر دو جہان گشت آزاد۔

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۵۲: بت پرست، ۲۔ حدیث، ۳۔ عین الفقر، ص ۵۲، ۴۔ سورہ المومن، ۴۰: ۴۴، ۵۔ حدیث، ۶۔ عین الفقر، ص ۵۲: بمراد۔

بیت

وہاں تو وحدت ہی وحدت ہے' جو کوئی وحدت کے سوا کچھ سمجھے' وہ بت پرست ہے۔
چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ارشاد فرمایا: "جو چیز کہ تجھ کو خدا کی طرف سے ہٹادے' وہی تیرا بت ہے۔"
(اور جان لینا چاہئے کہ فقر کیا ہے؟) فقر شریعت ہے' فقر طریقت ہے' فقر حقیقت ہے اور فقر معرفت ہے۔ اور فقر معرفت منتہی ہے اور نہ ہی شریعت کے بغیر فقر طریقت حاصل ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی فقر اللہ تعالیٰ کے عشق کے بغیر حاصل ہو سکتا ہے۔ اے باھوؒ! فقر ایک گہرا سمندر ہے۔ اور وہ زہر قاتل سے بھرا ہوا ہے۔ جو شخص اس سمندر تک پہنچتا ہے' اس سمندر سے پیالے بھر بھر کر پیتا ہے۔ اگر اس نے چکھ لیا اور مر گیا تو جانو اس نے شہادت کا درجہ پایا۔ اور اگر نہ مرا (اور زندہ رہا) تو مقام "مرنے سے پہلے مرجاؤ" طے کیا۔ اور اپنے آپ کو خدا کے سپرد کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "میں نے اپنا کام خداوند تعالیٰ کو سونپا"۔

لطیفہ

حضرت ابو بکر صدیقؓ شریعت ہیں اور حضرت عمر خطابؓ طریقت ہیں۔ اور حضرت عثمانؓ حقیقت ہیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہ' معرفت ہیں۔ اور جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سر ہیں۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ صدق ہیں۔ اور حضرت عمر خطابؓ عدل ہیں۔ اور حضرت عثمانؓ حیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہ' جود و کرم ہیں۔ اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فقر ہیں اور حضرت ابو بکر صدیقؓ ہوا کی طرح ساتھ ہیں۔ اور حضرت عمر خطابؓ پانی کی طرح رقیق القلب ہیں اور حضرت عثمانؓ آگ کی طرح تیز اور گرم مزاج ہیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہ' خاک کی طرح منکسر المزاج ہیں۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بمنزلہ اربع عناصر کے انسان کامل کی جان ہیں۔ "حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ایک کامل انسان ہیں اور خداوند کریم کے سر ہیں۔ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم انسان کامل ہیں اور باقی لوگ حسب مراتب تقریب رکھتے ہیں۔

بیت باھوؒ

حضرت صدیق اکبرؓ صدق تھے۔ اور حضرت عمرؓ عدل تھے۔ اور حضرت عثمانؓ حیا سے پر تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے شاہ مرداں یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہ' نے فقر کی

بیت

باھوؒ بی سری سیری کنم در لامکان　　　　کی تواند کرد وصف عاشقان

چون درین مقام عاشق باللہ فقیر فنافی اللہ رسد۔ مراقبہء او ہمچون شود کہ چون چشم خود را پوشد' ہر جاکہ میخواھدی رسد۔ چون چشم ظاہر واضح کند' خود را ظاہر و باطن ہمون جا بیند و بہر مجلس مقام کہ خواہد در آن می نشیند۔ در طریقت منتہی رسد۔ در طریقت مبتدی و منتہی چہ فرق است۔ مبتدی طریقت رو برو و منتہی طریقت بیخود خود را بخدای سپرد و در مقام کبریا تماشا بین حق الیقین' نہ خدا و نہ از خدا جدا۔

بیت

باھوؒ بہار خوش با یار است　　　　بی یار بہار چہ کار است

این ہمہ خوار بازیرش آزار است۔ چنانچہ دنیا گران بار است و مفلس فی امان اللہ سبکسار است۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ۔ در یک نکتہ ہزار کتاب است و در ہزار کتاب یک نکتہ نگنجد کہ اسم اللہ یک حرف است و ہر دو جہان (بنام ا) تصدق او یک طرف است۔

انسان سہ قسم است اہل محجوب حیوان ناطق و اہل مجذوب و اہل جذب احمق مجنون مراتب اہل محبوب انسان مراتب پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم' چراکہ جعل را خوشبوی آب گلاب طیب عنبر خوش بمیرد' چنانچہ اہل طیب انسان از بدبو مردار جان بلب رسد۔ پس فقیر ہمنشین اہل اللہ' اہل علم بمثل اہل خوشبو است و اہل دنیا بمثل جعل مردار است' بدبو و بدگو۔ بدانکہ تمام عالم سہ قسم است۔ یک قسم فقراء کہ ایشان را اللہ تعالیٰ ذکر فکر وصال حضور فنا بقا توحید' عشق محبت ساغر مستی داد و از غیر ماسوی اللہ می خیزد و دیوانہ ساخت' کہ بجز طلب مولیٰ در طلب دیگر نباشد۔ طالب مولیٰ مذکر۔ دوم قسم عالم علم حلم عمل' تقویٰ بخشید۔ صاحب خرد اہل شعور علماء وارث الانبیاء بحوالہ پیغمبرؐ صاحب ساخت۔ قول و فعل بمقدم نبی صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تارک دنیا۔ سیوم قسم دنیا و زینت دنیا زر درم اشیاء ایشان بحوالہ کفار منافق

ا۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی' جلد دوم' ص ۵۳

دولت پائی۔
فقر اس مقام پر پہنچ کر دونوں جہاں سے آزاد ہو جاتا ہے

بیت

اے باھوؒ! عاشقوں کی صفات کیسے بیان کی جا سکتی ہیں۔ وہ تو بغیر سر یعنی حواس خمسہ کے لامکان کی سیر کرتے ہیں۔
جب فقیر فنانی اللہ عاشق باللہ اس مقام پر پہنچتا ہے (تو اس کا مراقبہ کامل ہو جاتا ہے) اس کے مراقبہ کی کیفیت اس طرح ہو جاتی ہے کہ جب وہ مراقبہ میں اپنی آنکھیں بند کرے' تو جہاں چاہے چلا جائے۔ اور جب ظاہری آنکھیں کھولے' تو اپنے آپ کو ظاہر و باطن میں وہیں دیکھے اور یہ شخص ہر مقام اور ہر مجلس میں جہاں چاہے پہنچ سکتا ہے (اور جب یہ طاقت حاصل ہو گی تو) تو انتہائے طریقت پر پہنچ گیا۔
طریقہء مبتدی اور طریقہ منتہی میں کیا فرق ہے؟ فرق یہ ہے کہ طریقت کا مبتدی ہر چیز کا مشاہدہ کرتا ہے اور طریقت کا منتہی اپنے آپ کو خدا کو سونپتا ہے اور مقام کبریا میں حق الیقین کا تماشا دیکھتا ہے۔ یہ شخص نہ تو خدا ہوتا ہے اور نہ (کسی وقت) خدا سے جدا ہوتا ہے۔

بیت

اے باھوؒ! بہار تو اس وقت ہی اچھی لگتی ہے' جب کہ یار پاس ہو۔ بغیر یار کے بہار کا کیا فائدہ ہے؟
جن لوگوں نے یار کی رضامندی کے بغیر باغ بہاروں کے ساتھ محبت لگائی' وہ ذلیل و خوار ہوئے اور آزار میں پڑ گئے۔ اسی لئے اہل دنیا بار گراں میں پڑے ہوئے ہیں اور اہل اللہ مفلس۔ جنہوں نے دنیا کو ترک کیا وہ سبکساری اور امن میں ہیں۔ لہٰذا مفلس فقیر فنانی اللہ خداوند تعالیٰ کی حفظ و امان میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص سے پناہ دے' جو خود بے عمل ہو اور لوگوں کو تلقین اور وعظ کرتا ہو۔
ایک نکتہ ہزار کتاب کے برابر ہے' بلکہ اس کی تفصیل ہزار کتابوں میں نہیں سما سکتی۔ اسی طرح اسم اللہ ایک حرف ہے اور دونوں جہان اس کے نام کی تصدیق کرتے ہیں اور اس پر قربان ہیں۔
انسان تین قسم کے ہیں۔ اول اہل حجاب حیوان ناطق ہیں۔
دوم' اہل جذب' احمق و مجنون ہیں۔

سوم' اہل محبوب' مقام محمدیؐ کو طے کئے ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس ایک جعلی شخص آب گلاب کی خوشبو اور پاکیزہ خوشبودار عنبر کو سونگھ کر مرجاتا ہے' جیسے کہ ایک پاکیزہ انسان مردار کی بدبو سے جان بلب ہو جاتا ہے۔ پس فقیر ہمنشین اہل اللہ اور اہل علم خوشبو کی مانند ہیں اور اہل دنیا بدگو اور بدبو مردار کی مانند ہیں۔

جان لے کہ تمام عالم تین قسم پر ہیں۔ اول : فقراء کہ جنہیں اللہ تعالیٰ ذکر' فکر' وصال حضور' فنا' بقا' توحید' عشق و محبت' ساغر مستی عطا کرتا ہے اور غیر ماسوائے اللہ سے جدا کرکے اپنے قرب میں جگہ دیتا ہے اور اپنا دیوانہ بناتا ہے' کہ طلب مولیٰ کے بغیر کسی دوسرے کی طلب نہیں رہتی۔ طالب المولیٰ مذکر۔

دوم : اہل علم و حلم کہ خداوند تعالیٰ انہیں علم و عمل و تقویٰ عطا فرماکر اہل خرد و صاحب شعور بناتا ہے' جن سے وہ بحوالہ رسول اکرمؐ کے العلماء ورثۃ الانبیاء کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے قول و فعل کو سنت نبویؐ کے مطابق کرتے ہیں۔ اور قدم بقدم طریقۂ محمدیؐ پر چل کر تارک الدنیا ہو جاتے ہیں۔

سگ خوک خر ساخت از خود دور انداخت۔ پس طالب درین معاملات خود منصف حق شناس باشد کہ از کدام قسم جسم است۔ بدانکہ فقیر دو قسم است' تارک الدنیا' تارک و فارغ دنیا۔ پس تارک دنیا چیست و فارغ دنیا کیست۔ تارک آن نیست کہ فقیر شود از بہر جمع کردن دنیا کہ از دنیا ترک تارک فرق و با اہل دنیا اخلاص۔ پس این تارک دنیا نیست۔ صاحب لباس بازار خود را میفروشد بدنیا نحاس' نہ فقر خاص۔

قال علیہ السلام :۔ تَرْکُ الدُّنْیَا اِلَی الدُّنْیَا(۱) یعنی بعضی فقیر درویش فقیر را ترک دنیا از برای دنیا۔ فقیر تارک فارغ آنست کہ تارک از دنیا و اہل دنیا۔ فقیر آنست کہ آنچہ بہ نذرش آید۔ بہ نذر خدای تعالیٰ دھد۔ ہر کہ این صفت دارد' فقیر سلطان العارفین است۔ چون فقیر را تارکی فارغی دنیا بالکل مطلق رو دھد و صاحب جمعیت گردد' خواہ ساکن قائم مقام' خواہ ہمیشہ در سیر سفر باشد۔ (فقیر۲) سلطان العارفین شاہ جاودانی ہمین را گویند۔ ہر کہ اول در مد نظر خدا است' بجز خدا تعالیٰ آن را در نظرش دنیا خوش نیاید۔ براہ مولیٰ دھد۔ بدانکہ(۳) حضرت ابراہیم خلیل اللہ را از قبیلہ بیگانہ کفار با خود یگانہ ساخت و ابو جہل را از قبیلہ یگانہ در کعبہ بیگانہ انداخت۔ نظم

مرا روز ازل ز خیل عشاقان نوشت ہجران زدہ را چہ مسجد چہ کنشت چہ دوزخ چہ بہشت
اگر گیتی سراسر باد گیرد چراغ مقبلان ہرگز نمیرد
چراغی را کہ ایزد بر فروزد ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

بدانکہ این دو کس بی نیاز اند۔

بیت

بادشاہان و گدایان این دو قومی عجب اند
کہ نبودند و نباشند بفرمان کسی

۱۔ حدیث'۲۔ عین الفقر جلد دوم' ص ۵۴'۳:۔ ایضاً: تمثیل

سوم: اہل دنیا و زینت دنیا و طالب زر و مال کہ کافروں اور منافقوں کی تقلید کر کے حرص و ہوس میں پڑتے اور اپنے آپ کو (راہ راست سے) دور پھینک دیتے ہیں۔ پس طالب خدا ان معاملات میں خود منصف اور حق شناس ہوتا ہے کہ وہ کس قبیل سے ہے۔
یاد رہے کہ فقیر کی بھی دو قسمیں ہیں۔ تارک از دنیا و فارغ از دنیا۔ پس تارک دنیا کیا ہے اور فارغ دنیا کون ہے؟ فقیر تارک دنیا وہ نہیں ہے جو دنیا جمع کرنے کے لئے فقیر بن جائے اور دنیا کا تارک اور فارغ کہلائے' مگر اہل دنیا سے محبت رکھے۔ پس یہ تارک دنیا نہیں ہے' جو اپنا فقیری کا لباس تنک سکوں کے عوض بازار میں فروخت کرتا پھرے۔ یہ فقر خاص نہیں ہے۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا ارشاد ہے: "دنیا کے لئے دنیا ترک کرو۔" یعنی بعض فقیر درویش دنیا کو ترک کرتے ہیں (واقعی) دنیا کے لئے۔ فقیر تارک فارغ ہے جو دنیا اور اہل دنیا دونوں کو ترک کر دے۔ فقیری یہی ہے کہ جو کچھ اس کی نذر ہو' وہ سب خدا کی نذر کر دے۔ جو شخص یہ صفت رکھتا ہے' وہ فقیر سلطان العارفین ہے۔ جب فقیر پوری طرح دنیا سے تارک فارغ ہو جاتا ہے' تو اسے دلجمعی خاطر حاصل ہوتی ہے' خواہ وہ کسی ایک جگہ مقیم ہو یا ہمیشہ سیر و سیاحت میں رہے۔ فقیر سلطان العارفین شاہ جاودانی اسی کو کہتے ہیں۔ جس شخص کو ہمیشہ خداوند تعالیٰ مدنظر ہو' تو پھر اسے خداوند تعالیٰ کے بغیر دنیا کی کوئی چیز اچھی نہیں لگتی۔ بلکہ وہ (ہر عزیز چیز) راہ مولیٰ میں دے دیتا ہے۔
تمثیل:۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو کفار کے بیگانہ قبیلہ سے ہوتے ہوئے اپنے ساتھ یگانہ کر لیا اور ابو جہل کو اپنے قبیلہ سے یگانہ ہونے کے باوجود کعبہ سے بیگانگی ہوئی۔

نظم

اللہ تعالیٰ نے مجھے روز ازل میں ہی عاشقوں کے گروہ میں لکھ دیا ہے۔ ہجر زدہ کو مسجد اور بت خانہ اور دوزخ اور بہشت برابر ہیں۔
اگر دنیا میں ہر طرف آندھیوں کا زور ہو جائے' تو بھی مقبولان بارگاہ خدا کا چراغ نہیں بجھتا۔
جس چراغ کو اللہ تعالیٰ روشن کر دے' اسے جو کوئی بجھانا چاہے' اس کی داڑھی جل جاتی ہے۔ یعنی رسوا ہو جاتا ہے۔
جان لے کہ یہ (درج ذیل) دو قسم کے انسان بے نیاز ہیں۔

بیت

دنیا میں دونوں قومیں سلاطین و فقراء بے نیاز ہیں۔ وہ نہ کسی کے زیر فرمان رہے ہیں اور نہ رہیں گے۔

فقیر از برای این بی نیاز اند کہ بہشتیں بی نیاز اند و بادشاہان بی نیاز اند بزر و مال فانی و بادشاہی فقراء باقی جاودانی۔ بدانکہ چون اہل نار در دوزخ فریاد کنند و اہل بہشت با حور و قصور آرام گیرند در بہشت۔ فقراء طالب دیدار (چنان۱) جزع فزع فریاد کنند از آتش عشق ہجر کہ از فریاد اہل دیدار اہل بہشت و اہل دوزخ حیران مانند و فریاد ایشان بحضور حق رسد' حکم شود کہ شما را مدخل بہشت کردیم' چنانچہ اہل بہشت آرام گرفتہ اند' شمانیز آرام بگیرید۔ اہل دیدار عرض کنند خداوندا! بہشت نیز مرا دوزخ است' بجز دیدار تو ہجران آتش عشق محبت تو در دل چنان سوزان است۔ اگر یک آہ کشم۔ بہشت نیز سوختہ گردد۔ ما مشتاق دیدار بہشت بر ما مردار است۔ بعد ازان حکم دیدار شود۔ حق سبحانہ' و تعالیٰ بفرماید کہ بسیار رنج کشیدہ اید بجہت دیدار۔ بہ بینید دیدار کہ از شما دریغ ندارم۔ چون اہل دیدار را دیدار حاصل شود۔ سالہا سال مست افتادہ باشند۔ مستی فقراء از آن مستی است۔ نشانی دیدار است۔ چنین آوردہ اند کہ روزی مہتر عیسیٰ علیہ السلام دنیا را دید۔ بصورت بیوہ زن چادر رنگین بر سر افگندہ' پشت دو تا کردہ' یک دست بہ حنا نگار کردہ و دست دوم باخون آلودہ۔ مہتر عیسیٰ گفت: ای ملعون! پشت دو تا چیست۔ گفت: یا روح اللہ! پسر کشتہ ام۔ پشتم دو تا شدہ است۔ گفت: این چادر رنگین چیست؟ گفت: دلہای جوانان بدین می فریبم۔ گفت: دست خون آلودہ چیست؟ چرا کردہ ای؟ گفت: شوہر خود را الحال کشتہ ام۔ گفت: دست دیگر نگار کردہ چیست؟ گفت: ہمین ساعت شوہر خود دیگر کردہ ام۔ مہتر عیسیٰؑ در تعجب شد۔ گفت: ای مہتر عیسیٰ علیہ السلام! ازین تعجب تر آنست کہ پدر را میکشم۔ پسر بر من عاشق شود و اگر پسر را میکشم' پدر بر من عاشق می شود۔ و اگر برادر یکی را می کشم' برادر دیگر جویای من می شود۔ ای روح اللہ! از ہمہ تعجب تر آنست کہ چندین ہزار (شوہر۲) کشتم' ہرگز روی بمرگ از من کسی ترس نکردہ است و ہر کہ می خواست مرا مرد نبود۔ ہر کہ مرد بود مرا نخواست و ہر کہ مرا بخواست' من او

۱۔ عین الفقر جلد دوم' ص ۵۴' ۲۔ ایضاً"

فقراء اس وجہ سے بے نیاز ہیں کہ بے نیاز کے ہمنشین ہوتے ہیں۔ اور سلاطین اس لئے بے نیاز ہوتے ہیں کہ فانی مال و زر کی محبت میں مست رہتے ہیں۔ (اس کے برعکس) فقراء کی بادشاہت باقی رہنے والی اور جاودانی ہے۔ (اے طالب!) جان لے کہ جب دوزخی دوزخ میں فریاد کریں گے اور اہل بہشت حور و قصور کے ساتھ آرام کرتے ہوں گے' تو فقرائے طالب دیدار آتش عشق ہجر سے ایسی گریہ و زاری اور فریاد کریں گے کہ اہل بہشت اور اہل دوزخ دونوں حیران رہ جائیں گے۔ اور ان کی فریاد حق تعالیٰ کی حضوری میں پہنچے گی۔ حکم ہو گا کہ ہم نے تم کو بہشت میں داخل کیا ہے۔ جس طرح اور اہل بہشت آرام کر رہے ہیں' تم بھی آرام کرو۔ اہل دیدار عرض کریں گے کہ خداوندا! بہشت بھی ہمارے لئے دوزخ ہے' تیرے دیدار کی جدائی سے اور تیرے عشق و محبت کی آگ کی وجہ سے دل میں ایسی تپش ہو رہی ہے کہ اگر ہم ایک آہ نکالیں' تو تمام بہشت بھی جل کر خاک بن جائے۔ ہم لوگ تیرے دیدار کے مشتاق ہیں۔ بہشت ہم پر حرام ہے۔ بعد ازاں دیدار کا حکم ہو گا۔ حق سبحانہ' و تعالیٰ فرمائے گا کہ تم نے دیدار کی خاطر بہت رنج اٹھایا ہے۔ دیدار سے شرف حاصل کرو' کیونکہ میں تم سے دیدار کے معاملہ میں دریغ نہیں کروں گا۔ جب اہل دیدار کو دیدار حاصل ہو گا۔ تو وہ سالہا سال مست پڑے رہیں گے۔ فقراء کی مستی اسی کے دیدار کی مستی کی نشانی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا کو بیوہ عورت کی صورت میں دیکھا کہ وہ سر پر ایک رنگین چادر اوڑھے ہوئے ہے۔ اس کی پیٹھ جھکی ہوئی ہے۔ ایک ہاتھ مہندی سے رنگا ہوا ہے اور دوسرا ہاتھ خون سے آلودہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔ اے ملعون! تیری پیٹھ کیوں جھکی ہوئی ہے؟ کہنے لگی۔ اے روح اللہ! میں نے اپنے بیٹے کو قتل کر دیا ہے' اس لئے میری پیٹھ جھک گئی ہے۔ آپ نے پوچھا: یہ رنگین چادر کیوں اوڑھی ہے؟ کہنے لگی: کہ میں اس سے نوجوانوں کے دلوں کو فریب دیتی ہوں۔ آپ نے دریافت کیا۔ تو نے اپنا ہاتھ خون سے کیوں رنگا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے ابھی اپنا شوہر مار ڈالا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ دوسرا ہاتھ مہندی سے کیوں رنگا ہے؟ کہنے لگی: میں نے اسی وقت دوسرا شوہر کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تعجب میں ہوئے۔ کہنے لگی۔ اے روح اللہ! اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ اگر میں باپ کو مار ڈالوں' تو بیٹا مجھ پر عاشق ہو جاتا ہے اور اگر بیٹے کو مار ڈالوں' تو باپ مجھ پر عاشق ہو جاتا ہے۔ اور اگر ایک بھائی کو مار ڈالوں' تو دوسرا بھائی میرا خواہشمند ہو جاتا ہے۔ اے روح اللہ! اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ میں نے ہزاروں شوہر مار ڈالے ہیں' مگر میں نے کسی ایک کی موت پر بھی ہرگز ترس نہیں کھایا۔ اور جس کسی نے مجھے چاہا وہ مرد نہ تھا۔ اور جو کوئی مرد تھا۔ اس نے مجھے نہیں چاہا۔ اور جس نے

را نخواستم۔ ہر کہ مرانخواست' من اورا نخواستم کہ متاع دنیا شیطان است۔ چون کسی دست بدنیا درم زد' آن را ابلیس ملعون می گوید کہ ایمان و دین خود را بمن دھد کہ دنیا درم متاع من است۔ ہر آنکس دست در متاع من زند کہ او در دین من بیاید۔ صاحب معصیت شود۔ از دین محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم برگشتہ باشد۔ این فقیر (باھوؒ)(۱) میگوید۔ آنچہ در دنیا زر و مال' سیم و زر و آنچہ اعمال اہل دنیا جمع (۲) مال زکوٰۃ' تلاوت قرآن شریف' تصرف خیرات علم فقہ مسائل و آنچہ ظاہر فی الدارین است۔ اگر تمامی جمع کنی' بمقابلہ یکدم فقر فاقہ عشق اہل محبت نرسد کہ این در معرض زوال است۔ دم فقیر لازوال کہ ایشان اہل مزدور و در فقر اہل حضور مذہب ملت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چیست؟ مذہب مزارع بہشت' مزارع چیست؟ آنچہ تخم کارد' بدرود۔

قال علیہ السلام: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ(۳)

رافضی خارجی فاسق اہل دنیا را مذہب چہ کند۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در مذہب حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ تارک الدنیا طالب اللہ نہ طالب دنیا بخیل اہل خطرات خلل خراب و مذہب امام اعظم است۔ بدانکہ بر درم دنیا مہر زدند و شیطان برداشت و بر پیشانی خود نہاد و درم دنیا را گفت: ہر کہ ترا دوست دارد' بندۂ من است۔ ای عزیز! اگر می خواہی کہ بخدا عزوجل برسی' این بلا درم دنیا کہ ہمچون کوہ قاف است' از سر باید انداخت۔ و این طوق لعنت از گردن دور باید کرد و از سلسلۂ شیطانی سر باید کشید۔ بندہ را نباید کہ فقر فاقہ محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نعمت خدای تعالیٰ را بگذارد و ہمچون سگی دنبال استخوان بگردد۔ آن را بندہ نتوان گفت' بلکہ سگ است۔

۱۔ عین الفقر جلد دوم' ص ۵۵' ۲۔ ایضاً' : ج' ۳۔ مشکوٰۃ شریف

مجھے چاہا' میں نے اسے نہیں چاہا۔ (اور) جس نے مجھے نہیں چاہا' میں نے اس کو چاہا' کیونکہ دنیا شیطان کی متاع ہے۔ جس کسی نے دنیا و درم کی طرف ہاتھ بڑھایا' اس کو ملعون شیطان کہتا ہے کہ اپنا دین و ایمان مجھ کو دے دے' کہ دنیا و درم میری پونجی ہے۔ جو کوئی میری متاع میں ہاتھ مارے' اسے چاہیئے کہ میرے دین میں آجائے۔ اور صاحب معصیت ہو جائے۔ اور دین محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پھر جائے۔ یہ فقیر باھوؒ کہتا ہے کہ دنیا کا مال و زر' اور اہل دنیا کے اعمال' حج' مال زکوٰۃ' تلاوت قرآن شریف' خیرات' علم فقہ مسائل اور جو کچھ عبادت ظاہری سے تعلق رکھتا ہو۔ اگر ان سب کو جمع کرو تو ▪ فقیر صاحب فقر و فاقہ و اہل عشق و محبت کے ایک سانس کے برابر بھی نہیں پہنچتے۔ کیونکہ یہ سب معرض زوال میں ہیں۔ دم فقیر لازوال ہے اور وہ لوگ مزدور اور فقر اہل حضور ہے۔ فقر مذہب و ملت محمدیؐ ہے۔ مذہب محمدیؐ' بہشت کی کھیتی ہے۔ کھیتی کیا ہے؟ کاشتکار جو کچھ اپنے کھیت میں بوتا ہے' فصل پر وہی کاٹتا ہے۔ اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے: دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

رافضی' خارجی' فاسق اہل دنیا کو مذہب سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام مذہب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر تارک الدنیا اور طالب رب جلیل رہے۔ نہ کہ طالب دنیا' کیونکہ یہ دنیا نہایت بخیل و خطرناک اور مذہب امام اعظمؒ کو بدنام و خراب کرنے والی ہے۔

اے طالب! جان لے کہ درم دنیا پر مہر لگا دی گئی' تو شیطان نے اسے اٹھا کر اپنی پیشانی پر رکھ لیا۔ اور دنیا سے کہنے لگا' جو کوئی تجھے دوست رکھے گا' وہ میرا بندہ ہے۔

اے عزیز! اگر تو خدائے بزرگ و برتر تک پہنچنا چاہتا ہے' تو اس درم دنیا کی بلا کو جو کہ کوہ قاف سے بھی زیادہ فزوں ہے' سر سے اتار ڈال۔ اور اس دنیا کی محبت کے طوق لعنت کو گردن سے نکال ڈال اور شیطان لعین کی زنجیر سے سر باہر کھینچ لے۔

بندے کو نہیں چاہیئے کہ وہ فقر و فاقہ محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو کہ نعمت خداوندی ہے' کو چھوڑ دے۔ اور ایک کتے کی طرح ہڈیوں کے پیچھے چکر کھاتا پھرے۔ ایسے شخص کو بندہ نہیں کہہ سکتے' بلکہ وہ کتا ہے۔

قال علیہ السلام: اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّ طَالِبُھَا کِلَابٌ (۱)

وجیفہ آنرا گویند کہ بسیار بدبو باشد کہ آنرا جلاد ہم قبول نکنند۔ لائق خوردن سگان باشد۔ کسیکہ در فقر قدم زند و تارک ہزار سالہ باشد۔ روزی بخاطر نگذارد کہ دنیا ہم خوب است۔ ہنوز حب دنیا مردار میدارد۔ طالب جاہ است۔ (نہ مرد طالب راہ ۲)

نقل است کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم درمیان اہل خانہ و خود یک چادر داشتند۔ چون پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اصحاب را بدین حال دید۔ فرمود چہار صد درم بگیر و تصرف کن۔ اصحاب از زن خود پرسید۔ بی بی روا نداشت کہ زر دنیا بد است۔ دشمن در خانہ نباید۔ اصحاب گفت: اگر زر نمی گیرم خلاف فرمودۂ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم می شود۔ بی بی اصحاب را گفت: کہ (بدین نیت ۳) دوگانہ نماز بخوان کہ اللہ تعالیٰ مرا از جہان بردارد و درم در خانۂ من نیاید۔ اصحاب ہمچنان کرد و دعا کرد و ہر دو جان بحق تسلیم کردند۔ درین زمانہ ہمہ کس از بہر آوردن زر درم دوگانہ می خوانند۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔

بیت باھُوؒ

درم دنیا چیست پالش در زنجیر اہل بندی برنیاید دستگیر

مرد طالب را درین راہ مولیٰ ہیچ طمع نباید۔ مولیٰ شاید اول بعضی کہ در جہان ظاہر شدہ بود، ہر روز ابلیس طبل طمع می زند کہ در گوش ابلیس آواز طمع افتاد۔ نقل است کہ بادشاہ شجاع دختری داشت بافقیری عقد بست۔ چون دختر بادشاہ در خانۂ فقیر آمد۔ (موزہ از پالش نکشید کہ ۴) در خانہ نان جوین دید۔ پرسید کہ این نان چیست؟ فقیر گفت: کہ دی شب دو نان جوین بمن رسید۔ یکی خوردم و دیگری را نگاہداشتہ ام۔ دختر بادشاہ در گریہ آمد۔ فقیر گفت: از برای این گریہ میکنی کہ من دختر بادشاہ ام۔ در خانۂ مفلس فقیر آمدم۔ دختر بادشاہ گفت: کہ من

۱۔ عین العلم شرح زین الحلم، ۲۔ عین الفقر جلد دوم، ص ۵۵، ۳۔ ایضاً، ص ۵۶، ۴۔ ایضاً، ص ۵۶

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

"دنیا ناپاک ہے اور اس کے طالب کتے ہیں"۔

جیفہ اس مردار شے کو کہتے ہیں کہ جس میں سے سخت بدبو آتی ہو۔ اور جسے جلاد (پنج قوم کے لوگ) بھی قبول نہ کرتے ہوں۔ اور وہ کتوں کے کھانے کے لائق ہو۔ جو شخص کہ فقیری میں قدم رکھے اور مدتوں سے دنیا کا تارک بھی ہو چکا ہو' مگر کسی وقت اس کے دل میں اتنا ہی خیال آتا ہو کہ دنیا بھی خوب ہے' تو سمجھ لیں کہ ابھی تک دنیائے مردار کی محبت اس کے دل سے نہیں گئی ہے۔ وہ طالب جاہ ہے اور طالب راہ مولیٰ نہیں ہے۔

نقل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ میں سے ایک صحابی اپنے اور اپنے اہل خانہ کے درمیان ایک اور صرف ایک چادر رکھتے تھے۔ جب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے صحابی کی یہ حالت دیکھی' تو آپؐ نے ان سے فرمایا کہ تم چار سو درم لے جاؤ اور خرچ کرو۔ صحابی نے اپنی بیوی سے پوچھا۔ ان کی بی بی صاحبہ کہنے لگی کہ یہ روا نہیں ہے' کیونکہ دولت دنیا بری (دشمن) ہے اور دشمن کو گھر میں نہیں لانا چاہئے۔ صحابی بولے' اگر میں درموں کو نہ لوں' تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نافرمانی ہو گی۔ بی بی صاحبہ نے صحابی کو کہا کہ اس نیت سے دوگانہ نماز ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا سے اٹھالیں' اور درہم ہمارے گھر میں نہ آئیں۔ صحابی نے ایسا ہی کیا اور دعا کی اور دونوں جان بحق تسلیم ہوئے۔

(تعجب کی بات یہ ہے) کہ اس زمانہ میں تمام لوگ دنیا کے زر و مال کے حصول کے لئے دوگانہ نماز پڑھا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے۔

ع بہ بین تفاوت راہ از کجا است تا بکجا۔

بیت باھُوؒ

درم دنیا کیا چیز ہے' یہ ایک پاؤں میں زنجیر ہے۔ جس کے پاؤں میں بند پڑے ہوئے ہوں' وہ بیکار اور بے دستگیر ہوتا ہے۔

طالب مولیٰ کو اس راہ حق میں کچھ طمع نہ چاہئے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے جہان کو پیدا کیا ہے' تب سے ابلیس ہر روز طمع کی نوبت بجاتا ہے' تاکہ لوگوں کے کان میں اس کی طمع کی آواز پہنچے اور وہ لوگ اس کے ہو جائیں۔

نقل ہے ایک بہادر بادشاہ ایک بیٹی رکھتا تھا' جس کا نکاح اس نے کسی درویش کے ساتھ کر

دیا۔ جب بادشاہ کی بیٹی درویش کے گھر میں آئی اور اس نے موزے اپنے پاؤں سے نہیں
اتارے تھے' کہ اس کی نگاہ گھر میں جو کی روٹی پر پڑی۔ دختر نے پوچھا یہ کیسی روٹی ہے؟
درویش نے کہا کہ مجھے کل رات جو کی دو روٹیاں ملی تھیں۔ جس میں سے ایک میں نے کھالی
اور دوسری رکھ چھوڑی تھی۔ (جو کہ اب تیرے لئے لایا ہوں) بادشاہ کی بیٹی (یہ حال دیکھ کر
اور سن کر) رونے لگی۔ فقیر نے کہا کہ (شاید) تم اس لئے رو رہی ہو کہ میں بادشاہ کی بیٹی ہوں
اور ایک مفلس فقیر کے گھر میں آئی ہوں۔ بادشاہ کی بیٹی نے کہا۔ کہ میں اس لئے نہیں رو رہی
کہ ایک فقیر کے گھر میں آئی ہوں' بلکہ اس لئے گریہ و زاری کر رہی ہوں کہ تو درویش نہیں
ہے۔

از برای این گریہ نکنم کہ در خانہ فقیر آدم و لیکن از برای این گریہ کنم کہ تو درویش نیستی کہ توکل برابر سگ نداشتی۔ نان را از برای فردا نگاہ داشتی۔ من بر تو حرام۔ دختر پدر را گفت کہ این درویش نبود۔ یک اہل حرص بود۔ دیگر بی توکل از مال با طمع جمع کند۔ براہ خدای تعالیٰ ندھد۔ اہل ابلیس اند کہ دل ایشان بجانب خدای تعالیٰ نگردد۔

قال علیہ السلام: اَلْبَخِيْلُ عَدُوُّ اللّٰهِ وَلَوْ كَانَ زَاهِدًا (۱)

عدو اللہ اہل ملعون است۔ روز قیامت اہل دنیا ہمہ منکر شوند۔ خداوندا! اگر کسی درویش یا فقیر پیش ما آمدی از مال براہ تو تصرف می کردی۔ (بدانکہ) در دل فقیری خدای اندازد کہ پیش اہل دنیا برو کہ آن خزانچی من است اگر دھد سائل را و فقیر درویش را ندھد بخدا دھد و فقیران را نیز خدای تعالیٰ دھاند۔ اگر کسی گوید کہ مرا فلان داد' کافر گردد' نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔ اگر کسی گوید کہ من فلان را چیزی دادم' نیز کافر گردد۔ نعوذ باللہ منہا۔ خدا تعالیٰ دھد۔ خدا دھاند۔ چنانچہ حضرت سلطان بایزید بسطامیؒ از وزدی کفن کش حقیقت کفن کشیدن مردگان پرسید۔ وزد کفن کش گفت: یا سلطان! یک ہزار و یک قبر را کشادم (و کفنش کشیدم ۲) ہیچ کس را روی بقبلہ ندیدم' مگر دو کس را۔ سلطان فرمود راست گفتی۔ ایشان ہمہ اہل دنیا باشند۔ ہر آنکہ دوست دارد دنیا را' ہرگز روی ایشان بقبلہ نباشد۔ درم ایشان را دین و قبلہ است۔

حدیث

تَرْکُ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ (۳)

بدانکہ فقیر نیز چہار قسم است۔ صاحب حیرت حیران' صاحب جرم گریان' صاحب عشق جان بریان' صاحب شوق قلب ذکر در وحدت وجد جریان است۔

۱۔ حدیث ۲' ۲۔ عین الفقر جلد دوم' ص ۵۶' ۳۔ عین العلم وابن ماجہ

تو نے کتے کے برابر بھی توکل کر کے خدا پر بھروسہ نہ کیا۔ اور آنے والے کل کے لئے روٹی رکھ چھوڑی۔ میں تم پر حرام ہوں۔ بیٹی نے باپ سے جا کر کہا کہ یہ درویش نہیں تھا' بلکہ اہل حرص میں سے ایک تھا (یعنی دنیا کی حرص کے سبب سے اس نے درویشی اختیار کر رکھی تھی) دوسرے بے توکل ہو کر مال کی طمع کر کے اسے جمع کرتا ہے (اور) خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتا۔ جن کا دل کہ خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا' اہل ابلیس ہیں۔ اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: "بخیل اللہ کا دشمن ہوتا ہے' اگرچہ وہ پرہیز گار ہی کیوں نہ ہو۔"

اللہ کا دشمن ملعون ہے۔ قیامت کے روز اہل دنیا تمام منکر ہوں گے۔ اور کہنے لگیں گے کہ اے خدا! اگر کوئی فقیر یا درویش ہمارے نزدیک آتا تھا' تو تیری راہ میں ہم مال صرف کرتے تھے۔ (اے طالب!) جان لے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی درویش کو کچھ مال دینا چاہتا ہے' تو اس کے دل میں یہ القا کر دیتا ہے کہ اہل دنیا میں سے فلاں شخص کے پاس جا کہ وہ ہمارا خزانچی ہے۔ اگر وہ سائل فقیر درویش کو دیتا ہے تو وہ گویا خدا کو دیتا ہے اور اگر نہیں دیتا تو خدا دیتا ہے۔ اور فقراء کو بھی خدا تعالیٰ دلاتا ہے۔ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ فلاں نے مجھے دیا' تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے۔ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص کو کوئی چیز دی' تب بھی وہ کافر ہو جاتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔ (درحقیقت) خدا تعالیٰ ہی دیتا ہے اور وہی دلاتا ہے (ویسے یہ الفاظ مجازاً" کہنے جائز ہیں)

حکایت: حضرت سلطان بایزید بسطامیؒ نے ایک کفن چور سے مردوں کے کفن چرانے کی حقیقت دریافت کی۔ اس نے کہا: اے سلطان! میں نے ایک ہزار و ایک قبریں کھولیں اور ان کے (مردوں کے) کفن نکالے' مگر ان سب میں دو شخصوں کے سوا کسی کا منہ قبلے کی جانب نہ دیکھا۔ آپ نے کہا: تو نے سچ کہا۔ وہ سب اہل دنیا ہوں گے۔ جو کوئی دنیا کو دوست رکھتا ہے' اس کا منہ قبلہ کی طرف کبھی نہیں ہو سکتا۔ دنیا کا مال و زر ہی ان کا دین و قبلہ ہوتا ہے۔

حدیث

دنیا سے منہ موڑنا تمام عبادتوں کی جڑ ہے۔ اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی اصل ہے۔
یاد رہے کہ فقیر کی بھی چار قسمیں ہیں۔ (۱) صاحب حیرت و حیران (۲) صاحب جرم گریان (۳) صاحب عشق جان بریان (۴) صاحب شوق قلب ذکر و فکر اور وحدت میں مستغرق ہونا۔

باب دہم
در ذکر فنا فی اللہ فقراء ذکر اولیاء اللہ

بیت

باھوؒ بس حجاب ست علم ذکر حضور ہر کہ فی اللہ فنای گشت بنور

ذکر و علم ہر دو بر اہل حضور بی ادبی ست، چراکہ کسیکہ بحضور بادشاہ مجازی روبرو(۱) شود، نام بادشاہ گرفتن ادب نیست و حضور نیز جدای از وحدانیت و شرک است، تا آنکہ بوحدت غرق نشود، تا آنکہ از لاسوی اللہ (جدا و با خدا۲) یکتا نگردد، تا آنکہ ازین محبت عشق فنا فی اللہ نگذر دو علم و ذکر نسیان نگردد۔

بیت

علم و ذکرش چیست یعنی درد رنج درد رنجی نیست آنجای کہ گنج

قال علیہ السلام: لَذَّۃُ الْاَذْکَارِ خَیْرٌ مِنْ لَذَّۃِ الْاَذْکَارِط(۳)

حدیث

اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرُط(۴)

بدانکہ بعضی سالک یا طالب یا مرشد خود را حضور دانند باوہم خیال، از حضور خدای تعالٰی دور تر چنانچہ گاؤ عصار گاؤ چشم بستہ تمام روز بر گرد چاہ بگردد و میدانند کہ من راہ منزل بسیار کشیدم۔ چون چشم وا کند، بر گرد چاہ خود را می بیند۔

بیت باھوؒ

ہر آن گوید حضورش حق ز دورش حضورش آنکہ از خود خویش دورش

بدانکہ فقر سہ حرف است۔ ف ق ر۔ از حرف ف فناء النفس و از حرف ق قریب قبر و از حرف ر روحانیت۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْاط(۵)

۱۔ عین الفقر جلد دوم، ص ۵۷، ۲۔ ایضاً، ۳۔ حدیث، ۴۔ کتاب التشرف۔ ۵۔ عین العلم و شرح برزخ۔

باب دھم

ذکر فنافی اللہ بقاباللہ و ذکر فقر اولیاء اللہ و ترک دنیا و ماسوای اللہ

بیت

علم ظاہری صاحب حضوری ذاکر کے لئے بمثل حجاب کے ہے۔ اور جو شخص نور الٰہی کی وجہ سے فنافی اللہ میں ہے' اس کے لئے تو ذکر حضوری و علم ظاہری ہر دو سبب حجاب ہوتے ہیں۔ ذکر اور علم دونوں اہل حضور کے لئے بے ادبی ہے۔ کیونکہ جو شخص بادشاہ مجازی کے سامنے کھڑا ہو کر اس کا نام پکارے' تو یہ (محض) بے ادبی سمجھی جاتی ہے۔ اور صاحب حضوری بھی وحدانیت سے جدائی اور شرک ہے' تاوقتیکہ وحدت اور توحید میں غرق نہ ہو جائے۔ اور وحدت میں غرق نہیں ہو سکتا' تاوقتیکہ ماسوائے اللہ سے جدا ہو کر بخدا یکتا نہ ہو جائے۔ اور تاوقتیکہ اس عشق و محبت میں فنافی اللہ ہو کر علم اور ذکر کو فراموش نہ کر دے۔

بیت

علم و ذکر کیا ہے؟ یعنی درد و رنج کا نام ہے۔ جس جگہ کہ خزانہ ہو وہاں درد و رنج نہیں ہے۔ اور حدیث میں وارد ہے: "لذت فکر لذت ذکر سے بہتر ہے"۔

حدیث

"اور علم بہت بڑا حجاب ہے"۔

یاد رہے کہ بعض سالک یا طالب یا مرشد محض وہم کے طور پر اپنے آپ کو مقام حضور میں جانتا ہے' مگر درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ کی حضوری سے بہت دور ہوتا ہے' جس طرح کہ کولھو کا بیل کہ اس کی آنکھیں تو بند ہوتی ہیں اور وہ تمام روز کنوئیں کے گرد پھرتے پھرتے آخر خیال کرتا ہے کہ میں (شاید) بہت منزل طے کر چکا ہوں۔ اور جب اس کی آنکھ کھلتی ہے' تو وہ اپنے آپ کو کنوئیں کے گرد وہیں کا وہیں دیکھتا ہے۔

بیت

جو کوئی اہل حضور ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ درحقیقت حضور خداوندی سے دور ہے۔ اہل حضور وہی ہوتا ہے جو اپنے آپ سے دور یعنی فنا میں کامل ہو چکا ہو۔

یاد رہے کہ فقر کے تین حرف ہیں۔ ف ق ر۔ ف سے مراد فنافی النفس اور ق سے قرب قبر اور ر سے مراد روحانیت حاصل کرتے ہوئے "مرنے سے پہلے مرجاؤ"۔ کا مرتبہ حاصل کرنا۔

اگر دوازدہ ہزار صاحب دعوت وظائف تسبیح خوان یکجا جمع شوند' بمراتب یک ذاکر نتوانند رسید و اگر دوازدہ ہزار صاحب مذکور الہام یکجا جمع شوند' بمراتب صاحب حضور نتوانند رسید و اگر دوازدہ ہزار صاحب مراقبہ استغراق یکجا جمع شوند' بمراتبہ فقیر فنافی اللہ نتوانند رسید کہ اَلْمُوَحِّدُ فِی التَّوْحِیْدِ بَقَاءٌ حَیٌّ فِی الدَّارَیْنِ ط اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس ط۔

و اگر دوازدہ ہزار بار ذکر زبان کند' از آن بہتر است کہ یک مرتبہ قلب ذکر کند' اسم اللہ بگوید و اگر دوازدہ ہزار بار دل ذکر کند' ازان بہتر است کہ یک مرتبہ ذکر روح کند و اگر دوازدہ ہزار بار ذکر روح کند' از آن بہتر است کہ یک مرتبہ ذکر سر کند و پیش از سر فقر تمام است۔ ہر گناہ و عبادت او برابر' خواب و بیداری او برابر' مستی و ہوشیاری او برابر۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ۔

بدانکہ فقیر حضور را چہ نشان است۔ آنجا نہ خرد باشد و نہ در آنجا ذکر باشد و نہ فکر۔ جائیکہ حضور است' آنجا سرھو آواز مذکور است۔ جائیکہ ظاہر بادشاہ مجاز است' آنجا ہیچ غوغا و آواز بلند نباشد کہ غوغا و آواز بلند بادشاہ را ناپسند است۔ جائیکہ لم یزل' نہ آنجا غوغا و نہ خلل۔ ہرجا کہ سلطان خیمہ زد' غوغا نماند عام را۔ بدانکہ آن نہ فقیر است کہ نام ناموس غوغا خلل پذیر است۔ در مجلس فقیر اگرچہ بی واسطہ کلام ذکر است' ذکر خدا یا ذکر انبیاء یا ذکر اہل اللہ اولیاء و ذِکْرُ الْاَوْلِیَآءِ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَتِنَا واقع است۔ فقیر کہ کلام کند کلام اللہ یا نبی اللہ یا اولیاء اللہ' والا نہ خاموشی بہتر است۔

بدانکہ فقیر باھوؒ میگوید کہ فقیر را آن بہتر است۔ اگر کسی گردن زند بر در پیش رفتن اہل دنیا نرود۔ مگر حب اللہ۔ فقیر یکہ با بادشاہ یا اہل دنیا در خانہء آن در آید' گناہ بر آن فقیر ساقط نشود' مگر سر و ریش آن فقیر حجام بتراشد و بر خر سوار کند و دنبال او رسوای طفلان در خلق رسوائی کند و محلّہ بمحلہ کوچہ بکوچہ و شہر بشہر بگرواند و بگوید فقیر یکہ خدای تعالیٰ را گذاشتہ و از خانہء خدا نا امید گشتہ و بخانہء اہل دنیا برای زر سیم نذر درم در آید باو ہمین تنبیہہ خواہد شد۔ فقیر اخلاص با دنیا و اہل دنیا نکند' مگر آنکہ بی معرفت سلب راندہ درگاہ شود کہ ویرا بر دنیا و اہل دنیا

اگر بارہ ہزار صاحب دعوت و درود و ظائف و تسبیح خواں ایک جگہ جمع ہو جائیں۔ تب بھی ایک ذاکر کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ اور اگر بارہ ہزار ذاکر صاحب الہام ایک جگہ مجتمع ہو جائیں' تب بھی وہ ایک صاحب حضور کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ اور اگر بارہ ہزار صاحب مراقبہ و استغراق ایک جگہ جمع ہو جائیں' تو وہ ایک فقیر فنافی اللہ کے مرتبہ کے برابر نہیں ہو سکتے۔ چونکہ صاحب فنافی اللہ نے حیات جاودانی حاصل کی ہوتی ہے' اس لئے ہر دو جہان میں زندہ ہوتا ہے۔ اور وہ "جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے تو وہی اللہ ہوتا ہے" کا مصداق بنا ہوا ہوتا ہے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

اور اگر بارہ ہزار بار ذکر ربانی کرے تو اس سے ایک بار ذکر قلبی کہنا بہتر ہوتا ہے کہ قلب بھی اللہ کہے۔ اور اسی طرح ذکر قلبی سے ذکر روحی ہزار درجہ بہتر ہے۔ اور اگر بارہ ہزار بار ذکر روحی کرے' تو اس سے بہتر ہے کہ ایک بار ذکر سری کرے۔ اور اب ذکر سری پر فقر تمام ہو جاتا ہے۔ اور فقیر صاحب مراتب سری کی عبادت و گناہ' خواب و بیداری و مستی و ہوشیاری برابر ہو جاتی ہے۔ چونکہ وہ صاحب اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ کا مصداق ہو کر فقر حضوری پر پہنچ چکا ہے۔ (اے طالب!) جان لے کہ فقیر حضوری کا کیا نشان ہے؟ اس کا نشان یہ ہے کہ وہاں نہ عقل کا عمل دخل ہے اور نہ ہی وہاں ذکر و فکر ہے۔ اس جگہ صرف حضوری حضور ہے۔ ہاں صرف ذکر سرہو کی آواز ہی ہویدا ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جہاں بادشاہ صاحب مجاز ہے' وہاں کوئی شور و غل اور آواز بلند نہیں ہو سکتی' کیونکہ شور و غوغا اور آواز بلند بادشاہ کو ناپسند ہیں۔ اسی طرح مقام ابدی میں نہ وہاں شور و غل ہے اور نہ ہی (کسی قسم کا) خلل۔ جس جگہ بادشاہ خیمہ زن ہوتا ہے' وہاں عام شور و غوغا نہیں رہتا۔ (اے طالب!) جان لے کہ وہ فقیر نہیں ہے جو نام ناموسی کے درپے رہے۔ وہاں نہ شور و غل ہے' کیونکہ شور و غوغا تو خلل پذیر ہے۔ فقیر کی مجلس میں بے واسطہ کلام ذکر الٰہی جاری رہتا ہے۔ یا ذکر انبیاء یا ذکر اہل اللہ اولیاء رہتا ہے' کیونکہ اہل اللہ کا ذکر کرنا بھی بہتر عبادت ہے۔ چونکہ حدیث جامع الصغیر میں ہے کہ ان کا ذکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اگر اس سے یہ نہیں ہو سکتا' تو اس کا خاموش رہنا بہتر ہے۔

(اے طالب!) جان لے فقیر باھوؒ کہتا ہے کہ اگر کوئی فقیر کی گردن اڑا دے' تو منظور کر لے' مگر اہل دنیا کے دروازے پر دنیاوی غرض سے جانا منظور نہ کرے۔ اگر لوجہ اللہ ان کے در پر جائے' تو کوئی مضائقہ نہیں۔ جو فقیر کہ دنیاوی غرض سے امراء و سلاطین کے دروازے پر جاتا

ہے تو اس کا گناہ بجز اس کے ساقط نہیں ہو سکتا کہ اس فقیر کے سر اور داڑھی کے بال حجام کاٹ کر اور اسے گدھے پر سوار کرا کر اور اس کے پیچھے لڑکوں کو لگا کر رسوا کر کے خلقت میں تذلیل کر کے شہر میں محلہ بہ محلہ کوچہ بکوچہ گشت کرا کر اعلان کریں کہ یہ فقیر اللہ تعالیٰ سے ناامید ہو کر زر و سیم کے لئے اہل دنیا کے دروازوں پر پریشان پھرتا ہے (پس) ایسے فقیر طالب دنیا کی یہی سزا ہو گی۔ (فقیر کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے اور اسی پر اخلاص رکھے) اور دنیا اور اہل دنیا کے ساتھ اخلاص نہ رکھے۔ ورنہ محض اسباب دنیا پر نظر پڑنے سے معرفت اس سے سلب ہو جائے گی اور وہ راندۂ درگاہ خداوندی ہو جائے گا۔ وہ محتاج اور اس کی فقیری باطل دروغ اور استدراج ہو جائے گی۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا۔

نگاہ افتد۔ فقیر محتاج، فقیری او باطل دروغ استدراج باشد۔ نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا۔ بدانکہ دنیا بمثل دریا است و اہل دنیا ہمچون ماہی و نہنگ و اہل علم بمثل مرغ آبی کہ ہمیشہ ساکن آب می باشد۔ و بہ آب تر نمی شود و (فقراء)(۱) بمثل مرغ سفید کہ بر کنارۂ دریا بہ نشمند، آنچہ قسمت او باشد، از آب بکشد و بخورد۔ بشرط آنکہ در دریا پای نہ اندازد (و در آب غرق نمی شود ۲) فقیر از دنیا بی آب اند کہ آبرو از خدای تعالیٰ دارند و اہل دنیا زرد رو اند کہ آبرو بایشان زر دادہ اند۔ پس آبرو باز در وچہ تعلق دارد۔ بشنو! وزیری بود کہ وزارت دنیا را ترک دادہ و در سلک فقر قدم باعتقاد اخلاص نہاد۔ ناگاہ روزی بر او بادشاہ بگذشت و گفت کہ از ترک وزارت و جدای ما از فقر چہ چیز حاصل کردی۔ جواب داد کہ پنج چیز۔ اول آنکہ ہنگامی کہ تو نشستہ بودی، ما ہر دو دست بادب بستہ می استادم۔ گاہی نمی گفتی کہ بنشین۔ آن خداوند تعالیٰ در چہار رکعت مرا دو بار می نشاند۔ دوم آنکہ چون تو بخواب می رفتی، من از دشمنان تو ترا محافظت میکردم۔ من بخواب می روم، آن خداوند تعالیٰ حافظ من است۔ سیوم آنکہ تو طعام میخوردی و مرا بخوردن ندادی، آن خداوند تعالیٰ خود نمی خورد و مرا میخوراند کہ روزی بی حساب بخشد۔ چہارم آنکہ وقتیکہ تو مردہ می شدی و ترا (۳) مردم برای حساب می برند، آن خداوند تعالیٰ برین بندہ حی و قیوم است کہ از چہ چیز حساب خواہم داد۔ پنجم آنکہ از قہر تو ہیچ گاہ ترس جان و ستم و جور عافیت نبود، آن خداوند تعالیٰ آمرزگار است۔

نقل است روزی سلطان بایزید بسطامیؒ کہ ہر روز روزہ داشتند و ہر شب بہ نماز استادہ (۴) بودی۔ روزی سلطان را خطرات در نماز پیدا شد۔ سلطان فرمود: ای یاران! تفحص کنید کہ امروز در خانۂ مایان دنیا آمدہ است۔ خادمان سوگند خوردند (یا سلطان)(۵) کہ دوازدہ روز (۶) شد کہ ہیچ روی دنیا رو درم ندیدہ ایم و بہ طعام پر دہن لذت نچشیدہ ایم۔ سلطان فرمود کہ خطرۂ من از حکمت دنیا خالی نیست۔ چون خدام تمام خانہ را جاروب کردند۔ زیر پای پلنگش خرما

۱۔ عین الفقر جلد دوم، ص ۵۸، ۲۔ ایضاً"، ۳۔ ایضاً" ص ۵۸، ۴۔ ایضاً" ص ۵۸: میگذاروند، ۵۔ ایضاً" ۷۔۶۔ ایضاً": سال

یاد رہے کہ دنیا کی مثال دریا کی ہے۔ اور اہل دنیا کی مثال مچھلی اور مگرمچھ کی ہے۔ اور اہل علم کی مثال مرغابی کی ہے' جو ہمیشہ پانی میں رہتی ہے۔ اور پانی سے تر نہیں ہوتی ہے۔ اور فقیر کی مثال سفید پرندے (بگلہ) کی ہے جو دریا کے کنارے پر بیٹھتا ہے۔ اس کی جتنی قسمت ہوتی ہے' پانی سے نکالتا ہے اور کھاتا ہے' مگر دریا میں پاؤں نہیں ڈالتا۔ اور پانی میں غرق نہیں ہوتا۔ اہل دنیا فقیر کا احترام نہیں کرتے' مگر وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل احترام ہیں۔ اور اہل دنیا زرد رو ہیں' کیونکہ انہوں نے اپنی تمام عزت مال و زر کو دے رکھی ہے۔ پس ان سے عزت و آبرو کا کیا تعلق ہے۔

(اے طالب! غور سے) سن! (کہتے ہیں) کہ ایک وزیر نے وزارت چھوڑ کر فقیری اختیار کرلی۔ اور اعتقاد و اخلاص کے ساتھ فقراء کے گروہ میں داخل ہو گیا۔ اچانک ایک روز بادشاہ وقت اس کے قریب سے گذرا اور (وزیر سے) کہنے لگا۔ کہ تو نے وزارت چھوڑ کر اور ہم سے جدا ہو کر فقیری اختیار کی تو تجھے کیا حاصل ہوا؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے پانچ چیزیں حاصل ہوئی ہیں۔

اول: یہ کہ جب تو بیٹھا رہتا تھا تو میں دونوں ہاتھ باندھے ادب کے ساتھ تیرے روبرو کھڑا رہتا تھا۔ اور تو کبھی مجھے یہ نہ کہتا تھا کہ تو بیٹھ جا۔ اور اب میں خدای تعالیٰ کے روبرو چار رکعتوں میں دست بستہ کھڑا ہوتا ہوں' جن میں وہ مجھے دو دفعہ بیٹھنے کا حکم دیتا ہے۔

دوم: یہ کہ جب تو سو جاتا تھا' تو میں تیرے دشمنوں سے تیری محافظت کرتا تھا۔ اب میں سوتا ہوں' وہ اللہ تعالیٰ میری نگہبانی کرتا ہے۔

سوم: یہ کہ تو کھانا کھاتا تھا اور مجھے نہیں کھلاتا تھا۔ اب وہ خدای تعالیٰ خود نہیں کھاتا ہے اور مجھے کھلاتا ہے۔ اور مجھے بے حساب رزق و روزی دیتا ہے۔

چہارم: یہ کہ جس وقت تو مرجاتا' تو لوگ مجھے لے جاتے اور مجھ سے معاملات کی تحقیق کرتے اور حساب لیتے اور خداوند کریم جو حی و قیوم ہے' وہ اس بندہ (مجھ عاجز) سے کس چیز کا مواخذہ کرے گا۔

پنجم: یہ کہ مجھے تیرے غیظ و غضب سے کسی وقت بھی عافیت نہ تھی اور ہر وقت جان کا خطرہ رہتا تھا۔ اور وہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان اور ان کے خطا و قصور معاف کر دینے والا ہے۔

حکایت: کہتے ہیں کہ حضرت سلطان بایزید بسطامیؒ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے تھے۔ اور ہر رات

سکو نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔ ایک روز آپ کو نماز میں خطرات پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے دوستوں سے فرمایا! تلاش و تحقیق کرو۔ آج ہمارے گھر میں دنیا آئی ہے۔ خادموں نے قسم کھا کر عرض کیا: یا سلطان! بارہ سال گذر گئے ہیں کہ ہم نے درہم و دینار کی صورت نہیں دیکھی۔ اور نہ لذیذ کھانوں کو چکھا ہے۔ سلطان نے فرمایا: میری نماز میں خطرات کا پیدا ہونا دنیاوی حکمت سے خالی نہیں ہے۔ جب خدام نے تمام گھر میں جھاڑو دی' تو آپ کی پلنگ کی پائینتی سے ایک خرما نکلا۔ خدام نے وہ خرما آپ کے پاس لے جا کر پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: جس شخص کے گھر میں اس قدر بھی پونجی رہے' وہ تاجر کا گھر ہے۔

یافتند۔ پیش سلطان ببرند۔ سلطان فرمود: در خانہ ء کسی کہ این قدر متاع باشد' آن خانہ ء سوداگر شد۔ بدانکہ این فقیر باھوؒ می گوید کہ فقیر چہار قسم است۔ یکی حکمت دنیا۔ ظاہر پریشان و باطن آراستہ' چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام ویکی را ظاہر آراستہ و باطن پریشان' چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ویکی را ظاہر و باطن آراستہ است' چنانچہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویکی را ظاہر و باطن خراب' چنانچہ بلعم باعور۔ پس فقیر را باید کہ اگر نفس طلب دنیا کند' نفس را بگوید کہ صد پیاز از شلاق بخور و پیش اہل دنیا برو و سوال کن کہ ترا ہمین بس است کہ از خدای تعالیٰ نا امید شوی والا مرو سوال مکن ء اگر اہل دنیا پیش فقیر بیاید برای زیارت' فقیر آنرا بگوید کہ تو اہل دنیا ہستی' صد پیاز بخور کہ فتنہ ء دنیا از وجود تو بدر شود۔ پیش من بیا والا میا۔ اگر صادق با اخلاص خدای تعالیٰ است' بجہت شرمندگی نفس قبول خواہد کرد کہ بباید حجاب او بر طرف گردد۔ تارک فقیر خواہد شد والا دیدن روی اہل دنیا خطرات شیطانی پیدا شود۔ آن رہزن فقیر است۔ نعوذ باللہ منہا۔

نقل است کہ فقیری در بر خلوت گرفت۔ بہر قوت یک خرما نگہداشت۔ چون فقیر از فاقہ نفس بسیار عاجز و تنگ آمدی۔ آن خرما را در دیگ انداختی' بہ آتش جوشاندی۔ با اہل مجلس یک قدح آب نوشاندی' ہمہ یاران سیر گشتندی' تا چہل(۱) سال بدین طریق خرما را خورد۔ بعد ازان خرما تصرف شد۔ درویش جان خود را بخدای سپرد۔ چنانچہ گذشت۔ اگرچہ مرد قدم بر در اہل دنیا نبرد۔ پیغمبر صاحب فرمود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: سہ چیز را آدمی طالب اللہ یاد نکند۔ یکی دنیا را بحب' دوم اہل دنیا را یاد نکند بحب۔ سوم: رغبت نکند بہوای نفس۔

بیت باھوؒ

فقر دانی چیست دائم در لاہوت ۔۔۔ فقر را ہر دم بود بہتر سکوت

۱۔ عین الفقر جلد دوم' ص ۵۹: پنجاہ سال

(اے طالب!) جان لے۔ یہ فقیر باھوؒ کہتا ہے کہ فقیر چار قسم کے ہوتے ہیں۔
اول: ایک فقیر وہ ہوتا ہے اور اس میں حکمت دنیا ہوتی ہے کہ فقیر بظاہر پریشان حال ہوتا ہے' مگر اس کا باطن (تجلیات الٰہیہ کے سبب) آراستہ ہوتا ہے جیسے حضرت خضر علیہ السلام اور ایک فقیر وہ ہوتا ہے کہ ظاہر حال اس کا آراستہ اور اس کا باطن حال پریشان' جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حال تھا۔ اور ایک فقیر وہ ہوتا ہے' جس کا ظاہر و باطن نہایت آراستہ ہوتا ہے جیسے سرور کائنات علیہ الصّلوٰۃ والسلام۔ اور ایک فقیر وہ ہوتا ہے' جس کا ظاہر و باطن ہر دو پریشان حال ہوتا ہے' جیسا کہ بلعم باعور۔ پس فقیر کو چاہئے کہ اگر نفس دنیا کی طلب کرے' تو اس سے کہہ دے چلا جا اور زنبیل میں سے ایک سو پیاز کھا (یعنی خواہش نفس کے خلاف مطلوب غذا سے پیٹ بھرو) اور اہل دنیا کے پاس جا کر سوال کر اور ذلیل ہو' کیونکہ تو خدا ای تعالیٰ سے نا امید ہو گیا ہے' تو تیری یہی سزا ہے۔ ورنہ اہل دنیا کے پاس نہ جا۔ ان سے سوال نہ کر اور اگر فقیر کے پاس اہل دنیا زیارت کے لئے آئیں' تو انہیں اپنے پاس نہ آنے دے۔ اور اگر آئیں تو ان سے کہہ دے کہ تم اہل دنیا ہو۔ سینکڑوں جوتیاں کھاؤ تاکہ دنیا کا فتنہ تمہارے وجود سے نکل جائے۔ پھر میرے نزدیک آؤ۔ ورنہ نہ آؤ۔ اگر طالب صادق ہے اور اللہ سے مخلص ہے تو شرمندگی کی وجہ سے نفس قبول کرے گا۔ اور دنیا کا تارک بن کر آئے گا۔ اس کی گمراہی کا حجاب دور ہو جائے گا۔ وہ تارک فقیر ہو جائے گا۔ ورنہ اہل دنیا کو دیکھنے سے فقیر کے دل میں خطرات پیدا ہوتے ہیں جو راہ فقیر کے راہزن ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللہِ مِنْھَا۔
نقل ہے کہ ایک درویش نے خلوت اختیار کی۔ اور اپنی خوراک کے لئے اپنے پاس ایک خرما رکھ لیا۔ اور جب فقیر پر بھوک کا غلبہ ہوتا اور فقر و فاقہ سے بہت تنگ آتے۔ تو اس خرما کو دیگچے میں ڈال کر آگ سے جوش دیتے اور اہل مجلس کو بھی ایک ایک پیالہ پلا دیتے۔ اس کے پینے سے سب سیر ہو جاتے۔ پچاس سال تک وہ اسی طرح بسر کرتے رہے۔ اس کے بعد خرما صرف ہو گیا اور درویش نے اپنی جان اپنے مالک حقیقی کے سپرد کی۔ چنانچہ وہ فوت ہو گئے۔ مگر اپنے قدم اہل دنیا کے دروازے پر نہ رکھے۔ (اور کسی سے سوال نہ کیا)
جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے: کہ طالب کو چاہئے کہ وہ تین چیزوں میں اخلاص و محبت سے کام نہ لے۔ ایک دنیا کو محبت سے یاد نہ کرے۔ دوسرے اہل دنیا کو بھی محبت سے یاد نہ کرے۔ تیسرے نفسانی خواہشات کی طرف رغبت نہ کرے۔

بیت باھوؒ

کیا تو جانتا ہے؟ فقر کیا ہے؟ فقر ہمیشہ مقام لاہوت میں رہنے کا نام ہے۔ فقیر کے لئے ہر وقت خاموش رہنا بہتر ہے۔

قولہ تعالیٰ: اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ط(۱)

بشنو! امام احمد حنبلؒ روایت میکند کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام فرمود کہ زمانہ بر امت من پیش آید کسانی چند پدید آیند کہ بامدادمی باشند مسلمان و در شب کافر خسپند و بعضی کہ در شب مومن خسپند در روز کافر بسبب آنکہ بر زبان ناگفتنی بسیار گویند۔ آن کفر بود و ایشان ندانند۔ پس در خبر است کہ دین ہر آن کس آن زمان سلامت ماند کہ در مجلس علمای عامل و یا در مجلس فقرای کامل کلام اللہ بشنوند و با علم و باذکر اللہ مشغول باشند و یا بگفتہء ایشان اعتقاد کنند و عمل آرند۔ بسلامتی بمانند از کفر و شرک۔

حدیث قدسی

یَا مُحَمَّدُ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ کَعَابِرِ سَبِیْلٍ وَ عُدَّ نَفْسَکَ مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ ط(۲)

قال علیہ السلام: اَلدُّنْیَا بَیْتُ الْکَلْبِ وَ عَیْشُ الدُّنْیَا فَخْرُ الْکُفَّارِ وَ لَذَّۃُ الدُّنْیَا لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَ الدُّنْیَا سَوَادُ الْقَلْبِ وَ الْعِشْقُ نَارٌ تُحَرِّقُ مَاسِوَی اللّٰہِ(۳)

بیت باھوؒ

شکر للہ شہید عشق نمرد   جان خور و را فنای اللہ برو

قال علیہ السلام: اَقْرَبُکُمْ مِنِّیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَطْوَلُکُمْ جُوْعًا وَ تَفَکُّرًا ط(۴)

فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزدتر از شما نزد من روز قیامت کسی باشد کہ گرسنگی و تفکر او طویل باشد۔

قال علیہ السلام: اَلْجُوْعُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ ط(۵)

۱۔ سورہ فاتحہ ۱: ۴، ۲۔ حدیث قدسی، ۳۔ حدیث، ۴۔ حدیث، ۵۔ حدیث۔

اور ان امور پر یہ دلیل قرآنی شاہد ہے۔ "یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں"۔

(اے طالب!) غور سے سن! امام احمد حنبلؒ نے روایت نقل کی ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میری امت پر (عنقریب) ایک زمانہ آئے گا۔ کہ بعض لوگ صبح کو مسلمان ہوں گے۔ مگر رات کو کافر سوئیں گے۔ اور بعض رات کو مومن سوئیں گے، مگر دن کو کافر ہو جائیں گے، اس لئے کہ ان کی زبان پر بہت ناگفتنی باتیں جاری رہیں گی، جو ان کو کفر تک پہنچا دیں گی اور ان کو خبر تک نہ ہوگی۔ پس حدیث میں آتا ہے کہ اس زمانہ میں ان لوگوں کا ایمان سلامت رہے گا، جو کہ عامل علماء کی مجالس اور کامل فقراء کی مجلسوں میں بیٹھ کر کلام الٰہی سنیں گے یا وہ لوگ جو علم کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول ہوں گے اور یا ان علمائے کرام کے کہنے پر اعتماد کرتے ہوئے اس پر عمل کریں گے۔ یہ لوگ کفر و شرک (اور بد اعتقادی) سے محفوظ رہیں گے۔

حدیث قدسی

"اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! دنیا میں اپنے قیام کو ایک غریب مسافر کی طرح سے جانو۔ اور اپنے نفس کا حساب رکھنا چاہیے۔ کل تم قبر میں پڑے ہو گے"۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ دنیا کتوں کا گھر ہے۔ دنیا کا آرام کفار کا فخر ہے۔ اور دنیا کی لذت خنزیر کا گوشت ہے۔ اور دنیا سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور عشق الٰہی کی آگ ماسوی اللہ سب کو جلا دیتی ہے۔

بیت باھوؒ

"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ عاشق شہید ہوا ہے، مرا نہیں۔ اور وہ اپنی روح کو فنافی اللہ میں لے گیا ہے"۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے: تم سب سے زیادہ قریب تر مجھ سے بروز حشر وہ شخص ہو گا، جس کا فقر و فاقہ اور ذکر و فکر طویل ہو گا۔ اسی طرح دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے: "بھوک عبادت کی مغز ہے"۔

فرمود پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کہ گرسنگی مغز عبادت است' لیکن ریاضت و گرسنگی موافق شرع باشد نہ آنکہ از ریاضت کافر و از گرسنگی دیوانہ و مغز سوختہ گردد و در استدراج افتد۔ اگر کسی تماشای زیر زبر تمام ہفت طبق زمین و آسمان از ماہ تا بماہی بہ بیند۔ بجز فنا فی اللہ غیر شرع ہمہ گمراہی است۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا۔

بشنو! روزی بزرگواری از حد زیادہ باحق مشغول بود کہ بر سرش جماعت مسلمانان بگذشت۔ گفت : ای مسلمانان! کجا می روید؟ گفتند از برای غزا جنگ با کفاران۔ بزرگوار را نفس گفت : ما ہم با ایشان برای غزا می رویم و غازی شویم۔ بزرگ نفس را گفت : کہ من خوب تر میدانم کہ مرا فریب می دہی کہ از ماندگی راہ قوت بسیار طلب کنی یا از ماندگی راہ از اطاعت بسیار مانی یا از ماندگی راہ خواب بسیار کنی۔ نفس گفت : ازین ہیچ نقصان نخواہم کرد۔ بزرگ نفس را گفت : تو دشمن خدائی بیدین۔ ترا با غزا چہ کار است۔ بگو : مطلب تو چیست؟ نفس گفت : مطلب من ہمین است کہ شب و روز مرا بفقر فاقہ بعشق محبت خدا با تیغ ذکر میکشی۔ و مبدم ساعت بساعت۔ پس بہتر و اولیٰ تر آنست کہ یک مرتبہ با جنگ کفار غزا کشتہ شوم و از عذاب خلاصی یابم۔ پس این فقیر (باھوؒ) میگوید کہ ذرہ محبت از حج و غزا و زکوٰۃ و نماز و نفلات از جن و انس تمامی عبادت (دیو) پری و فرشتہ بہتر است' لیکن درین راہ محبت و اخلاص خدا فقیر صادق قدم و راسخ اعتقاد باشد کہ فقرای کامل خود را در محبت و عشق بکمال رسانیدہ اند و سینہء ایشان بہ تجلیء انوار مالا مال گشتہ۔ صد ہزار سر بضمیر بندۂ صاحب محبت عشق برو نازل میگردد۔

نقل است بزرگواری با بزرگ درم بسیار فرستاد۔ آن بزرگ باو گفت : چیزی را کہ خدای تعالیٰ دشمن داشتہ باشد۔ پس دشمنان خدا پیش دوستان خدا می فرستی۔ این چہ جای دوستی است۔

لیکن (شرط یہ ہے) کہ ریاضت اور بھوک شرع شریف کے مطابق ہو نہ کہ خلاف شرع ریاضت سے کافر ہو جائے اور گرسنگی سے دیوانہ اور مغز سوختہ ہو کر استدراج میں پڑ جائے۔ اگر کوئی خلاف شرع طریقہ سے زمین و آسمان اور چودہ طبقوں کا تمام تماشا دیکھ لیتا ہے۔ تو پھر بھی فنائی اللہ اور غیر شرع کے سوا سب گمراہی اور ضلالت ہے۔ نعوذ باللہ منھا۔

(اے طالب! غور سے) سن! ایک روز ایک بزرگ حد سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول تھے۔ ان کے قریب سے مسلمانوں کی ایک جماعت گذری۔ بزرگ نے ان سے پوچھا۔ اے مسلمانو! تم کہاں جاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ (جہاد فی سبیل اللہ) کفار کے ساتھ جنگ کے لئے جا رہے ہیں۔ بزرگ کے نفس نے کہا کہ میں بھی ان کے ساتھ جہاد میں جاؤں اور غازی بنوں۔ بزرگ نے نفس سے کہا کہ میں تجھے خوب جانتا ہوں تو مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے' کیونکہ راستے کی محنت و مشقت (اور اس کے نتیجے میں تھکاوٹ) سے زیادہ خوراک طلب کرے گا یا راہ کی ماندگی کی وجہ سے زیادہ عبادت کرنے سے بھی بچ جائے گا یا راہ کی مشقت سے خوب آرام سے سویا کرے گا۔ نفس نے کہا: اس سے کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ (میں چاہتا ہوں کہ میں غازی بنوں) بزرگ نے نفس کو کہا تو بیدین خدا کا دشمن ہے۔ تجھے غازی بننے سے کیا سروکار ہے؟ سچ کہو تیرا اس سے کیا مطلب ہے؟ نفس نے کہا: میرا مطلب یہی ہے کہ شب و روز فقرو فاقہ کی محنت اٹھاتا ہوں۔ عشق و محبت اور ذکرو فکر کی تلوار سے دم بہ دم ساعت بہ ساعت مارا جاتا ہوں۔ پس اس سے بہتر اور اولیٰ تر یہ ہے کہ ایک ہی دفعہ کفار کے مقابلہ میں شہید ہو کر (ہمیشہ کے لئے) عذاب سے نجات پاؤں۔

پس یہ فقیر (باھوؒ) کہتا ہے کہ ذرہ برابر محبت بھی حج' جہاد' زکوٰۃ' نماز' نفل نمازوں' دیو پری و جنات و انسانوں اور فرشتوں کی تمام عبادات سے بہتر ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی اس راہ محبت و اخلاص میں صادق فقیر کو ثابت قدم اور راسخ الاعتقاد ہونا چاہئے' کیونکہ کامل فقراء نے عشق و محبت کے ذریعے ہی اپنے آپ کو کمال کے مرتبہ پر پہنچایا ہے۔ اور ان کا سینہ تجلیات انوار سے مالا مال ہو گیا ہے۔ کیونکہ صاحب عشق و محبت کے دل پر ہزاروں اسرار نازل ہوتے ہیں۔

نقل ہے کہ ایک بزرگ نے کسی بزرگ کے پاس بہت سی رقم روانہ کی۔ اس بزرگ نے اس کو کہا کہ جس چیز کو خدای تعالیٰ دشمن تصور کرتا ہو۔ پس تو خدا کی ناپسندیدہ چیز کو خدا کے دوستوں کے پاس بھیجتا ہے؟ یہ کیا دوستی ہے؟ اس کے طالب تو بہت ہیں۔ ان کو دے دو۔

طالبان این بسیار است' به ایشان بدهی' پس فقیر آنست که دنیا و اہل دنیا را بگوشہء چشم نہ بیند' چراکہ بدیدنش دل سیاہ گردد۔
نقل است بزرگی صاحب عزلت معتکف بود۔ بادشاہ (والی[۱]) ولایت برای زیارت چند زر نذر درویش آورد۔ درویش فرمود کہ ای دشمن خدا! این چہ جای کینہ و نفاق و منافقت بود کہ با من داشتی۔ زر از نظر پیش من بردار کہ دوستداران و طالبان این بسیار اند۔ کسیکہ توکل خدای تعالیٰ دارد' ہرگز بدنیا دست نیارد۔
قولہ' تعالیٰ: قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ(۲)
واین فقیر (باھوؒ[۳]) میگوید کہ طالب دنیا شیاطین است۔ دنیا فتنہ است و پیروی منافقان است و طالب او منافق دنیا خون حیض است و طالب دنیا حائض دنیا کذاب است و طالب دنیا مشرک است۔ (دنیا مشرکات است' طالب دنیا مشرکین است۔ دنیا خبیثات و طالب دنیا خبیث[۴]) دنیا لعنت است و طالب دنیا ملعون۔
بدانکہ یکدرم دنیا از جان عزیز است کہ لادین بی عقل و بی تمیز است۔ دنیا جہل است و طالب دنیا جاہل۔ دنیا زن قحبہ است فاجرہ و اہل دنیا شوہر دنیا دیوث است کہ زن خود را ظاہر و باطن با دیگری بیند کہ بازنا و فسق فاحشہ است۔
قال علیہ السلام: اَلدَّيُّوْثُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ(۵)
پس فقیر آن را گویند کہ مرد مذکر باشند نہ دیوث مخنث۔ دنیا عام و تابع او عام۔ (عالم[۶]) تمام غلام است۔ و بہشت آن مردم سرگردان از صبح تا شام است و بر اہل اللہ خاص دنیا عام حرام است۔ خاص کرا گویند۔ خاص آنست کہ از دنیای عام خلاص۔ با خدای عز و جل اخلاص۔ درویش صاحب شعور و فقیر حضور آنست کہ بدل خود حب دنیا جیفہ ندارد۔ ہرکہ ہوای شہوت را طلاق دھد' صاحب شوق است۔ ہرکہ دنیا را طلاق دھد' صاحب ذوق است۔

۱۔ عین الفقر جلد دوم' ص ۶۱' ۲۔ سورہ النساء' ۴: ۷۷' ۳۔ عین الفقر جلد دوم' ص ۶۱' ۴۔ ایضاً' ۵۔ حدیث' ۶۔ عین الفقر جلد دوم' ص ۶۱

پس فقیر وہ ہے جو دنیا اور اہل دنیا کو بالکل در خور اعتنا نہ سمجھے کیونکہ ان کو دیکھنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔
نقل ہے کہ ایک بزرگ گوشہ نشین اعتکاف میں بیٹھے تھے۔ کہ بادشاہ وقت ان کی زیارت کے لئے آیا۔ اور کچھ زر و مال ان کی نذر کیا۔ درویش نے کہا: اے دشمن خدا! یہ کیا کینہ و نفاق اور منافقت کا موقع تھا' جو تم نے میرے ساتھ کیا۔ یہ زر و مال میرے سامنے سے اٹھا۔ اس کے طالب اور دوستدار تمہیں اور بہت ملیں گے۔ جو شخص خدا پر بھروسہ رکھتا ہے۔ وہ دنیا کی طرف ہرگز متوجہ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے پیغمبر! لوگوں سے کہہ دو کہ دنیاوی متاع بہت قلیل ہے"۔
اور یہ فقیر باھوؒ کہتا ہے کہ طالب دنیا شیاطین ہیں۔ دنیا فتنہ ہے اور اہل دنیا فتنہ انگیز ہیں۔ دنیا کے طالب منافق ہیں۔ دنیا خون حیض ہے اور دنیا کے طالب حائض ہیں۔ دنیا دروغ گو ہے اور طالب دنیا مشرک ہیں۔ دنیا مشرکات ہے اور طالب دنیا مشرکین ہیں۔ دنیا خبیثات ہے اور طالب دنیا خبیث ہے۔ دنیا لعنت ہے اور طالب دنیا ملعون ہے۔
(اے طالب!) جان لے! کہ دنیا کی قیمت ایک درم ہے اور اس کو وہی دوست رکھتا ہے' جو بے دین' بے عقل اور بے تمیز ہے۔ دنیا جہل ہے اور دنیا کا طالب جاہل ہے۔ دنیا ایک زن فاحشہ اور فاجرہ ہے اور اہل دنیا اس کے بے حیا شوہر ہیں کہ اس کو ظاہر و باطن میں دوسرے کے پاس (آراستہ) دیکھتے ہیں' جو زنا اور فواحش میں مبتلا ہے۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔
"دیوث (بے حیا) جنت میں داخل نہیں ہوگا"۔
پس فقیر اس کو کہتے ہیں جو مرد مذکر ہو نہ کہ بے حیا مخنث۔ دنیا عام ہے اور اس کے تابع بھی عام ہیں۔ تمام عالم دنیا کا غلام ہے۔ اور اس دنیا کی وجہ سے لوگ صبح سے شام تک سرگرداں اور پریشان حال رہتے ہیں' مگر خاص اہل اللہ پر یہ دنیا مطلق حرام ہے۔ خاص کس کو کہتے ہیں؟ خاص وہ ہے جو دنیا سے مطلق اخلاص نہیں رکھتا۔ بلکہ وہ خدائے بزرگ و برتر سے اخلاص رکھتا ہے۔ درویش صاحب شعور اور فقیر صاحب حضور وہ ہے جو اپنے دل میں دنیا کی محبت نہیں رکھتا۔ جو شخص کہ شہوات نفسانی کو چھوڑ دے' وہ صاحب شوق ہے۔ اور جو دنیا (اور زر و مال) کو چھوڑ دے' وہ صاحب ذوق ہے۔

ہر کہ غیر ما سوی اللہ را طلاق دھد' آن صاحب مشاق اشتیاق است۔ ہر کہ کشید خود را ازین بلا' در عشق حق مبتلا۔

بیت باھوؒ

دنیا دانی چیست پر درد و بلا میکند از ذکر فکر حق جدا

دنیا چیست؟ دنیا نام دوئی است۔ ہر کہ بدوئی دست انداخت' خود را در سلک شیطان ساخت۔

کسیکہ با خدا تعالیٰ دوستی دارد' شیطان باو دشمنی دارد۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔ پس معلوم شد ہر کہ باشد اہل علم' خواہ اہل جہل' ہر کہ بدنیا راغب است' از دوستی خدای تعالیٰ کاذب است۔ پس از مردن یک فلوس یا یکدرم از ملک فقیر کامل یا علمای عامل بر آید۔ بدانکہ از حق کاذب بود و رفتہ از محبت خدای تعالیٰ خالی بی مقصود۔ باید کہ آن درم را در آتش انداختہ۔ چنان سوزش کند' چنانچہ آتش سرخ بر پیشانی داغ دھند کہ آن رانشان اہل دنیا باشد۔ یقین است کہ کسیکہ فلوس درم دنیا را دوست دارد' ہر آنکس خدای عزو جل عزیز ندارد۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔

حدیث

اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَّلَنَا فِیْہِ صَوْمٌ(۱)

بیت

واصلان را بس بود نام خدا روز و شب با عشق وحدت کبریا

۱- حدیث

جو کوئی ماسوائے اللہ کو چھوڑ دیتا ہے' وہ صاحب مشتاق و اشتیاق ہے۔ جس نے اپنے آپ کو ان تمام بلاؤں سے نکال لیا' وہ عشق الٰہی میں مبتلا ہو گیا۔

بیت باھوؒ

کیا تمہیں معلوم ہے؟ دنیا کیا ہے؟ دنیا دکھوں اور مصیبتوں سے بھری ہوئی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر سے جدا کرتی ہے۔

دنیا کیا ہے؟ دنیا دوئی کا نام ہے۔ جس کسی نے دوئی اختیار کی' اس نے اپنے آپ کو شیطان کے زمرہ میں داخل کیا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے دوستی رکھتا ہے' شیطان اس سے دشمنی رکھتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔ پس معلوم ہوا جو شخص کہ خواہ عالم ہو یا جاہل' جو کوئی دنیا سے رغبت رکھتا ہے' خدای تعالیٰ کی محبت میں جھوٹا ہے۔ پس کسی فقیر کامل یا علمای عامل کے پاس مرنے کے بعد اگر ایک پھوٹی کوڑی یا ایک درہم بھی نکلے' تو جاننا چاہئے کہ خدای تعالیٰ کی محبت میں جھوٹا تھا۔ وہ خدای تعالیٰ کی محبت سے محروم' خالی اور بے مقصود رہا۔ قیامت کے روز اسی پیسے کو آگ میں گرم کر کے اس کی پیشانی پر داغ دیں گے تاکہ سب کو معلوم رہے کہ یہ شخص اہل دنیا ہے۔ یہ یقینی امر ہے کہ جو شخص روپیہ پیسہ کو دوست رکھتا ہے۔ خدای بزرگ و برتر کو عزیز نہیں رکھتا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔

حدیث

"دنیا ایک دن ہے اور اس میں ہمارے لئے روزہ ہے"۔

بیت

"واصلوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا نام کافی ہے۔ وہ دن رات اللہ تعالیٰ کے عشق میں مست رہتے ہیں"۔

بدانکه با پیغمبر علیہ السلام جنگ و دشمنی کہ کرد درم و دنیا کرد۔ اگر بوجہل مفلس بودی، تابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بودی و امام حسنؓ و امام حسینؓ و امامان را کہ کشت دنیا کشت۔ اگر یزید مفلس بودی، تابع امامان بودی کہ امام صاحب نور چشم ام المومنین حضرت بی بی فاطمۃ الزہراؓ و حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و اولاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ بود۔ پس اہل دنیا ابوجہل و یزید است نہ رابعہؒ و بایزیدؒ۔ دنیا قاتل اصحاب و امام است۔ دنیا را نگاهداشتن شرف کدام است۔ دنیا قہر الٰہی و خون است و طالب دنیا کافر دون است و دشمن بی چون و بی چگون است۔ دنیا بدعت و طالب دنیا ملحد است و دنیا دعویٰ کش خدای است (چون زنی دنیا ہر دو جہان روسیاہ خوار بی اعتبار است)(۱)۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

زر و سیم و اسپ و شتر و گاؤ خر و فیل و نوکر و سپاہی (و خزانہ ۲) لشکر ابوجہل و یزید بود و صبر و شکر و ذکر فکر و ذوق شوق محبت عشق نماز و روزہ فقر فاقہ اصحاب مسلم مومن فرقان نص حدیث لشکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و امامان بود و نقارہ و دھل دف شرنا نوبت ابوجہل و یزید بود۔ بانگ و اذان، ذکر جہر نعرۂ ذکر اللہ نوبت محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و امامان بود۔ وحشت نوبت دنیا و بادشاہی دنیا فانی باطل و نوبت بادشاہی دین محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ باقی اسلام حق و راست۔

اَللّٰهُمَّ انصر بنصر دین مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

قولہ تعالیٰ: نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (۳) فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (۴) اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

۱۔ عین الفقر جلد دوم، ص ۶۲، ۲۔ ایضاً، ۳۔ سورہ الصف، ۶۱: ۱۳، ۴۔ سورہ یوسف، ۱۲: ۶۴

(اے طالب!) جان لے کہ پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ جو کچھ جنگ اور عداوت کی' دولت اور دنیا نے کی۔ اگر ابو جہل مفلس ہوتا' تو رسول مقبول علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے تابع ہو جاتا۔ (اسی طرح) حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ اور (دیگر) اماموں کو شہید کیا گیا' تو دنیا نے کیا۔ اگر یزید مفلس ہوتا تو اماموں کے تابع ہوتا' کیونکہ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ ام المومنین حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جگر گوشے اور حضرت علی کرم اللہ وجہ' کے صاحبزادے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے نواسے تھے۔ پس ابو جہل اور یزید اہل دنیا تھے' نہ حضرت بایزید بسطامیؒ اور حضرت رابعہ بصریؒ اور دنیا ہی اصحاب اور امامین کی قاتل ہوئی اور دنیا کی حفاظت کرنا کون سی بزرگی اور شرافت ہے سوائے اس کے کہ قہر الٰہی اور خون ہے۔ اور طالب دنیا کافروں اور دشمن خدا اور لاشیء ہے۔ دنیا بدعت اور طالب دنیا ملحد ہے اور دنیا داروں نے ہی خدائی کا دعویٰ کیا۔ جبکہ دنیا ایک عورت کی مانند ہے جو ہر دو عالم میں روسیاہ' خوار اور بے اعتبار ہے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

اور متاع دنیا زر و سیم' گھوڑے' اونٹ' بیل' گدھے' ہاتھی' نوکر' سپاہی' خزانہ اور لشکر ابو جہل اور یزید کے پاس تھے اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور آئمہ کبار کا اسباب یہ تھا: صبر و شکر' ذکر و فکر' ذوق و شوق' محبت و عشق' نماز و روزہ' فقر و فاقہ' مومن مسلم اور قرآن و حدیث کے خزانے یہ سب حضورؐ اور آئمہء دین کے لشکر تھے۔ ابو جہل اور یزید کے پاس نقارہ' نوبت و شرنا' دف اور ڈھول تھے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور آپ کے اصحابؓ کے پاس بانگ و اذان' ذکر جہر' اور نعرۂ ذکر اللہ کی نوبت تھی۔ اور تمام ہفت اقلیم کی نوبت اور سلطنت دنیا فانی اور باطل ہے۔ اور دین محمدیؐ کی بادشاہت اور نوبت تا قیامت باقی رہنے والی ہے۔ اسلام حق اور راستی کا نام ہے۔

"اے اللہ! دین محمدیؐ کی مدد کر جس کی نوبت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ کی جانب سے مدد اور جلدی فتح اور ایمان والوں کو خوشی سنا دے۔ "سو اللہ نگہبان بہتر ہے اور وہی سب مہربانوں سے مہربان ہے"۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

همراه پیغمبر علیہ السلام چہار قسم لشکر بود۔ یک قسم لشکر اصحاب' دوم لشکر فرشتہ و شہید و سوم قسم لشکر خلق علم و چہار قسم لشکر خلق و حلم۔ دو قسم لشکر ظاہر بود اصحاب و فرشتہ و شہید و دو قسم لشکر ظاہر باطن بود۔ خلق علم و حلم کسی را کہ دین عزیز بود۔ اگر ابو جہل بادشاہی دنیا زر سیم مال داد' نذر ننمود۔ جان تصرف براہ خدا و تصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کردند و بعضی منافقان ثم کفر و اثم امنوا مذبذبین بین ذلک چنانچہ نبی اللہ از مکہ کوچ کردہ بحکم اللہ تعالیٰ بجانب مدینہ متوجہ شدند۔ پس اصحابان اختیار کردند کہ اہل محبت و جان فدای کہ از نبی اللہ سر و مال و جان دریغ نداشتند۔ کسانیکہ طمع وطن و زمین و اہل اقربا کرد' از ہجر خدمت جدا ماند۔ لیکن اہل محبت طائفہء فقراء اصحاب عاشق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بودند۔ ہر کہ جدا ماند از طمع دنیا۔

قولہ' تعالیٰ: مِنكُم مَّن يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ الْآخِرَةَ(۱)

قولہ' تعالیٰ: فَأَمَّا مَن طَغَىٰ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ(۲)

حدیث

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ(۳)

بدانکہ اگر زمین و آسمان پر زر آراستہ آرایش کند و بادشاہی تمام زمین بخشد۔ اہل دین آن را گویند کہ نگاہ زر نگارش نکند و دین خود را نفروشد کہ دین محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فائق از کونین است۔ کونین تصدق دین است۔ دین دین محمدؐ' یقین یقین محمدؐ۔ بہای کلمہ ہر دو جہان نبود۔ کلمہء طیبہ از ہر دو جہان فائق تر است۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم۔ زیر و زبر عرش و کرسی لوح محفوظ از ماہ تا ماہی ہمہ در ذکر الٰہی۔

بیت باھُوؒ

لا الہ الا اللہ بر دل مومن نوشت   محمد رسول اللہ شد لسان اہل بہشت۔

اللہ بس ما سوی اللہ ہوس۔

۱۔ سورہ آل عمران' ۳:۱۵۲' ۲۔ سورہ النزعت' ۷۹:۹۔۳۷' ۳۔ مشکوٰۃ' صحیح بخاری

پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ (بھی) چار قسم کا لشکر تھا۔ اول قسم آپؐ کے اصحاب کا لشکر تھا۔ دوسرا لشکر ملائکہ اور شہداء' تیسرا لشکر خلق و علم اور چوتھا لشکر خلق و حلم۔ دو قسم لشکر ظاہری تو ملائکہ و صحابہ و شہدا اور دو قسم لشکر ظاہر اور باطن تھا' مثلاً" آپ کا خلق اور علم و حلم۔ (اس وقت) جس کسی کو دین عزیز تھا' اسے ابوجہل کتنا ہی دبدبہ اور مال و زر کا طمع دیتا' مگر وہ (دین حق کے سوا) کچھ قبول نہ کرتا اور اپنی جان راہ خدا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حمایت میں تصدق کرتا۔ مگر بعض منافق لوگ اس نعمت سے محروم رہتے' چنانچہ سیپارہ ۶ میں ہے کہ یہ دونوں کے بیچ میں ادھر ادھر لٹکے ہوئے ہیں' نہ ان کی طرف اور نہ ان کی طرف۔ چنانچہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بحکم ربی مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے جانے لگے' تو آپؐ کے اصحابؓ' اہل محبت اور جان کی بازی لگانے والوں نے اپنی جان اور اپنے زر و مال سے کچھ دریغ نہ کیا۔ آپؐ کا ساتھ دینے میں نہ ان کو کچھ عزیز و اقارب کی محبت اور نہ اپنی زمین و جائداد کی کچھ الفت رہی۔ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آپؐ کے ہمراہ چلے گئے۔ اس وقت جو کوئی آپؐ سے جدا ہوتا یا مخالفت کرتا تھا' وہ محض دنیا کے طمع کی وجہ سے مخالفت کرتا تھا۔ چنانچہ پروردگار عالم نے تمام لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے:" تم میں سے بعض ایسے ہیں جو دنیا چاہتے ہیں اور بعض آخرت چاہتے ہیں"۔

دوسری جگہ فرمایا ہے:"جو شخص کہ سرکشی کر کے دنیا کو آخرت پر ترجیح دے' تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے"۔

جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے:"تم میں سے کسی کا ایمان کامل نہ ہو گا' تاوقتیکہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ سے اور اس کی اولاد سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں"۔

(اے طالب!) جان لے کہ اگر تمام زمین و آسمان کو سونے سے آراستہ کر دیا جائے اور تمام روئے زمین کی سلطنت بھی بخش دی جائے' مگر پھر بھی اہل دین اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اہل دین اسے کہتے ہیں کہ مال و زر کے پیچھے اپنے دین کو فروخت نہ کرے' کیونکہ دین محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دونوں جہاں سے فائق و برتر ہے۔ دونوں جہاں دین محمدیؐ پر تصدق ہیں۔ دین دین محمدؐ ہے اور یقین یقین محمدؐ ہے۔ دونوں جہاں کلمہء طیبہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ کلمہء طیبہ دونوں جہاں سے بالاتر ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ عرش و کرسی' لوح محفوظ سے اوپر اور نیچے اور ماہ سے ماہی تک ذکر الٰہی میں رہتے ہیں۔

بیت باھوؒ

اللہ تعالیٰ نے مومن کے دل پر تو لا الٰہ الا اللہ لکھ دیا ہے۔ اور محمد رسول اللہ جنتی لوگوں کی زبان پر جاری کر دیا۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

بدانکه میان حضرت آدم علیه السلام و حضرت نوح علیه السلام دو هزار بیست(۱) سال بود۔ میان نوحؑ و ابراہیمؑ یک ہزار صد سال بود۔ میان ابراہیمؑ و داوٗدؑ پانصد(۲) سال بود و میان عیسیٰؑ و موسیٰ علیہما السلام سہ صد سال بود و میان عیسیٰؑ و محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شش صد سال بود۔ جملہ پنج ہزار و نہ صد و ہفتاد و نہ سال بود کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تولد شدہ بود۔ گفت پیغمبر علیہ السلام کہ بزرگان امت من چہل باشند۔ تا قیامت ازان چہل بیست و دو در زمین شام باشند و ہژدہ در زمین عراق۔ ہر گاہ کہ ازان چہل یک بمیرد، دیگر از خلایق بمقام او مدخل شود۔ ہرگز (از چہل) کم نگردند۔ چون قیامت نزدیک آید، چہل بیک بار از عالم بیرون شوند۔

روایت از عباس(۳) ابن مسعودؓ کہ فرمود پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در زمین سہ صد کس باشند کہ دل ایشان چون دل آدم علیہ السلام بود و چہل کس باشند کہ دلہای ایشان چون دل موسیٰ علیہ السلام بود و ہفت کس باشند کہ دلہای ایشان چون دل ابراہیم علیہ السلام بود و پنج کس باشند کہ دلہای ایشان چون دل جبرائیل علیہ السلام بود و سہ کس باشند کہ دلہای ایشان چون دل میکائیلؑ اند و یک کس باشد کہ دل او چون دل اسرافیل علیہ السلام بود و چون یکی بمیرد، یکی از سہ گانہ پایگاہ وی برسد۔ چون یکی از پنجگانہ یکی بمیرد، از ہفتگانہ یکی پایگاہ وی برسد۔ چون ہفتگانہ بمیرد، ازان چہلگانہ یکی پایگاہ وی برسد۔ و ہر گاہ کہ ازین سہ صد گانہ یکی بمیرد، ازان جملہ یکی مسلمانان یکی پایگاہ وی برسد۔ تا قیامت ہرگز ازین سہ صد گاہی کم نشود۔ بہ برکت ایشان بلاہا از امت من باز ماند۔

حدیث قدسی

ای محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! آفریدیم یک آدم را پیش از آدم کہ پدر تست۔ عمر آن ہزار سال کردم۔ پس بمرد۔ پانزدہ ہزار آدم دیگر آفریدم۔ عمر ہر یک کس را دہ(۴) ہزار سال ساختم۔ پس ازان حضرت آدم کہ پدر تست آفریدم۔ در تفسیر اسرار الفاتحہ نقل است کہ

۱۔ عین الفقر جلد دوم، ص ۶۳: بیست و دو سال، ۲۔ ایضاً: پانصد و ہفتاد سال
۳۔ ایضاً: ص ۶۴: عبد اللہ بن مسعودؓ، ۴۔ ایضاً، ص ۶۵: دو ہزار

یاد رہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دو ہزار بیس سال کا فاصلہ تھا۔ اور حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ایک ہزار سال کا فاصلہ تھا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پانچ سو سال کا عرصہ ہوا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تین سو سال کا فاصلہ تھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے درمیان چھ سو سال کا فاصلہ تھا۔ جملہ پانچ ہزار نو سو اناسی سال ہوئے تھے کہ جناب محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تولد ہوا۔

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے "کہ میری امت میں تا قیامت چالیس بزرگ (ابدال) رہا کریں گے۔ ان چالیس میں سے بائیس ملک شام میں اور اٹھارہ سرزمین عراق میں۔ ان چالیس میں سے جب کوئی مرے گا' تو اللہ تعالیٰ خلائق میں سے دوسرے شخص کو اس کی جگہ پر قائم مقام کریگا۔ ان کی تعداد ہرگز چالیس سے کم نہ ہوگی۔ جب قیامت قریب آجائے گی تو یہ چالیس ابدال ایک ہی بار میں عالم سے باہر ہو کر کھڑے ہوں گے"۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ "آنجناب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زمین پر تین سو آدمی ہوں گے کہ ان کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل جیسے ہوں گے۔ اور چالیس شخص ایسے ہوں گے کہ ان کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل کی مانند ہوں گے۔ اور سات آدمی ایسے ہوں گے' جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کی طرح ہوں گے۔ اور پانچ شخص ایسے ہوں گے کہ جن کے دل حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دل کی مثل ہوں گے۔ اور تین شخصوں کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے دل کی مانند ہوں گے۔ اور ایک شخص ایسا ہو گا کہ جس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل جیسا ہو گا۔ اور جب یہ ایک فوت ہو جائے گا' تو تین میں سے ایک اس کی جگہ پر آجائے گا۔ جب پانچ میں سے ایک کا وصال ہو جائے گا' تو سات میں سے ایک اس کی جگہ لے لیگا۔ اور اسی طرح جب سات میں سے ایک فوت ہو جائے گا' تو چالیس میں سے ایک اس کی جگہ پر قائم ہو گا۔ اور جس وقت تین سو میں سے کوئی مر جائے گا' تو اس کی جگہ پر تمام مسلمانوں میں سے ایک اس کا قائم مقام ہو جائے گا۔ اور ان تین سو میں سے قیامت تک ہرگز کمی نہ ہوگی۔ ان کی برکت سے میری امت سے بلائیں دور رہیں گی"۔

حدیث قدسی

اللہ تعالٰی نے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ اے محمدؐ! میں نے تمہارے باپ آدمؑ سے پہلے بھی آدم پیدا کیا تھا۔ جس کی عمر ایک ہزار سال کی تھی۔ اس کے بعد پندرہ ہزار آدم اور پیدا کئے۔ جن میں سے ہر ایک کو میں نے دس دس ہزار سال عمر دی تھی۔ ان کے بعد میں نے تمہارے باپ آدمؑ کو پیدا کیا۔ تفسیر اسرار الفاتحہ میں نقل ہے کہ

روزی حسن بصریؒ و مالک دینارؒ و شفیق بلخیؒ پیش رابعہؒ بودند و در صدق سخن می رفت۔ حضرت حسنؒ گفت: لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَّمْ یَصْبِرْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلٰہُ یعنی نیست صادق در دعوی خویش کہ صبر نکند بر زخم مولای خویش۔ رابعہؒ گفت: ازین سخن بوی منی می آید۔ پیش باید گفت۔ شفیق بلخیؒ گفت: لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَّمْ یَتَلَذَّذْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلٰہُ یعنی نیست صادق در دعوی خویش کہ لذت نیابد از زخم مولای خویش۔ رابعہؒ گفت: پیش سخن باید گفت کہ ازین سخن بوی خودی می آید۔ مالک دینارؒ گفت: لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَّمْ یَشْکُرْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلٰہُ یعنی نیست صادق در دعوی خویش کہ شکر نکند بر زخم مولای خویش۔ رابعہؒ گفت: لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَّمْ یَنْسَ ضَرْبَ مَوْلٰہُ فِیْ مُشَاھَدَۃِ رُؤْیَتِہٖ مَوْلٰہُ یعنی نیست صادق در دعوی خویش کہ فراموش نکند زخم را در مشاہدۂ مطلوب خویش۔ این فقیر باہوؒ جمیع اولیاء اللہ را جواب میدھد: لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَّمْ یَنْسَ الْبَدَنَ وَالْمُشَاھَدَۃَ مَوْلٰہُ یعنی نیست صادق در دعوی خویش کہ فراموش نکند خویش و مشاہدہ را بغرق توحید مطلوب۔ چنین آوردہ اند کہ روزی شیخ بایزید بسطامیؒ و ذوالنون مصریؒ بزیارت امام المسلمین امام اعظمؒ صاحب آمدند۔ امام المسلمین مرخادم را فرمود: کہ برو تاس روشن کن و ویرا از شہد پر کن و یک موی بالای او داشتہ بیار پیش بزرگان۔ خادم حکم بجا آورد۔ امام صاحب فرمود! کہ ای بزرگان این تاس را و این شہد را و این موی را بیان فرمایند۔ اول شیخ بایزیدؒ گفت: کہ بہشت خدای تعالیٰ ازین تاس روشن تراست و نعمت ہای بہشت ازین شہد شیرین تراست و بگذشتن پل صراط ازین موی باریک تراست۔ بعدۂ شیخ ذوالنون مصریؒ گفت: کہ اسلام خدای تعالیٰ ازین تاس روشن تراست و بودن در اسلام ازین شہد شیرین تراست و اسلام را نگہداشتن ازین موی باریک تراست۔

ایک روز (خواجہ) حسن بصریؒ اور مالک بن دینارؒ اور شفیق بلخیؒ حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمتہ کے پاس (بیٹھے) تھے۔ اور صدق کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا: جو شخص کہ اپنے مولا کے زخم پر صبر نہ کر سکے' وہ شخص اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہے۔ حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمتہ نے کہا: اس بات سے تکبر کی بو آتی ہے۔ اس سے زیادہ عمدہ لفظوں میں بیان کرنا چاہیئے۔ حضرت شفیق بلخی رحمتہ اللہ نے کہا: جو شخص کہ اپنے مولا کے زخم سے لذت پانے والا نہ ہو' وہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہے۔ حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمتہ نے کہا: اس سے عمدہ لفظوں میں مضمون کہنا چاہیئے' کیونکہ اس میں بھی کبر کی بو آتی ہے۔ حضرت مالک بن دیار علیہ الرحمتہ بولے: جو شخص کہ اپنے مولا سے زخم پانے پر شکر گذاری نہ کرے' وہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہے۔ حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمتہ بولیں: جو شخص مولا کے مشاہدہ میں زخم کو فراموش نہ کرے' وہ اپنے دعویٰ میں سچا نہیں ہے۔ یہ فقیر باھوؒ تمام اولیاء اللہ کو جواب دیتا ہے: جو شخص مولا کے مشاہدہ میں اپنی ذات کو نہ بھول جائے اور توحید میں غرق نہ ہو جائے' وہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہے۔

یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز حضرت بایزید بسطامیؒ اور حضرت ذوالنون مصریؒ امام المسلمین حضرت امام اعظمؒ کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اور تاش کو صاف کرو اور اس میں شہد بھر لاؤ۔ اور اس کے اوپر ایک بال رکھ کر ان بزرگوں کے سامنے لاؤ۔ خادم حکم بجا لایا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اے بزرگو! آپ ان تینوں چیزوں تاش' شہد اور بال کی تاویل بیان کریں۔ پہلے شیخ بایزید بسطامیؒ نے فرمایا: کہ خداوند کریم کی بہشت اس تاش سے زیادہ روشن ہے اور بہشت کی نعمتیں اس شہد سے زیادہ شیریں ہیں۔ اور پل صراط سے گذر جانا اس بال سے زیادہ باریک ہے۔ اس کے بعد شیخ ذوالنون مصریؒ نے فرمایا: خداوند تعالیٰ کا اسلام اس تاش سے زیادہ روشن ہے۔ اور اہل اسلام ہونا اس شہد سے شیریں تر ہے۔ اور اسلام کی نگہداشت کرنا اس بال سے زیادہ باریک ہے۔

بعدہ' امام المسلمین فرمود! کہ علم خدای تعالیٰ ازین تاس روشن تراست و مسائل فقہ ازین شہد شیرین تراست و باریک ھای علم ازین موی باریک تراست۔ بعدہٗ خادم امام المسلمینؒ گفت: روی مہمان دیدن ازین تاس روشن تراست و خدمت مہمان کردن ازین شہد شیرین تراست و دل مہمان نگہداشتن ازین موی باریک تراست و مصنف کتاب نافع المسلمین می گوید کہ روی اولیاء اللہ دیدن ازین تاس روشن تراست و محبت خدای تعالیٰ در دل داشتن ازین شہد شیرین تراست و شریعت نبویؐ نگہداشتن ازین موی باریک تراست۔ جمیع اولیاء اللہ را و حضرت امام صاحب را و مصنف کتاب و خادم را فقیر باھوؒ جواب میدھد: نعمت خوردن بہشت کار نفس خراست و بی عمل علم خواندن کار بی خبراست و روی مہمان دیدن پر خطراست و محبت بی محنت حق رسیدن زھراست و قدم در اسلام بی صدق ریا تراست۔ برزخ اسم اللہ ازین تاس روشن تراست و لذت مشاہدہٗ وحدانیت ازین شہد شیرین تراست و غرق فنا فی اللہ شدن و از خودی خویش بر آمدن ازین موی باریک تراست۔

بیت باھوؒ

عاقبت با کار باید کار دوست معرفت را مغز باید نی پوست

چنانچہ حق تعالیٰ روزی فرمود کہ ای موسیٰؑ! عبادت آن بکن کہ لایق درگاہ ما باشد۔ از برای ما چہ میکنی؟ موسیٰؑ گفت: خداوندا! علم' نماز' روزہ و حج' مال زکوٰۃ' خیرات۔ خداوند تعالیٰ فرمود: کہ ای موسیٰؑ! این ہمہ عبادت از برای آسائش تن و لذت نعمت بہشت و نفس و پناہ از آتش دوزخ است۔ موسیٰ علیہ السلام عرض نمود۔ خاص عبادت تو چیست؟ خداوند تعالیٰ فرمود: محبت و صدق و ذکر اللہ باخلاص است۔

قولہٗ تعالیٰ: فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ (۱)

۱۔ سورۃ النساء ۴: ۱۰۳

اس کے بعد امام المسلمین حضرت امام اعظمؒ نے فرمایا: کہ علم دین اس تاش سے زیادہ روشن اور مسائل فقہ اس شہد سے زیادہ شیریں ہیں۔ اور علم کی باریکیاں اس بال سے زیادہ باریک ہیں۔ اس کے بعد آپ کے خادم نے کہا: مہمان کا چہرہ دیکھنا اس تاش سے زیادہ روشن ہے اور مہمان کی خدمت کرنا اس شہد سے زیادہ شیریں ہے اور مہمان کا دل خوش رکھنا اس بال سے زیادہ باریک ہے۔ اور کتاب نافع المسلمین کا مصنف کہتا ہے کہ اولیاء اللہ کے چہرے کی زیارت کرنا اس تاش سے زیادہ روشن ہے اور دل میں خدای تعالیٰ کی محبت رکھنا اس شہد سے شیریں تر ہے۔ اور شریعت نبویؐ کی پوری طرح پابندی کرنا اس بال سے زیادہ باریک ہے۔ تمام اولیاء اللہ اور حضرت امام صاحب اور مصنف کتاب اور خادم کو فقیر باھوؒ (یہ) جواب دیتا ہے: بہشت کی نعمتیں کھانا خر نفس کا کام ہے اور علم بے عمل حاصل کرنا بے خبر اور ناواقف کا کام ہے۔ اور مہمان کا چہرہ دیکھنا پر خطر ہے۔ اور بغیر محنت کے اللہ تعالیٰ کی محبت کو پہنچنا زہر کے مترادف ہے۔ اور اسلام میں بغیر تصدیق کے قدم رکھنا زیادہ ریا کاری (کا خطرہ) ہے۔ برزخ اسم اللہ اس تاش سے زیادہ روشن ہے اور وحدانیت کی لذت مشاہدہ اس شہد سے زیادہ شیریں ہے اور فنا فی اللہ میں غرق ہونا اور اپنی انا سے باہر آنا (یعنی نفس کو مارنا) اس بال سے زیادہ باریک ہے۔

بیت باھوؒ

کام کا انجام یار کی رضامندی ہونا چاہئے۔ معرفت کا مغز چاہئے' چھلکا کسی کام کا نہیں۔

چنانچہ ایک روز خداوند تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: کہ عبادت ایسی کرنی چاہئے جو ہماری درگاہ کے لائق ہو۔ اے موسیٰؑ! ہمارے لئے تم کیا کر رہے ہو؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے پروردگار! علم' نماز' روزہ' حج' مال زکوٰۃ اور خیر خیرات' پروردگار عالم نے فرمایا: اے موسیٰؑ! یہ تمام عبادات اپنے نفس کی راحت و آسائش اور بہشت کی نعمتوں کی لذت اور عذاب دوزخ سے نجات پانے کی غرض سے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ خداوندا! تیری خاص عبادت کیا ہے؟ خداوند کریم نے فرمایا: میری عبادت خاص محبت اور صدق و اخلاص کے ساتھ میرا ذکر ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: "پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے یاد کرو"۔

بدانکه مردم را دوستی بمسائل فقہ است کہ از مسئلہ زر و سیم بدست آرند و ذکر خفیہ بمثل شمشیر است از و با نفس کافر جنگ نیز آرند۔

بیت باھُوؒ

باھُوؒ بہ چیست یعنی خود فنا ٭ از علم پیدا می شود کبر و ریا

قال علیہ السلام:۔ اَلْحَسَدُ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ(۱)

بیت باھُوؒ

آن چیست کہ از ہر دو جہان فاضل تر است ٭ کہ بہتر از آرایش سیم و زر است

و از آن مردم بی خبر است علم آن علم کہ با عمل است و آن عمل کہ از و معرفت حق حاصل شود و آن معرفت کہ بطرف توحید باری تعالیٰ ببرد و آن توحید کہ نفس را با پاس انفاس بکشد و آن پاس انفاس کہ حق الیقین خاص الخاص و آن خاص الخاص کہ چنان غرق شود در مقام لاہوت فنا فی اللہ کہ فیض اللہ درست باشد۔ فیض اللہ درست چیست با خدا مست و با شریعت محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہوشیار و صاحب سلک و صاحب معرفت و صاحب علم و صاحب توحید، صاحب سکر، صاحب شکر، صاحب محبت، صاحب عشق فنا صاحب موحد محقق رضا اللہ۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

بیت

علم کثیر آمد و عمرت قصیر ٭ آنچہ ضروری است بہ آن شغل گیر

چون بنی کہ طالبی را از باطن (ہیچ راہی از ۲) ذکر فکر مراقبہ مشاہدہ نکشاید و صاحب سیاح باشد و ہیچ جا بر و اعتقاد نشود باید کہ آن را بگوید کہ نزدیک قبر زندہ دل درویش فقیر یا غوث یا قطب یا شہید کہ لایموۃ باشد (ہمون طالب را بگوید ۳) کہ وقت شب یا نیم شب یا آخر شب طرف پای قبر یا بر قبر سوار شود چنانچہ سوار اسپ آنچہ داند از قرآن مجید بخواند آن قبر بمثل برق ابر آنرا در مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ببرد یا در توحید وحدانیت غرق کند، اما این شدنی نیست

۱۔ نقل از عین العلم، ۲۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۷، ۳۔ ایضاً، ص ۶۷

(اے طالب!) جان لے کہ لوگوں کو مسائل فقہ سے زیادہ رغبت ہوتی ہے' اس لئے کہ مسئلہ مسائل سے (مال دنیا) زر و سیم' حاصل ہوتا ہے (نیز مسئلہ مسائل سے لوگوں کے دلوں میں ان کی وقعت زیادہ ہوتی ہے)
اور ذکر خفی شمشیر کی طرح ہے کہ جس سے کافر نفس سے جنگ کی جاتی ہے (اور اس سے اس کو زیر کیا جاتا ہے)

بیت باھوؒ

اے باھوؒ! اچھی بات کیا ہے؟ یعنی اپنے آپ کو فنا کرنا ہے' کیونکہ علم (ظاہری) سے تو تکبر اور ریا کاری حاصل ہوتی ہے۔
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "حسد نیکیوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے' جس طرح آگ خشک لکڑیوں کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے"۔

بیت باھوؒ

وہ کیا چیز ہے کہ دونوں جہان سے افضل ہے اور سیم و زر کی آرائش سے بھی بہتر ہے۔
اور (عموماً) اس سے لوگ بے خبر ہیں' وہ علم با عمل ہے' جس سے معرفت حق حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ معرفت باری تعالیٰ کی توحید کی طرف لے جاتی ہے۔ اور وہ توحید نفس کو پاس انفاس کی طرف راغب کرتی ہے اور وہ پاس انفاس حق الیقین اور خاص الخاص کے منازل طے کراتا ہوا مقام لاہوت فنافی اللہ میں ایسا غرق ہو جاتا ہے کہ (اس مقام میں طالب صادق) فیضان الٰہی حاصل کرتا ہے۔ صحیح فیضان الٰہی کیا ہے؟ صحیح فیضان الٰہی یہ ہے کہ طالب صادق خدا کے ساتھ مست اور شریعت محمدیؐ کے ساتھ ہوشیار رہتا ہے۔ اور صاحب سلک و صاحب معرفت و صاحب علم و صاحب توحید و صاحب سکر و صاحب محبت و صاحب عشق فنافی اللہ و موحد و محقق اور صاحب رضا ہو جاتا ہے۔ (اور اسی کا نام فیضان الٰہی ہے)
اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

بیت

علم تو بے انتہا ہے اور تمہاری عمر قلیل ہے۔ جتنا علم ضروری ہے' اتنا ہی علم حاصل کر۔
جب تو دیکھے کہ طالب کے ذکر و فکر' مراقبہ و مشاہدہ سے راہ باطن اس پر نہیں کھلتی۔ اور صاحب سیاح ہو کر جس کے پاس جاتا ہے' اس پر اعتقاد نہیں ہوتا' اسے کہنا چاہیئے کہ وہ اول

شب یا نیم شب یا آخر شب کسی درویش زندہ قلب یا غوث یا قطب یا شہید جو لایموت ہو‘ کی قبر کے نزدیک قبر کے پاؤں کی طرف یا قبر پر سوار ہو جائے جس طرح سے گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں اور قرآن مجید سے جو کچھ یاد ہو پڑھے۔ وہ قبر اسے بادلوں کی بجلی کی طرح مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دے گی۔ یا غرق توحید الٰہی کر دے گی۔ بشرطیکہ یہ شدنی امر ہو‘ ورنہ کچھ حاصل نہ ہو گا۔

که خالی بی حاصل ماند۔
قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ (۱)
و اگر طالب از وہشت قبر بترسد' آن طالب حق نباشد' طمع جان دارد۔

بیت باھوؒ

جانی بدہ خوش جام نوش   باتو گویم بشنوی ایدل بگوش

مرشد مہر محبت بخش مشفق محرم اسرار را گویند۔ مرشد بمثل سیف است۔ طالب کہ سراز گردن خود جدا کند پیش مرشد بیاید۔ مرشد بمثل کارد است' ہر کہ خود را بدست خود ذبح کند پیش مرشد بیاید۔ مرشد بمثل ملک الموت است' ہر کہ طمع جان نکند پیش مرشد بیاید۔ مرشد بمثل خانہء گرسنگی فقیر است' ہر کہ فاقہ را اختیار کند پیش مرشد بیاید۔ مرشد بمثل دار است۔ ہر کہ سواری دار اختیار کند' پیش مرشد بیاید۔ مرشد بمثل آتش است' ہر کہ نفس کافر را بسوزد' پیش مرشد بیاید۔ ہر کہ پیش مرشد بیاید با خلاص نگاہ بر محبت کند نہ بر نیکی و بدی۔ پس نیک و بد را تحقیق کردن کار جاسوس است' طالب اللہ نیست۔ بزرگی را ہزار طالب بود صاحب مراتب کہ بر آب روان مصلی انداختہ نماز می خواندند۔ کسی از آن بزرگ پرسید کہ این طالبان صاحب اعتقاد چند است' آن بزرگ ہمون شخص را گفت: کہ شمار برو تحقیق کن۔ آن شخص در سلک طالبان در آمدہ تحقیق کرد۔ آن بزرگ را گفت: کہ ازان ہزار طالب چہل صاحب اعتقاد است خاص آن بزرگ گفت: ازان چہل۔ گفت: بیست۔ گفت ازان۔ گفت: دہ۔ گفت ازان دہ۔ گفت: پنج۔ گفت: ازان پنج۔ گفت: دو کس: گفت: برابر این دو کس بر زمین طالب اللہ کم باشد۔ آن بزرگ جواب داد کہ چشم دیدن طالبان نداری' مرا این ہر دو گواہ برای کشتن بس است۔ باھوؒ محال است کہ طالب صاحب سر باشد کہ مدخل اسرار الٰہی گردد۔ درین زمانہ اہل فرار است یا مطلب دنیا دون قرار۔

۱۔ شرح مسند امام اعظم ملا علی قاری" لاہور' ص ۱۱۳

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:
"جب تم کسی امر میں حیران رہ جاؤ' تو اہل قبور سے مدد چاہو"۔
اور اگر طالب قبر کی دہشت سے ڈرتا ہے (یعنی اگر طالب قبر پر آنے سے خوف کھاتا ہو اور قبر کے نزدیک نہ آئے) تو وہ طالب صادق نہیں ہے اور اس کو ابھی تک اپنی جان کی محبت ہے۔

بیت باھوؒ

"اے دل! میں تجھے کہتا ہوں۔ غور سے سن! جان دے دو اور خوشی خوشی شراب عشق پیو"۔
(اور یاد رکھ کہ) مرشد مہر و محبت کا پیکر' مہربان اور محرم اسرار کو کہتے ہیں۔ (طالب کے لئے) تلوار کا حکم رکھتا ہے۔ جو طالب کہ اپنے نفس کی گردن اڑوانا چاہتا ہے' اسے چاہئے کہ مرشد کے پاس آئے۔ مرشد مثل ایک چھری کے ہے' جو کوئی اپنے آپ کو اپنے ہاتھ سے ذبح کروانا چاہتا ہے' اسے چاہئے کہ مرشد کے پاس آ جائے۔ مرشد طالب کے حق میں گویا ملک الموت ہوتا ہے' جسے اپنی جان کا کچھ خوف نہ ہو' اسے چاہئے کہ مرشد کے پاس آئے۔ مرشد ایک مفلس فقیر کے گھر کی مانند ہے' جسے فقر و فاقہ اختیار کرنا ہو' چاہئے کہ وہ مرشد کے پاس آئے۔ مرشد ایک سولی کی طرح ہے' جو کوئی سولی کی سواری اختیار کرنا چاہتا ہو' اسے چاہئے کہ وہ مرشد کے پاس آئے۔ مرشد مثل آگ کے ہے' جسے اپنے نفس کافر کو جلانا منظور ہو' وہ مرشد کے پاس آئے۔ جو شخص خلوص و اخلاص کے ساتھ مرشد کے پاس آئے' اسے چاہئے کہ اس کی محبت پر نظر رکھے' نہ کہ اس کی نیکی و بدی پر۔ کیونکہ نیکی و بدی کی تحقیق کرنا جاسوس کا کام ہے۔ طالب کو اس سے کیا سروکار۔
نقل ہے کہ کسی بزرگ کے ایک ہزار طالب ذی مراتب تھے' جو دریا پر مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ کسی نے ان بزرگ سے پوچھا۔ کہ آپ کے ان طالبوں میں سے صاحب اعتقاد کتنے ہیں؟ اس بزرگ نے اسی شخص کو کہا۔ کہ تم جاؤ اور تحقیق کرو۔ اس شخص نے طالبوں کے گروہ میں آ کر تحقیق کی اور اس بزرگ کو کہا کہ ایک ہزار میں سے صرف چالیس خاص صاحب اعتقاد ہیں۔ اس بزرگ نے کہا:۔ چالیس میں سے کتنے؟ کہا: بیس۔ کہا بیس میں سے کتنے۔ کہا: دس۔ پوچھا: دس میں سے کتنے؟ جواب دیا: پانچ۔ پوچھا: پانچ میں سے کتنے؟ کہا: دو اور یہ دو ایسے ہیں کہ دنیا میں ایسے طالب کم ہوتے ہیں۔ اس بزرگ نے جواب دیا: کہ تم نے ایسے طالب کم دیکھے ہوں گے۔ میرے لئے قتل ہونے کے لئے دو ہی طالب کافی ہیں۔
اے باھوؒ! صاحب راز طالب کا ملنا (آج کل) محال ہے جو صاحب اسرار الٰہی ہو۔ اس زمانہ کے طالبوں کو اس دنیائے دوں سے تو قرار ہے' مگر اہل اللہ سے فرار ہے۔

بیت

طالبان این زمانہ دون بدون طالبان را نیست طلب ہیچگون
مرشد اہل دکان صاحب طمع نفس بسیار و طالب از ہزار یک کس نیک کردار۔
قولہٗ تعالیٰ: وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ط(۱)
پس مرشد بمثل حکم خدا کہ قضا فرمان است و طالب فرمانبردار کہ سوختۂ عشق جان کباب بریان است۔ مرشد بمثل بحر است و طالب بمثل موج' نہ موج از بحر جدا و نہ بحر از موج جدا' ہمین طور است طالب فنا فی الشیخ۔ مرشد بمثل چشم و طالب بمثل نظر' نہ نظر از چشم جدا و نہ چشم از نظر جدا۔ علم بمثل شہید است و فقر بمثل شہادت' در علم مفت خوردن و مفت پوشیدن و مفت نوشیدن و بہ آسائش خسپیدن و علم سرگردان گردیدن زبان است و فقر با فاقہ سوختن جان است۔

بیت

علم کز تو ترا نہ بستاند جہل ازان علم بہ بود بسیار
علم رستگاری ست و جہل معصیت خواریست' فقر را دل دریا جاریست۔ بدانکہ بزرگی فرمودہ است جوہر جہل را خرید فروخت شیطان است' جوہر علم را شناسا رحمٰن است و جوہر فقر را کان لامکان است و جوہر حیوان را خوردن جمیعت جان است۔ جواب این فقیر جوہر علم در چشم بازبان است۔ جوہر فقر را در سر سینہ جان است۔ جوہر جہل بد مغز پریشان است۔ شیطان ہمہ ظلمت گردد۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا۔

۱۔ سورہ النساء ۴:۵۹

بیت

اس زمانہ کے طالب کمینے اور پست ہمت ہیں۔ (آج کل) کے طالبوں کو کسی طرح سے بھی (حقیقی) طلب نہیں ہے۔
(آج کل) کے مرشد اکثر دکاندار' صاحب طمع و نفس ہیں۔ اور (اسی طرح) ہزار میں سے ایک شخص ہو گا' جو طالب نیک کردار ہو۔
طالب و مرشد کے باہمی تعلق پر یہ آیت کریمہ شاہد ہے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
"اللہ تعالیٰ کی پیروی کرو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صاحب امر کی"۔
(یعنی صاحب امر مرشد بھی وہی ہونا چاہئے' جو کہ خداوند کریم و نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکام کا تابعدار ہو اور طالب صادق بھی وہی ہو گا جو ان تینوں کے احکام کو ایک نظر سے دیکھ کر ان کو بجالائے گا) پس مرشد کامل کا حکم گویا خداوند تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ اس کے ذریعے سے قضائے الٰہی جاری ہوتی ہے اور طالب اس کے حکم کا فرمانبردار کہ عشق و محبت سے سوختہ ہو کر ہمیشہ کباب ہوتا ہے۔ مرشد کامل دریا کے مثل ہے اور طالب اس کی موج ہوتا ہے۔ نہ موج دریا سے اور نہ دریا سے موج جدا ہوتی ہے۔ طالب فنا فی الشیخ کا یہی حال ہے۔ مرشد گویا چشم اور طالب اس کی نظر ہے۔ نہ نظر چشم سے جدا اور نہ چشم نظر سے جدا ہوتی ہے۔ (مرشد گویا چشم اور طالب اس کی نظر ہے) علم بمنزلہ شہید کے اور فقر بمنزلہ شہادت کے ہے۔ علم میں مفت کھانا' مفت پینا' مفت پہننا اوڑھنا اور آرام و آسائش سے سونا ہے۔ اور علم سرگرداں ہونے کا نام ہے اور زبان چلانا ہے۔ اور فقر میں فاقہ کے ساتھ جان گھلانا ہے۔

بیت

اگر تیرا علم تجھے مفید نہ ہو' تو اس علم سے جہالت بہت اچھی ہے۔
علم رستگاری اور جہالت معصیت و خواری ہے۔ فقر کا دل دریائے جاری ہے۔ یاد رہے کہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے۔ جوہر جہالت کا خرید و فروخت کرنے والا شیطان لعین ہے۔ (اور) جوہر علم کا شناسا رحمٰن ہے۔ اور جواہرات فقر کی کان لامکان ہے۔ اور جوہر حیوانیت کھانا (پینا) اور دلجمعی ہے۔ اس فقیر (باھوؒ) کا جواب یہ ہے کہ جوہر (صاحب) علم زبان ▪ چشم میں رہتا ہے۔

فقیر را اول الف باید۔

الله بس ماسوای الله ہوس

الوہیت الٰہا واحدا چہار ب باید۔ اول ب برکت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، دوم ب' بنای اسلام' سیوم ب' بدی را بگذار۔ چہارم ب' بند کند نفس را از ہوا و ہفت ت' باید اول ت ترک۔ دوم ت توکل۔ سوم ت' تکبیر تحریمہ' چہارم ت' تواضع' پنجم ت' تسلیم' ششم ت' تکبر نکند' ہفتم ت' تیار شود برای موت' قبر باخبر۔

الله بس ماسوی الله ہوس

اگر عالم عامل و فقیر کامل در جہان نبودی در جہان شیطان ہمہ ظلمت گردد' در جہان طفلان بازی و جوانان با کبر مستی ہوا و پیران در غیبت بسیار گویائی (باز نہ آمدندی[1]) از بازی و مستی و ہوا و غیبت باز آی۔

ادب با خاموش است و ذکر در دل جوش است و صبر مراتب خون نوش است۔ بہتر آنکہ از خود بی ہوش نہ خود فروش۔ فقیر دریا نوش باید سکوت' اگرچہ سکر تمام۔

ابیات

باھوؒ حقیقت بد ز مردم من چہ پرسی
بدش بدکار آن کرسی بکرسی

از ہجرت الف و سی بودند ہم بودند پنج وہم پنجاہ
در عمل اورنگ شاہ شد این نکتہ وحدت اللہ

تمت بالخیر

الحمد للہ رب العالمین۔

۱۔ عین الفقر' جلد دوم' ص ۶۸

اور جوہر فقر سر، سینہ اور جان میں رہتا ہے۔ جہل بد مغز کا جوہر (ہمیشہ) پریشان رہتا ہے۔ اور جاہل کے دماغ میں شیطان تاریکی ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ فقیر کو چاہئے کہ وہ سب سے پہلے الف کو یاد رکھے، کیونکہ الوہیت سے مراد اللہ واحد ہے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

پھر فقیر کو چار ب چاہئیں۔ ب اول بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی برکت حاصل کرے۔ دوم ب بنائے اسلام، سوم ب، بدی سے اجتناب، چہارم ب، نفس و ہوا اور خواہشات کو بند رکھنا۔ (اور اسی طرح فقیر کو) سات (ت) چاہئیں۔ اول (ت) ترک دنیا۔ دوم (ت) توکل۔ سوم (ت) تکبیر تحریمہ کا خیال رکھے اور ہمیشہ جماعت سے نماز ادا کرے۔ چہارم (ت) تواضع۔ پنجم (ت) تسلیم۔ ششم (ت) ترک تکبر و غرور۔ ہفتم (ت) موت کے لئے (ہر وقت) تیار رہے اور قبر کے متعلق باخبر رہے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

اگر دنیا میں علمائے عامل اور فقرائے کامل نہ ہوتے، تو دنیا میں شیطنت سے تاریکی پھیل جاتی۔ لڑکے (محض) کھیل کود (اور لہو و لعب) اور جوان کبر و مستی اور نفسانی خواہشات اور بوڑھے غیبت اور زیادہ گوئی میں مبتلا رہتے۔ چاہئے کہ کھیل کود، مستی و نفسانی خواہشات اور غیبت و چغلخوری سے بچے۔

ادب خاموشی سے حاصل ہوتا ہے اور ذکر (قلبی) سے (فقیر کے) دل میں جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے صبر سے مراتب خون نوشی کا اظہار ہوتا ہے۔ (فقیر کے لئے) بہتر یہ ہے کہ وہ نہ بالکل بے ہوش ہو جائے اور نہ خود فروش بن جائے۔ فقیر کو سکوت (اور صبر کے) ساتھ دریا نوش ہونا چاہئے یعنی (متحمل اور بردبار ہونا چاہئے) اگرچہ وہ پوری مستی کا ہو چکا ہو۔

ابیات

اے باھوؒ! بدکردار لوگوں کی حقیقت کیا پوچھتے ہو۔ برے کو اس کا عمل ترتیب وار (تنزل کی طرف) لے جاتا ہے۔

(اللہ تعالیٰ کی مدد سے) یہ کتاب (عین الفقر) ۱۰۸۵ھ میں اورنگ زیب عالمگیر کی عملداری (کے زمانہ میں) (ڈیرہ سارنگ خاں میں) ختم ہوئی۔ اس کتاب میں نکتہء وحدت کی پہچان کا پورا پورا حال بیان کر دیا گیا ہے۔

تمت بالخیر

الحمد للہ رب العالمین

مناجات

خالقا بی چارهٔ را ہم ترا — ہمچو مورِ لنگ درگاہ ہم ترا
بی تنی بی دولتی بی حاصلی — بی نوای بی قراری بی دلی
دین زدستم رفت دنیا گم شده — صورتم نا مانده معنی گم شده
من نہ کافر نی مسلمان مانده ام — درمیان ہردو حیران مانده ام
نی مسلمانم نہ کافر چون کنم — مانده سرگردان و مضطر چون کنم
یارب اشک و آه بسیارم ہست — گرنہ دارم ہیچ این بارم ہست
ہم تنم زندانیم آلوده شد — ہم دل محنت کشم فرسوده شد
مانده ام درچاه زندان نی پابست — درچنین چاہم کہ گیرد جز تو دست
پاک کن این گردِ ره ازجان من — پس بشوازاشکِ من دیوان من
گرچہ بس آلوده درراه آمدم — عفوکن گرحبس وزچاه آمدم

(اے میرے پروردگار میں تیری راہ میں بے یار و مددگار ہوں۔ تیرے آستانے پر ایک لنگڑی چیونٹی کی طرح پڑا ہوا ہوں۔ میں ایک بے کس غریب اور مفلس ہوں۔ بے ساز و سامان، بے دل اور بے چین ہوں۔ دین بھی میرے ہاتھ سے گیا اور دنیا بھی کھو گئی۔ صورت بھی باقی نہیں رہی اور جان بھی کھو بیٹھا۔ میں نہ کافر ہوا اور نہ مسلمان ہی رہ گیا۔ اب ان دونوں کے بیچ میں حیران پڑا ہوا ہوں۔ جب میں کافر بھی نہیں اور نہ مسلمان۔ بس پریشان اور بے چین ہوں تو میں کروں تو کیا کروں۔ بار الٰہا! میری آہیں بہت ہیں اور آنکھوں میں آنسوؤں کی فراوانی ہے۔ اگرچہ اور کچھ نہیں ہے۔ لیکن

ہی دونوں میرے مددگار ہو سکتے ہیں۔ یہ قید میں گرفتار میرا جسم کثافتوں سے آلودہ ہے۔ اور یہ محنت اٹھانے والا میرا دل نحیف و زار ہو چکا ہے۔ میں کنوئیں کی قید میں مقید پڑا ہوا ہوں۔ ایسے تاریک کنوئیں سے سوائے تیرے اور کون میرا ہاتھ پکڑ کر نکال سکتا ہے۔ راستے کی گرد و غبار سے میری جان کو پاک و صاف کر دے اور میرے ہی آنسوؤں سے میرا نامۂ اعمال دھو دے۔ اگرچہ تیرے راستے میں گناہوں سے بہت ہی آلودہ ہو کر آیا ہوں تو مجھے معاف فرما دے۔ کیونکہ میں دنیا کی قید اور حرص و ہوس کے کنوئیں سے نکل کر آ رہا ہوں)۔

ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبِ حیات
رحم فرما کہ ز حد می گذرد تشنہ لبی
نسبتِ خود بہ سگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگِ کوی تو شد بی ادبی

ذرۂ خاکپای سگان حضرت سلطان باہوؒ
کے، بی، نسیم

حضرت سلطان باہو اکیڈمی کی دیگر مطبوعات

(۱) رسالہ روحی شریف معہ ملفوظات حضرت سلطان باہوؒ
مترجم و شارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی نسیم، حمیدیہ پریس پشاور شہر ۱۹۸۳ء

(۲) سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ: حیات و تعلیمات
از پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی، نقوش پریس لاہور ۱۹۸۷ء

(۳) دیوان باہو (فارسی) مع مختصر حالات زندگی حضرت سلطان باہوؒ
مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر کے بی نسیم، نقوش پریس لاہور ۱۹۹۰ء

(۴) دیوان باہو (فارسی)
مترجم پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ سلطان الطاف علی
ناشاد پبلشرز، لاہور ۱۹۹۱ء

(۵) تیغ برہنہ
مترجم و شارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی۔ نسیم
حمیدیہ پریس، پشاور شہر ۱۹۹۲ء

(۶) کلید التوحید خورد
مترجم و شارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی۔ نسیم
نقوش پریس لاہور ۱۹۹۲ء

(۷) گنج الاسرار
مترجم و شارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی۔ نسیم
نقوش پریس، لاہور ۱۹۹۲ء

(۸) فضل اللقاء
مترجم و شارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی۔ نسیم
الامان پریس، اردو بازار، لاہور ۱۹۹۵ء

(۹) مجالستہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مترجم و شارح پروفیسر ڈاکٹر کے بی نسیم
الامان پریس، اردو بازار، لاہور ۱۹۹۵ء

(۱۰) کشف الاسرار
مترجم و شارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی۔ نسیم
ندیم پرنٹنگ پریس، موہنی روڈ، لاہور ۱۹۹۵ء

(۱۱) اورنگ شاہی
مترجم و شارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی۔ نسیم
ندیم پرنٹنگ پریس، موہنی روڈ، لاہور ۱۹۹۵ء

(۱۲) کلید جنت
مترجم و شارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی۔ نسیم (زیر ترتیب)

ملنے کا پتہ،
حضرت سلطان باہو اکیڈمی

حق باہو منزل
۱۴۴ اجی، گلشن راوی، لاہور